اللّٰهم انا نعوذ بك من علم لا ينفع ومن قلب لا يخشع

بحمد اللہ العزیز العلام رسالہ نور افزائی بصیرت اہل اسلام کشف حقیقت ازالۃ الاوہام موسومہ بہ

مفاتیح الاعلام

یعنی

نہر افادۃ الافہام

مولفہ خیر خواہ انام محمد انوار اللہ حیدر آبادی دکھنی عفا اللہ عنہ بجاہ حبیبہ الکریم علیہ الصلوۃ والسلام

در مطبع شمس الاسلام واقع چھتہ بازار طبع گردید

اہل اسلام کی خدمت میں گزارش ہے کہ جناب مولوی مرزا غلام احمد صاحب کی کتاب ازالۃ الاوہام ایک مبسوط کتاب ہے جسکے تقریباً ہزار صفحے ہیں اگر اسکا جواب لکھا جاوے تو کئی جلد میں ہوگا - اسلئے تضیع اوقات کے لحاظ سے علما نے اسطرف توجہ نہیں کی - اس عاجز نے مالایدرک کلہ لایترک کلہ پر عمل کرکے اوسکے چند ضروری قابل توجہ مباحث میں بحث کی جسکے مضامین کی فہرست یہ ہے - اور بمناسبت مقام چند فوائد اضافہ کئے گئے -

رموز فہرست

ق - قرآن شریف -
م - مرزا صاحب کا قول
ی - براہین احمدیہ مولفہ مرزا صاحب
ك - الذکر الحکیم مولفہ ڈاکٹر مولوی عبد الحکیم صاحب
ص - صفحہ افادۃ الافہام کے حصہ اول کا

ح - حدیث شریف
ل - ازالۃ الاوہام مولفہ مرزا صاحب
ع - عصائے موسیٰ مولفہ منشی الہی بخش صاحب
س - مسیح الدجال مولفہ ڈاکٹر صاحب
ف - صفحہ افادۃ الافہام کے حصہ دوم کا

واضح رہے کہ منشی الہی بخش صاحب مولف عصائے موسی وہ شخص ہیں کہ مدتوں مرزا صاحب کی رفاقت میں رہ چکے ہیں اور مرزا صاحب نے اونکی تعریف ضرورۃ الامام میں کی ہی کہ بے شر انسان نیکبخت متقی پرہیزگار ہیں اور فرمایا ہی کہ ابتدا سے ہمارا اونکی نسبت نیک گمان ہی اور اخیر پر یہ دعا فرمائی ہی کہ خدائے پاک اوس کے ساتھ ہو۔ ع ۳

اور ڈاکٹر صاحب ممدوح کی نسبت مرزا صاحب اول المومنین فرمایا کرتے تھے اور اونکی نکتہ چینیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور قبول فرمایا کرتے تھے اونکے ذہن کو نہایت رسا اور فہم کو نہایت سلیم فرمایا کرتے تھے۔ ک ۳۱

مرزا صاحب نے اونکی تفسیر کی بھی تعریف کی کہ نکات قرآنی خوب بیان کئے ہیں نہایت عمدہ ہے شیریں بیاں ہی دل سے نکلی اور دلوں پر اثر کرنیوالی ہی فصیح و بلیغ ہی۔ ک ۴۹

مرزا صاحب کے دہوکا دینے والے اقرار و اقوال

م۔ فلسفی قانون قدرت سے اوپر اور ایک قانون قدرت ہے۔ ۳۴۹	م۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الرسل ہیں۔ ص ۱۱
ن۔ نیچروں کو خدا و رسول کے قول کی عظمت نہیں۔ ص ۵	م۔ بجز خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی ہادی و مقتدا نہیں۔ ص ۲۸۷
م۔ جو بات نیچروں کے سمجھ میں نہیں آ، محال کہدیتے ہیں۔ ص ۱۷	م۔ محبت حضرت کی ضروری ہی۔ ص ۱۱
م۔ عقل سے حکمت و قدرت الہی کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ ص ۸	م۔ وحی رسالت منقطع ہے۔ ص ۱۱
	م۔ قرآن مکمل ہے اوسکے بعد کسی کتاب کی ضرورت نہیں۔ ص ۱۱
	م۔ قرآنکا ایک لفظ کم و زائد نہیں ہو سکتا ص ۲۵

- قرآن کی نہر قطعی ہے۔ ص ۲۰
- بغیر قرآن کے واقعات معلوم نہیں ہو سکتے۔ ص ۱۰۶
- ہماری نجات قرآن پر موقوف ہے۔ ی ۹۲
- شریعت فرقانی مکمل اور مختتم ہے۔ ی ۱۰۹
- قرآن کے حافظ ہزار ہا تفسیریں ہیں۔ ی ۱۱۰
- مومن کا کام نہیں کہ تفسیر بالرائے کرے۔ ل ۳۲۸
- تفسیروں کی وجہ سے قرآن کا محرف ہونا محال ہے۔ ی ۱۱۰
- نصوص ظاہر پر محمول ہیں۔ ف ۱۱۰
- نئے معنی گھڑ لینا الحاد و تحریف ہے۔ ص ۵۹
- قرآن کے خلاف الہام کفر ہے۔ ص ۱۸۵
- نیا الہام شریعت کا نازل ہونا محال ہے۔ ی ۱۱۱
- الہام مخالف شریعت حقہ ہو نہیں سکتا۔ ی ۲۲۵
- کشف میں شیطان کی مداخلت ہوتی ہے۔ ص ۱۸۵

- انجیل الہامی کتاب نہیں اور سی نے لوگوں کو گمراہ کیا۔ ص ۵۰
- عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر گمراہی کو نیست و نابود کردینگے۔ ص ۱۵
- میں برخلاف تعلیم اسلام کے کسی اور نبی تعلیم پر چلنے کے لئے مجبور نہیں کرتا۔ ص ۲۰۷
- سوائے مسئلہ نزول عیسیٰ کے کسی مسئلہ مین مجھے خلاف نہین۔ ص ۳۰۹
- بخاری اور مسلم کو میں مانتا ہوں۔ ف ۲۱۷
- ضعیف حدیث بھی اعتبار کے قابل ہے۔ ف ۱۳۵
- جو حدیث قرآن کو بسط سے بیان کرے [illegible] ہے۔ ف ۳۴۳
- [illegible] کی شہادتیں خلفت کو [illegible] پڑتی ہیں۔ ف ۱۶
- امام سیوطی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث کر لیتے تھے۔ ف ۲۹۹
- مسیح کے نزول عقیدہ دین کا رکن نہیں۔ ل ۱۴۰

مد میں تمہاری طرح ایک مسلمان ہوں۔ صہ ۲۸
مد میں اپنے مخالفوں کو کاذب نہیں کہتا۔ صہ ۲۳۸
مد مسلمانوں کا مشرک ہونا محال ہے۔ صہ ۱۲ ج ۱۱۰
مد مسلمانوں کا تزلزل ممکن نہیں۔ ج ۱۱۰
مد جھوٹ کہنا شرک ہے۔ ف ۲۵۵

فضائل و کمالات کے دعوے

مد میں واصل حق ہوں وقت واحد میں رزق خلق و خالق ہوں سیر الی اللہ و فی اللہ سے فارغ ہوں۔ صہ ۴۶
مد حقائق و معارف قرآن خوب جانتا ہوں۔ صہ ۵۰ ف ۱۰۲۹
مد خلیفہ ہوں خلافت الٰہی مجھے عطا ہوئی۔ صہ ۲۱ ف ۵۰۹
مد مجدد ہوں ف ۵۲۹
مد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں۔ ف ۵۲۹
مد حارث ہوں جو امام مہدی کی مدد کو نکلے گا۔ ف ۵۲۹
مد مہدی ہوں ف ۵۳۹
مد امام الزماں ہوں۔ ۱۴۰ ص
مد امام حسین رضی اللہ سے مشابہت رکھتا ہوں۔ صہ ۳۰۲
مد امام حسین سے افضل ہوں۔ ف ۵۳۹
مد صدیق اکبر رضی اللہ سے افضل ہوں۔ ع ۱۴۷
کرشن جی ہونیکا بھی دعوی ہے۔ ف ۵۶۹
مد مثیل آدم و نوح و یوسف و داؤد و موسی و ابراہیم علیہم السلام ہوں۔ ف ۵۳۹
مد ظلی طور پر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ ف ۵۳۹
مد معراج حضرت کا کشفی طور پر تھا ایسی کشفوں میں تجربہ کار ہوں۔ ف ۱۹۴۹
مد بعض نبیوں سے افضل ہوں۔ ع ۱۴۷
مد عیسی علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ ف ۵۳۹
مد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونیکا بھی کنایۃً دعوی ہے۔ ع ۱۴۸
مد قرآن اٹھالیا گیا تھا ثریا سے اوس کو میں نے لایا ہے۔ ف ۲۹۷۹

ھ میرے مسیح ہونیکا سارا قرآن مصدق ہے
اور تمام احادیث صحیحہ شاہد ہیں۔ ص ۲۳

ھ حقیقت انسانیہ پر فنا طاری ہوگئی اسلئے
میں آیا ہوں۔ ص ۴۲

ھ میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں۔ و ۵۳

ھ خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ ص ۲۵۶

ھ خدا نے قرآن میں جو فرمایا ہے مبشرا برسول
یاتی من بعدی اسمہ احمد سو وہ رسول
میں ہوں۔ و ۵۳

ھ مجھ پر بھی وحی اترتی ہے۔ و ۵۳

ھ میرے معجزے انبیا کے معجزوں
سے بڑھکر ہیں۔ و ۵۳

ھ میری پیشگوئیاں نبیوں کی پیشگوئیوں سے
زیادہ ہیں۔ ع ۲۵۱

ھ میرے معجزوں کا انکار سب نبیوں کے
معجزوں کا انکار ہے۔ و ۲۵۱

ھ میرا منکر کافر اور مرتد ہے۔ و ۵۳

ھ میرے فعل پر اعتراض کرنا کفر ہے۔ و ۵۵

ھ جو میری مخالفت کرے وہ دوزخی ہے۔ و ۵۱

ھ میرے منکر پر سلام نہ کرنا چاہئے۔ و ۲۵۱

ھ میرے منکر کے پیچھے نماز حرام ہے۔

ھ کل مسلمان جو میرا اقرار نہیں کرتے اسلام
سے خارج ہیں۔ س ۵

ھ میری جماعت دوسرے مسلمانوں سے رشتہ
ناطہ کرے تو وہ میری جماعت سے
خارج ہے۔ س ۵

ھ میری تکذیب کی وجہ سے خدا نے
طاعون بھیجا۔ و ۵۴

ھ میری امتی پر عذاب نہ ہوگا۔ ص ۲۲

ھ میرا امتی جنتی ہے۔

اونکے مرید اونکو خاتم الانبیا
لکھتے ہیں۔ ص ۳۰۲

اونکے خاندان کو خاندان رسالت اور اونکی
بیوی کو ام المومنین لکھتے ہیں۔ س ۴۱

ھ الہام ہوا کہ ابن مریم میری اولاد
میں ہے۔ و ۵۶

ھ الہام ہوا کہ آسمان سے اترنے والا ابن مریم
میرا بیٹا ہے۔ و ۵۶

ﻫ اوس فرزند کا آسمان سے اترنا
اللہ کا اترنا ہے۔ } ص ۷۶

ان الہاموں کا حاصل مطلب یہ ہوا کہ ابن مریم
کلمۃ اللہ روح اللہ جو آسمان سے اترنے والا ہے
وہ میرا بیٹا ہے۔ مرزا صاحب نے جب سے
عیسویت کا دعوی کیا ہے اہل اسلام اون کو
تنگ کرتے تھے کہ احادیث سے ثابت ہے کہ
عیسی موعود ابن مریم روح اللہ کلمۃ اللہ ہونگے
جس سے وہ بمقتضائے طبیعت کمال غضب میں
تھے ہر چند اونکو جادوگر وغیرہ قرار دیا مگر اس
سے بھی تسکین نہ ہوئی اسلئے کہ عام طور پر کفار
انبیا کو ساحر کہا ہی کرتے تھے البتہ اب غصہ
کسی قدر فرو ہوا ہوگا کیونکہ اب کہاں طعنہ دیں
گے۔ اگر کہینگے کہ جن عیسی کو تم موعود کہتے ہو وہ
میرا بیٹا ہے عقلاً اگر گالی بھی دیتے ہیں تو اس
تدبیر سے کہ اوسکو مدلل بنا دیتے ہیں دیکھ لیجئے
اب اگر کوئی اونکی عیسویت نہ مانکر عیسی علیہ السلام
کا نام لے تو صاف کہدینگے کہ وہ تو میرا
بیٹا ہے اور اگر کسی نے کچھ کہا تو جواب آسان ہے

کہ اسمیں میرا کیا قصور خود تمہارے خدا نے ایسا
فرمایا ہے اور اوسکا ماننا تم پر فرض ہے اور
حدیثوں کا جواب تو پہلے ہی ہو چکا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو اس کشف میں غلطی ہوئی۔

ﻫ خدا مجھسے قریب ہوکر باتیں کرتا ہے۔ ص ۵۳

ﻫ خدا مجھسے باتیں کرنیکے وقت منہ سے پردہ
اتار دیتا ہے۔ ص ۲۹۸

ﻫ خدا مجھسے ٹھٹھے کرتا ہے۔ ص ۲۹۸

ﻫ کن فیکون مجھکو دیا گیا ہے۔ ص ۵۳

ﻫ جس سے میں خوش ہوں خدا خوش ہے
اور جس سے میں ناراض ہوں خدا
ناراض ہے۔ ص ۴۵

ﻫ میرے الہام دوسروں پر حجت ہیں۔ ص ۱۶۳

بذریعہ الہام خدا نے اونسے کہا

ﻫ یا ایہا المدثر ص ۳۴

ﻫ یرفع اللہ ذکرک ص ۳۴

ﻫ تیرے اگلے پچھلے گناہوں کی
مغفرت ہوگئی۔ ص ۲۱

م انا فتحنا لک فتحاً مبینا ص ۳۴

م اعمل ماشئت یعنی جو جی چاہا کر ص ۲۱

م یا احمد انا اعطیناک الکوثر ی ۵۱۷

م لولاک لما خلقت الافلاک یعنے نہ ہوتا تو آسمانوں کو نہ پیدا کرتا۔ س ۱۱

م تو مجھ سے ہوا اور میں تجھ سے ہوں۔ س ۱۱

م تیرے دین کے آنے سے دین باطل و نابود ہوگیا۔ ص ۳۴

م جو دعا تو کریگا میں قبول کرونگا۔ ص ۲۱۵

م تو میری اولاد کے ہم رتبہ ہے۔ ی ۵۳

م تو اشجع الناس ہے۔ ی ۲۴۱

م تیرا نام تمام ہوگا میرا نام ناتمام رہیگا۔ ی ۲۴۲

م عرش پر خدا تیری حمد کرتا ہے۔ س ۱۱

م وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ی ۵۰۶

اونکے خدا نے اون سے کہا کہ تمام مسلمانوں سے قطع تعلق کرو۔ ک ۹

مرزا صاحب کے اوصاف و حالات

مرزا صاحب کے خاندان میں حکومت رہی ہے جسکے وہ طالب ہیں۔ ت ۸

چنانچہ مرزا صاحب کے بھائی مرزا امام الدین صاحب لال بیگیوں کی امامت اور مامور من اللہ ہونیکے مدعی ہیں۔ ع ۳۰۸

نشو و نما مرزا صاحب کی مذاہب باطلہ کی کتابیں دیکھنے میں ہوئی جس کا نتیجہ ہوا۔ ص ۹

مرزا صاحب سید احمد خاں صاحب سے بھی زیادہ عقلمند نکلے۔ ص ۱۱۴

قرآن و اسلام کی توہین اخباروں کے ذریعہ سے کیجاتی ہے۔ ک ۷

مرزا صاحب کا باطل پر ہونا انہی کے الہام سے ثابت ہوگیا۔ ص ۱۷۷

خود مرزا صاحب نے اپنے مردود و ملعون و کافر و بے دین و خائن ہونیکا فیصلہ کردیا۔ ص ۲۱۷

قوائے شہوانیہ و غصبانیہ کے غلبہ کے وقت قرآن کی مخالفت کرنا مرزائی دین میں امر مسنون ہے۔ ص ۲۰۸

لکھا ہے کہ مرزائیوں میں جو پہلے آوارہ بدچلن

رنڈی باز راشی تھے اب بھی ویسے ہی ہیں
فیضان صحبت کچھ بھی نہیں۔ ک ۳۰

مرزائیوں میں بجائے پرستش باری تعالیٰ کے
گویا مرزا صاحب کی پرستش قائم ہوگئی اور
تسبیح و تقدیس و تحمید و تمجید قریب قریب
مفقود ہوگئی۔ ک ۱

عام طور پر مرزائیوں کا یہ مذاق ہوگیا ہے کہ
مسیح آیا او مسیح مرگیا یہانتک کہ ایک صاحب نے
تو صاف کہدیا کہ جس حمد کے ساتھ مرزا صاحب
کا ذکر نہ ہو وہ شرک ہے۔ ک ۳۵

اس شرک کے معنی یہ تو نہیں ہوسکتے کہ خدا کے
ساتھ اونکو شریک کرنا ہے اسلئے کہ اونکا ذکر
نہوتا تو عین توحید الہی ہے۔ بلکہ اسکے معنی
یہ ہیں کہ اونکے حمد کے مقام میں خدا کی
مرزا صاحب کی توحید میں فرق ڈالنے والی ہے
جو عین شرک ہے۔ حضرات کیا اب بھی سمجھ میں
نہیں آیا کہ مرزا صاحب کون ہیں۔

لکھا ہے کہ مرزا صاحب کے مشرکانہ الہام یا تعوذ
کثرت مشک و عنبر و سٹرکنیا و دیگر محرکات
و مفرحات کا نتیجہ ہے جو آپ ہمیشہ بکثرت استعمال
کرتے رہتے ہیں یا مرض ہسٹریا کا نتیجہ ہے جسمیں
آپ مدت سے مبتلا ہیں کیونکہ اس مرض سے
فاسد خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ ک ۱۵

یہ ڈاکٹر صاحب کی تشخیص ہے اور علما کی تشخیص
یہ ہے حب الدنیا راس کل خطیئۃ۔

خلاف بیانی

مرزا صاحب نے جو لکھا ہے کہ چار سو نبیوں کی
پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ سو اسکا غلط ہونا توریت
وغیرہ سے ثابت ہوگیا کہ وہ بت پرست اور
مندروں کے پوجاری تھے۔ ع ۲۳۷

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب
کے ہاتھ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
خواب میں بیعت کی۔ حالانکہ شاہ صاحب
لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت کے دست مبارک
پر بیعت کی۔ ع ۲۵۷

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو مجدد سرہندی رح کے طفیل سے

خلیل اللہ کا مرتبہ ملا - حالانکہ مجدد صاحب تصریح کرتے ہیں کہ حضرت کی کمال متابعت سے کمال حاصل ہوا اور حضرت کے خادم سے بڑھکر اپنے کو کوئی رتبہ حاصل نہیں - ۵۷ ع

الہام بیان کیا کہ قادیان میں طاعون نہ آئیگا پھر جب وہاں کے چوہڑوں میں طاعون کی کثرت ہوئی تو اوس سے انکار کر گئے - ص ۲۲۳

قسم کھا کر کہا کہ خدا نے مجھسے فرمایا کہ اگر مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح کسی دوسرے سے ہوجائے تو تین سال کے اندر اوس کا شوہر اور باپ مرجائیں گے حالانکہ دوسرے کے ساتھ نکاح بھی ہوا اور سالہاے سال سے وہ خوش وخرم ہیں - ص ۲۰۵

لکھا ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جاکر مرے اور یہ بھی لکھا کہ وہ کشمیر میں آکر مرے ان دونوں میں سے ایک بات ضرور خلاف واقع ہے بلکہ دونوں - ص ۲۸۰

موسی اور عیسی علیہ السلام کے درمیانی مدت چودا سو سال لکھا ہے حالانکہ سولا سو ستر ۱۶۱۷ سال ہے - ف ۴۵۹

اونکا دعوی ہے کہ میرے سوا کسی مسلمان نے مسیح موعود ہونے کا دعوی نہیں کیا حالانکہ کرمیتہ نے یہ دعوی کرچکا ہے - ف ۵۴۰

اپنی نشانی قرار دی کہ حج بند ہوگیا - حالانکہ کسی سال بند نہیں ہوا - ۳۹۴ ع

مولوی ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ میں ایک پیشگوئی بھی ثابت نہ کرسکے جس سے ظاہر ہے کہ پیشگوئیوں کے وقوع کے کل دعوے خلاف واقع ہیں - ف ۲۴۹

انکے سواے اور بہت ہیں چنانچہ منجملہ اونکے چند صفحات ذیل میں مذکور رہیں :-

ف ۴۲ ف ۸۲ ف ۱۰۷ ف ۱۲۴ ف ۱۴۴
ف ۱۹۹ ف ۲۹ ف ۳۱۸ ص ۱۸۱ ص ۱۸۶

اشتہار میں غلط مشتہر کیا کہ محمد حسین صاحب نے اپنی نسبت جو فتوی لکھا تھا اوسکو منسوخ کیا ص ۲۱۴

اشتہار دیا کہ براہین احمدیہ کے تین سو جزو تیار ہیں چنانچہ اوسکی پیشگی قیمت بھی وصول

کرلی اور تخمیناً پینتیس جزو چہاپکر ختم کردیا۔ ف ۴۰

ایک مقدمہ اون پر دائر ہوا اوسمیں اپنی برات کے لئے غلط بیانات و خلاف واقعات چہپواکر پیش کئے جسمیں بعض پیشگوئیوں مشتہرہ وزبانی سے بھی انکار فرمایا۔ ع ۲۶۱

انہوں نے کشف الغطا میں لکہا ہے کہ انیس ۱۹ سال سے سرکار گورنمنٹ کی خدمت کررہا ہوں پہر آٹھ مہینے کے بعد ستارہ قیصرہ میں چھاپ دیا کہ بیس ۲۰ سال سے خدمت کررہا ہوں۔ ع ۴۷

اتہم کے مقدمہ میں سر اجلاس عدالت میں اپنی خلاف بیانی کا اقرار کرلیا۔ ص ۱۸۹

اسکے بعد انکا وہ قول بھی ملاحظہ ہو جو فرماتے ہیں کہ جھوٹ شرک ہے۔

قسمیں

قسم کہائی کہ اب کسی سے مباحثہ نہ کرینگے اوسکے بعد اعلان دیا کہ علما مباحثہ کیلئے آئیں اور جب آئے تو گریز کیا۔ ص ۲۳۴

ء کہا کہ پندرہ مہینے میں مسٹر اتہم مرجائیگا اور جہنم میں ڈالاجائیگا خدا کی قسم ہے کہ اللہ جلشانہ ایسا ہی کریگا۔ پہر وہ مدت گذرگئی اور وہ نہ مرا۔ ص ۱۶۶

ء خدائے تعالی کی قسم ہے کہ میں اس بات میں سچا ہوں کہ خدائے تعالی کی طرف سے الہام ہوا کہ مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا۔ اور اگر دوسرے سے ہوا تو تین ۳ سال کے اندر اوسکا شوہر اور باپ مرجائیگا۔ حالانکہ نکاح ہوکر پندرہ سولہ سال ہوگئے اور ابتک شوہر زندہ اپنی زوجہ کے ساتھ خوش و خرم ہے۔ ص ۲۰۵-۱۹۴

ء خدایا میں تجہے گواہ کرتا ہوں کہ اگر تین سال میں کوئی ایسا نشان تو نہ دکہلاے جو انسان کے ہاتہوں سے بالاتر ہو تو میں اپنے آپ کو مردود و ملعون کافر بے دین اور خائن سمجہ لونگا۔ پہر باوجودیکہ کوئی ایسا نشان ظاہر نہوا مگر ابتک وہ اپنی کو ملعون کافر وغیرہ نہیں سمجہتے

ہ حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تین ہزار
کے قریب قبول ہو چکی ہیں۔ مگر ضرورت کے
وقت ایک بھی اثر ندارد۔ ۲۹۱ ع

مہدی کی حدیث اپنے پر منطبق کرنیکی غرض سے
حاضرین جلسہ کی فہرست مرتب کرکے کمی و زیادتی
۳۱۳ نام کی تکمیل فرضی طور پر کردی۔ س ۱۹

فرماتے ہیں مجھے دنیا کے بے ادبوں اور بدزبانوں
سے مقابلہ پڑتا ہے اسلئے اخلاقی قوت اعلیٰ درجہ
کی دی۔ س ۲۰

اسکے بعد فہرست انکی گالیوں کی بھی عصائے موسیٰ
میں پڑھ لیجائے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب
کی تفسیر کی غایت درجہ کی تعریفیں اخبار وغیرہ میں
چھپوائیں ک ۵۳ ۔ س ۱۹

اب اسی تفسیر کی نسبت اخبار میں شائع فرماتے
ہیں کہ میں نے اوس تفسیر کو کبھی نہیں پڑھا۔ س ۲۰

الہام

الہام ہوا کہ وہ زمانہ بھی آنیوالا ہے کہ حضرت
مسیح نہایت جلالت کے ساتھ دنیا میں آئینگے
اور گمراہی کو نیست و نابود کردینگے۔ اوسکے بعد
جب منظور ہوا کہ اونکے آنیکا جھگڑا ہی مٹا دیا جائے
اور مسیح موعود خود بنجائیں تو کہدیا کہ خدا نے
مجھے بھیجا اور خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح
ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ
موقع موقع پر الہام بنا لیا کرتے ہیں۔ ص ۱۵ ۲۶۸

الہام فبشرنی ربی بموتہ فی ست سنتہ۔ یہ الہامی
عبارت غلط ہے اس لئے وہ الہام رحمانی
نہیں ہوسکتا۔ ص ۱۹۱

الہام ہوا کہ قادیان میں طاعون نہ آئیگا۔ اور
ہوا یہ کہ طاعون سے قادیان ویران ہوگیا۔ ص ۲۲۳

الہام ہوا کہ اول لڑکا ہوگا جسکا حلیہ بھی بیان
کیا گیا تھا لیکن لڑکی ہوئی۔ ۴۰ ع

الہام پر بشیر موعود کی بشارتیں اشتہار وغیرہ میں
چھپوائی گئیں اور بہت سا روپیہ مہد وغیرہ
بنوانے کیلئے منظور بھی کیا گیا لیکن بغیر تکمیل
بشارتوں کے اوسکا انتقال ہوگیا۔ ۴۱ ع

کل پیشگوئیوں کا ابطال مولوی ثناء اللہ صاحب
نے کردیا جسکا مفصل حال رسالہ الہامات مرزا

میں مذکور ہے۔

قل یا ایہا الکفار والا الہام جھوٹا ہی اسلئے کہ خود فرماتے ہیں کہ میں مخالفین کو کاذب نہیں سمجھتا ص ۲۳۸ ص ۲۴۵

۵۔ مجھے خبر لگ گئی ہے کہ جو میرے مقابلہ میں کھڑا ہو وہ ذلیل اور شرمندہ ہوگا مگر مسٹر آتہم کے مقابلہ سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب ہی ذلیل ہوئے۔ ص ۱۶۸ ف ۸۳

میاں عبد الحق کے مقابلہ میں مباہلہ کے وقت بھی مرزا صاحب ذلیل ہوئے۔ ص ۲۳۸

مرزا احمد بیگ صاحب کے مقابلہ میں بھی ذلیل ہوئے۔ ص ۱۹۴

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے مقابلہ میں بھی ذلیل ہوئے۔ ص ۲۱۳

مولوی ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ میں بھی ذلیل ہوئے۔ ص ۲۲۶

مولوی عبد المجید صاحب کے مقابلہ میں بھی ذلیل ہوئے۔ ص ۲۲۷

علمائے ندوہ کے مقابلہ میں بھی ذلیل ہوئے۔ ص ۲۳۵

مسٹر کلارک کے مقابلہ میں بھی ذلیل ہوئے ص ۱۸۱

پیر مہر علی شاہ صاحب کے مقابلہ میں نہ آئیے بھی ذلیل ہوئے۔ ۱۴۷ ع

مولوی عبد الحق صاحب غزنوی نے اعلان دیا کہ مرزا صاحب مع تیس ہزار حواریین دعا کریں کہ عبد الکریم (جو مرزا صاحب کے اعلیٰ درجہ کے موئد اور دوست ہیں) اونکی ایک آنکھ اور ٹانگ صحیح ہوجائے۔ اور ہم دعا کرینگے کہ اوسکو تاعمر حیات خدا کانا اور لنگڑا ہی رکھے۔ اور ہم چالیس روز پیشتر ہی پیشگوئی کرتے ہیں کہ وہ ایسا ہی رہیگا۔ اس موقع میں بھی مرزا صاحب کو سخت ذلت ہوئی کہ وہ لنگڑے اور کانے ہی رہے۔ ۱۴۵ ع

حالانکہ ازالۃ الاوہام میں لکھا ہے کہ دعائیں اپنی اونکے حق میں قبول ہوئی ہیں جو غایت درجہ کا دوست ہے ص ۱۱۹

والد مولوی محمد حسین کی میعاد موت ایک سال ٹھیرائی تھی وہ غلط ثابت ہوئی۔ ۱۴۱ ع

اشتہار دیا کہ اس سال بارش ہوگی اگر
بارش نہ ہوئی تو ہمارے مریدوں پر رحمت
نازل ہوگی۔ اسکا ظہور اسطرح ہوا کہ بارش کا
خوب امساک ہوا اور مریدوں پر رحمت نہ
ہوئی کہ ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور کی نوٹس تک
رات بھر اشتہار مرہم عیسی کو بازار ول
گلیوں کوچوں سے اوتارنے میں حیران و
سرگرداں رہے۔ ع ۳۷۸
سید مہر علی صاحب اور علمائے ندوہ وغیرہم
کے مقابلہ میں نہ آنے اور گریز کر جانے سے
ثابت ہوا کہ الہام سنلقی فی قلوبہم الرعب
یعنے خدا نے اونسے کہا کہ اون لوگوں کے
دلوں میں ہم رعب ڈالدینگے، جھوٹا ثابت ہوا
اور نیز انجح الناس والا الہام بھی جھوٹا
ہوگیا۔ ل ۱۹۳
اتہم وغیرہ کے مقابلہ میں ذلیل ہونیسے ثابت ہوا
کہ الہام ینصرک اللہ فی مواطن یعنے اللہ تیری
مدد کریگا ہر مقام میں جھوٹا ہے۔ ل ۱۹۶
ھ الہام ہوا کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بھاری
جماعت ہیں یہ لوگ سب بھاگ جائیں گے۔
اور پیٹھ پھیر لینگے۔ ابتک اسکا ظہور نہ ہوا
مخالفین کے حملے تو روز افزوں ہیں خود مرزا صاحب
ہی کی جماعت کے بعض افراد مثل ڈاکٹر محمد عبد الحکیم خاں
اونکے مقابل میں ہوکر حملے پر حملے کر رہے ہیں
جنکا جواب وہ دے نہیں سکتے اور آئندہ بھی
اسکے ظہور کی توقع نہیں اسلئے کہ اب تو وہ
زمانہ آگیا کہ یاس کے الہامات ہونے
لگے ہیں۔ ل ۲۳۴
اسی طرح اس الہام کے سچے ہونیکا بھی موقع
گذر گیا۔ ہم عنقریب نشانیاں دکھلائیں گے
حجت قائم ہوجائیگی اور فتح کھلی کھلی ہوگی۔ ل ۲۳۴
الہام ہوا کہ عمنوائیل و بشیر نام اپنے گھر لڑکا
پیدا ہوگا سخت ذہین اور فہیم ہوگا علوم ظاہری
و باطنی سے پر کیا جائیگا صاحب شوکت و دولت
ہوگا قومیں اوس سے برکت پائیں گی اور
حوائیں مبارکہ سے نسل بہت ہوگی پھر خوشخبری
شائع کی کہ وہ مولود مسعود پیدا ہوگیا ہے
اور اوسکے عقیقہ میں ضرورت سے زیادہ دھوم

دعا مہوئی مگر وہ سب پیشگوئیاں رکھی رہیں
اور طفولیت ہی میں اپنے بادشاہ پدر بزرگوار
کو وہ داغ لگا گئے۔ ص ۲۳
مرزا صاحب نے ۱۸۹۸ء میں پیشگوئی کی جسکا
ماحصل یہ کہ سنہ ۱۸۹۹ء میں طاعون پنجاب میں
پھیلے گا مگر مرزا صاحب کی تخمین میں خوبصورت
پیشگوئی بھی خطا ہوئی اور اسکے بعد دو سال
تک ملک میں امن رہا۔ ص ۳۵
مرزا احمد بیگ صاحب کی لڑکی کے نکاح کے
باب میں الہام جھوٹا ثابت ہوا۔ ۲۰۱

دعا

ابھی معلوم ہوا کہ مولوی عبدالحق صاحب ہی کی
دعا عبدالکریم صاحب کے کانے اور لنگڑے
رہنے کے باب میں قبول اور مرزا صاحب
کی دعا قبول نہیں ہوئی۔
سید امیر شاہ صاحب رسالدار میجر کو مرزا صاحب
نے عہدنامہ لکھدیا کہ ایک سال میں انکو
فرزند ہونیکے لئے دعا کرونگا۔ اگر اس
مدت میں نہ ہوا تو میری نسبت جس طور کا بد اعتقاد
چاہیں اختیار کریں اور پانسو روپیہ بھی
دعا کرنیکے واسطے وصول کر لئے اور سال بھر
کمال جد و جہد سے دعا بھی کی مگر قبول
نہ ہوئی۔ ۱۴۱ع
بشیر فرزند کی صحت کیلئے اقسام کی دوائیں
اور جدید دعائیں کیگئیں مگر کچھ اثر نہوا۔ ۱۹۹ع
آتھم والی دعا میں مرزا صاحب کے ساتھ تمام
جماعت مریدیں بھی مصروف رہی مگر قبول
نہ ہوئی اور آتھم ہی کی دعا قبول ہو گئی۔ ۱۹۹ع
مرزا احمد بیگ صاحب کی لڑکی کے نکاح کے باب میں
ہزارہا مریدوں سے مسجدوں میں دعائیں
کرائیں تو خود بدولت کی اضطراری دعاؤں کا
کیا حال ہوگا مگر کوئی قبول نہوئی۔ ص ۱۹۵
عبدالکریم صاحب کی آنکھ اور ٹانگ درست
درست نہ ہونیکے باب میں مولوی عبدالحق صاحب
ہی کی دعا قبول ہوئی اور باوجود تحدی
کے مرزا صاحب کی دعا قبول نہوئی۔ ۱۵۱ع
سید مہر علی صاحب کو بذریعہ اشتہار اطلاع

دی کہ اگر ایک ہفتہ میں اپنے قصور کی معافی نہ چاہیں اور چھپوا نیکے لئے خرانہ بھیجیں تو پھر آسمان پر میرا اور انکا مقدمہ دائر ہوگا مگر انہوں نے کچھ پروا نہ کی اور ان کا کچھ نقصان بھی نہ ہوا۔ ع ۴۳

مرزا صاحب سرکار کی جانب سے روک دیے گئے کہ کسی پر بد دعا نہ کریں دعا کرکے اس مزاحمت کو بھی نہیں اٹھا سکتے۔ ص ۲۱۵

جن جن مقابلوں اور معرکوں میں مرزا صاحب کو ذلتیں ہوئیں اسکا سبب یہی ہے کہ انکی دعائیں ضرورت کے وقت قبول نہیں ہوتیں اور خدائے تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے کہ وہ ذلیل ہوں۔ اس موقع میں انکا وہ دعوے بھی پیش نظر رہے کہ خدا انسے بے پردہ ہوکر باتیں اور ٹھٹھے کرتا ہے اور بارہا کہا کہ ہر دعا تیری قبول کرونگا۔

تدیّن

اپنی غرضیں پوری کرنیکی غرض سے قرآن کی آیتوں میں تعارض پیدا کرتے ہیں۔ ص ۳۹۵ ، ۲۸۵

قیامت کا انکار۔ ۲۵۲۹

باوجود فرض ہونیکے ابتک حج کو نہیں گئے۔ س ۱۷

زکوۃ کا مال اپنی کتابوں کی قیمت میں لیتے ہیں۔

لوگوں کے مال میں اقسام کی بدعنوانیاں۔

بعض مریدین نے حج فرض کو جانیکا مشورہ لیا تو فال دیکھکر کہدیا کہ مناسب نہیں۔ ع ۲۳۲

اپنی اہلیہ ثانیہ کی خاطر سے شرعی وارثوں کو محروم الارث کرنیکی غرض سے جائداد کو اہلیہ ہی کے پاس رہن رکھا۔ ع ۲۳۲

زیور طلائی مردونکو پہننے کی اجازت۔ ع ۳۱۸

تقویت اعصاب وغیرہ کے لئے انگریزی وہ دوائیں کہاتے ہیں جنمیں شراب ہوتی ہے۔ ع ۳۴۴

پہلی اولاد و پسران کو بلا دلیل شرعی عاق اور محروم الارث کر دیا۔ ص ۲۰۰

اپنی خواہش نفسانی پوری کرنے کی غرض سے

خدا کی طرف سے جھوٹا پیام پہنچا دیا۔ ص ۱۹۴
اپنی بیوی کی خاطر خدا کی مخالفت۔ ص ۲۰۰

وعدہ خلافی

پیر مہر علی شاہ صاحب چشتی کو بذریعہ اشتہار اطلاع دی کہ مباحثہ کے لئے چالیس علما کے ساتھ جن کے نام بھی لکھے تھے لاہور میں آویں اگر میں حاضر نہوا تب بھی کاذب سمجھا جاوں شاہ صاحب تو حسب دعوت مع علما لاہور تشریف لائے مگر مرزا صاحب نے پہلو تہی کی آخر بذریعہ اشتہارات اونکو اطلاع دیگئی مگر اسپر بھی صدائے برنخاست جب کئی روز کی اقامت کے بعد شاہ صاحب واپس تشریف لیگئے تو مرزا صاحب نے اشتہار دیا کہ شاہ صاحب نے چال بازی کی۔ ۱۷ ع

بذریعۂ اشتہار وعدہ کیا کہ کوئی شخص ایسا مفتری علی اللہ دکہلائے جس نے ۲۳ سال کی مہلت پائی ہو تو ہم اوسکو پانچ سو روپیہ انعام دینگے اوسپر حافظ محمد یوسف صاحب نے ایک فہرست پیش کی۔ مگر ایفا ندارد۔ ف ۱۱۱

سراج منیر وغیرہ رسالے چھاپنے کا وعدہ کیا مگر ایفا ندارد۔ ف ۲۱

بذریعہ اشتہار وعدہ کیا کہ اگر علما قادیان کے قریب مباحثہ کے لئے ایک مجلس مقرر کریں تو قرآن وحدیث وعقل و آسمانی تائیدات اور خوارق و کرامت کے رو سے میں اونکو اوس قاعدہ سے اپنی شناخت کرونگا جو سچے نبیوں کی شناخت کے لئے مقرر ہے مگر جب علمائے ندوہ نے مباحثہ کے لئے خط لکھا تو جواب ندارد۔ ص ۲۳۵

براہین احمدیہ کی نسبت وعدہ کیا کہ اوس سے مجادلات کا خاتمہ ہوجائیگا مگر یہ وعدہ بھی غلط ثابت ہوا۔ ص ۱۰

مولوی ثناء اللہ صاحب کو دعوت دی کہ اگر قادیان میں آکر کسی پیشگوئی کو جھوٹی ثابت کردیں تو ایک لاکھ بیند ہرا ہزار روپیہ دونگا جب وہ قادیان گئے تو خوب مغالطات سنائے اور مناظرہ کی نوبت ہی نہ آنے دی۔ ص ۲۲۶

وعدہ کیا کہ اگر آتھم پندرہ مہینے میں نہ مرے تو میرا منہ کالا کیا جائے اور میرے گلے میں رسا ڈالا جائے اور مجھکو پھانسی دیجائے باوجودیکہ اس مدت کے بعد بھی وہ زندہ رہا مگر انہوں نے منہ کالا کرنے کی بھی اجازت نہ دی۔ ص ۱۶۷

فتنہ انگیزی

حق تعالی فرماتا ہے وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ یعنے فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے۔

مرزا صاحب ضرورۃ الامام میں لکھتے ہیں کہ حق تعالے جو فرماتا ہے اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ اسکی رو سے انگریز ہمارے اولوالامر میں داخل ہیں اسلئے میری نصیحت اپنی جماعت کو بھی ہے کہ دل کی سچائی سے انکے مطیع رہیں۔ اوسکے بعد مسلمان کی جھوٹی شکایت کرتے ہیں کہ مسلمان انگریزوں کے برخلاف بغاوت کی کھچڑی پکاتے رہتے ہیں۔ ۲۶۷ ع

مرزا صاحب ستارۂ قیصرہ میں لکھتے ہیں کہ دو عیب اور غلطیاں مسلمانوں میں ہیں ایک تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا رکن سمجھتے ہیں دوسرا خونی مسیح اور خونی مہدی کے منتظر ہیں۔ مسلمانوں کے جہاد کا عقیدہ مخلوق کے حق میں بداندیشی ہی۔ پھر اگر وہ خطرناک وحشیانہ عقائد چھوڑ کر ایک سچا خیرخواہ گورنمنٹ کا بنگیا۔ مقصود یہ کہ سب مسلمان گورنمنٹ کے بدخواہ ہیں انکو سزا دیجائے۔ ۳ ع

مرزا صاحب تمام مسلمانوں کو آئے دن اپنی طرف سے خونی مہدی اور خونی مسیح کا منتظر ٹھہرا کر اور صرف خود اور جماعت چند مریدیں کو خیرخواہ سرکار قرار دیکر دوسرے تمام مسلمانوں کو پکڑوانے اور سزا دلوانے کے لئے درخواستیں بھیجتے رہتے ہیں۔ ۲۲۶ ع

غدر کے واقعہ میں جو بے رحمیاں اور ظلم ہوئے اونکا فوٹو کھینچکر پیش کر دیا اور علمائے اسلام کے ذمہ یہ الزام لگا دیا کہ یہ سب کچھ اونکے

فتووں سے ہوا۔ ص ۲۹

اخلاقی حالت

کیسی ہی ذلت کی صفت ہو جب مرزا صاحب میں آتی ہے تو قابل افتخار ہو جاتی ہے چنانچہ زمینداری کی انہوں نے ذلت بیان کی اور اسی کو اپنے لئے باعث افتخار و تکبر قرار دیا۔ ص ۲۱۲

اپنی بیوی کی خاطر قطع رحمی کی پہلی اولاد کو عاق کر دیا۔ ص ۲۰۰

پیرانہ سری میں ایک لڑکی سے نکاح کرنے کی غرض سے جھوٹ کہا۔ خدا پر افترا کیا۔ جھوٹی قسم کھائی۔ الہام بنالیا۔ بے گناہ بہو کو طلاق بدعی دلانے کی کوشش کی۔ فرزند کو محروم الارث کر دیا۔ قطع رحمی کی۔ ص ۲۰۹

کسی کے مقابلہ میں مغلوب ہو کر شرمندہ ہوتے ہیں اور خصم پر غصہ نہیں نکال سکتے تو تماشبینوں کو گالیاں دینے لگتے ہیں جیسا کہ آتھم کے واقعہ سے ظاہر ہے۔ ص ۱۷۳

علما و مشائخین کو گالیاں دینے میں مرزا صاحب کو ایسی مشاقی ہو گئی ہے کہ ہر وقت نئی تراش و خراش ہوتی رہتی ہے مثلاً اندھیرے کے کیڑے و جھوٹ کا گوہ کھایا۔ رئیس الدجالین۔ ذریت شیطان۔ عقب الکلب۔ غول الاغوال کھوپری میں کیڑا۔ مرے ہوئے کیڑے۔ لومڑی۔ ہامان الہالکین۔ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ۔ اور خنزیر۔ کتے۔ حرام زادہ ولد الحرام۔ اوباش۔ چوہڑے۔ چمار۔ زندیق ملعون وغیرہ تو معمولی الفاظ بے تکلف اور بے اختیار نکل آتے ہیں۔ جیسا کہ عصائے موسیٰ اور المسیح الدجال سے ظاہر ہے۔ ص ۱۶

مرزا صاحب کو حق تعالیٰ نے بذریعہ الہام فرمایا انا زوجنا کہا یعنے مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے ساتھ تیرا نکاح کر دیا۔ مگر مرزا سلطان محمد صاحب نے اوس لڑکی کو نکاح کرکے لیگئے اور بفضلہ تعالیٰ ابتک اون کے بطن سے گیارہ بچے بھی ہو چکے ہیں۔ ص ۲۹

مرزا صاحب کو چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثلیت کا دعویٰ ہے چنانچہ وما ارسلناک

الا رحمۃ للعالمین وغیرہ فضائل کے بھی الہام
اونکو ہو گئے ہیں اسلئے یہ الہام بھی ہوا
جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر زینب
رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بارہ میں یہ وحی
ہوئی تھی زوجنا کہا جو ومن یقنت کے
دوسرے رکوع میں ہے یعنے حق تعالی نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ
ہمنے زینب کا نکاح تم سے کردیا چنانچہ اسی
وحی کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر
اطلاع کے اونکے مکان میں تشریف لے گئے
اور وہی نکاح کافی سمجھا گیا اور پیام اور ایجاب
و قبول اور گواہوں کی ضرورت نہ ہوئی
کیوں نہ ہو جب خدائے تعالی خود نکاح
کردے تو اوسکے تصرف کے مقابلہ میں کسکا
تصرف نافذ ہو سکتا ہے۔ مگر یہاں معاملہ
بالعکس ہو گیا۔ اب یہاں حیرانی یہ ہے
کہ مرزا صاحب کا الہام تو بالکل یقینی ہے
جسمیں اونکو یقینی ہے جسمیں اونکو ذرا بھی
شک نہیں اور قرآن کے مطابق اونکا
نکاح صحیح بھی ہو گیا جسکی وجہ سے وہ مرزا صاحب
کی اعلی درجہ کی منکوحہ کہلائیں۔ اور مشاہدہ ہے
کہ کیسا ہی غریب آدمی ہو اگر کوئی اوسکی
جورو کو لیجائے تو کچھ نہیں تو سرکار میں وہ
ضرور دعوی کریگا مگر مرزا صاحب نے طلب
زوجہ کا دعوی بھی نکیا یہانتک کہ گیارہ بچے
اس بیوی کو ہو گئے۔ اگر سرکار میں یہ دعوی
کیا جاتا تو ضرور کامیابی ہوتی کیونکہ الہام
مرزا صاحب کا خود دوسروں پر حجت ہے۔
پھر افراد امت نے ضرور شور مچایا ہوگا کہ
ام المؤمنین کو ہم کسی جابر غاصب کے قبضہ میں
ہرگز دیکھ نہیں سکتے۔ اوسپر بھی مرزا صاحب
راضی برضا ہو کر اغماض حلم و تدبر و خوش خلقی
کو کام فرمایا۔ پھر مرزا صاحب ازالۂ حیثیت عرفی
کے دعوی بھی نالش کیا کرتے ہیں آخر یہ
ازالہ بھی اوس سے کم نہیں کیونکہ یہ تو ملک کا
ازالہ تھا۔ بہرحال جب ہم اس واقعہ کے
دونوں پہلو پر نظر ڈالتے ہیں تو عجیب پریشانی
ہوتی ہے مگر جب غامض نظر سے دیکھتے ہیں تو

یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے جو صاحب عصائے موسیٰ
نے لکھا ہے کہ ضعف و ناتوانی کی یہ حالت
کہ اونمیں اتنی بھی قدرت نہیں کہ اپنی منکوحہ
آسمانی پر قبضہ کر سکیں۔ ص ۳۶۸
اسلئے کہ اونکا اشجع الناس ہونا الہام سے
ثابت ہے گو وہ کیسا ہی ہو آخر الہام
کسی مناسبت سے ہوا ہوگا اور یہ ممکن نہیں
کہ کوئی شجیع اس قسم کا عار گوارا کرے
اسلئے ہم یقیناً کہتے ہیں کہ مرزا صاحب صرف
کسی مصلحت سے وہ الہام بنا لیا تھا اگر کوئی
اوسمیں کلام ہو تو مرزا صاحب کو قسم دیکر
پوچھ لے کہ کیا زوجنا کہا کہکر خدا نے اوس
بیوی کا نکاح انکے ساتھ کر دیا تھا تو وہ
ہرگز قسم نہ کہا سکیں گے۔ اس سے یہ بات
بداہتہً ثابت ہے کہ مرزا صاحب ہر موقع
میں الہام بنا لیا کرتے ہیں۔
مرزا صاحب جس وقت اپنی فراغت سے
[illegible] ہیں تو سوائے خود ستائی خود نمائی
تکفیر عالم اور عالمگیر سب و شتم کے اور

کچھ گفت و گو ہی نہیں ہوتی۔ ص ۱۵
ڈاکٹر صاحب نے نظائر پیش کرکے لکھا ہے
کہ یہانتک یہ تو صاف طور پر ثابت ہو چکا
کہ مرزا صاحب سخت عیار مسرف کذاب
خائن آرام پسند شکم پرور بدفہم بدعقل
تنگ ظرف بیجا مغلوب الغضب متکبر
خود پسند خودستا شیخی باز بدچلن سنگدل
فحش گو اور بدظن انسان ہیں۔ ص ۴۱
خود حکیم نور الدین صاحب نے مرزا صاحب سے
کہدیا کہ یہ لوگ یہاں آکر بجائے درست
ہونیکے زیادہ خراب ہو جاتے ہیں اور آپسمیں
ذرا بھی پاس اور لحاظ نہیں رکھتے لہذا یہ سالانہ
جلسہ بند کیجئے اور مریدونکا اس طرح جمع ہونا
بند فرمایئے۔ ص ۴۳
حکیم الامت کی گواہی سے مرزا صاحب کی
صحبت کا اثر معلوم ہوا کہ لوگ زیادہ خراب
ہوتے ہیں۔
مولوی ڈاکٹر محمد عبد الحکیم صاحب نے اپنی
بیویاں اور تمام متعلقین کے کہانے پینے میں

کر کے اپنی ذاتی آمدنی سے ہزارہا روپئے مرزا صاحب کی تائید میں خرچ کئے اور مقروض ہوے جسکو خود مرزا صاحب اول المومنین فرمایا کرتے تھے لیکن جب بعض اصلاحات ضروری کی انہوں نے تحریک کی تو اسقدر بگڑے کہ خدا کی پناہ۔ ک ۳۱

دنیاداری

زمینداروں اور کھیتی کرنے والوں میں ہونے کا افتخار۔ ص ۲۱۲

امیرانہ بلکہ شاہانہ خوراک لباس فرش و فروش و مکانات باغات جائداد زیور رکھتے ہیں اور عیش و عشرت مین مستغرق ہیں۔ و ۳۷

اپنی اور اپنے اہل بیت کی تصویریں بیچکر روپیہ حاصل کرنا اور اقسام کے چندے ماہواری اور موقت و غیر معمولی وغیرہ میں دائمی استعمال۔ و ۳۸

مرزا صاحب کی حالت دنیاداری نے اونکے اوس الہام کو باطل کردیا۔ کن فی الدنیا کانک غریب اوعابر سبیل اگر خدا نے اونسے کہا تھا تو بے خان و مان مثل عیسی علیہ السلام کے رہتے۔ ی ۲۴۲

طرح طرح کے چندوں کا بار مریدوں کی حیثیت سے بڑھکر اونپر ڈالا جاتا ہے اور اون غریبوں کے خون سے کیوڑا۔ عنبر مشک بیدمشک مفرحات و مقویات کی بہار رہتی ہے بیوی سونے کے زیورات سے لدگئی مکانات وسیع ہوگئے قورما پلاؤ بافراط کہایا جاتا ہے اور حکم جاری کیا گیا ہے کہ جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے وہ جماعت سے خارج کیا جائیگا۔ س ۴۲

چندہ وغیرہ کا روپیہ قوم سے لیکر بیوی صاحبہ کے سپرد کر دیتے ہیں پہر نہ اوسکا حساب نہ نگرانی۔ ک ۲۹

تدابیر

عام کامیابوں کی تدبیر

براہین احمدیہ میں بمقابلۂ آریہ وغیرہ وحی کی ضرورت ثابت کی ی ۸۴ وحی منقطع نہیں
کیونکہ وحی اور الہام ایک ہیں۔ اور الہام منقطع نہیں ص ۱۶۲ ی ۲۱۵ الہام قطعی
اور یقینی ہے ص ۱۶۳ الہام دوسروں پر حجت ہے ص ۱۶۳ ہمارا دعوی الہام سے
پیدا ہوا ص ۱۶۲ ہر شخص کو حسن ظن کی ضرورت ہے ی ۱۰۶۔م الہام اور
کشف کو سنکہ جیب ہونا چاہیئے ص ۲۸۸ الہام الٰہی و کشف صحیح ہمارا موید ہے ص ۲۸۸

اس زمانہ میں نبی کی ضرورت ثابت کرنیکی تدبیر

جب دل مردہ ہوجائیں اور ہر کسی کو جیفہ دنیا ہی پیارا دکھائی دیتا ہے۔ اور ہر طرف سے
روحانی موت کی زہرناک ہوا چل رہی ہو تو ایسے وقت خدا کا نبی ظہور فرماتا ہے ی ۵۳۵
جب یہ ظلمت اپنے اوس انتہائی نقطہ تک پہنچ جاتی ہے جو اوس کے لئے مقرر ہے
تو صاحب نور اصلاح کے لئے بھیجا جاتا ہے ی ۵۳۹ خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ظہور کے وقت ایسی ظلمانی حالت پر زمانہ آچکا تھا جو حقتعالی فرماتا ہے

ہوالذی یصلی علیکم وملٰئکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور ۲۴ ؏ اوسوقت بجز دنیا اور دنیا کے ناموں اور دنیا کے آراموں اور دنیا کی عزتوں اور دنیا کی راحتوں اور دنیا کے مال ومتاع کے اور کچھ اونکا مقصود نہیں رہا تھا ی ۵۴۹ (جیسا کہ مرزا صاحب کے حالات موجودہ سے ظاہر ہے) اسی طرح جب گمراہی اپنی حد کو پہنچ جاتی ہے اور لوگ راہ راست پر قائم نہیں رہتے تو اوس حالت میں بھی وہ ضرور اپنی طرف سے کسی کو مشرف بوحی کرکے اور اپنے نور خاص کی روشنی عطا فرما کر ضلالت کی تاریکی کو اوسکے ذریعہ سے اٹھاتا ہے ی ۵۵۴ ضرورت کے وقتوں میں کتابوں کا نازل کرنا خدائے تعالیٰ کی عادت ہے ی ۵۵۶ -

اسکے بعد مرزا صاحب نے کوشش کرکے اپنے زمانہ کو اوس زمانہ کا مشابہ اور مثیل ثابت کیا جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونیکی ضرورت ہوئی تھی چنانچہ فرماتے ہیں اس زمانہ میں ظلمت عامہ اور تامہ پھیل گئی ہے ف ۱۷ مگر اسکے دیکھنے کی ہر آنکھ میں صلاحیت نہیں چشم خفاش چاہیئے مسلمانوں کی یہ حالت ہوگئی کہ بجز بدچلن اور فسق وفجور کے اونکو کچھ یاد نہیں ف ۱۷ جس طرح یہود کے دلوں سے توراۃ کا مغز اور بطن اٹھایا گیا تھا قرآن کا مغز اور بطن مسلمانوں کے دلوں سے اٹھایا گیا ل ۶۹۲ خدا نے قرآن میں فرمایا کہ ۱۸۵۷ء میں یہ کلام اٹھایا جائیگا ف ۲۷ قرآن زمین پر سے اٹھالیا گیا ف ۲۷

اس موقع میں مرزا صاحب کو ان سب باتوں کے بھولنے کی بھی ضرورت ہوئی جو براہین میں لکھا تھا کہ شریعت فرقانی مکمل ومختتم ہے۔ قرآن کی ہزار ہا تفسیر یں حافظہ میں مسلمانوں کا تنزل ممکن نہیں وغیر ذالک۔

نبی بننے کی تدبیر

الہام ہوا ھوالذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ل ۱۹۲ یعنے خدانے اوسنے کہا کہ اللہ ہی نے اپنے رسول (غلام احمد قادیانی) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ تمام دینوں پر اوسکو غالب کردے۔ اور الہام ہوا قل جاءکم نور من اللہ فلا تکفروا ان کنتم مومنین ل ۱۹۴ یعنے خدانے اوسنے کہا کہ کہدے (اے غلام احمد) کہ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا ہے سو تم اگر مسلمان ہو تو اوسکا انکار مت کرو اور الہام ہوا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اوسکو قبول نہیں کیا لیکن خدا اوسے قبول کریگا ل ۲۴۳ الہام ہوا قل جاء الحق وزہق الباطل یعنے حق آیا اور باطل نابود ہو گیا اور الہام ہوا کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی الا ان حزب اللہ ہم الغالبون ل ۱۹۷ یعنے خدا لکھ چکا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب ہونگے یاد رکھو کہ اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔ اور الہام ہوا قل انی امرت وانا اول المومنین ل ۱۹۲ یعنے خدانے اوسنے کہا کہ (اے غلام احمد) اون لوگوں سے کہدے کہ میں مامور ہوں اور میں ایمانداروں میں پہلا شخص ہوں یعنے اونکی نبوت اور اونکے دین پر اونکے ایمان کے بعد اونکی امت ایمان لائیگی کیونکہ پہلے نبی کو اپنی نبوت پر ایمان لانے کی ضرورت ہے جیسا کہ حق تعالی قرآن شریف میں فرماتا ہے قل انی امرت وانا اول المومنین اونکے اس الہام سے ظاہر ہے کہ اونکے دین کے کارخانہ کی ابتدا مستقل طور پر اونسے ہوئی ورنہ وہ ہمارے دین میں اول المومنین نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ مرزا صاحب تواضع کی راہ سے یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہوں مگر اونکی

امت کے کامل الایمان افراد ہرگز باور نہیں کر سکتے وہ ضرور کہیں گے ظل کیسا وہ تو ایک مہمل اور بے اصل چیز ہے۔ ہمارے اعلیٰ حضرت چیز دیگر ہیں اونکو وہ بات حاصل ہے کہ نعوذ باللہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل نہ تھی وہاں جبرئیل کا واسطہ تھا یہاں خود خدا بے پردہ ہوکر باتیں کرتا ہے چنانچہ اپنے روبرو سے اونکو نذیر اور رسول بناکر بھیجدیا ہر کہ شک آرد کافر گردد چنانچہ خود مرزا صاحب نے فرمادیا کہ میرا منکر کافر ہے اسیوجہ سے اونکا خاتم الانبیا ہونا مسلم ہو چکا ہے جیسا کہ تحریرات سے ظاہر ہے۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو یاد رکہنا چاہئے کہ اگر مرزا صاحب سچے دل قسم کہا کر بہی کہیں کہ میں ظلی نبی ہوں جب بہی وہ قابل قبول نہیں اسلئے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمادیا ہے کہ میرے بعد جو رسول یا نبی ہونیکا دعوی کرے وہ کذاب ہے دجال ہے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ظلی نبی یا رسول ہونیکا دعوی کرے تو مضایقہ نہیں۔

عیسیٰ بننے کی تدبیر

مسیح کے آنیکا بیان قرآن میں اجمالاً اور احادیث میں تصریحاً ہے ص ۳۱ اور احادیث اس بابت میں متواتر ہیں ص ۲۷۱ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ وہ آسمان سے اترینگے۔ اور دمشق کے منارہ کے پاس اترینگے۔ اور دجال کو قتل کرینگے جو یہودی ہوگا۔ اور انکے سوا جو علامات مختصہ مرزا صاحب میں نہیں پائی جاتیں وہ قابل تاویل بلکہ غلط ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کشف میں (نعوذ باللہ) غلطی ہوگئی تھی اور عیسی اور دجال اور یاجوج و ماجوج کی حقیقت حضرت پر کہلی نہ تھی ۱۱۵۹

دمشق وغیرہ ظاہر پر محمول نہیں سب سے صرف پیشگوئی پر ایمان لایا تھا ص ۲۸۱
اگر دمشق والی حدیث ماننی ضروری ہے تو اوس سے مراد اصلی دمشق نہیں بلکہ قادیان
ہے ص ۲۸۳ رہا مینار سو وہ تو مرزا صاحب نے قادیان میں بنا ہی لیا ف ۱۱۷
مرزا صاحب نے مسیح موعود بننے کے دو طریقے اختیار کئے ایک مثیل مسیح ہونا اوسکی
تدبیر یہ کہ پہلے تو کل علما مثیل انبیا ہیں ص ۲۹ پہر الہام سے خدا نے خاص طور پر نوح
اور ابراہیم اور موسی وغیرہ انبیا علیہم السلام کا مثیل اونکو بنا دیا ف ۵۳ پہر الہام ہوا کہ
روحانی طور پر وہ مسیح ہیں ص ۱۷ اگرچہ مسیح علیہ السلام اپنے وقت مقررہ پر آجائینگے
مگر اونکا مثیل جو موعود ہے وہ مرزا صاحب ہیں ص ۳۱ دوسرا طریقہ یہ کہ جس نبی کا کوئی
مثیل ہوتا ہے خدا کے نزدیک اوسکا وہی نام ہوتا ہے یعنے خدا کے نزدیک مرزا صاحب
کا نام عیسی ابن مریم ہے ص ۲۷۳ بلکہ خدا نے اونکا نام عیسی رکھکر براہین احمدیہ میں
چھپوا کر مشہور بھی کر دیا ص ۲۷ پہر الہام ہوا کہ عیسی ابن مریم فوت ہوگیا۔ اور
یہ بھی الہام ہوا کہ جعلناک المسیح ابن مریم یعنے ہمنے تجھکو مسیح ابن مریم تو بنا دیا اور الہام ہوا
کہ یاعیسی انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا
الی یوم القیمہ ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ اس عبارت کا ترجمہ
خود مرزا صاحب نے لکہا ہے اے عیسی میں تجھے وفات دونگا اور اپنی طرف اٹہاونگا
اور وہ جو تیرے تابع ہوے ہیں انہیں اون دوسرے لوگوں پر جو تیرے منکر ہیں
قیامت کے دن تک غالب رکہونگا خدا وہ قادر ہے جس نے اپنے رسول کو
ہدایت اور سچائی دیکر بھیجا تا سب دینوں پر حجت کی رو سے اوسکو غالب کرے
یہ وہ پیشگوئی ہے جو پہلے سے قرآن شریف میں انہیں دنوں کیلئے لکھی گئی ص ۱۹۲

مطلب اسکا ظاہر ہے کہ انی متوفیک ورافعک میں جو جھگڑے ہو رہے ہیں فضول ہیں
نہ اصل عیسی علیہ السلام کی موت سے اوسکو تعلق ہے نہ اونکے رفع سے بلکہ اوسمیں
یہ خبر دیگئی ہے کہ مرزا صاحب مرکے اٹہائے جاوینگے (مگر دفن بھی کئے جائیں گے
یا نہیں اوسکی خبر نہیں دیگئی) اور جو لوگ اونکی عیسویت کا انکار کرتے ہیں وہ قیامت
تک مرزائیوں کے مغلوب رہیں گے۔ ایک الہام کی جوڑ لگانے سے پوری آیت
مرزا صاحب کے قبضہ میں آگئی اور خدا کے کہنے سے اونکو معلوم ہوگیا کہ حق تعالی نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے ذریعہ سے جو خبر دی کہ اذقال اللہ یا عیسی انی
متوفیک ورافعک جسکا مطلب یہ سمجھا گیا تھا کہ خود عیسی علیہ السلام سے خدا تعالے
نے بطور پیشگوئی فرمایا تھا کہ تم اٹھائے جاؤگے سو وہ (نعوذ باللہ) غلط تھا۔ دراصل
وہ پیشگوئی انہیں دنوں کے لئے تھی کہ مرزا صاحب مرینگے یہ تو قرآن سے اونکی
عیسویت کا ثبوت تھا اب احادیث سے بھی اسکا ثبوت لیجئے۔ الہام ہوا
لامبدل لکلمات اللہ انا انزلنا قریبًا من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل
صدق اللہ ورسولہ۔ جسکا ترجمہ مرزا صاحب خود لکہتے ہیں کہ خدائے تعالی نے اون
وعدوں کو جو پہلے سے اوسکے پاک کلام میں آچکے ہیں کوئی بدل نہیں سکتا یعنے وہ ہرگز
ٹل نہیں سکتے اور اوسکے بعد فرماتا ہے یعنے اوس مامور کو مع اپنی نشانیوں اور عجائبات
کے قادیاں کے قریب اتارا اور سچائی کے ساتھ اتارا اور سچائی کے ساتھ اترا اور
اوسکے رسول کے وعدے جو قرآن وحدیث میں تھے آج سچے ہوئے ل ۱۹۲ یعنے جو
قرآن میں مرزا صاحب کا ذکر ہے اور احادیث میں عیسی علیہ السلام کے نزول کا ذکر ہے
مرزا صاحب کے قادیان میں اترنے سے وہ سب وعدے پورے ہوگئے۔ یہ خبر خود خدا نے

مرزا صاحب کو دی۔ اگرچہ عیسی علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مرزا صاحب کو مسلم نہیں مگر مسلمانوں کے اعتقاد کے لحاظ سے اونکو بے باپ کے بھی بننا ضرور تھا اسلئے فرماتے ہیں کہ مثالی طور پر بھی عاجز عیسی ابن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اسکا کوئی باپ روحانی ہے کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ میں کسی سلسلہ میں یہ داخل ہے پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے (ص ۶۵۹) یہ بات تو سچ ہے کہ مرزا صاحب بے پیرے ہیں مگر اتنی بات تو کل ملحدوں اور بے دینوں پر بھی صادق آتی ہے پھر کیا مرزا صاحب اسکا ثبوت دے سکتے ہیں کہ اونکا کوئی باپ روحانی ہے یا سلاسل اربعہ میں کسی سلسلہ میں داخل ہیں پھر کیا اونکو بھی اس سوال میں شامل فرمالینگے کہ وہ ابن مریم نہیں تو کون ہیں۔

وحی اتارنیکی تدبیر

مرزا صاحب نے یہ تو دیکھ لیا کہ مخالفین کی کوششوں سے بعض مسلمان عیسائی اور مرزائی وغیرہ ہو جاتے ہیں مگر یہ نہیں دیکھا کہ علمائے اسلام کے وعظ و نصائح ہر طرف لاکھوں مختلف ادیان والے جوق جوق اسلام میں داخل ہوتے جاتے ہیں جیسا کہ اخبار وں سے ظاہر ہے باوجود اسکے اس زمانہ کو خالص کفر کا زمانہ قرار دیکر لکھتے ہیں کہ جب گمراہی اپنی حد کو پہنچ جاتی ہے تو خدائے تعالے ضرور اپنی طرف سے کسی کو مشرف بوحی کرکے بھیجتا ہے ص ۵۵۴ اور ضرورت کے وقتوں میں کتابوں کا نازل کرنا بھی خدائے تعالے کی عادت ہے ص ۵۵۶ اور اوسکی علت یہ لکھتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ خدا پتھر کی طرح خاموش رہے ص ۲۹۴ اور الہام کا دروازہ کھلا ہوا ہے ص ۲۰۳ دیگر مدعیوں کی وہاں تک

رسائی نہیں) پہر اس الہام سے اپنے پر وحی کا اترنا ثابت کیا قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی یعنے
کہہ اے غلام احمد کہ میں صرف تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں مگر مجہپر وحی آتی ہے ص ۵۱۱
مرزا صاحب یہ بھی لکہتے ہیں کہ جن اعلامات الہیہ کا نام ہم وحی رکہتے ہیں علماے
اسلام اپنے عرف میں الہام بھی کہا کرتے ہیں ص ۱۶۲ جسکا مطلب یہ ہوا کہ صرف نام کا
فرق ہے دراصل اپنی وحی الہام ہی ہے جو اوروں کو بھی ہوا کرتا ہے مگر جب خدا نے
اونکو یہ کہنے کا حکم کیا کہ مجہپر وحی اترتی ہے تو اب کسکا خوف ہے صاف کہدیتے کہ یہ وہ
وحی نہیں جو اور ملہموں کو بھی ہوا کرتی ہے بلکہ یہ وہ وحی ہے جو خاص پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم پر اترتی تھی کیونکہ خداے تعالی نے اس باب میں مجہپر بھی وہی وحی کی جو
پیغمبر صلی اللہ وسلم پر کی تھی یعنے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی ۔ مگر جو بات بنائی ہوئی ہوتی
ہے کتنی بھی جرات سے کہی جاے اندرونی کمزوری کے آثار اوسپر نمایاں ہو ہی
جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لکہتے ہیں کہ وحی رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے ص ۲۱۵
اب دیکہئے خود کہتے ہیں کہ خدا نے مجہے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اپنے پر وحی کا اترنا بھی
خدا کے کلام سے ثابت کرتے ہیں ۔ اور مگر یہی حد کو پہنچنے سے رسول اور وحی اور کتاب
آسمانی کا اترنا مقتضاے وقت بتلاتے ہیں تو اب وحی رسالت میں کونسی کسر رہگئی
مگر یہ بھی ایک قسم کا دہوکا ہے دراصل انکو وحی رسالت ہی کا دعوی ہے اسلئے کہ تصریح
کہہ رہے ہیں کہ اپنی وحی قطعی اور دوسروں پر حجت ہے ص ۱۶۳ اور ظاہر ہے کہ یہ قوت
سواے وحی رسالت کے اوروں کے الہاموں کو نہیں یہ تو سب اونکے دعوے ہیں
مگر جب ہم دیکہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی میں بالکل اشتباہ نہیں
اور مرزا صاحب کے اکثر بلکہ کل الہام جہوٹے ثابت ہوے تو عقل خداداد صاف حکم

کر دیتی ہے کہ یہ سب انکے داؤ پیچ ہیں۔

امام مہدی بننے کی تدبیر

امام مہدی کے خروج کے باب میں احادیث جو وارد ہیں متواتر ہیں جسکی تصریح محدثین نے کی ہے اونمیں مصرح ہے کہ امام مہدی عیسی علیہ السلام سے پیشتر نکلینگے اور جب عیسے علیہ السلام اترینگے تو وہ امام مہدی کی اقتدا کرینگے ۱۵۶ ف مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ وہ سب حدیثیں غلط ہیں ۱۵۹ ف عیسی علیہ السلام کے وقت میں کوئی مہدی نہوگا اور ممکن ہے کہ امام محمد کے نام سے کوئی مہدی آجائے ۱۲۳ ف البتہ حدیث لامہدی الا عیسی لائق اعتبار ہے ۱۶۱ ف حالانکہ محدثین نے تصریح کی ہے کہ یہ حدیث ضعیف منکر منقطع مجہول ہے ۱۶۱ ف غرضکہ اس تدبیر سے اتنا ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کے زمانہ میں کوئی مہدی نہیں ہوسکتا مگر منصب مہدویت فوت ہوئے جاتا تھا اسلئے اوسکی یہ تدبیر کی جو لکھتے ہیں کہ احادیث نبویہ کا لب لباب یہ ہے کہ تم جب یہود بنجاؤگے تو تم میں عیسی ابن مریم آئیگا (یعنے غلام احمد قادیانی) اور جب تم سرکش ہوجاؤگے تو محمد بن عبداللہ ظہور کریگا جو مہدی ہے اور یہ نام اوسکا اللہ کے نزدیک ہوگا اور در اصل وہ مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ۱۶۶ ف اور اپنا مثیل ہونا اسطور پر ثابت ہے کہ بار بار احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے خدا نے ظلی طور پر مجھے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا ۵۳ ف الحاصل گو نام اپنا غلام احمد ہے مگر اللہ کے نزدیک محمد ابن عبداللہ نام ہے جو مہدی موعود ہے۔ جلسہ تعطیلات دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء میں جو لوگ قادیان میں جمع ہوئے تھے اونکی فہرست میں نے خود طیار کی تھی جو واقع الوساوس میں شائع ہوئی

بعد ازاں جو حدیث کدع آپ کو معلوم ہوئی جسمیں یہ ذکر ہے کہ مہدی اپنے اصحاب کو جمع کریگا انکی تعداد اہل بدر کے مطابق ۳۱۳ ہوگی اور انکے نام مع سکونت وغیرہ ایک کتاب میں درج کریگا تب اپنے اصل فہرست میں تراش خراش کرکے ۳۱۳ ناموں کی فہرست انجام اتھم میں شائع کردی بعض نام پہلی فہرست میں سے نکالدیئے اور بعض نئے نام ایزاد کردئے س ۱۹ -

حارث بننے کی تدبیر

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص حارث نام امام مہدی کی تائید کے لئے لشکر لیکر ماوراء النہر سے روانہ ہوگا جسکے مقدمۃ الجیش پر ایک سردار ہوگا جسکا نام منصور ہوگا ہر مسلمان پر اوسکی نصرت ضروری ہے ۱۷۴۹

مرزا صاحب نے دیکھا کہ عیسیٰ اور مہدی تو بن گئے مگر روپیہ فراہم کرنیکا ابتک کوئی دستاویز ہاتھ نہ آیا۔ البتہ حارث کو نصرت دینے کا حکم ہے یہاں داؤں چل سکتا ہے کہ نصرت سے مراد چندے ہیں اسلئے فرمایا کہ الہام سے مجھپر ظاہر کیا گیاہے کہ وہ حارث جسکا ذکر حدیث میں ہے اوسکا مصداق یہی عاجز ہے ۵۲۹ اور اگر ظاہری معنی دیکھتے ہو تو حارث زمیندار کو کہتے ہیں اور میں زمیندار ہوں ۱۷۵۹ اور اگرچہ میں ماوراء النہر سے لشکر لیکر نہیں نکلا مگر میرے اجداد تخمیناً چارسو برس کے پیشتر ایک جماعت کثیر کے ساتھ سمرقند سے بابر بادشاہ کے پاس دہلی کو آئے تھے ۱۷۸۹

اسمیں شک نہیں کہ دسویں گیارہویں پشت میں مرزا صاحب کا گو خیالی وجود نہ سہی مگر کسی احتمالی قسم کا وجود تو ضرور تھا۔ بہرحال مرزا صاحب حارث بھی ہیں اور ماوراء النہر سے

بھی لشکر لیکر نکل آئے۔ اب رہگیا یہ کہ اوس لشکر کا سردار منصور نام ہوگا سو اوسکی تدبیر یہ ہے کہ آسمانوں پر منصور کے نام سے وہ پکارا جاتا ہے ۱۸۰ص یہاں مرزا صاحب نے لشکر کا نام تو لیلیا مگر اوسکے ساتھ ہی خلجان پیدا ہو گیا کہ کہیں بغاوت کا الزام قائم نہ ہوجائے اسلئے گورنمنٹ کو سمجھانے کی یہ حکمت عملی کی کہ اگرچہ اوس منصور کو سپہ سالار کے طور پر بیان کیا ہے۔ مگر اس مقام میں درحقیقت جنگ وجدل مراد نہیں بلکہ ایک روحانی فوج ہوگی کہ اوس حارث کو دیجائیگی جیسا کہ کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا ۱۸۰ص مطلب یہ کہ حدیث میں جو لفظ رایات سود اور مقدمۃ الجیش وغیرہ لوازم لشکر مذکور ہیں وہ حضرت کے کشف کی (نعوذ باللہ) غلطی تھی۔

اور امام مہدی کے تائید کی غرض سے حارث کے نکلنے کی تدبیر یہ کہ آل محمد سے اتقیائے مسلمین جو سادات قوم ہیں اور شرفائے ملت ہیں اسوقت کسی حامی دین کے محتاج ہیں ۱۸۲ص لیجئے مرزا صاحب اب خاصے حارث ہیں اور مسلمانوں پر اونکی مدد واجب ہے چنانچہ اسی وجہ سے کئی شاخیں چندوں کی کھولی گئیں ۱۷۹ص

اپنی اولاد میں عیسویت قائم کرنیکی تدبیر

ص ۲۳

براہین احمدیہ میں مرزا صاحب نے ایک الہام لکھا جسمیں خدا نے اونکو یا مریم کہکر پکارا سا اسی بنا پر لکھتے ہیں کہ اوس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں ہے جسکا نام ابن مریم رکھا گیا ہے اسلئے کہ خود مریم ہیں ص ۲۲ اور لکھتے ہیں کہ قطعی اور یقینی پیشگوئی میں خدا نے ظاہر کر کہا ہے کہ میری ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جسکو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی وہ آسمان سے اتریگا ۵۶ص اور

لکھتے ہیں کہ حقتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں تیری ذریت کو بڑہاؤنگا اور تیرے خاندان کا تجھے ہی ابتدا قرار دیا جائیگا ایک اولی العزم پیدا ہوگا وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا وہ تیری نسل سے ہوگا فرزند دلبند گرامی وارجمند مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء ف ۵۶۹ واضح ہے کہ مرزا صاحب کو جس طرح یا مریم کا خطاب ہوا اسی طرح یا عیسی کا بھی خطاب ہوا جیسا کہ ابھی معلوم ہوا ان الہاموں کی رو سے مرزا صاحب میں مریم اور عیسی دونوں کی حقیقت صنفیہ جمع ہے جبکا کشف اونکو ہوا جب ایسی باطرت حقیقتوں کے اجتماع سے فرزند دلبند پیدا ہو تو اوسکے احترام صاحب زادگی میں کیا کلام تعجب نہیں کہ اپنے زمانہ میں وہ ثالث ثلثہ کا مصداق بنجائے ۔ بہرحال مرزا صاحب ہی فقط عیسی نہیں بلکہ اونکی اولاد میں بہت سے عیسی ہونے والے ہیں اور یہ سلسلہ بہت دور تک خیال کیا گیا ہے جیسا کہ اس الہام سے ظاہر ہے یاتی علیک زمان مختلف بازواج مختلفۃ وتری نسلا بعیدا ل ۶۳۵ یعنے تجہپر ایک زمانہ مختلف آئیگا ازواج مختلفہ کے ساتھ اور دیکھیگا تو دور کی نسل کو ۔ ازواج مختلفہ سے غالبا اس الہام کی طرف اشارہ ہے ۔ یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ ص ۴۹۶ جسکے معنی خود بتلائے ہیں کہ زوج سے مراد اپنا تابع ہے اگرچہ الہامات مختلفہ سے ازواج مختلفہ کا ثبوت ملتا ہے مگر نسل بعید کی توجیہ غور طلب ہے ممکن ہے کہ بعید سے ملہم کی مراد بعید عن العقل ہو ۔ ہمیں اسمیں کلام نہیں کہ حقایق مختلفہ کا اجتماع کیونکر جایز رکھا گیا مگر یہ پوچھتے ہیں کہ جب ایسے بعید عن العقل امور جایز رکھے جاتے ہیں تو عیسی علیہ السلام کا آسمان پر جانا اور وہاں مثل فرشتوں کے رہنا کیوں مستبعد اور قابل انکار سمجھا جاتا ہے ۔

خارق عادات معجزوں سے سبکدوشی کی تدبیر

مرزا صاحب نے نبوت کا دعوی کرکے یہ تو کہدیا کہ میرے معجزے تمام انبیا کے معجزوں سے بڑھکر ہیں ص ۵۳۹ مگر چونکہ ممکن نہ تھا کہ کوئی خارق العادت معجزے دکھلاتے اسلئے فرمایا کہ کھلے کھلے معجزے ہرگز وقوع میں نہیں آسکتے ص ۸۳ اور انبیا کے معجزے نکردوں سے مشابہ محجوب الحقیقت ہیں ص ۲ پرانے معجزے مثل کتھا کے ہیں جسکا ایمان عیسائیوں اور یہودیوں اور ہندوؤں کی طرح صرف قصوں اور کہانیوں کے سہارے پر موجود ہو (یعنے معجزوں پر) اوسکے ایمان کا کچھ ٹھکانا نہیں ص ۲۶۷ پھر جن معجزوں کا ذکر قرآن شریف میں ہے اونکو مسمریزم قرار دیا ص ۵۶ اور لکھا کہ یہ کام قابل نفرت ہے اسلئے میں اسکا مرتکب نہیں ہوسکتا ص ۲۹۹ اوسکے بعد معجزوں کے دو قسم کئے ایک نقلی جنکو کتھا قرار دیا دوسرے عقلی یعنے داؤپیچ اور عقلی معجزے ایسے یقینی ہیں کہ محجوب الحقیقت یعنے نقلی معجزے اونکی برابری نہیں کرسکتے ص ۲۶۷ پھر مدعیان نبوت و مہدویت وغیرہ کے کارناموں سے مدد لیکر طبیعت کے خوب سے جوہر دکھائے - اور لکھا کہ خوارق عادات ہم بھی دکھا سکتے ہیں مگر اونکے ظہور کیلئے یہ شرط ہے کہ طالب صادق کینہ و مکابرہ چھوڑکر بہ نیت ہدایت صبر و ادب سے انتظار کرتا رہے ص ۳۴ جس سے مقصود یہ کہ نہ کوئی ایسا مودب ملے نہ وہ معجزہ ظاہر ہو - پھر چار سو بت پرستوں کو نبی قرار دیکر اونکی کشف کی غلطیاں ثابت کیں بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی کشفوں کو غلط قرار دیا ص ۶۷ تاکہ اپنے کشفوں اور الہاموں کی غلطیاں قابل اعتراض نہوں الحاصل خارق العادات معجزوں کو محال بتاکر صرف داؤپیچ میں معجزوں کو محدود کردیا

اور اوسمیں بھی گریز کا موقع لگا رکھا کہ اگر کوئی داؤ نہ چلے تو اوسی قسم کی غلطیوں میں شریک کرلیا جائے۔

الہاموں کی تدبیر

ایسی شرطیں لگا دینی کہ جن سے گفتگو کو گنجایش ملے جیسے اتھم پندرہ مہینے میں مریگا بشرطیکہ رجوع الی الحق نہ کرے ص ۱۶۶ قرائن سے کام لینا جیسے لیکھرام کی بدزبانیوں سے یقین ہوگیا کہ مسلمان اوسکے دشمن ہوگئے مارا جائیگا الہام ہوگیا کہ چھ برس میں اوسپر عذاب نازل ہوگا جو خارق العادت ہے۔

مناسب حال ایک طویل مدت قرار دینا جیسے لیکھرام اور اتھم کی موت کی مدت سہ بالائی تدابیر سے کام لینا مثلاً اتھم کو وہ دھمکیاں دیں کہ بھاگا پھرا اوسی کا نام رجوع الی الحق رکھدیا۔ اور مرزا احمد بیگ کی لڑکی سے نکاح کے باب میں یہ خیال کیا کہ خوشامدوں اور داؤپیچ سے کام نکل آئیگا ص ۱۹۴ پہلودار الفاظ کا استعمال جیسے ہاویہ اور رجوع الحق اتھم والے الہام میں اگر وقوع ہوگیا تو مقصود حاصل ہے ورنہ احتمالی دوسرا پہلو موجود ہے اسی طرح عفت الدیار محلہا ومقامہا کے معنی پہلے طاعون کے لکھے پھر جب زلزلے ہونے لگے تو اوسکے وہی معنی مشتہر کردے ص ۴۰

داؤپیچ سے کام لینا جیسا کہ مولوی محمد حسین صاحب والے الہام میں دھوکا دیکر ایک فتوی حاصل کیا اور اوسکی تطبیق اونپر کردی ص ۲۱۱ خلاف واقع باتیں گھڑ لینی جیسا کہ مولوی محمد حسین کی ذلت والے الہام میں عزت کی چیزوں کو بھی ذلت قرار دی۔

بالا ئی تدابیر سے عاجز کرنا مثلاً تین برس میں ایک رسالہ اعجاز احمدی لکھکر اس غرض سے بھیجا کہ پانچ روز میں اسکا جواب دو جو ممکن نہ تھا اور اعلان دیدیا کہ یہی معجزہ ہے ص ۲۱۸ ابتدا میں بکمال جرات اور انتہا میں گریز جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت پیشگوئی کی کہ پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے وہ ہرگز نہ آئینگے اگر آویں تو ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ اونکو دیے جاینگے۔ اور جب آگئے تو گالیاں دیکر گریز کر گئے بعضے الہاموں کا ایک جز ثابت ہوتا ہے اور اکثر حصہ غلط اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیاطین بھی اونکو خبر دیتے ہیں س ۴ جس طرح ابن صیاد نے بجائے دخان دخ کی خبر دی تھی۔

کبھی تخمین سے الہام بنایا گیا جو غلط نکلی مثلاً دیکھا کہ طاعون ملک میں پھیل رہا ہے الہامی پیشگوئی کردی کہ دو سال میں طاعون پنجاب میں آجائیگا مگر نہ آیا س ۳۵

قرآن کی تحریف کی تدبیر

سب سے پہلے اسکی ضرورت ہوئی کہ تفاسیر ساقط الاعتبار کردیجائیں چنانچہ لکھا کہ تفاسیر موجودہ فطرتی سعادت اور نیک روشنی کے مزاحم ہیں جنہوں نے مولویوں کو خراب کردیا ۲۲۹ اور احادیث کو بیکار محض بنادیا۔ اور اجماع کی نسبت کہدیا کہ گو اوسمیں اولیا بھی داخل ہوں مگر وہ معصوم نہیں ہوسکتا ل ۱۴۳ - جب یہ دلائل قوی جن پر اہل سنت وجماعت کا مدار تھا بیکار کردیے گئے تو اب شیطان کو روکنے والا کون اسکے ساتھ ہی الہام ہوگیا الرحمن علم القرآن ل ۱۹۲ یعنے اونکے خدا نے خود اون کو قرآن کی تعلیم کردی۔ اور تعلیم کیا ہوئی کہ انبیا ساحر تھے اور معجزے مسمریزم اور قیامت

جسکا ذکر ہر مسلمان قرآن میں پڑھتا ہے بے اصل وغیر ذالک۔ اور لکھتے ہیں کہ معارف قرآن بذریعہ کشف والہام زیادہ تر صفائی سے کھلتے ہیں۔ مگر یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو کشف والہام ہمیشہ غلط اور مصنوعی ثابت ہوا کریں اونکے ذریعہ سے جو معارف پیدا ہوں وہ تحریفات ہیں۔ الہاموں میں تصرف کرکے خود مصداق بنجاتے ہیں چنانچہ قولہ تعالی مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کو اپنی شان میں کہدیا کیونکہ خود احمد ہیں اور الہام کی رو سے رسول بھی ہیں۔ اور یاعیسی انی متوفیک ورافعک کا خطاب اپنی نسبت فرماتے ہیں کیونکہ الہام سے عیسی بن چکے ہیں۔ محرف کتابوں کو پیش کرکے قرآن کے معنی بدل دیتے ہیں ص ۵۰ حقیقت کی جگہ مجاز اور مجاز کی جگہ حقیقت لیکر انی متوفیک اور اماتہ اللہ میں تحریف کردی ف ۳۵۳ بردز اور ظلیت اور فنافی الرسول کا دعوی کرکے چند الہاموں کی جوڑ لگادی اور خاتم النبیین بن گئے۔

خاتم الانبیا بننے کی تدبیر

الہام ہوا یا احمدی ۲۴۲ اور فرماتے ہیں میں مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور فرماتے ہیں میں ظلی طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں ف ۵۳ پھر اون الہاموں کی بھرمار کردی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہیں مثلاً وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ی ۵۰۶ لولاک لما خلقت الافلاک یا ایہا المدثر انا فتحنا لک فتحاً مبینا۔ زوجناکہا۔ وغیرہ الہامات مذکورہ۔

مرزا صاحب کو حضرت کی ظلیت کا دعوی ہے اور اسی بنا پر حضرت کی خصوصیات کے بھی مدعی ہیں۔ مگر یہ امر مشاہد ہے کہ ظل میں کوئی بات اگر ظاہر ہوتی ہے تو اوسی قسم کی ہوتی

ہے جو اصل یعنے ذی الظل میں محسوس ہو مثلاً حرکت اور شکل من وجہ پہرا وسکے کیا معنی کہ
حضرت کی خصوصیات کا تو دعوی ہے اور امور محسوسہ بالکلیہ مفقود ایک ہی بات
دیکھ لیجئے کہ وہاں دنیا سے من جمیع الوجوہ اجتناب مشاہد تھا اور یہاں ہمہ وجوہ
انہماک استغراق محسوس ہے۔ مرزا صاحب نے خاتم النبیین بننے کا ایک طریقہ یہ بھی نکالا
کہ میں فنافی الرسول ہوں ل ۵ ۷ ۵ مگر عقل سلیم اسکو بھی ہرگز قبول نہیں کر سکتی۔
اسلئے کہ مرزا صاحب اپنی بیوی کی رضا جوئی میں ہمہ تن مستغرق ہیں چنانچہ اقسام
کے چندے اسی غرض سے کئے جاتے ہیں کہ جو روپیہ حاصل ہو اونکو پہنچے۔ سونے کے
زیوروں سے اونکو لادیا فرزندوں کو محروم کرکے اپنے املاک بیا ونکو قابض کر دیا
حالانکہ اس قسم کی کوئی بات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں پائی گئی الغرض
یہ استغراق و انہماک اونکا یہ آواز بلند کہہ رہا ہے کہ مرزا صاحب فنافی الرسول تو ہرگز ہو نہیں سکتے

پیسہ پیدا کرنے کی تدبیر

یوں تو جتنی تدابیر اور کارروائیاں مرزا صاحب کی ہیں سب سے مقصود اصلی اور نہایت غایت
یہی ہے جیسا انکی طرز معاشرت گواہ ہے ف ۳۷ مگر انمیں سے چند وہ تدابیر لکھی جاتی ہیں
جنکو اس مسئلہ سے زیادہ خصوصیت ہے۔ باوجودیکہ مرزا صاحب کو عیسی اور مہدی اور
امام الزمان اور مجدد اور محدث وغیرہ ہونے کا دعوی ہے جنکے مدارج دین میں نہایت
اعلی ہیں مگر انہوں نے روپیہ فراہم کرنیکی غرض سے حارث یعنے کسان بننے کو بھی قبول کر لیا ہر چند
حارث کے معنی وہ زمیندار لکھتے ہیں۔ مگر کتب لغت سے اوسکی غلطی ثابت ہے چنانچہ منتہی الارب
نفائس وغیرہ میں معنی صحیح ہے کہ حارث بمعنی مزارع ہے جسکو ہندی میں کسان کہتے ہیں اور کسان

ایک ایسی ذلیل قوم ہے کہ زمینداروں کے نوکروں کے نزدیک بھی اونکی کوئی وقعت نہیں
اقسام کی تصویریں اپنی اور اپنے اہل بیت کی اور خاص جماعت کی اتروا کر بیچتے ہیں
جس سے لاکھوں روپیوں کی آمدنی متصور ہے ف۳۸ منارۃ المسیح جسمیں گھڑی اور
لالٹین لگائی گئی اوسکی تعمیر کے لئے دس ہزار روپیہ کا چندہ کیا گیا ف۳۷ مسجد اور
مدرسہ کیلئے چندہ جیسا کہ اخبار الحکم سے ظاہر ہے۔ کتابوں کی پیشگی قیمت وصول
کرلیجاتی ہے اور کتاب نذارد ف۳۸ ایک کتاب کے دو نام رکھکر دونوں کی قیمت
وصول کیجاتی ہے ف۴۱ پریس کاغذات اور کاپی نویس کے واسطے دہائی سو روپیہ
کا ماہانہ چندہ ف۴۲ کتاب کی قیمت لاگت سے تگنی چوگنی رکھی جاتی ہے ف۴۳
دعا کی اجرت پیشگی لیجاتی ہے اور اثر نذارد ف۴۳ اموال واملاک وزیورات وغیرہ
کی زکوۃ دینے کی ترغیب وترہیب اس غرض سے کیجاتی ہے کہ اپنی تصنیفات اوس سے
خریدی جائیں ف۴۲ تمام چندہ مع مد زکوۃ بلا حساب مرزا صاحب ہی کے پیٹ
میں ہضم ہو رہے ہیں س ۱۵ پھر جب اہلیان سیالکوٹ نے آمد وخرچ کے انتظام
کے لئے کمیٹی کی درخواست کی تو طیش میں آکر جواب دیا کیا میں کسی کا خزانچی ہوں
س ۱۵ پھر جب مہمانوں کو تکلیف ہونیکی شکایت ہوئی تو جواب دیا کیا میں بھٹیاری ہوں
مرزا صاحب کا حکم ہے کہ جو لنگر میں چندہ نہ دے وہ اسلام سے خارج ہے ک ۲۷
قیمت کتب وغیرہ وصول کرکے اشتہار دلوا دیا کہ امام وقت وخلیفۃ اللہ کو بنیوں بقالوں
تنگ دلوں زرپرستوں کے حساب سے کیا کام گویا وہ مال غنیمت تھا ف۴۳
فرماتے ہیں ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً۔ اوسکے معنی یہ ہیں خدا جسکو چاہتا ہے
حکمت عنایت کرتا ہے اور جسکو حکمت دی اوسکو بہت سا مال دیا گیا ی ۱۷ ا ۱۴ اور

فرماتے ہیں دوسرا حصہ انبیا اور اولیا کی عمر کا فتح میں اقبال میں دولت میں بمرتبہ کمال ہوتا ہے ص ۲۵۴ یہ تدبیر قابل ملاحظہ ہے کیونکہ کوئی مرید اور امتی مرزا صاحب کا ایسا نہیں جسکو مرزا صاحب کی حکمت اور ولایت بلکہ نبوت کا اقرار نہیں اس لئے اونپر فرض ہوگا کہ جس طرح انہوں نے دمشق کا منار قادیاں میں بنوا کر اپنے نبی کی عیسویت کی تکمیل کی اسی طرح اپنے نبی کے آخری حصہ عمر میں بہت ساماں دیگر دولت کے درجہ کمال تک اونکو پہنچا دینگے تاکہ اپنے نبی کی حکمت اور ولایت کی تکمیل ہوجائے۔ مگر یاد رہے کہ یہ منارۃ المسیح نہیں کہ دس بارہ ہزار روپیہ سے کام چل جائے۔ اگر دس بیس لاکھ روپیہ بھی مرزا صاحب کی نذر کریں تو بھی اس زمانہ کے لحاظ سے وہ بہت ساماں اور دولت بمرتبہ کمال نہیں ہوسکتی اس زمانہ میں ادنی مہاجن کروڑ ہا روپیہ کا مالک ہے۔ اس موقع میں ہم سچی پیشگوئی کرتے ہیں کہ مرزا صاحب مال و دولت میں ہرگز اوس یہودی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے جو اس زمانہ میں دولتمندی میں کامل سمجھا گیا جسکا حال اخباروں میں مندرج ہے۔

ایک مقبرے کی بنیاد ڈالی جس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا اور اوسمیں دفن ہونے کی یہ شرط لگائی کہ دفن ہونے والا اپنی جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت کردے ک ۵۲ اب ایسا کوئی شقی ہوگا کہ اس حقیر بضاعت کو دینے میں دریغ کرکے ہمیشہ کے لئے بہشت کا حصہ خرید نہ کرے۔ اسکے بعد صرف ایک الہام کی ضرورت ہے کہ جو اس بہشتی مقبرہ میں دفن نہ ہو وہ دوزخی ہے اور وہ غالباً وہ اس عرصہ میں ہوگیا ہوگا یا آئندہ موقع پر ہوجائے گا۔

مرزا صاحب کے استفادات

یوں تو مرزا صاحب کی طبیعت خود جدت پسند اور اختراعات پر قادر ہے مگر اسکا انکار ہو نہیں سکتا کہ ہر فن میں ابتداءً اساتذہ سے استفادہ کی ضرورت ہی۔ البتہ کثرت ممارست و مزاولت سے جب ملکہ پیدا ہوتا ہے تو پھر کسی کی تقلید کی ضرورت نہیں رہتی اسی وجہ سے براہین احمدیہ اور ازالۃ الاوہام کی تصنیف کے زمانہ کی نسبت اندنوں کی کارروائیاں مرزا صاحب کی روز افزوں ترقی کر رہی ہیں جیسا کہ الحکم وغیرہ سے ظاہر ہے اب ہم اون کے ابتدائی زمانہ کی چند تقلیدیں بیاں کرتے ہیں۔

حیلے

ابن تومرت نے ونشریسی کو جو ایک فاضل جید تھا ایک مدت تک دیوانہ بنا رکھا پھر موقع پر اوسکو عالم بنا کر ہزاروں مسلماں کو تباہ کیا ص ۳۲۴ اسحق کئی سال گنگا رہکر ایک دوا کے استعمال سے نبی بن بیٹھا ص ۳۲۱ رسالہ الہامات مرزا میں مرزا صاحب کی کارروائیاں قابل دید ہیں جنکی نظیریں متقدمین میں بھی مل نہیں سکتیں اونکی پیشگوئیں ملاحظہ ہوں ص

واقعات میں تصرف

یوذاسف مدعی نبوت نے ابراہیم علیہ السلام کے واقعات مندرجہ قرآن میں تصرف اور اولٹ پھیر کرکے اونکو مجوسی قرار دیا۔ اسی طرح مرزا صاحب عیسیٰ علیہ السلام کے

واقعات میں تصرف کرکے اونکو ساحر قرار دیتے ہیں صہ ۱۲۹

عزلت ریاضت اظہار تقدس

پولس مقدس عیسائیوںکے دین کو خراب کرنے کی غرض سے سلطنت چھوڑکر فقیر بنگیا صہ ۳۲۲ خوزستانی اپنے قرابت دار کو امام زماں بنانے کے واسطے زہد وتقوے میں اپنے کو بے نظیر ثابت کیا صہ ۳۲۵ اسحٰق نبوت حاصل کرنے کی غرض سے دس برس گنگا اور کس مپرس حالت میں مشقتیں گوارا کرتا رہا صہ ۳۲۴ فاضل ولنشریسی ابن تومرت کو امام زماں ثابت کرنے کے لئے ایک مدت دراز پاگل اور دیوانہ بنا رہا صہ ۳۲۴ چنانچہ یہ سب اپنے اپنے مقاصد میں کامیاب بھی ہوے۔ مرزا صاحب نے بھی ایک مدت دراز عزلت اختیار کی جسمیں براہین احمدیہ کی تصنیف اور مذاہب باطلہ کی کتابیں اور اونکی کامیابیوں کے طریقے دیکھتے اور تدبیریں سوچتے رہے اور وہ تقدس ظاہر کیا کہ غیر مقلد علما کو بھی اپنے الہام منوا کر چھوڑا گو وہ لوگ ایک مدت کے بعد اونکی غرض پر مطلع ہوکر علیحدہ ہوگئے۔

امور غیبیہ مثل کشف والہام وغیرہ

ہر زمانہ میں جھوٹے وغلباز ہوا کرتے ہیں جنکا کام بغیر اظہار امور غیبیہ مثل کشف الہام خواب وغیرہ کے چل نہیں سکتا جو صرف حسن ظن سے مان لئے جاتے ہیں۔ اگر حسن ظن کرنے والوں سے پوچھا جائے کہ اونکا کشف والہام تو نہ محسوس ہے نہ عقل سے اوسکا ثبوت ہوسکتا ہے تو اونسے سوائے اسکے کچھ جواب نہ ہوسکیگا کہ ایسے مقدس شخص کیوں جھوٹ کہیں گے

اسیوجہ سے پہلے اون لوگوں کو اپنا تقدس ذہن نشین کرنیکی ضرورت ہوتی ہے۔ مرزا صاحب جو تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارا دعوی الہام آلہی کے روسے پیدا ہوا ص ۱۶۲ سو یہ کوئی نئی بات نہیں پولس نے سلطنت چھوڑنے کا سبب اسی کشف کو بنایا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے تشریف لاکر مجھپر لعنت کی اور میری بصارت چھین لی جس سے میں اونکی حقانیت کا قائل ہو کر فقیر ہوگیا ص ۳۱۷ اسحٰق اخرس نے جو اپنی نبوت ایک بڑی قوم میں قایم کرلی اسی کشف کی بدولت تھا کہ کشفی حالت میں فرشتوں نے نبی بنادیا ص ۳۲۲ ونشیرلیسی اسی کشف کے ذریعہ سے تقریباً لاکھ مسلمانوں کو قتل کرڈالا ص ۳۳ فرقہ بزیغیہ کے سب لوگ قایل تھے کہ ہم اپنے اپنے اموات کو ہر صبح و شام دیکھ لیا کرتے ہیں ص ۳۵۰ مرزا صاحب اور اون کے مریدوں کے بھی دعوے ہیں کہ خواب میں اونکی حقانیت کی تصدیق ہوجاتی ہے اور بعض مریدونکے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود فرمایا کرتے ہیں کہ مرزا مسیح موعود اور خلیفۃ اللہ ہیں اونکی تصدیق فرض ہے ص ۳۵۱

تعلیم من اللہ

مرزا صاحب متعدد مقاموں میں الہام وغیرہ کی روسے فرماتے ہیں کہ خدا تعالی خود اونکو قرآن کی تعلیم کرتا ہے ص ۳۲۳ مرزا صاحب تو ذی علم شخص ہیں اخرس اور ونشیرلیسی نے تو اس دعوی کو اعجازی طور پر ثابت کردکھایا تھا ص ۳۲۴

عقلی معجزے

ابن تومرت نے فریب اور دغابازی کا نام معجزہ رکھا ص ۳۳۱ بہافرید نے ایک قمیص

چین سے لاکر اوسکو معجزہ قرار دیا ص ۳۲۹ اسحٰق اخرس نے نئی قسم کا روغن منہ پر لگا کر اوسکو معجزہ قرار دیا ص ۳۲۲ سلیمان مغربی کبوتروں کے ذریعہ سے پوشیدہ خط بھیجکر ہر شخص کا فرمایشی کہانا اپنے گہر سے منگواتا اسی عقلی معجزہ سے لوگ اوسکے معتقد تھے ص مرزا صاحب ایسی ہی بدنما تدابیر کا نام عقلی معجزے رکھکر اونکو اپنی نبوت کی دلیل قرار دیتے ہیں ص ۲ اسود عنسی مدعی نبوت نے گدہے کے اتفاقی طور پر گرنے کو اپنا معجزہ قرار دیا تھا اسیطرح مرزا صاحب بھی اتفاقی امور مثل طاعون وغیرہ کو معجزہ قرار دیتے ہیں ص ۱۳۴ جو کلیں امریکہ یورپ وغیرہ میں ایجاد ہوتی ہیں وہ بھی انہی کا معجزہ ہے ص ۱۳۵ فرماتے ہیں جہاز ریلوے اپنی عیسویت کی علامت ہے ص

پیش گوئی

ابن تومرت پیشگوئی کے دقوع کو اپنے امام الزماں ہونے کی دلیل قرار دیا تھا ص ۲۳۲ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں باوجودیکہ سچی ثابت نہیں ہوتیں مگر اونکو اپنی نبوت کا معجزہ قرار دیتے ہیں ص ۲۲۳

مامور من اللہ ہونا

اخرس نے اپنا مامور من اللہ ہونا فرشتوں کے قول سے ثابت کیا تھا ص ۳۲۳ مرزا صاحب ترقی کرکے فرماتے ہیں کہ خود خدا نے بالمشافہ اونکو یہ حکم دیدیا ہے ص

امام الزماں

مغیرہ نے پہلے امام الزماں ہونیکا دعوی کیا تھا لیکن بالآخر اوسکی نبوت تسلیم کرلیگئی ص ۳۴۰
اسی بنا پر مرزا صاحب ضرورۃ الامام صفحہ ۲۴ میں لکھتے ہیں کہ امام الزماں کے لفظ میں نبی
رسول محدث مجدد سب داخل ہیں یعنے یہ سب مدارج خود بدولت میں موجود ہیں اسی
وسعت کے لحاظ سے مرزا صاحب اب اسی لقب سے ذکر کیے جاتے ہیں۔ مگر معلوم
نہیں کہ مرزا صاحب انھی چند معنوں پر کیوں قناعت فرماتے ہیں ابوالخطاب اسدی
نے تواس لفظ کے معنی میں الوہیت کو بھی داخل کرلیا تھا چنانچہ اوسکا قول ہے کہ امام زماں
پہلے انبیا ہوتے ہیں پھر اللہ ہو جاتے ہیں ص ۳۴۹ مرزا صاحب بھی نبوت سے ایک درجہ اوپر
ترقی کر گئے ہیں چنانچہ خدا کی اولاد کا ہم رتبہ اپنے کو بتلاتے ہیں اب صرف ایک ہی زینہ کی کسر
رہگئی ہے مقنع کے گروہ کا عقیدہ ہے کہ دین فقط امام زماں کی معرفت کا نام ہے ص ۳۴۸
مرزا صاحب کا گروہ اس سے بھی ترقی کر گیا ہے اسلئے کہ اونمیں کے بعض حضرات نے
علی روس الاشہاد کہدیا کہ جس حمد کے ساتھ مرزا صاحبکا ذکر نہ ہو تو وہ شرک ہے۔
ک ۲۵ احمد کیال اپنی قوت علمی کے لحاظ سے امام الزماں ہونیکی یہ شرط لگائی کہ وہ عالم آفاق
والنفس کو بیاں کرے اور آفاق کو اپنے نفس پر منطبق کر دکھائے مگر مرزا صاحب ضرورۃ الامام
میں اوسکی چھ شرطیں بیاں فرماکر لکھتے ہیں کہ وہ سب شرطیں مجھہ میں موجود ہیں اسلئے میں
امام الزماں ہوں۔ شرطیں یہ ہیں۔

(۱) قوت اخلاقی۔ ناظرین سے توقع کیجاتی ہے کہ تھوڑی محنت گوارا کرکے اسی
فہرست میں مرزا صاحب کی خوش اخلاقی کا حال ملاحظہ فرمالیں جس سے اذافات الشرط
فات المشروط خود پیش نظر ہو جائیگا۔

(۲) امامت یعنے پیش روی کی قوت" مگر ایک عام قوت ہے جو کافروں کے اماموں میں بھی پائی جاتی ہے کیونکہ اس باب میں وہ پیش رو رہا کرتے ہیں کہ نہ خدا کی بات مانی جائے نہ رسول کی بلکہ دین میں طعن وتشنیع ہوا کرے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے۔ وان نکثوا ایمانہم من بعد عہدہم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر انہم لا ایمان لہم یعنے اگر وہ عہد شکنی کریں اور تمہارے دین میں طعن کریں اونکے اماموں کو قتل کرڈالو۔ اب غور کیجئے کہ مرزا صاحب ہمارے دین میں کس قدر طعن کرتے ہیں کہ خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلطیاں پکڑتے ہیں اور تمام محدثین وصحابہ وتابعین وغیرہم کو مشرک قرار دیتے ہیں وغیرہ ذلک اب وہ مسلمانوں کے امام کیونکر ہوسکتے ہیں۔ قیامت کے روز ہر گروہ اپنے امام کے ساتھ ہوگا خواہ مسلمان ہو یا کافر چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے یوم ندعو کل اناس بامامہم اور نیز حق تعالی وما امر فرعون برشید یقدم قومہ یوم القیمۃ فاوردہم النار یعنے فرعون اپنی قوم کے آگے آگے رہکر اونکو دوزخ میں پہنچادیگا الحاصل پیش روی کی قوت مرزا صاحب کے مفید مدعا نہیں۔

(۳) لبسطت فی العلم" مرزا صاحب کی علمی غلطیوں کی فہرستیں لکھی گئی ہیں جن کا ابتک جواب نہوا اونکے سوا متفرق غلطیاں اور بھی ہیں۔ یہ شرط بھی فوت ہی ص ۲۱۹

(۴) کسی حالت میں نہ تھکنا اور نہ نومید ہونا اور نہ سست ہونا" جتنے جھوٹے امامت ونبوت وغیرہ کا دعوی کرنیوالے گذرے سب کی یہی حالت تھی چنانچہ اسی کتاب کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگا کہ بعضوں نے جان تک دیدی مگر اپنے دعووں سے نہ ہٹے۔

(۵) قوت اقبال علی اللہ یعنے مصیبتوں کے وقت خدا کی طرف جھکتے ہیں جنکی دعاؤں سے ملاء اعلی میں شور اور ملائکہ میں اضطراب پڑجاتا ہے" مرزا صاحب کی دعاؤں کا

حال بھی ملاحظہ فرمالیا جائے کہ کیسی کیسی مصیبتوں اور ضرورتوں کے وقت اونکی کوئی دعا قبول نہ ہوئی اور اونکے مخالفونکی ہر دعا قبول ہوگئی۔

(۶) کشوف والہام کا سلسلہ" الہامونکا بھی حال ملاحظہ فرمالیا جائے کہ کسقدر غلط اور خلاف واقع ہوا کرتے ہیں۔

رسالت منقطع نہیں

ابو منصور نے یہ بات نکالی کہ رسالت کبھی منقطع نہیں ہوسکتی ص ۱۴۳ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ خدا پتھر کی طرح خاموش رہے۔ ص ۲۹۲

وحی

آیہ شریفہ واوحی ربک الی النحل کو صحابہ وتابعین وغیرہم ہمیشہ پڑہا کرتے تھے مگر کسی نے یہ دعوی نہیں کیا کہ ہم پروحی اترتی ہے۔ سب سے پہلے مسیلمہ کذاب نے دعوی کیا کہ مجھپروحی اترتی ہے ص ۱۲۹ اوسکے بعد بحسب ضرورت جھوٹے نبیونمیں یہ سنت جاری ہوگئی۔ مسیلمہ کذاب نے پورا مصحف اپنے وحیوں کا لکھا تھا جو مسجع تھا مرزا صاحب بھی ایک کتاب مسجع لکھکر جس طرح قرآن معجزہ ہے اوسکو اپنا معجزہ کہتے ہیں جسکا نام ہی اعجاز مسیح رکہا ہے ص ۱۳۰

نبوت

مسیلمہ کذاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو مانکر اپنی نبوت کا بھی دعوا کرتا تہا ص ۱۲۹ اسحق اخرس کا قول ہے کہ فرشتوں نے اوسکو خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے انبیاء کے

خاتم تھے اور تم اس ملت کے نبی ہو جسکا مطلب یہ ہوا کہ خاتم الانبیا کے بعد کوئی مستقل نبی نہیں ہو سکتا اسلئے ظلی نبی ہو۔ مرزا صاحب بھی اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا تسلیم کرکے نبوت کا دعوی کرتے ہیں۔

صلوۃ

سجاح مدعیہ نبوت نے جب مسیلمہ کذاب کے ساتھ نکاح کیا تو کمال مسرت کی حالت میں اوسکو صلی اللہ علیک کہا ص ۳۱۳ یہی کلمہ مرزا صاحب کی امت بھی اونکے نام کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

معارف قرآنی

مغیرہ نے قرآن کے معارف جو لکھے ہیں قابل دید ہیں مثلاً آیہ شریفیہ انا عرضنا الامانۃ میں جو امانت مذکور ہے وہ یہ تھی کہ علی کرم اللہ وجہہ کو امام ہونے نہ دینا۔ اسکو انسان یعنے ابوبکر اور عمر نے اٹھا لیا کیونکہ وہ ظلوم وجہول تھے ص ۳۴۰ سید احمد خاں صاحب نے بھی قرآن کے معارف دل کھولکر بیان کئے کہ جبرئیل اور ابلیس صرف انسانی قوتوں کے نام ہیں اور نبی ایک قسم کے دیوانہ کو کہتے ہیں وغیرہ ذلک ص ۳۴۳ احمد کیال کی معارف دانی سب سے بڑی ہوئی تھی کیونکہ علم میں بھی وہ ید طولی رکھتا تھا ص ۳۵۲ مرزا صاحب نے بھی اس قسم کے معارف بہت سے لکھے ہیں چنانچہ سورہ انا انزلنا کے معارف سے ثابت کردیا کہ امریکہ اور یورپ میں جتنی کلیں ایجاد ہوئیں وہ سب انہی نشانی ہیں۔ اور آیۃ شریف مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سے مراد اپنا لیا

وغیرہ لک۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو مرزا صاحب کا خیال درست ہے آدمی دماغ پریشان کرکے محنت اٹھائے اور اوس سے کوئی نفع حاصل نہ کرے تو وہ بھی ایک قسم کی یاوہ گوئی ہے۔

عقلی استدلال

پولس مقدس نے عقلی دلیل پیش کی کہ خدا نے تمام جانور آدمیوں کو ہدیہ بھیجا ہے سب کو قبول کرنا اور کھانا چاہیئے سب نے اس دلیل کو قبول کرلیا اسی طرح اور بھی عقلی دلیلیں پیش کرکے دین عیسائی کو بدل دیا ص مرزا صاحب بھی ایسے ہی عقلی دلیلیں پیش کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کرۂ زمہریر سے بچکر آسمانوں پر کیونکر گئے اور اگر وہاں وہ زندہ ہیں تو انکے کھانے پینے اور پاخانہ کا کیا انتظام ہے۔

آیتوں کا مصداق بدل دینا

خوارج آیتوں کی شان نزول اور مصداق بدلدیا کرتے تھے چنانچہ اونکا قول ہے کہ آیۂ شریفہ ومن یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ابن ملجم قاتل علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں نازل ہوئی اسیطرح مرزا صاحب آیہ برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد وغیرہ کو اپنی شان میں قرار دیتے ہیں ص

آیتوں سے جھوٹا استدلال

ابومنصور نے قولہ تعالیٰ لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا سے استدلال کیا کہ ہر چیز حلال ہے اسلئے کہ اوس سے نفس کی تقویت ہے ص

اسی طرح مرزا صاحب سورۂ انا انزلنا سے اپنے مامور من اللہ ہونے کا استدلال کرتے ہیں
اس قسم کے استدلالوں میں مرزا صاحب کو ملکہ حاصل ہے ۔

اپنی تعلّی

ابن تومرت فخر کرتا تھا کہ میری جماعت میں ایک ذلیل شخص ایسے ونشریسی کا سینہ مثل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرشتوں نے شق کرکے قرآن وحدیث وعلوم لدنیہ سے بھر دیا ص ۳۴۳
ابو الخطاب اسدی کا قول تھا کہ میری جماعت میں ایسے بھی لوگ ہیں جو جبرئیل ومیکائیل سے افضل ہیں ص ۳۴۹ مرزا صاحب نے اس قسم کی سخاوت تو نہیں کی مگر اپنی ذاتی تعلّی کی غرض سے یہ تو لکھدیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کشفوں میں غلطیاں کھائیں اور صدہا انبیا کے کشف غلط ثابت ہوئے بخلاف اپنے کشفوں کے انمیں غلطی کا احتمال نہیں ہے اسلئے کہ خدائے تعالیٰ منہ سے پردہ ہٹا کر صاف طور سے باتیں کیا کرتا ہے ص ۲۹۸ سید محمد اونکے الہام دوسروں پر حجت ہیں ص ۱۲۳ احمد کیال جو امام زمان ہونیکا مدعی تھا اوسکا دعویٰ تھا کہ میں عالم کی تکمیل کے واسطے آیا ہوں اور میرا نام قائم رکھا گیا ہے جو متضادہ کیفیتیں عالم میں تھیں اب وہ باطل ہو جائینگی اور روحانی سماوی شریعت ہو جائیگی یعنی قیامت قائم ہوگی ص ۳۵۲ مرزا صاحب بھی کہتے ہیں کہ اگر میں نہ ہوتا تو آسمان ہی پیدا نہ ہوتا سب ۱۱
اور خدا نے اونسے فرمایا کہ تیرا نام تمام ہوگا میرا نام تمام نہ ہوگا ص ۱۱ اور فرماتے ہیں قرآن اٹھ گیا تھا ثریا سے میں نے اُتار لایا ہوں ص ۹ احمد کیال کا قول تھا کہ انبیا اہل تقلید کے پیشوا تھے اور قائم یعنی خود اہل بصیرت کا پیشوا ہے ص ۳۵۲ اور یہ بھی کہتا تھا کہ میں تمام عوالم کا جامع ہوں ص ۳۵۳ مرزا صاحب نے دیکھا کہ جبرائیل سے بڑھا اور خدا تعالیٰ

اُسکے جامع ہونیسے کیا فائدہ اسلئے اونہیں سے وہ چند امور کیلئے جو مفید اور بکار آمد ہوں مثلاً عیسویت موسویت نبوت رسالت محبدیت امامت وغیرہ اور پیشوا ایسی امت کیلئے جو قطعی خبتی ہے ص ۲۲

قدرت

عمر بیان مدعی نبوت کمال افتخار سے کہتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو اس گھاس کو ابھی سونا بنا دوں ص ۱۰ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ عیسیٰ کے معجزے عمل مسمریزم سے تھے اگر یہ عمل قابل نفرت نہ ہوتا تو ان اعجوبہ نمائیوں میں اونسے کم نرہتا ص ۵۹ مغیرہ کا دعوی تھا کہ میں اسم اعظم جانتا ہوں اوس سے مردوں کو زندہ کرسکتا ہوں ص ۲۴۰ بنان ابن سمعان کا دعوی تھا کہ میں اسم اعظم کے ذریعہ سے زہرہ کو بلا لیتا ہوں ص ۲۴۷ مرزا صاحب کا دعوی ہے کہ مجھے تو کن فیکون دیا گیا ہے ص ۵۳۹ یعنے جس معدوم کو چاہوں کن کہکر موجود کرسکتا ہوں۔ اور اجابت دعا دیگئی ہے جو کچھ خدا سے مانگتا ہوں فوراً مل جاتا ہے ص ۲۴۵

خدا کی صاحبزادگی

فیثاغورس کا دعوی تھا کہ میں اپنے خدا کا بیٹا ہوں۔ مرزا صاحب نے مقصود پر نظر کرکے فرمایا کہ میں خدا کی اولاد کا ہم رتبہ ہوں کیونکہ پرستش رتبہ ہی کے لحاظ سے ہوا کرتی ہے چنانچہ یہانتک تو نوبت پہنچ گئی ہے کہ جس حمد کے ساتھ مرزا صاحب کا ذکر نہو وہ شرک ہے

خدا کو دیکھنا

مغیرہ مدعی نبوت کا کنایۃً دعویٰ تھا کہ میں نے خدا کو دیکھا ہے ص ۳۴ مرزا صاحب کا بھی یہی دعویٰ ہے کہ خدا سے باتیں کہتے وقت وہ خیال کرتے ہیں کہ گویا خدا کو دیکھ رہے ہیں اور اوسوقت خدا کسی قدر پردہ اپنے روشن چہرہ سے اتار دیتا ہے ص ۲۹۸ مرزا صاحب نے یہ تو نہیں لکھا کہ اوسوقت میری آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں اس سے کنایۃً یہ دعویٰ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ اوس روشن چہرہ کو وہ دیکھ ہی لیتے ہیں۔

تکفیر

ص ۳۲۴

اخرس کا قول ہے کہ جو شخص بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجھپر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے۔ مرزا صاحب بھی یہی فرماتے ہیں کہ میرا منکر کافر ہے۔ خوارج کبار صحابہ کی تکفیر کرتے تھے مرزا صاحب بھی صحابہ کے اعتقادات مردیہ کو شرک بتاتے ہیں۔

اعداد حروف

مرزا صاحب کو ناز ہے کہ اعداد حروف سے اپنے مطالب ثابت کرتے ہیں حالانکہ اسکا موجد فرقہ باطنیہ ہے جو اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے۔

ناموں میں تصرف

ذکر دیہ ابن یحییٰ اپنا نام محمد ابن عبداللہ ظاہر کر کے مہدی موعود بنا اسلئے کہ احادیث میں امام مہدی کا یہی نام وارد ہے ص ۳۲۵ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میرا نام بھی اللہ

کے نزدیک یہی ہے اور عیسی یہی ہے اسلئے میں مہدی بھی ہوں اور عیسی بھی ہوں ابومنصور کا قول تھا کہ میتہ اور رحم خنزیر وغیرہ چند اشخاص کے نام تھے جنکی محبت حرام تھی اسی طرح صلوۃ صوم زکوۃ او رحج چند اشخاص کے نام تھے جنکی محبت واجب تھی اسلئے نہ کوئی چیز حرام ہے نہ کوئی عبادت فرض ص ۳۴۱ سید احمد خان صاحب بھی جبرئیل و ابلیس و شیاطین آدمی کے قوی کا نام رکھکر فرشتوں اور شیاطین کے وجود سے منکر ہوگئے ص ۳۴۳ مرزا صاحب نے اسلام کو یتیم کا لقب دیکر زکوۃ لینے کا استحقاق ثابت کیا کیونکہ وہ اسلام کو پرورش کر رہے ہیں۔۔ اور نیز قادیان کا نام دمشق رکھکر عیسی کا اوسمیں اترنا ثابت کردیا۔ اور گورنمنٹ اور پادریوں کا نام دجال رکھکر بڑے دجال کی نشانیوں سے سبکدوش ہوگئے۔

تحریک قوائے انسانی

باطنیہ قائل ہیں کہ ہر زمانہ میں نبی اور وصی کی تحریک سے نفوس اور اشخاص شرائع کے ساتھ متحرک ہوتے ہیں ص ۳۴۶ مرزا صاحب اسی بنا پر اپنے زمانہ ولادت سے یہ تحریکین ثابت کرتے ہیں۔

بروز

مرزا صاحب جو مسئلہ بروز کے قائل ہیں سو انہوں نے اس مسئلہ میں فیثاغورس کی پیروی کی ہے۔ ص ۳۰۴

یہ چند تقلیدیں بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھی گئیں اگر مرزا صاحب کی تصانیف بغور دیکھی جائیں اور مدعیان نبوت و امامت و الوہیت وغیرہ کے احوال و اقوال پیش نظر

ہوں تو اسکی نظیر میں بکثرت پاسکتی ہیں۔ عقلمند طالب حق کیلئے جس قدر لکھی گئیں وہ بھی کم نہیں حق تعالی بصیرت عطا فرمائے۔

تعارض

لکھتے ہیں کہ قرآن کا مبدل ہونا محال ہے کیونکہ ہزارہا تفسیریں اسکی موجود ہیں ص ۱۱
اور ظاہر ہے کہ تفسیریں معنوی تحریف سے روکتی ہیں ورنہ یوں فرماتے کہ لاکھوں قرآن موجود ہیں۔ پھر انہی تفاسیر کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ فطرتی سعادت اور نیک روشنی کے مزاحم ہیں انہوں نے مولویوں کو خراب کیا ص ۲۲

لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا شرک اختیار کرنا خدا کی پیشگوئی کی رو سے محال ہے اور اون کا تزلزل ممکن نہیں ص ۴۴ و ۱۰۰ - (ص ۵۴)

پھر لکھتے ہیں کہ میرا منکر کافر اور مردود اور اسلام سے خارج ہے یعنے اب کل مسلمان کافر ہو گئے
لکھتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام دنیا میں اترینگے اور گمراہی کو نیست و نابود کر دینگے ص ۱۵
پھر لکھتے ہیں کہ مسیح فوت ہو گیا اور یہ دونوں الہام ہیں یعنے خدا نے اونسے کہا ص ۲۷
لکھتے ہیں میں اپنے مخالفوں کو کاذب نہیں سمجھتا ص ۲۳۸ پھر لکھتے ہیں وہ مسلمان ہی نہیں کافر اور اسلام سے خارج ہیں۔

لکھتے ہیں میں تمہاری طرح ایک مسلمان ہوں ص ۲۸۷ پھر لکھتے ہیں کہ میں رسول اللہ ہوں نیا دین لایا ہوں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بلکہ بعض انبیا سے افضل ہوں ۷ ہ ع
فرماتے ہیں مجھے اخلاقی قوت اعلی درجہ کی دیگئی ص ۴ مگر علما کو گالیاں اتنے دیتے ہیں کہ جنکی ایک فہرست مرتب ہو گئی ہ ع

لکھتے ہیں کہ بغیر قرآن کے عقل سے واقعات نہیں معلوم ہوسکتے ص ۱۰۶ اور مخالف قرآن
وانجیل عیسی علیہ السلام کے صلیب پر چڑھنے اور بھاگ جانیکا واقعہ دل سے گھڑلیا ل
لکھتے ہیں کہ خدائے تعالی کھلی کھلی نشانیاں ہرگز نہیں دکھاتا - اور اسکے بھی قائل ہیں کہ
معجزہ شق القمر دکھایا گیا ص ۱۲۵ -
لکھتے ہیں کہ ہر پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کھولی گئی تھی - پھر لکھتے ہیں کہ حضرت
پر ابن مریم اور دجال وغیرہ کی حقیقت نہیں کھولی گئی ص ۲۶۷
لکھتے ہیں کہ مسلم شریف کی حدیث بخاری میں نہونے کی وجہ سے قابل اعتبار نہیں - اور
ایک مجہول فارسی قصیدہ قابل وثوق ہے ص ۲۷۲
لکھتے ہیں کہ انجیلوں میں کوئی لفظی تحریف نہیں - پھر لکھتے ہیں کہ یہ انجیلیں مسیح کی انجیلیں
نہیں اور ایک ذرہ ہم اونکو شہادت کے طور پر نہیں لیسکتے ص ۲۷۷
لکھتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام کے نزول پر صحابہ کا اجماع نہیں اگر ہو تو تین چار سو صحابہ کا نام
لیا جائے مگر چودھویں صدی کے شروع میں مسیح آنے پر اجماع کیونکہ شاہ ولی اللہ صاحب اور
نواب صدیق حسن خاں صاحب کی رائے ہے کہ شاید چودھویں صدی کے شروع میں
مسیح اترآئیں ص ۲۸۲ یعنے ان دو رایوں سے اجماع منعقد ہوگیا -
لکھتے ہیں احادیث اگر صحیح بھی ہوں تو مفید ظن ہیں والظن لایغنی من الحق شیئاً یعنے
اونسے کوئی حق بات ثابت نہیں ہوسکتی ف ۹ پھر لکھتے ہیں کہ ایک حصہ کثیرہ دین کا
احادیث سے ثابت ہے ف ۱۱
لکھتے ہیں کہ جو حدیث بخاری میں نہو وہ قابل اعتبار نہیں ف ۱۴ اور خود مسند امام احمد
اور ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان کی حدیثے کہ فردوس دیلمی وغیرہ

کی حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں ف ۶۳

بخاری شریف وغیرہ کے راویوں میں یہ احتمال نکالتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اُنھوں نے قصداً یا سہواً جھوٹ کہدیا ہو اور اپنی حدیث کا ایک ہی راوی ہو اور اوسکی تعدیل کنہیا لال مراری لال اور بوٹا وغیرہ سے کرتے ہیں ف ۱۷ بڑے دجال کے باب میں احادیث صحیحہ وارد ہیں کہ وہ پانی برسائیگا اور خوارق عادات اوس سے ظہور میں آئینگے اوسپر لکھتے ہیں کہ یہ اعتقاد شرک ہے کیونکہ اوس سے انما امرہ ان یقول لہ کن فیکون اوسپر صادق آجائیگا اور اپنی نسبت کہتے ہیں کہ مجھے بھی کن فیکون دیا گیا ہے ف ۵۸۹ اذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم انت قلت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ قال ماضی کا صیغہ ہے اور اوسکے اول اذ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آیا ہے۔ اور جب اُنھوں نے لکھا کہ مجھے وحی ہوئی عفت الدیار محلہا ومقامہا اور اسکے معنی یہ ہیں کہ عمارتیں نابود ہو جائینگی تو اوسپر اعتراض ہوا کہ عفت ماضی کا صیغہ ہے تو جواب میں لکھتے ہیں کہ ماضی بمعنی مستقبل آتی ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے اذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم انت قلت

انبیا علیہم السلام وغیرہم پر اونکے حملے

سوائے اپنے تالیفات کے امام غزالی رح وغیرہ کی تالیفات قابل التفات نہیں۔ ع ۱۹۰

مسلمان مشرکانہ خیال کے عادی ہیں ص ۲۶۷

حقیقت انسانیہ پر فنا طاری ہوگئی۔ ۲۔

تمام مسلمان اسلام سے خارج ہیں ص ۱۳۱

ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک معمولی انسان تھا جوش میں آکر غلطی کھائی۔ ع ۱۳۸

ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ مفسرین نے حق تعالی کی استادی کا منصب اپنے لئے قرار دیا۔ ص ۳۴۶

نواس پر اور اونکی روایت پر جو عیسی علیہ السلام کے نزول کے بارے میں مسلم شریف میں مروی ہے

اقسام کے حملے۔ ص ۱۳۷
جائز ہے کہ حدیثوں کے راویوں نے عمداً
یا سہواً خطا کی ہو۔ ۲۷۰
بخاری اور مسلم میں بھی حدیثیں
موضوع ہیں۔ ۱۴۹
احادیث اگر صحیح بھی ہوں تو مفید ظن ہیں
جس سے کوئی بات ثابت نہیں ہو سکتی ص ۲۷
تفسیرین بیہودہ خیالات ہیں۔
انبیا کے معجزے مکروں کے مشابہ
محجوب الحقیقت ہیں۔ ص ۷۲
انبیا سے سہو و خطا ہوتی ہے۔ ص ۲۶۷
انبیا پیشین گوئی میں غلطی کھاتے ہیں ص ۱۱۵
موسی علیہ السلام مسمریزم سے مردہ کو حرکت
دیے تھے جسکا ذکر قرآن میں ہے لیکن
ساحر تھے۔ ص ۵۶
ابراہیم علیہ السلام نے مسمریزم سے چار پرندوں کو
بلالیا تھا جسکا ذکر قرآن میں ہے ص ۶۴
عیسی علیہ السلام کو مسمریزم میں
کچھ مشق تھی۔ ۵۷

عیسی علیہ السلام مسمریزم سے قریب الموت
مردوں کو حرکت دیتے تھے۔ ۴۹
مسمریزم قابل نفرت ہے ورنہ او میں بھی
میں مسیح سے کم نہ رہتا۔ ص ۲۹۹ ۵۹
عیسی علیہ السلام بائیس برس اپنے باپ
یوسف نجار کے ساتھ نجاری کا کام کرتے رہے
اسلئے کھلونیکے چڑیاں بناتے تھے۔ ۳۰۰
عیسی علیہ السلام کے دادا سلیمان
علیہ السلام تھے۔ ص ۳۰۷
اگر مسیح اس زمانہ میں ہوتا تو جو میں کر سکتا ہوں
ہرگز نہ کر سکتا اور اللہ کا فضل اپنے سے
زیادہ مجھپر پاتا۔ ص ۳۰۰
چار سو انبیا کا کشف جھوٹا ثابت ہوا ص ۱۵۵
وہ چار سو شخص بت پرست تھے جنکا کشف
غلط تھا اونکو انبیا میں داخل کیا۔ ۲۴۱ ع
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حقیقت عیسی
اور دجال اور یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض
کی منکشف نہ ہوئی۔ ص ۱۱۵ ۲۶۷
حضرت کا کلام لغو اور بے معنی۔ ۲۱۲

نشانیوں میں جھگڑنا

حق تعالیٰ فرماتا ہے وما یجادل فی آیات اللہ الا الذین کفروا یعنے سوائے کافروں کے خدا کی نشانیوں میں کوئی جھگڑا نہیں کرتا۔ اب دیکھئے کہ مرزا صاحب نے خدا کی نشانیوں میں کیسے کیسے جھگڑے ڈالدئے ہیں۔ اب اونکو کیا لکھنا چاہئے فرماتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کو جو نشانیاں دیگئی تھیں اوہام باطلہ تھے ص ۴۳ کافروں وغیرہ سے بڑھکر اون میں معجزے کی کوئی طاقت نہ تھی ص ۴۵ اولوالعزم انبیا کے معجزے ایک قسم کے سحر یعنے مسمریزم تھے ص ۴۹ ص ۵۵ ص ۵۶ ص ۶۴ انبیا پیش گوئی کی تعبیر میں غلطی کھاتے تھے ص ۱۱۵ خدائے تعالیٰ کھلی کھلی نشانیاں ہرگز نہیں دکھاتا ص ۸۳ جس کا مطلب یہ ہوا کہ جتنی کھلی کھلی نشانیاں قرآن میں مذکور اور حق تعالیٰ آیات

بینات فرماتا ہے وہ سب نعوذ باللہ خلاف واقع ہیں فرماتے ہیں کہ یا عیسی انی متوفیک ورافعک جو قرآن میں ہے وہ میری نسبت ہے ص ۱۹۲ - انبیا کے معجزات مکروں کے مشابہ محجوب الحقیقت ہیں ص ۲۰۷ پورانے معجزے مثل کتھا کے ہیں جنکا ایمان عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح قصوں اور کہانی کے سہارے ہو یعنے معجزوں اوس کے ایمان کا کچھ ٹھکانا نہیں ص ۲۶۷ -

افتراے علی اللہ

حق تعالی فرماتا ہے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا یعنے جو اللہ کی افترا کرے اوس سے بڑھکر کون ظالم جسکا مطلب یہ ہوا کہ کافر سے بھی زیادہ تر وہ شقی ہے ص ۱۶۲ مرزا صاحب بھی خدا ے تعالی پر ہمیشہ افترا کیا کرتے ہیں چنانچہ چند یہاں لکھے جاتے ہیں - لکھا ہے کہ قرآن میں خدا ے تعالی فرماتا ہے کہ ۱۸۵۷ء میں کلام اللہ آسمان پر اٹھا لیا جائیگا ص ۲۹۷ آتھم کے باب میں خدا نے کہا کہ وہ پندرہا مہینے میں مریگا حالانکہ نہ مرا ص ۱۸۱ ص ۱۸۵ ص ۱۸۶ لیکھرام کے باب میں خدا نے خبر دی کہ وہ خارق العادت موت سے مریگا حالانکہ ایسا نہ ہوا اور عبارت الہام غلط ہونیسے تو یقیناً افترا ثابت ہوگیا ص ۱۹۲ مرزا احمد بیگ صاحب کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنیکو خدا نے کہا بلکہ انا زوجنا کہا کہکر نکاح کر بھی دیا جو نشانی مقرر کی تھی وہ غلط نکلی اور اوس لڑکی کا نکاح دوسرے سے ہوگیا - خدا نے قرآن میں جو فرمایا ہے کہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سو وہ رسول میں ہوں - خدا نے بارہا مجھے فرمایا کہ جو دعا تو کرے میں قبول کرونگا - حالانکہ اشد ضرورت کے وقت ہمیشہ اونکی دعائیں رد ہوتی ہیں - کن فیکون خدا نے مجھکو دیا ص ۵۳۹ پھر اس کن سے کون سی

خرق عادت دکھلائے - میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں خدا نے مجھکو دین حق دیکر بھیجا ہے ٥٣٩
اور خدا منہہ سے پردہ ہٹا کر باتیں اور ٹھٹھے کرتا ہے - خدا نے کہا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا -

مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اہل اسلام

حق تعالیٰ فرماتا ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم یعنے جو مخالفت کرے رسول کی جب کھل گئی اوسپر راہ ہدایت اور مسلمانوں کے رستہ کے سوا دوسرا رستہ چلے تو جو رستہ اوسنے اختیار کر لیا ہے ہم اوسکو وہی رستہ چلائے جائینگے اور آخر کار اوسکو جہنم میں داخل کر دینگے ص ٥٤ مرزا صاحب نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی مخالفت کا ایک عام طریقہ اور قاعدہ ہی ایجاد کر دیا کہ حدیث اگر صحیح بھی ہو تو مفید ظن ہے والظن لا یغنی من الحق شیئا جسکی شرح فرماتے ہیں کہ ظن سے کوئی حق بات ثابت نہیں ہوتی جس سے لازم آگیا کہ کوئی حدیث قابل اعتماد و عمل نہیں بلا تردد اوسکی مخالفت کیجائے اور مسلمانونکی مخالفت کا طریقہ یہ ایجاد کیا کہ اور تو اور خود تمام مسلمانوں کا اجماع بھی کسی مسئلہ پر ہو جائے تو وہ بھی خطا سے معصوم نہیں اور ظاہر ہے کہ جس بات میں خطا کا احتمال ہو اوسپر عمل پیرا ہونیکی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ایسی بات قابل اعتماد و اعتقاد ہو سکتی ہے - پھر جب احادیث واقوال صحابہ و تابعین و علما انکی غرض کو پوری نہیں ہونے دیتے اونکو اپنے مصنوعی الہاموں سے باطل ٹھیرا کر ایک ایسا طریقہ ایجاد کیا جو غیر سبیل المومنین ہے اور اسکی کچھ پروا نکی کہ ان احادیث واقوال کو تمام امت مرحومہ نے قبول کر لیا ہے - اسکا ثبوت اسی فہرست کے مضامین فضائل ادعائی مرزا صاحب وغیرہ مقامات سے بخوبی ملسکتا ہے اسکی تفصیل کی حاجت نہیں الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کی مخالفت کو انہوں نے اعلیٰ درجہ تک پہنچا دیا - اسپر بھی اگر وہ مقتدا ہی مانے جائیں تو قسمت کی بات ہے -

غلطنامہ مفاتیح الاعلام یعنی فہرست افادۃ الافہام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۸	نزدل	نزول کا	۴۷	۱۰	قادردہم	فاوردہم
۵	۲	رضی اللہ	رضی اللہ عنہ	؍	۱۱	قوم	قوم کے
؍	۵	رضی اللہ	رضی اللہ عنہ	۴۹	۱۳	غیرہ	غیر
۹	؍	یہی	بھی	۵۱	۱۶	کہا	گیا
؍	۱۶	سے	ہے	؍	۱۷	قائم	قائل
۱۱	۱۸	گیا	کیا	۵۲	۲	مجدبت	مجدوبیت
۱۴	۱۷	خوانیں	خواتین	۵۴	۱۲	تحرکیں	تحریکیں
۱۵	۲	ناشاہ	ناشاد				
؍	۳	کرلے	کرلئے				
۱۸	۱۴	سرکا	سرکار				
۲۰	۱۸	یقینی	یقین				
۲۱	۶	مقلوب	مغلوب				
۲۵	۸	خزب	حزب				
۳۶	۱۱	الحق	الی الحق				
۴۳	۳	مزادولت	مزاولت				

اہل اسلام کو بشارت دیجاتی ہے کہ ان دنوں مولانا مولوی محمد انوار اللہ صاحب کی تصانیف جنکی بسبب اقتضائے زمانہ ضرورت تھی حسب تفصیل ذیل ہمارے مطبع میں چھپکر تیار ہیں۔ اہل اسلام اگر ان کتابوں کو ملاحظہ فرماویں تو معلوم ہوگا کہ کیسے کیسے مشکل ضروری مسئلے کس خوبی سے عام فہم کردئے گئے ہیں۔

کما فصلت

مفاتیح الاعلام۔ جس کے (۶۱) صفحہ ہیں

اسمیں قادیانی مذہب کا فوٹو کھینچدیا گیا ہے جسکے ضمن میں اسکا رد بھی موجود ہے شایقین کی خدمت میں یہ کتاب مفت روانہ کیجائیگی صرف ایک آنہ کے ٹکٹ مولف صاحب موصوف کے یہاں بدیں نشان (حیدرآباد دکن بازار سلیمانجاہ) بھیجدیں اور اپنا نام و پتہ صاف لفظوں میں لکھیں۔

افادۃ الافہام۔ ہر دو حصہ جن کے صفحہ (۵۴۷) ہیں

یہ کتاب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ازالۃ الاوہام کا جواب ہے اسکے محققانہ

اور مہذبانہ جواب دئے گئے ہیں اور انکے ضمن میں کئی ضروری مسائل کی تحقیقات اور نیز بہت سے تاریخی حالات مندرج ہیں جن سے علم کی توسیع ہوتی ہے قیمت ہر دو حصہ

حصہ اول کاغذ چکنا اعلی ۔ عہ/ حصہ دوم کاغذ چکنا اعلی ۔ عہ/

ایضاً کاغذ کہرہ خانی ۔ عہ/ ایضاً کاغذ کہرہ خانی ۔ ۱۲/

انوار احمدی ۔ جس کے (۳۶۸) صفحہ ہیں

اسمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور درود شریف کے فوائد اور صحابہ کرام وغیرہم کے آداب اور چند ضروری مسائل کے تحقیقات ہیں جن کے اکثر مباحثہ ہوا کرتے ہیں ۔ یہ کتاب مدلل بآیات و احادیث و اقوال سلف ہے عموماً اہل سنت و جماعت اور خصوصاً داخلین کو نہایت مفید ہے قیمت کاغذ چکنا (عہ)

کتاب العقل ۔ جس کے (۳۴۴) صفحہ ہیں

اسمیں عقل کی حقیقت کھول دیگئی ہے کہ دینی ابواب میں کہانتک چل سکتی ہے اور عقلی دلائل سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ وہ دائرہ محسوس سے باہر نہیں جا سکتی اور حکمت قدیمہ اور جدیدہ کا اثر جن مسائل دینیہ پر پڑتا تھا انکے جوابات عقل سے دئے گئے ہیں قیمت کاغذ چکنا اعلی (۱۲/) کاغذ کہرہ خانی (۱۰/)

شائقین یہ کتابیں سید حسین صاحب تاجر کتب کی دوکان واقع گلزار حوض حیدر آباد دکن سے طلب فرما سکتے ہیں۔

المشتہر

خاکسار سید رحیم الدین منیجر مطبع شمس الاسلام حیدرآباد

فہرست بعض مضامین حصہ اول افادۃ الافہام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد مسلمانون کا خیرخواہ محمد انوار اللہ ابن مولانا مولوی حافظ ابو محمد شجاع الدین صاحب
قندھاری دکنی اہل اسلام کی خدمت مین گزارش کرتا ہے کہ یہ امر پوشیدہ نہین کہ
جبتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم مین تشریف فرما تھے فیضان
صحبت اور غلبہ روحانیت کی وجہ سے تمام اہل اسلام عقائد دینیہ مین ہر در الی سے
مبرا اور خود غرضی سے معرا تھے اور اطاعت وانقیاد کا مادہ ان مین ایسا متمکن اور
راسخ تھا کہ مخالفت خدا و رسول کے خیال کو بھی وہان گذر نہ تھا پھر جب حضرت بعد
تکمیل دین تشریف فرماے عالم جاودانی ہوے بعض طبائع مین بمقتضاے جبلت خودسری
کا خیال پیدا ہوا اور عقل خود پسند پر جو قوت انسانی کا دباؤ تھا کم ہونے لگا اور

دوسری اقوام کے علوم اپنے سبزباغ مسلمانون کو دکھلانے لگے اور ادہر امتداد زمانہ کی وجہ سے خلافت نبوت کی قوت مین بھی کسیقدر ضعف آگیا جس سے وحدت قیصری کا شیرازہ ٹوٹ گیا غرض اس قسم کے اسباب سے جدت پسند طبائع نے مخالفت کی بنیاد ڈالی - کسی نے اہل حق پر عدم تدین کا الزام لگا کر کمال تقوی کی راہ اختیار کی جو صرف نمایش ہی نمایش تھی اور درحقیقت وہ کمال درجہ کا فسق تھا جیسے خوارج کہ جناب باہمی وغیرہ شبہات کی وجہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور جملہ صحابہ کی تکفیر کرکے مسلمانون کی جماعت سے علیحدہ ہوگئے - اور بعضون نے امامت کے مسئلہ پر زور دیکر اوس جماعت سے مخالفت کی جس سے اور ایک جدا فرقہ قایم ہوگیا - کسی نے مسئلہ تنزیہ مین وہ غلو کیا کہ صفات الہیہ کا انکار ہی کردیا اور اوس جماعت سے علیحدگی اختیار کرکے ایک فرقہ بنام معتزلہ اپنے ساتھ کرلیا بعضون نے مسئلہ جبر و قدر مین افراط و تفریط کرکے دو فرقے اوس جماعت سے علیحدہ بنالئے -

الغرض اوس جماعت حقہ سے بہت سے لوگ علیحدہ ہوکر جداگانہ اسماء کے ساتھ موسوم ہوتے گئے پھر جو جو فرقے علیحدہ ہوتے عقل سے کام لیکر نئے نئے مسائل تراشتے اور اونکو اپنا مذہب قرار دیتے گئے جسکی وجہ سے بکثرت مذاہب ہوگئے لیکن ان تمام انقلابات کے وقت وہ جماعت کثیرہ جو ابتدائے اسلام سے قایم ہوئی تھی انہین اعتقادات پر قایم رہی جو اونکو وراثۃً آبا و اجداد سے پہونچے تھے انہون نے عقل کو نقل کے تابع کرکے قرآن و حدیث کو اپنا مقتدا بنا رکھا اور تمام اعتقادات مین قدم بقدم صحابہ کی پیروی کرتے رہے -

یہ جماعت وہی ہے جو اہل سنت و جماعت کے نام سے ابتک مشہور ہے

اور جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے تفرقہ کا ذکر فرمایا وہان اُس جماعت کو اُن خوبی اور روشن اسلوبی کے ساتھ یاد کیا کہ ہر شخص کو اوسمین شریک ہونیکی آرزو آتی ہے اور جن آرزو سے کیا ہوکا وہان تو یہ شرط لگی ہوئی ہے کہ حضرت کے اور صحابہ کے طریقہ پر رہین چنانچہ ارشاد ہے عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملة کلہم فی النار الا ملة واحدة قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی وفی روایة احمد وابی داؤد عن معاویة ثنتان وسبعون فی النار وواحدة فی الجنة کذا فی المشکوة۔

یون تو ہر مذہب والے دعوی کرتے ہین کہ ہم بھی صحابہ کے پیرو ہین اور احادیث ہمارے یہان بھی موجود ہین مگر تحقیق کرنے سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ سوائے اہل سنت وجماعت کے یہ بات کسی کو حاصل نہین فن رجال کی صدہا کتابین ہین جن سے ظاہر ہے کہ علمائے اہل سنت نے جرح وتعدیل رواۃ اور تحقیق احادیث وآثار صحابہ مین کسقدر جانفشانیان کین جنکی وجہ سے کسی مفتری بے دین کی بات کو فروغ ہونے نہ پایا اور احادیث وآثار اونکی سعی سے اب تک محفوظ رہے اس امر کا اہتمام جسقدر علمائے اہل سنت وجماعت نے کیا ہے اوسکی نظیر نہ امم سابقہ مین مل سکتی ہے نہ کسی دوسرے مذہب مین یہ اہتمام اور خاص توجہ باواز بلند کہہ رہی ہے کہ سوائے اہل سنت وجماعت کے کوئی مذہب ناجی اور مصداق اس حدیث کا نہین ہو سکتا۔

یہان یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اہل سنت وجماعت کے سوا گو تمام فرق اسلامیہ نے مسائل اعتقادیہ مین عقل کو دخل دیکر بہت سی نصوص مین اسقدر تاویلین کین کہ اونکو بیکار ٹھیرا دیا مگر انمین کسی مقتدائے مذہب نے نبوت کا دعوی نہین کیا

بلکہ سب اپنے آپ کو صرف امتی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہتے رہے اسیوجہ سے
کل مذاہب حضرت ہی کی امت مین شمار کئے جاتے ہین چنانچہ حضرت نے بھی امتی کا
لفظ انکی نسبت فرمادیا ہے - بخلاف اونکے بعض لوگ ایسے بھی پیدا ہوئے کہ اونکی
غرض صرف مقتدا بننے کی رہی ہرچند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بھی تسلیم
کرتے تھے مگر اسکے ساتھ اپنی نبوت کو بھی لگادیا کرتے چنانچہ مسیلمہ کذاب وغیرہ
باوجودیکہ حضرت کی نبوت کے قائل تھے جیسا کہ کتب احادیث و تواریخ سے ظاہر ہے
مگر خود بھی نبوت کا دعوی کرتے تھے اور چونکہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہین ہوسکتا اسوجہ سے وہ کذاب کے نام سے موسوم ہوئے
اور صحابہ وغیرہم نے اونسے جہاد کرکے اونکو مخذول کیا اور اونکا یہ دعوی کہ ہم نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرتے ہین کچھ مفید نہوا - جب اس قسم کے لوگون کی ابتدا
حضرت ہی کے زمانہ سے ہوچکی تو پھر کیونکر ہوسکتا تھا کہ وہ سلسلہ منقطع ہو اس لئے
کہ جون جون حضرت کے زمانہ مین دوری ہوتی ہے خرابیان اور بڑہتی جاتی ہین جیسا کہ
احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اسلئے حضرت نے پہلے ہی فرمادیا کہ قیامت تک اس
نبوت کاذبہ کا سلسلہ جاری رہیگا اور اوسکے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ جو لوگ
نبوت کا دعوی کرینگے فی الحقیقت وہ دجال جھوٹے ہین انکو نبوت سے کوئی تعلق نہین ہے
جیسا کہ بخاری شریف کی اس روایت سے ظاہر ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لاتقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلثین کلہم
یزعم انہ رسول اللہ - اس سے ظاہر ہے کہ اون تیس دجالون کے امتی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے امتی نہین ہوسکتے کیونکہ دجالون کا امتی ہونا قرین قیاس نہین جب

بنی اونکے حضرت کے امتی نہون تو اونکے امتی حضرت کے امتی کیونکر ہوسکین -

غرض جو مذہب نیا نکلتا ہے اوسمین داخل ہونیکے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیون کو اتنا تو پیش نظر رکہنا چاہیئے کہ بہتر مذہب سے خارج نہون جن پر حضرت کے امتی ہونے کا اطلاق کیا گیا ہے کیونکہ یہ مذاہب گو ناریہ ہون مگر مخلد فی النار نہین اور جو اون سے بھی خارج ہوا وسمین داخل ہونا تو ابدالآباد کے لئے اپنی تباہی اور ہلاکت کا سامان کرنا ہے -

اسکی وجہ سمجھ مین نہین آتی کہ جب کوئی نیا مذہب نکلتا ہے تو لوگ اوسکی طرف فقط مائل ہی نہین بلکہ صدق دل سے اوسکے گرویدہ ہوجاتے ہین مسیلمہ کذاب نے جب نبوت کا دعوی کیا تو تھوڑی مدت مین ایک لاکھ سے زیادہ آدمی فراہم ہوگئے اور اس خوش اعتقادی کے ساتھ کہ جان دینے پر مستعد چنانچہ لڑائیون مین بہت سے مارے بھی گئے حالانکہ سوائے طلاقت لسانی کے جو کچھ فقرے گھڑ لیتا تھا کوئی دلیل نبوت کی اوسکے نزدیک نہ تھی بلکہ معجزہ کی غرض سے جو کچھ کرتا اوسکا خلاف ظہور مین آتا مگر وہ کور باطن اوسکا کلمہ پڑہتے اور باوجودیکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہزارہا معجزات اظہر من الشمس تھے مگر اونکے اعتقاد ون کو کوئی جنبش نہوتی اسی طرح ابتک بھی کیفیت دیکہی جاتی ہے کہ نئی بات نئے مذہب کی طرف طبیعتین بہت مائل ہین چنانچہ فی زمانناہذا ایک نیا مذہب نکلا ہے جسکو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ایجاد کیا ہے اور لوگ اوسکی طرف مائل ہوتے جاتے ہین -

ایک زمانہ تک مرزا صاحب کی نسبت مختلف افواہین سنی گئین کوئی کہتا تھا کہ اونکو مجددیت کا دعوی ہے کوئی کہتا تھا مہدویت کا بھی دعوی ہے کوئی کہتا تھا

عیسی موعود بھی اپنے آپ کو کہتے ہین - ان پریشان خبرون سے طبیعت کو کسیقدر پریشانی
تو تھی - مگر اسوجہ سے کہ آخری زمانہ کا مقتضی یہی ہے کہ اس قسم کی نئی نئی باتین پیدا
ہون طبیعت اوسکی تحقیق کی طرف مائل نہ تھی یہانتک کہ ایک شخص نے بطور ابلاغ
پیام ایک اشتہار مجھکو دکھلایا جسمین اونکو نہ ماننے والون کی تکفیر تک تھی اوسوقت
یہ خیال پیدا ہوا کہ آخر اس مذہب کی حقیقت کیا ہے اونکی کسی کتاب سے معلوم کرنا چاہیئے
چنانچہ تلاش کرنے سے مرزا صاحب کی تصنیف ازالۃ الاوہام ملی اور سرسری طور پر
اوسکو دیکھا مگر مرزا صاحب کے فحوائے کلام سے معلوم ہوا کہ جبتک یہ کتاب پوری
نہ دیکھی جائے انکے مذہب کی حقیقت اور اونکا مقصود معلوم نہوگا اسلیئے اول سے
آخر تک اوسکو دیکھا اوس سے کئی باتین معلوم ہوئین جنمین سے ایک یہ ہے کہ مرزا صاحب
بڑے عالی خاندان شخص ہین مختصر حال اونکے خاندان کا یہ ہے کہ انکے جد اعلی بابر بادشاہ
کے وقت جو چغتائی سلطنت کا مورث اعلیٰ تھا ثمرقند مین ایک جماعت کثیر لیکر دہلی آئے
اور بہت سے دیہات بطور جاگیر اونکو دیئے گئے آپنے وہان بہت بڑا قلعہ تیار کیا
اور ایک ہزار فوج سوار اور پیادہ کے ساتھ وہان رہتے تھے جب چغتائی سلطنت کمزور
ہوئی آپنے ایک ملک پر قبضہ کر لیا اور توپخانہ وغیرہ فراہم کر کے بطور طوائف الملوک
مستقل رئیس ہو گئے - مرزا گل محمد صاحب جو مرزا صاحب کے پردادا ہین انہون نے
سکھون سے بڑے بڑے مقابلے کئے اور تن تنہا ہزار ہزار سکھون کے مقابلہ مین کامیاب
ہوئے مگر مسلمانون کی بدقسمتی تھی کہ باوجودیکہ انہون نے بہت کچھ کوششین کین کہ
ایک وسیع ملک فتح کر کے اوسکو دار الاسلام بنا دین مگر نہ ہو سکا - پھر اون کے فرزند
مرزا عطا محمد صاحب کی عہد ریاست مین سوائے قادیان اور چند دیہات کے تمام

ملک قبضہ سے نکل گیا اور آخر سکھوں کے جبر و تعدی سے اپنا مستقر بھی اونکو چھوڑنا پڑا۔ کچھ روز کے بعد مرزا غلام مرتضی صاحب مرزا صاحب کے والد دوبارہ آباد ہوئے تھے اور گورنمنٹ برطانیہ کے جانب سے حصہ جدی سے قادیان اور تین گاؤں اونکو ملے۔ اور گورنری کے دربار میں اونکی نہایت عزت تھی چنانچہ انکا آبائی لقب بھی اور زمین پچاس گھوڑے اپنی ذات سے خرید کے اور اچھے اچھے سوار مہیا کیے پچاس سوار سے گورنمنٹ کی مدد کی اور گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام بنابر صاحبان ڈپٹی کمشنر اور افسر اونکے مکان پر آتے تھے۔ پھر ان تاریخی واقعات کو بیان کرکے مرزا صاحب فرماتے ہین کہ اس تمام تقریر سے ظاہر ہے کہ یہ خاندان ایک معزز خاندان ہے جو شاہان سلف کے زمانہ سے آجتک کسی قدر عزت موجود رہا ہے۔

اس تقریر سے واضح ہے کہ مرزا صاحب ایک اولوالعزم شخص خاندان سلطنت سے ہین اور صرف ایک ہی پشت گذری ہے جو یہ دولت ہاتھ سے جاتی رہی جسکی کمال وجہ کی حسرت ہونی ایک لازمہ بشری ہے چونکہ مقتضی فطانت ذاتی کا یہی تھا کہ مجد موئل کی تجدید ہو اسلیے ایک نئی سلطنت کی انھون نے بنیاد ڈالی۔

یہ بات قابل تسلیم ہے کہ شاہی خاندان کے خیالات خصوصاً ایسی حالت مین کہ طبیعت بھی وقاد ہو اور ذہن کی رسائی بھی ضرورت سے زیادہ ہو کبھی گوارا نہین کرسکتی کہ آدمی حالت موجودہ پر قناعت کرے۔ بخاری شریف مین مروی ہے کہ جب ہدایت نامہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہرقل بادشاہ روم کو پہونچا اوس نے ابوسفیان وغیرہ کو جو وہان موجود تھے بلاکر حضرت کے بہت سے حالات دریافت کیے منجملہ اونکے ایک یہ بھی سوال تھا کہ آپکے اجداد مین کوئی بادشاہ بھی گذرا ہے

اونھون نے کہا نہین تو اوس نے کہا مین یقین کرتا ہون کہ وہ نبی ہین کیونکہ اگر اونکے اجداد مین کوئی بادشاہ ہوتا تو یہ خیال کیا جاتا کہ اسلاف کی دولت زائل شدہ کے وہ طالب ہین یہ روایت بخاری مین کئی جگہ مذکور ہے۔

ازالۃ الاوہام جو ہزارون صفحون مین لکھی گئی ہے اسمین صرف ایک ہی بحث ہے کہ مین مسیح موعود ہون اور یہ خدمت میری اتباع خصوصاً اولاد مین ہمیشہ رہیگی اور کل مباحث اوسمین صرف اسی دعوی کے تمہیدات ولوازم ورفع موانع مین ہین اس کتاب کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کی پرزور طولانی تقریرون کا اثر بعض کم زور جوش اعتقادون کی طبیعتون پر ضرور پڑے گا اسلئے مناسب سمجھا گیا کہ چند مباحث جس پر مرزا صاحب کی عیسویت کا مدار ہے لکھی جائین تاکہ اہل اسلام پر یہ منکشف ہوجائے کہ اس بات مین مرزا صاحب نہ صرف مسلمانون سے بلکہ اسلام سے مخالفت کر رہے ہین۔

قبل بیان مقصود مرزا صاحب کے ابتدائی خیالات تھوڑے سے لکھے جاتے ہین جو قابل غور و توجہ ہین مرزا صاحب جو کام کر رہے ہین یہ کوئی نیا خیال نہین بلکہ ابتدائی نشوونما سے وہ اونکے پیش نظر ہے چنانچہ براہین احمدیہ صفحہ ۹۵ مین لکھے ہین ع

بہر مذہبے غور کردم بسے	شنیدم بدل حجت ہر کسے
بخواندم ز ہر ملتے دفترے	بدیدم ز ہر قوم دانشورے
ہم از کودکی سوئے این تاختم	درین شغل خود را بیند اختم
جوانی ہمہ اندرین باختم	دل از غیر این کار پرداختم

اور اسمین لکھے ہین مین سچ کہتا ہون کہ اس تالیف سے پہلے ایک بڑی تحقیقات

گیگئی اور پھر ایک مذہب کی کتاب دیانت اور امانت اور خوض و تدبر سے دیکھی گئی
اتہی اس سے ظاہر ہے کہ لڑکپن سے مرزا صاحب کو یہی شغل رہا کہ تمام مذاہب
باطلہ کے اقوال و احوال پر انہون نے نظر ڈالی اور تمامی کتابون کے مضامین
کو ازبر کیا اور عقلا کے تدابیر و ایجادات و اختراعات مین غور و فکر کرکے ایک
ایسا ملکہ بہم پہونچایا کہ کسی بات مین رکنے کی نوبت ہی نہین آتی پوری عمر انکی اسی
کام مین صرف ہوئی اور جس طرح اولیاء اللہ دل غیر خدا سے خالی کرتے ہین
مرزا صاحب نے اپنا دل غیر باطل یعنی حق سے خالی کیا پھر انکا مصرعہ موزون ذیل مین
شہادت دیرہا ہے ع دل از غیر این کار پرداختم - پھر یہ ادعا کہ مرزا صاحب نے
ایک مدت دراز تک خلوت نشین رہکر تصفیہ باطن حاصل کیا چنانچہ فنا فی اللہ
اور فنا فی الرسول وغیرہ مقامات کے حاصل ہونے کا دعوی خود بھی متعدد مقامات
اور تصنیفات مین کرتے ہین - ان تقریرون سے ظاہر ہے کہ وہ خلاف واقع ہے
اسلئے کہ جب پوری عمر مذاہب باطلہ کی کتابین دیکھنے اور نئے دین کے اختراع
کرنے مین گذری تو توجہ الی اللہ کا وقت بھی کب ملا اور ظاہر ہے کہ جب ایسے نقوش
متضادہ لوح خاطر پر منقش اور مرتکز ہون تو ممکن نہین کہ تصفیہ قلب ہوسکے جیساکہ
اولیاء اللہ کی کتب سے ظاہر ہے اور جبتک تصفیہ قلب نہو قلب محل الہام
و تجلیات نہین ہوسکتا جیساکہ احیاء العلوم اور فتوح الغیب وغیرہ کتب قوم
سے ظاہر ہے - غرض مرزا صاحب عمر بھر اسی اختراعی مذہب کے الٹ پھیر مین لگ رہے
جس کا نقشہ براہین احمدیہ مین تیار کیا اور اب اوسمین رنگ آمیزیان کررہے ہین -

انہون نے نئی بنیاد اس طرح ڈالی کہ ایک کتاب مسمی بہ براہین احمدیہ

علی حقیقۃ کتاب الشہوۃ النبوۃ المحمدیہ کی تصنیف سے ظاہر ہے کہ قرآن شریف اور
بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی حقیقت اُسمین ثابت کی گئی - اور اس کتاب
کی ضرورت اسوجہ سے ثابت کی اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ عقل کو بری طور پر استعمال
کرنے سے بہتون کی مٹی پلید ہو رہی ہے - ہمارے زمانہ کی نئی روشنی (خاک بر فرق
این روشنی) نو آموزون کی روحانی قوتون کو افسردہ کر رہی ہے اونکے دلونمین
بجائے خدا کی تعظیم کے اپنی تعظیم سما گئی ہے اور بجائے خدا کی ہدایت کے آپ ہی
ہادی بن بیٹھے ہین - سو فسطائی تقریرون نے نو آموزون کی طبائع مین طرح طرح کی
پیچیدگیان پیدا کر دی ہین اونکی طبیعتون مین وہ بڑہی جاتی ہین اور وہ سعادت
جو سادگی اور غربت اور صفائی باطنی مین ہے وہ اونکے مغرور دلون سی جاتی رہی
جن جن خیالات کو وہ سیکھے ہین وہ اکثر ایسے ہین جن سے لامذہبی کے وساوس پیدا
کرنیوالا اونکے دلون پر اثر پڑ جاتا ہے اور فلسفی طبیعت کے آدمی بنتے ہین اور
نیز عیسائی دین ترقی کر رہا ہے چنانچہ پادری ہٹکر صاحب نے لکھا ہے کہ ستائیس ہزار
سے پانچ لاکھ تک شمار عیسائیون کا ہندوستان مین پہنچ گیا ہے - یہ بات ظاہر ہے
کہ جو فساد دین کی بیخبری سے پھیلا ہے اوسکی اصلاح اشاعت علم دین ہی پر موقوف
ہے سو اسی مطلب کو پورا کرنیکے لئے ہم نے کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا ہے
جس سے ہمیشہ کے مجادلات کا خاتمہ فتح عظیم کے ساتھ ہو جائیگا - یہ کتاب طالبین حق
کو ایک بشارت اور منکران اسلام پر حجت ہے انتہی -

اور براہین احمدیہ مین ایک اشتہار اس مضمون کا دیا کہ مین جو مصنف اس
کتاب براہین احمدیہ کا ہون یہ اشتہار اپنی طرف سے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ

بمقابلہ جمیع ارباب مذاہب اور ملت کے جو حقانیت قرآن مجید اور نبوت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہیں اتماماً للحجہ شائع کرکے اقرار کرتا ہون کہ اگر کوئی صاحب
شرائط مندرجہ اوسکو پورا کرے تو اپنی جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل
دیدونگا۔ ان تحریرات کے ظاہر کو دیکھکر کون مسلمان ہوگا جو مرزا صاحب پر جان
فدا کرنے کو آمادہ نہ ہو جائے۔

اور قرآن شریف کی بھی بہت تعریفین اونہون نے کین چنانچہ [illegible]
قرآن شریف کی تعلیم بھی انتہائی درجہ پر نازل ہوئی پس انہین معنون سے شریعت
فرقانی مختتم اور مکمل ٹھیری اور پہلی شریعتین ناقص رہین۔ اور قرآن شریف
اب یہ ضرورت درپیش نہین کہ اوسکے بعد اور کتاب بھی آوے کیونکہ کمال کے بعد
اور کوئی درجہ باقی نہین اور [illegible] عدم ضرورت [illegible]
اور لکھتے ہین کہ قرآن کا محرف اور مبدل ہونا محال ہے کیونکہ لاکھون مسلمان
اوسکے حافظ ہین ہزارہا اوسکی تفسیرین ہین پانچ وقت اوسکی آیات نماز مین
پڑہی جاتی ہین۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح مین لکھتے ہین [illegible]
حقیقت مین خاتم الرسل ہین اور لکھتے ہین جو اخلاق فاضلہ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم
کا قرآن مین ذکر ہے وہ حضرت موسیٰ سے ہزارہا درجہ بڑھکر ہے اور لکھتے ہین
ہان اون نعمتون کے حصول مین خاتم الرسل اور فخر الرسل کی بدرجہ کامل محبت بھی
شرط ہے تب بعد محبت نبی اللہ کے انسان اون نورون سے بقدر استعداد خود
حصہ پالیتا ہے۔ پھر مسلمانون کی بھی بہت کچھ تعریفین کین چنانچہ لکھتے ہین۔

مسلمانون کا پھر شرک اختیار کرنا اس جہت سے ممتنعات سے ہو کہ خدائے تعالی نے
اس بارہ مین بھی پیشین گوئی کر کے آپ فرمادیا ہے مایبدی الباطل وما یعید
جب اون ایام مین کہ مسلمانون کی تعداد بھی قلیل تھی تعلیم توحید مین کچھ تزلزل واقع
نہین ہوا بلکہ روز بروز ترقی ہوتی گئی تو اب کہ جماعت اس موحد قوم کی بیس کرور سے
بھی کچھ زیادہ ہے کیونکر تزلزل ممکن ہے۔ اور سے لکھتے ہین عیسائی لوگ آسانی سے
دوسرے مذہبون کو ناممکنات ظاہر کر کے اونکے پیرووُن کو مذہب سے ہٹا سکتے ہین
مگر محمدیون کے ساتھ ایسا کرنا اونکے لئے ٹیڑھی لکیر ہے۔

اہل اسلام نے جب دیکھا کہ مرزا صاحب اسلام کے ایسے خیر خواہ ہین کہ اپنی
جائداد تک راہ خدا مین مکفول کردی اور ایسی کتاب لکھی کہ جس کا جواب کسی دوسرے
دین والے سے نہین ہو سکتا اسلئے اونکے معتقد ہوگئے۔

اگرچہ اوس کتاب کو لاجواب بنانے والی شروط کی جکڑ بندیان ہین جن کو
علما جانتے ہین مثلاً یہ کہ ہمارے دلائل کو نمبر دار توڑے اور سادسیر تین منصف مقبولہ
فریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کردین کہ ایفائے شرط جیسا کہ چاہئے تھا ظہور مین آگیا
اور اپنی کتاب کے دلائل معقولہ جیسے ہمنے پیش کین پیش کرین یا اوسکی خمس ورنہ بصراحت
تحریر کرنا ہوگا کہ بوجہ ناکامل یا غیر معقول ہونے کتاب کے اس شق کے پورا کرنے سے
مجبور اور معذور رہے پھر اوس مین اقسام کے صفت بیان کئے اور یہ شرط لگائی کہ ہر
صفت مین نصف یا ربع ، دلائل پیش کرنا ہوگا۔ غرض ایسے قیود و شروط اوس مین لگائے
کہ ہنیت صفحہ کا اشتہار ہوگیا۔ ان شروط کے دیکھنے کے بعد ممکن نہین کہ کوئی شخص
بتوقع انعام اوسکے رد کا ارادہ کرسکے۔ اسی پھر سے پر انہون نے جائیداد مکفول کر کے

نفت کرم وانستن کا مضمون پورا کیا مگر جاہلون مین تو نام آوری ہو گئی کہ مرزا صاحب نے
ایسی کتاب لکھی کہ آجتک نہین لکھی گئی اسلئے کہ غالبا کسی کتاب کے جواب پر اتنا انعام
مقرر نہ ہوا ہوگا۔ مرزا صاحب نے ایسے اعلی درجہ کی یہ تدبیر نکالی کہ جسکا جواب نہین
تمام مسلمانون مین اونکی اور اونکی کتاب کی ایسی مقبولیت ہو گئی کہ تین چار روپیہ کی
قیمتی کتاب کو پچیس پچیس روپیہ دیکر لوگون نے لیا اور امرا نے جو بطور انعام یا
طبع کتاب کے لئے دیا وہ علیحدہ ہے۔

ہر چند مرزا صاحب نے تصریح کی کہ یہ کتاب صرف قرآن شریف اور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت کرنے کی غرض سے لکھی گئی مگر بحث نفس الہام
اور مطلق نبوت کی چھیڑ دی گویا روئے سخن آریہ اور برہمو سماج کی طرف ہے جو
منکر الہام و نبوت ہین اور یہ ثابت کیا کہ عقل سے کچھ کام چل نہین سکتا جبتک وحی
الہی نہو نہ واقعات گذشتہ معلوم ہو سکتے ہین نہ کیفیت حشر وغیرہ نہ مباحث الہیات
پہر یہ ثابت کیا کہ وحی قطعی چیز ہے جسکا انکار ہو نہین سکتا اور اسپر زور دیا کہ وحی
اور الہام ایک ہی چیز ہے اور اوسکا دروازہ ہمیشہ کے لئے کہلا ہوا ہے چنانچہ
لکھتے ہین کیا سرمایہ خدا کا خرچ ہو گیا یا اوسکے منہ پر مہر لگ گئی یا الہام بھیجنے سے عاجز ہو گیا
اور رسالت مین بھی عام طور پر گفتگو کی کہ وہ ہر شخص کو مل نہین سکتی بلکہ حسب قابلیت
بعض افراد کو ملا کرتی ہے دیکہئے ابتدائی دعوی اثبات نبوت خاصہ اور کلام خاص یعنی
قرآن شریف کا تہا اور ثابت یہ کیا کہ خاص خاص لوگون کو نبوت ملا کرتی ہے اور ہمیشہ
کے لئے وحی کا دروازہ کہلا ہوا ہے چنانچہ اسی بنا پر اب اونکو یہ دعوی ہے کہ خدا نے
مجھے رسول اور نبی بنا کر بہیجا ہے اور اپنے پر جو وحی ہوا کرتی ہے اور وہ لوگون پر حجت ہے

یہ سی تخم کا پہل ہے جو براہین میں بویا گیا تھا۔ پھر بہت الہام اوسمین ...

بعضے خدمت کی جیسے وقت نزدیک رسید۔ نہ پائی محمدیان برمینار بلند تر محکم افتاد ...

غرض کتاب بہت بے تعلق جیسے یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی۔ وکذلک ...

سلیم یوسف لنصرف عنہ السوء یا احمد انا اعطیناک الکوثر۔ محمد رسول اللہ والذین معہ الآیہ۔

انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ اور جیسا بہتون کا نام

الہام مین ذکر کیا۔ ترجمہ مین لکہا کہ اس سے مراد مین ہون۔

چونکہ مرزا صاحب نے آریہ وغیرہ کو مخاطب کیا تھا اسلئے علمانے خیال کیا

کہ اسلام کی جانب سے اسوقت وہ برسر مقابلہ ہین اور مبارزت کے وقت حریف

پر رعب ہونے کی غرض سے اپنا افتخار اور الحرب خدعۃ کے لحاظ سے خلاف واقع

بھی کچھ بیان کرنا شرعاً وعقلاً جائز ہے اگر ان تدابیر سے خصم پر غلبہ ہو جائے اور

وہ نفس الہام کو مان لے اور قرآن پر ایمان لائے تو ایک بڑا مقصود حاصل ہو جائیگا

رہی افراط وتفریط جو مرزا صاحب کے کلام مین ہے اوسکی اصلاح ہو رہے گی اور

نیز مرزا صاحب نے یہ طریقہ بھی اوسمین اختیار کیا کہ الہامون مین خوب ہی اپنی

تعلیان کرکے آخر مین لکھدیے ہین کہ یہ سب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

طفیل اور عنایت اور اتباع کے سبب سے ہے جس سے مسلمانون نے یہ خیال کر لیا کہ

جب اتباع کی وجہ سے ایسے کمالات حاصل ہو سکتے ہین تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے کمالات کس درجہ کے ہونگے غرض اس قسم کے اسباب سے کسی کو انکے رد کی طرف

توجہ نہوئی اور انہون نے دل کہول کے الہام لکھڈالے اور اپنے الہامی کارخانہ کی بنا

بخوبی قایم کر لی۔ اگرچہ یا عیسی انی متوفیک کے الہام سے انہون نے اپنا مقصود ظاہر

کر دیا تھا کہ زمانے نے نبی عیسیٰ کو کہا تھا آنا لوگون کو وہم ہوگا یہ ہوا کہ محمد رسول اللہ وغیرہ کی
الہامون مین تشریک ہین اور ... خود وہ بیان کرتے ہین کہ انسے مشابہت علماے امت
کو ... علما امتی کانبیاء بنی اسرائیل مین ہے - پھر جب اونکو دعوی ہی نہین تو جواب
کی کیا ضرورت ظاہری عبارتون کو فضول یا لغو سمجھا علمانے التفات نکیا -

ہر چند براہین احمدیہ مین سب کچھ کہہ گئے مگر اس ہوشیاری کے ساتھ کہ کسی
رد کرنیکا موقع ہی نہ ملے اور مسیح موعود ہونیکے دعوی سے تو ایسی تبری کی کہ کسی کے خیال
مین بھی نہ آئے کہ آئندہ وہ اوسکا دعوی کرینگے چنانچہ اسی صفحہ مین لکھتے ہین الہام عسی ربکم
ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکافرین حصیرا خدا تعالی کا ارادہ اس بات کی طرف
متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا
اور عقوبت کی طرف رجوع کرینگے اور ہم نے جہنم کو کافرون کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے
یہ آیت اس مقام مین حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونیکا اشارہ ہے یعنے اگر
طریق رفق اور نرمی اور لطف و احسان کو قبول نہین کرینگے اور حق محض جو دلائل واضحہ
اور آیات بینہ سے کہل گیا ہے اوس سے سرکش رہین گے تو وہ زمانہ بھی آنیوالا ہے
کہ جب خدائے تعالی مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال مین
لائیگا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا مین اترینگے اور تمام
راہون اور سڑکون کو خس و خاشاک سے صاف کرینگے اور کج اور ناراست کا نام و نشان
نہ رہیگا اور جلال الہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دیگا اور یہ زمانہ اوس
زمانہ کے لئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے یعنے اوس وقت جلالی طور پر خدائے تعالی
اتمام حجت کریگا اب بجائے اوسکے جمالی طور پر یعنے رفق و احسان سے اتمام حجت

کر رہا ہے انتہی مرزا صاحب نے اس الہام کے معنی یہی صاف و صریح طور پر یہ بتلا دیا کہ عیسی موعود آیندہ آنیوالے ہین اور مین عیسی موعود نہین ہون بلکہ بطور پیش خیمہ ہون اور اون کی سواری نہایت کروفر سے آئیگی اور گمراہی کو وہ بالکل نیست و نابود کر دینگے - اب دیکھئے کہ براہین احمدیہ مین کیسے حزم و احتیاط سے کام لیا اور کس طرح پہلو بچا بچا کر گفتگو کی کہ کسی کو پتا ہی نہ لگے کہ آیندہ وہ کیا کرنیوالے ہین پہر جب وہ کتاب تمام ہو گئی اور خالی الذہن علمانے اوسکی توثیق بھی کی اور بہت سے مسلمانون نے اونکو اپنا مقتدا مان لیا جس سے پورا اطمینان اونکو ہو گیا اور رقم کافی اوس کتاب کی بدولت مل گئی اوسوقت آریہ وغیرہ کو چھوڑکر مسلمانون پر الٹ پڑے اور اونکو پکڑ لیا کہ تم سب نے میری کتاب کی توثیق کی ہے اور مجھے عیسی موعود مان لیا ہے اب اگر انکار کروگے تو تم سب کافر ملعون بے دین دوزخی ہین - اسوقت مسلمانون کی آنکھ کھلی کہ یہ کیا ہو گیا ہمنے تو براہین احمدیہ کو یہ سمجھا تھا کہ اوس سے کافر مسلمان ہونگے نئی روشنی والے فلسفہ کی ظلمت سے نکل کر اپنے قدیم دین کی تصدیق کرینگے مگر وہ تو مسلمانون ہی کو کافر بنانے لگی خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم ہماری وہ ساری خوشیان اور انتظار کہ کفارہ حجت قائم ہو گئی اب وہ مسلمان ہوئے جاتے ہین اور پادری مسلمان ہو کر گورنمنٹ پر اثر ڈالدئے ہین سب خاک مین ملگئے ہزارہا روپیہ برباد گئے شیخ چلی سمجھے گئے - اور ہوا یہ کہ الٹے ہمین کافر بنائے گئے کیا اتنا روپیہ ہمنے اسواسطے خرچ کیا تھا کہ کافر بنائے جائین مگر اب کیا ہوتا ہے یہ مرزا صاحب کا عقلی معجزہ تھا جو بغیر اثر کئے رہ نہین سکتا کیونکہ آیندہ یہ بات معلوم ہو گی کہ عقلی معجزات کیسے قوی الاثر اور کم مدت مین پر زور اثر ڈالتے ہین -

جب مسلمانون نے مرزا صاحب سے پوچھا کہ حضرت آپ تو براہین احمدیہ مین
تمام انبیاء کے مثیل تھے جنمین ایک عیسے بھی ہین اور اسکی تصریح بھی کی تھی کہ وہ زمانہ آنیوالا
ہے کہ جسمین عیسی علیہ السلام بڑی شان و شوکت سے تشریف فرما ہونگے پھر عیسی علیہ السلام
کے مثیل وغیرہ ہونے کی تخصیص کیسی تو اوسکے جواب مین ازالۃ الاوہام مین ص ۲۶۱ فرماتے ہین
کہ براہین احمدیہ مین صاف طور پر اس بات کا تذکرہ کیا تھا کہ یہ عاجز روحانی طور پر
وہی مسیح ہے جسکی اللہ و رسول نے پہلے سے خبر دے رکھی ہے - ہان اس بات کا
انکار نہین کہ شاید پیش گوئیون کے ظاہری معنون کے لحاظ سے کوئی مسیح موعود بھی آئندہ
پیدا ہو مگر فرق اسوقت کے بیان مین اور براہین احمدیہ کے بیان مین صرف اسقدر ہے
کہ اسوقت بباعث اجمال الہام کے اور نہ معلوم ہونے ہر ایک پہلو کے اجمالی طور پر
لکھا گیا تھا اور اب مفصل طور پر لکھا گیا انتہی براہین کے الہام مین اجمال یہ تھا کہ
مسیح علیہ السلام خود آکر گمراہی کے تخم کو نیست و نابود کر دینگے اور اوسکی تفصیل یہ ہے
کہ مسیح مر گئے اب نہ وہ آئینگے اور نہ گمراہی کو مٹائینگے اور اونکی جگہ مین مسیح موعود
ہون - اس اجمال و تفصیل کا سمجھنا بھی ہر کسی کا کام نہین کیونکہ اجمال و تفصیل مین
مطلب دونون کا ایک ہوا کرتا ہے اور یہان تباین و تناقص ہے - اور نیز ازالۃ الاوہام ص ۱۹۷
مین لکھے ہین مین نے براہین مین جو کچھ مسیح ابن مریم کے دوبارہ دنیا مین آنے کا ذکر لکھا ہے
نہ صرف ایک مشہور عقیدہ کے لحاظ سے ہے جسکی طرف آجکل ہمارے مسلمان بھائیون
کے خیالات جھکے ہوے ہین سو ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے مین نے براہین مین لکھدیا تھا
کہ مین صرف مثیل موعود ہون - یہ بیان جو براہین مین درج ہو چکا ہے صرف اوس
سرسری پیروی کی وجہ سے تھا جو ملہم کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار

مرتبہ کے لحاظ سے لازم ہے کیونکہ جو لوگ خدا تعالی سے الہام پاتے ہین وہ بغیر بلائے
نہین بولتے اور بغیر سمجہائے نہین سمجہتے اور بغیر فرمائے کوئی دعوی نہین کرتے اور
اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہین کرسکتے انتہی آپنے دیکھ لیا کہ مرزا صاحب نے
براہین احمدیہ مین ایک خاص الہام وان عدتم عدنا کا اسغرض سے بیان کیا تھا کہ اگر
مرزا صاحب کی بات لوگ نہ مانین تو جب عیسے علیہ السلام جلالی طور پر آئینگے تو
وہ لوگ معذب ہونگے۔ معتقدین نے اوسکو یہی سمجہا تھا کہ مثل دوسری وحیون کے
مرزا صاحب پر یہ وحی بھی ہوئی ہے کیونکہ اوسوقت اونہون نے کوئی استثناء
اوسمین بیان نہین کیا اور نہ یہ فرمایا تھا کہ مین اپنی طرف سے مقلدانہ بیان کرتا ہون
اور ازالۃ الاوہام مین فرماتے ہین کہ وہ ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے مین نے لکہا تھا
یعنے وہ الہام و وحی نہ تھی اگر فی الواقع وہ وحی تھی تو جو دعوی مرزا صاحب اب
کر رہے ہین کہ عیسے مرگئے اور مین ہی مسیح موعود ہون اس سے لازم آتا ہے
کہ وہ اپنے خدا کی تکذیب کر رہے ہین جس نے پہلے وحی بہیجی تھی۔ اور نیز اونکا یہ کہنا
کہ مین نے اپنی طرف سے لکہدیا تھا جھوٹ ثابت ہوگا۔ حالانکہ جھوٹ کہنے کو
انہون نے شرک لکھا ہے۔ اور نیز یہ کہنا کہ ملہم اپنی خودی سے کچھ کہہ نہین سکتا خلاف
واقع ہے اسلئے کہ ازالہ کی تقریر سے ثابت ہے کہ وہ الہام اپنی خودی سے بنالیا تھا
اور اگر فی الواقع وہ الہام نہ تھا تو براہین احمدیہ مین اوسکو الہامون مین داخل کرنا
خلاف واقع اور اوسکے الہام ہونے کا دعوی جھوٹا تھا غرض ان دونون کتابون
سے ایک کتاب جھوٹی ضرور ثابت ہوتی ہے اور علی سبیل البدلیت دونون کتابین
ساقط الاعتبار ہوگئین جس سے مرزا صاحب کے کل دعاوی قطعاً بے اعتبار ہوگئے۔

الحاصل جو ازالۃ الاوہام میں لکھتے ہیں کہ مسیح کے دوبارہ دنیا میں آنیکا ذکر
جو براہین میں لکھا تھا وہ مشہور اعتقاد کے لحاظ سے تھا اس سے ظاہر ہے کہ براہین
میں یہ لحاظ کیا گیا تھا کہ کوئی ایسی بات نہ لکھی جائے جس سے لوگون کو وحشت ہو
اور مقصود فوت ہو جائے اسی وجہ سے مسلمانون کی بہت سی تعریفین کی ہیں کہ
قیامت تک وہ مشرک اور گمراہ نہیں ہو سکتے تاکہ اس قسم کی اہلہ فریبی جالوں سے
جب وہ پورے طور سے اپنے دام میں آجائیں گے اور اپنے نامرد ہونیکی وجہ سے
زوجیت متحقق ہو جائیگی تو خود انکو دوسرے طرف جانے سے بیا مانع ہوگی
کیونکہ براہین احمدیہ میں یہ الہام لکھتے ہیں (صفحہ ۴۹۶) یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ
یعنے اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع ہو رفیق ہے جنت میں انتہی۔
مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں سوائے عیسویت کے اور بہت سے
امور کی بنیادین ڈالین جو مختصراً یہان لکھے جاتے ہین۔
(۱) اپنی ضرورت اس الہام سے ففہمنٰہا سلیمان براہین (صفحہ ۵۱۰) جسکا مطلب
یہ بتلایا کہ طریقہ حال کے لوگون پر مشتبہ ہو گیا ہے اس عاجز سے لوچہ لین براہین
ابھی براہین کی عبارتون سے معلوم ہوا کہ شریعت فرقانی مختتم اور مکمل ہے کسی نئے
الہام کی ضرورت نہیں اور مسلمان قیامت تک گمراہ اور متزلزل نہیں ہو سکتے
پھر مرزا صاحب کی کیا ضرورت قرآن و حدیث سے جو طریقہ معلوم ہوا وہ تو ظاہر ہے
اب نیا طریقہ سوائے اسکے کہ مرزا صاحب اپنی طرف سے ٹھیرائین اور کیا ہو سکتا ہے
اگر وہ طریقہ دین سے خارج ہوگا تو باطل ہے اور اگر داخل ہوگا تو بہتر مذہب ہے میں
کوئی ایک مذہب ہوگا پھر مرزا صاحب کی اس طریقہ کو تبلانے کی ضرورت ہی کیا

اور اس مدت مین سوا ایک عیسویت کے مسئلہ یا اوسکے لوازم و مناسبات کے کوئی تصنیف دیکھنے مین ہی نہ آئی جس سے معلوم ہو کہ مقصود عیسویت کے کیلئے ہے اور اومین کونسی تحقیقات کی گئین۔

(۲) وحی کا اپنے مستقل طور سے اترنا اس الہام سے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی براہین صفحہ ۵۱۱ یعنے اللہ نے فرمایا کہ کہو مجھپر وحی اترتی ہے۔

(۳) جو وحی اترتی ہے اسکو امت مین رواج دینا اس الہام سے واتل علیہم ما اوحی الیک من ربک براہین صفحہ ۲۴۲ یعنے تجھپر جو وحی تیرے رب کے طرف سے اترتی ہے وہ انکو پڑھکر سنا یا کر۔ مرزا صاحب کی موت کا انتظار ہے مرتے ہی انکے خلیفہ تمام وحی متلو کو جمع کر کے فرمائینگے کہ جس طرح قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد جمع ہوا اسی طرح یہ نیا قرآن انکے بعد جمع کیا گیا اور اسکا منکر کافر ہی مسیلمہ کذاب چونکہ قتل کیا گیا اور اسکی امت بھی مقتول و مبذول ہوئی اس لئے اسکا قرآن جسکو اسکی امت نے قبول کر لیا تھا باقی نہ رہا مگر مرزا صاحب کا قرآن تعجب نہین کہ باقی رہ جائے۔

(۴) اپنا کعبہ جدا اس الہام سے فاتخذوا من مقام ابراہیم مصلی براہین صفحہ ۵۶۱ اور اس الہام سے الم نجعل لک سہولة کل امر بیت الفکر و بیت الذکر و من دخلہ کان آمنا براہین صفحہ ۵۵۸ یعنے جو انکے گھر مین داخل ہو وہ امن والا ہے اور وہ مقام ابراہیم ہے اسکو مصلی بناؤ یہ دونوں آیتین کعبہ کی شان مین اتری ہین۔

اس الہام مین سہولت کا جو ذکر ہے درست ہے اس سے بڑھکر کیا سہولت ہوگی کہ صدہا ہزار روپیہ صرف کر کے سفر کی مشقتین اٹھا کر مکہ شریف کو جانا پڑتا تھا

سبب مرزا صاحب کا گھر ہی کعبہ ٹھہر گیا تو وہ سب مشقتین جاتی رہین اور صرف زرکثیر کی ضرورت نہ رہی اسی وجہ سے نہ مرزا صاحب نے حج کیا نہ اب اسکی ضرورت ہے اور انکی امت کو یہ سہولت ہوگئی کہ ڈسمبر کی تعطیل مین جو معمولاً مجمع مریدین کا قادیان مین ہوتا ہے وہی اجتماع حج ہوا اور ڈسمبر ذی الحجہ قرار پاجاے - ابرہیہ کے کعبہ کو وہ بات نصیب نہ ہوئی جو مرزا صاحب کے کعبہ کو حاصل ہے اسلئے کہ وہ ایک ایسے زمانہ مین بنا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف اور ظہور حق کا زمانہ بہت قریب تھا اسوجہ سے وہ تباہ ہوا مرزا صاحب کا کعبہ ایسے زمانہ مین بنا ہے کہ اس سے قیامت قریب ہے جس کے آثار و علامات مین ایسے چیزون کا وقوع ضروری ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کعبہ دیرپا رہے گا -

(۵) خلافت الٰہی جو آدم علیہ السلام کو دیگئی تھی اپنے لئے مقرر ہونا دلیل کے الہامون سے ثابت کرتے ہین یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ براہین صـ ۴۹۶ اور ازالۃ الاوہام صـ ۶۹۵ مین لکھتے ہین کہ وہ آدم جس کا نام ابن مریم بھی ہے بغیر وسیلہ ہاتھون کے پیدا کیا جائے گا اسی کے طرف وہ الہام اشارہ کر رہا ہے کہ براہین مین درج ہو چکا ہے اردت ان استخلف فخلقت آدم -

(۶) اپنے اگلے پچھلے گناہون کی مغفرت اس الہام سے اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک براہین صـ ۶۹ یعنے اب جو جی چاہے کر تیرے سب گناہون کی مغفرت مین نے کردی -

بخاری شریف مین یہ حدیث موجود ہے کہ قیامت کے روز جب اہل محشر بغرض شفاعت انبیا کے پاس جائین گے تو وہ سب اپنے اپنے گناہون کا ذکر کرکے

کہین گے کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہے اسلئے کہ اونکے گناہونکی مغفرت پہلے سے ہوچکی ہے۔ اس الہام کی ضرورت مرزا صاحب کو بہت تھی اسلئے کہ پیشین گوئیوں انہون نے بہت سی بدعنوانیان کین وائیرپیچ کئے عہد شکنی کے دہوکے دئے جہوٹ بہی افترا کیا جھوٹی قسمین کہائین غرض کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکہا جیسے رسالہ الہامات مرزا مین مذکور ہین اور انشاء اللہ تعالی اس کتاب مین بھی متفرق مقام سے معلوم ہوگا باوجود ان حالات کے مرزا صاحب کے امتیون کے اعتقاد مین کوئی فرق نہ آیا اسلئے کہ انکے گناہون کی مغفرت تو پہلے ہی ہوچکی ہے۔

(۷) انکے امتی جنتی ہونا اس الہام سے یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ نفخت فیک من لدنی روح الصدق براہین صـ۴۹۶ یعنے اے احمد تو اور تیری زوجہ جنت مین رہو مین نے تجھ مین صدق کی روح اپنے طرف سے پھونک دی اور زوج سے مراد تابع اور رفیق بتلایا اب مرزا صاحب کی امت کو کس قدر خوشی ہوگی کہ اپنی ام المومنین کے مقام مین ہوکر مرزا صاحب کے ساتھ جنت مین عیش کرینگے اگرچہ ظاہر الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی باغ مین اپنی زوجہ کے ساتھ رہنے کا انکو حکم ہے مگر چونکہ یہ سنا نہین گیا کہ کسی باغ مین وہ اپنی امت کے ساتھ رہتے ہین اسلئے اسکا مطلب یہی ہوگا کہ اُس عالم مین ساری امت کے ساتھ جنت مین رہین اور یہ ممکن بھی ہے کہ اوس عالم مین قلب ماہیت ہوکر مرد عورتین بنجائین غرض حوصلہ افزائیان ایسے ہی وعدون سے ہوا کرتی ہین۔

(۸) انکی امت پر عذاب نہونا اس الہام سے ما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم براہین صـ۵۱۵ اور اس الہام سے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین براہین صـ۵۰۰ یعنے ہمنے تجھکو عالمین کے واسطے رحمت بھیجا اور تو جس قوم مین ہے اسپر اللہ عذاب نہ کریگا۔

(۹) مسیح کا اپنی اولاد مین ہونا اس الہام سے یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ براہین یعنے اے مریم تو اور تیرا زوج جنت مین رہو اور اس اجمال کی تفصیل ازالۃ الاوہام مین یون کرتے ہین کہ اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کے ذات مین ہے جسکا نام ابن مریم رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین مین مریم کے نام سے بھی پکارا گیا انتہی مقصود یہ کہ مسیحیت کا خاتمہ مرزا صاحب پر ہونیوالا نہین ہے یہ سلسلہ انکی ذریت مین بھی جاری رہیگا بلکہ مرزا صاحب کی تقریر سے تو ظاہر ہے کہ مسیح موعود انکی اولاد ہی مین ہوگا کیونکہ ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین کہ اس بات کا انکار نہین کہ شاید پیش گویون کے ظاہری معنی کے لحاظ سے مسیح موعود آئندہ پیدا ہوا انتہی۔ یہ مضمون کہ ذریت مین انکے کوئی مسیح ہوگا الہام کے اشارۃ النص سے نکالا گیا کہ جب مرزا صاحب مریم ہوے تو ابن مریم بھی کوئی ضرور ہوگا یعنے مرزا صاحب کا لڑکا اور عبارۃ النص سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب جنت مین کبھی مریم بنے رہین گے اور کبھی آدم یعنے مرد اور عورت اور امت کبھی زوج ہوگی اور کبھی اسلئے کہ زوج سے مراد وہ تابع اور رفیق فرماتے ہین اگرچہ اسکا سمجھنا مشکل ہے لیکن بہر حال دونون صورتین انکے امت کے لئے بشارت سے خالی نہین۔

جب براہین احمدیہ مین لوگون نے یہ الہام دیکھا ہوگا کہ حق تعالی انکو یا مریم فرماتا ہے تو کسی کو یہ خیال نہ آیا ہوگا کہ مرزا صاحب آئندہ چلکے اس الہام سے سلسلہ عیسائیون کا قایم کرین گے غرض کسی نے اسکو مہمل سمجھا ہوگا اور کسی نے کسی قسم کی تاویل کرلی ہوگی مگر مرزا صاحب نے اسوقت اپنے دل کا بھید اور مقصود نہین بتایا اسی طرح اور الہامون کا بھی حال سمجھ لیا جاے مگر مرزا صاحب نے ان تمام الہامون کے مجموعہ سے عیسویت کا دعوی کرکے ازالۃ الاوہام مین ثابت کردیا کہ وہ سب اہل اسلام کے تو کہ بریت۔

ان تمام کارروائیون کے بعد کیا عقلاً پہر یہ بات پوشیدہ رہے گی کہ براہین احمدیہ
کس غرض سے تصنیف کیگئی تھی علانیہ کہا جاتا ہے کہ وحی مستقل کعبہ مستقل خلافت الٰہی مستقل
مغفرت جملہ معاصی حاصل ساری امت اپنی جنتی غرض جتنے امور کلیہ مرغوبہ پیش نظر تھے
سب اسمین طے کردیئے گئے ایک مدت تک مرزا صاحب چپ چاپ طبیعتون کا اندازہ
کرتے ہوے ہوشیاری سے قدم جماتے جاتے تھے اور ادہر لوگ اس غفلت مین کہ آخر الہام
بھی مرتاض لوگون پر ہوا ہی کرتے ہین اور اسکا ظاہری معنون پر حمل کرنا بھی ضروری نہین
ممکن ہے کہ خواب کی سی کوئی تعبیر لیجائے مگر مرزا صاحب نے نبوت کے دعوی کے ساتھ
جب وہ تمام دعوی شروع کردیئے اسوقت لوگ چونکے اور جنکو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ تعلق باقی رکہنا منظور تھا وہ علیحدہ ہوگئے یہی وجہ تھی کہ علما جبتک دین کا
فائدہ خیال کرتے تھے مصلحۃً اونکے الہامون کی تکذیب نہین کی جیسا کہ مرزا صاحب
ازالۃ الاوہام مین صہ ۱۹۱ لکہتے ہین تعجب ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ان تمام الہامونکی
اگرچہ ایمانی طور پر نہین مگر امکانی طور پر تصدیق کرچکے اور بدل وجان مان چکے مگر اون کو
بھی منکرانہ جوش دل مین اٹہتا ہے انتہی۔ تعجب کی کوئی بات نہین اوسوقت یہ خیال جما
ہوا تھا کہ مرزا صاحب سچ مچ مسلمانون کی طرف سے کفار کا مقابلہ کر رہے ہین اسلئے اون
الہامون کو مصلحۃ دائرہ امکان مین داخل کردیا مگر وہ امکان ایسا ہے جیسے کروڑ سر کا آدمی
پیدا ہونا ممکن ہے جس کا بدل وجان ماننا ممکن نہین پہر جب مرزا صاحب کا حال معلوم ہوگیا
کہ مسلمانون کے بلکہ اسلام کے دشمن ہین اسلئے اونکو بھی مثل تمام مسلمانون کے انکار کا
جوش پیدا ہوگیا۔
یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسکی کیا وجہ کہ باوجود ان تمام دعوون کے

مرزا صاحب نے نبوت مستقلہ کا دعوی نہین کیا اور اپنی نبوت و رسالت کو ظلی بتاتے ہین
اسکا جواب یہ ہے کہ یہ یقین کیونکر کیا جائے کہ استقلال کا دعوی انکے پیش نظر نہ تھا
براہین احمدیہ کی تصنیف کے زمانہ مین بھی تو کوئی دعوی نہ تھا صرف تمہید ہی تمہید تھی
مگر جب موقع ملگیا تو وہ سب تمہیدات دعوون کے شکل مین آگئے اسیطرح بحسب ضرورت
باقی دعوے بھی وقتاً فوقتاً ظہور مین آتے جائینگے اور اسپر قرینہ بھی موجود ہے کہ ان
تمام دعوؤن مین کہین بھی ظلیت کا نام نہین لیا گیا چونکہ مقصود کامیابی ہے سو وہ لفظ
طفیلیت کے بدولت ہو رہی ہے اگر مستقل نبوت کا دعوی کرین تو اندیشہ لگا ہوا
ہے کہ کہین کل تمہیدات اور بنی بنائی بات بگڑ نہ جائے کیونکہ اسپر کوئی مسلمان راضی
نہوگا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی مستقل نبی ہوا اور بظاہر یہ بھی
ممکن نہین معلوم ہوتا کہ کوئی دوسرے فرقے والا انکی نبوت کی تصدیق کرے اسلئے
کہ ایک مدت دراز سے اشتہارات اور کتب شائع کر رہے ہین مگر اب تک کوئی
عیسائی یا ہندو قادیانی سنا نہین گیا یہ تو آخری زمانہ والے مسلمانون ہی کی
قسمت ہے جو جوق جوق کھنچے جاتے ہین۔

غرض جب انہون نے دیکھا کہ ایک بنی بنائی امت صرف لفظ طفیلی اور
ظلی کہدینے سے اپنی امت ہو جاتی ہے تو اس لفظ کے کہنے سے کیا نقصان بلکہ اس
قسم کے اور کئی الفاظ کہدئے جائین تو بھی کیا قباحت اسی وجہ سے ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۳۷
مین لکھتے ہین کہ ایک لفظ قرآن کا کم و زائد نہین ہوسکتا۔ اور لکھتے ہین کہ کوئی ایسا
الہام نہین ہوسکتا جس سے قرآن مین تغیر ہو۔ اسی قسم کے اور عبارتین بھی ہین جن سے
کمال درجہ کا تدین نمایان ہے مگر چونکہ اغراض ذاتی ثابت کرنے مین اکثر قران و حدیث

کی مخالفت کی ضرورت پڑتی تھی اسلیئے یہ قاعدہ قرار دیا جو ازالۃ الاوہام صہ ۱۳۹ مین لکھا ہے
کہ کشف سے معانی قرآن نہی طور سے کہلتے ہین تو لوگ اسکا انکار کرتے ہین انتہی اب
قرآن مین کمی وزیادتی کی ضرورت ہی کیا آسان طریقہ نکل آیا کہ جو آیت قرآنی اپنے مقصود
کے مخالف ہوا وسکے معنی کشف سے حسب ضرورت گہڑ لئے اور قرآن بلا کم وزیادت
اپنی جگہ رکہا رہا جیسے ایک جعلی نبی کو حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر الایہ مین کشف سے
معلوم ہوا تھا کہ میتہ اور دم وغیرہ پڑہنے سے مراد چند معین اشخاص تھے جنکے لئے
حرمت کا لفظ استعمال کیا گیا۔ مردار اور سور اور خون وغیرہ سے اس آیت کو کیا
تعلق یہ سب چیزین حلال طیب ہین دیکھیئے ابھی معلوم ہوا کہ مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صہ ۱۹۷
مین لکھتے ہین کہ یہ بیان جو براہین مین درج ہو چکا ہے اوس سرسری پیروی کی وجہ سے تھا
جو ملہم کو قبل انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار مرویہ کے لحاظ سے لازم ہے انتہی
آثار مرویہ کے مضامین جو مرزا صاحب نے براہین مین لکھے ہین اور اوسکی ابھی نقل کیگئی
یہی ہین کہ عیسی علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا مین اترینگے۔ اور الہام سے
اونکو معلوم ہوا کہ وہ مر گئے اب نہ اترینگے۔ اور آثار نبویہ سے معلوم ہوا کہ عیسی علیہ السلام
آکر کج اور ناراست کا نام ونشان دنیا مین باقی نرکہین گے۔ اور الہام ہوا کہ ایسا نہوگا
بلکہ عیسے یعنے مرزا صاحب ایسے داؤ پیچ کرینگے کہ اونکا سمجھنا مشکل ہوگا۔

آثار نبویہ مین ہے کہ عیسی علیہ السلام کے وقت جلال الہی گمراہی کے تخم
کو اپنی تجلی سے نیست ونابود کر دیگا۔ اور الہام یہ ہوا کہ ایسا نہوگا بلکہ کروڑہا مسلمان
جو موجود ہین وہ بھی کافر ہو جائین گے۔ جب نبی کے ارشاد اور راستی کے الہام مین
اسقدر فرق ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کے وجود کی خبر دین الہام اوسکا عدم

ثابت کرے تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ نبی کی تکذیب الہام سے درست ہے پھر جب
تکذیب درست ہو تو تنسیخ کونسی بڑی بات ہے۔ بہرحال مرزا صاحب کے الہام معمولی
نہیں نبوت کے رنگ میں ہیں رفتہ رفتہ بہت کچھ رنگ لانیوالے ہیں۔

غرض اس قسم کے قاعدے اسی غرض سے قرار دیئے کہ مطلب برآری میں
کوئی رکاوٹ نہ رہے اور خوش کن الفاظ بھی اپنی جگہ قایم رہیں پھر اگر یا بندیوں سے
کوئی مجبوری واقع ہو اور موقع ملجائے تو ان خوش کن الفاظ کو ہٹا دینا کون بڑی
بات ہے دیکھ لیجئے ازالۃ الاوہام میں صفحہ ۱۹۰ لکھتے ہیں کہ میں یہ دعوی ہرگز نہیں کیا کہ میں
مسیح ابن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگادے وہ سراسر مفتری و کذاب ہے
اور نیز ازالۃ الاوہام میں لکھتے ہیں کہ میں نے براہین احمدیہ میں جو کچھ مسیح ابن مریم کے
دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر لکھا ہے ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے لکھا ہے اور آگے صفحہ ۴۲۱
لکھتے ہیں کہ یہ بات بہ بداہت ثابت ہے کہ ابن مریم سے وہ ابن مریم رسول اللہ مراد
نہیں ہے جو فوت ہوچکا ہے اور خدا تعالی کی حکمت عجیبہ پر بھی نظر ڈالو کہ اس نے
آج سے قریبا دس برس پہلے اس عاجز کا نام عیسی رکھا اور بتوفیق و فضل براہین میں
چھپوا کر ایک عالم میں اس نام کو مشہور کردیا اور ایک مدت دراز کے بعد خاص الہام
سے ظاہر فرمایا کہ یہ وہی عیسی ہے جسکے آنے کا وعدہ تھا خدا تعالی نے دس برس تک
اس دوسرے الہام کو جو پہلے الہام کے لئے بطور تشریح تھا پوشیدہ رکھا انتہی اسکا مطلب
ظاہر ہے کہ دس برس پیشتر اسکی تمہید کی تھی اور نیز ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۶۱ میں لکھتے ہیں کہ خدا تعالی نے
نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے
چنانچہ اسکا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اسکے رنگ میں

ہوکر وعدہ کے موافق تو آیا ہے وکان وعد اللہ مفعولا۔

آپنے دیکھ لیا کہ ابتدا مین تمہیداً کہا گیا تھا کہ مین مثیل مسیح ہون اور مسیح علیہ السلام
بڑی شان و شوکت سے خود تشریف لانیوالے ہین اس سے کسی کو خیال بھی نہ ہوا کہ مرزا
کو مسیحائی کا دعوی ہے اور خصوصاً ایسی حالت مین کہ وہ خود ازالۃ الاوہام صہ ۹۱ مین لکھتے ہین
کہ مثیل کہنا ایسا ہے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل
اسکے بعد یہ الہام کتاب مین درج کر دیا کہ تو عیسی ہے اسپر بھی لوگون نے چندان توجہ
نہ کی کہ الہامون کے اصلی و لفظی معنی لینے کی ضرورت نہین اسکے بعد یہ الہام ہوگیا
کہ عیسی اب کہان وہ تو مر گئے مسیح موعود تو ہی ہے اور لکھتے ہین ؎

عیسی کجا است تا بنہد پا بمنبرم	ازالہ ص۱۵۸	اینک منم کہ حسب بشارات آمدم

اور تلافی مافات اسطور سے کی گئی کہ عیسی کا دوبارہ آنا ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے
لکھا گیا تھا اور خدا کی قدرت ہے کہ اس آخری الہام سے دس برس پہلے خدا نے اپنا نام
عیسی کہکر مشہور کر دیا تھا اسی طرح جب ظل اور طفیل وغیرہ الفاظ کو ہٹانا منظور ہوگا
تو ایک الہام ہوجاویگا کہ ہمنے تجھے مستقل نبی کر دیا۔ اسوقت اگر پرانے خیال والا کوئی
معترض چون و چرا کرے تو کمال غیظ و غضب سے فرماوینگے کہ تم بھی عجب بیوقوف ہو
ارے میان خدا سے بالمشافہ بات کرنیوالا جسپر وحی بھی اترتی ہو اور اسکو خدا نے اپنا
خلیفہ بھی بنا دیا اور تمام قدرت اسکی قبضہ مین دیدی کہ جو چاہے کن کہکر کر ڈالے
کہین طفیلی ہو سکتا ہے۔ یہ الفاظ ہمنے صرف ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے سرسری
کے طور پر لکھدئے تھے اور اس حکمت عجیبہ پر نظر ڈالو کہ بیس پچیس برس پہلے خدا نے
اس عاجز کو تمام فضائل مذکورہ مستقل طور پر دیکر عالم مین مشہور کر دیا تھا۔ دیکھتے ہو

کہیں ان فضائل میں ظلی اور طفیلی کا نام بھی ہے۔

مرزا صاحب کو اپنی عیسویت جو ابتدا سے پیش نظر تھی اوسکے ثابت
کرنے میں کیسی کیسی کارروائیاں کرنی پڑیں۔ ابتدا یوں کی گئی کہ حدیث شریف میں وارد ہے
علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اسلئے میں تمام انبیا کا مثیل ہوں اور چونکہ اسمیں کوئی
خصوصیت اونکی نہ تھی اسلئے کہ تمام علماء اس بشارت میں شریک تھے اسوجہ سے
خدا کی طرف سے پیام پہنچایا گیا کہ خاص طور پر فلاں فلاں نبی کے مثیل مرزا صاحب ہیں
چنانچہ وہ آیتیں الہام میں پیش کی گئیں جنمیں انبیا کے نام تھے جیسا ففہمناہا سلیمان
اور یا عیسی انی متوفیک وغیرہ اور انکے ترجمہ میں لکھدیا کہ اس سے مراد عاجز ہے۔ یہ کارروائی
اس خیال سے کی گئی کہ حمقا اس زود [illegible] کہ ہرگز رد نہ کرینگے پہلے تو آیت قرآنی
اور اسپر الہام ربانی اور جہلا جب ان آیتوں کو قرآن میں دیکھ لینگے اور اس کے
الہامی معنی سمجھ لینگے تو ان کو کامل یقین ہو جائیگا کہ مرزا صاحب اس پایہ کے
شخص ہیں کہ خداتعالی نے پہلے ہی سے انکے خبریں قرآن میں دے رکھی ہیں کیونکہ جاہلوں
کو ایسی باتوں کا یقین اکثر ہو جایا کرتا ہے۔ چنانچہ کسی گانوں کا واقعہ ہے کہ وہاں
ایک ہندو زمیندار تھا جسکا نام ابا تھا اور تعظیماً اسکو لوگ اباجی کہتے تھے ایک معمر
عقلمند شخص ہونے کی وجہ سے اوسکی وقعت رعایا کے دل میں جمی ہوئی تھی اتفاقاً کوئی
مولوی صاحب اس گانوں میں گئے ایک شخص نے اونسے پوچھا کہ حضرت ہمارے
اباجی کا بھی نام آپ کے قرآن میں ہے مولوی صاحب نے کہا ہاں موجود ہے ابی واستکبر
وکان من الکافرین اور اتفاقاً وہ کمبخت کانا بھی تھا یہ سنتے ہی وہاں کے لوگوں کو بڑا
فخر ہو گیا کہ ہمارے کانے اباجی کا ذکر مسلمانوں کے قرآن میں بھی موجود ہے۔

ان الہاموں مین یہ خاص طریقہ اس غرض سے اختیار کیا گیا کہ جو ابتدائی
ہے کہ مرزا صاحب کا ذکر قرآن مین موجود ہے اور یہ بھی غرض تھی کہ علما کے نظرون مین یہ
الہام دوسرے الہاموں مین چھپا رہے اور کسی کو اس طرف توجہ نہو کہ یا عیسی کہکر مرزا صاحب
خدا کا خطاب کرنا کیسا - پھر بتدریج دعوی خاص مثیل عیسی ہونے کا دعوی شروع کیا چنانچہ
ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین کہ آٹھ سال سے برابر شائع ہو رہا ہے کہ مین مثیل مسیح ہون
اور اسمین لکھتے ہین کہ اس عاجز کو اللہ تعالی نے آدم صفی اللہ کا مثیل قرار دیا اور کسی کو
علما مین سے اس بات پر ذرہ بھی رنج دل مین نہین گذرا اور پھر مثیل نوح اور مثیل یوسف اور
مثیل داؤد اور مثیل ابراہیم علیہم السلام قرار دیا یہانتک نوبت پہونچی کہ بار بار یا احمد کے
خطاب سے مخاطب کرکے ظلی طور پر مثیل سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا تو بھی کوئی
جوش وخروش مین نہین آیا اور جب خدائے تعالی نے اس عاجز کو عیسی یا مثیل عیسی کرکے
پکارا تو سب غضب مین آگئے - یہ بات قرین قیاس نہین ہے کیونکہ یہ الہام براہین مین
لکہا جا چکا ہے اسوقت تو لوگ مرزا صاحب کو اپنے جیسے مسلمان سمجھتے تھے غضب اسوقت
آیا کہ وہ مسلمانون سے خارج ہوکر دوسری راہ لی اور سب کو چھوڑکر عیسویت کی تخصیص کی -
اور جسوقت وہ الہام براہین مین لکہا تھا اسوقت جو نہین پوچھا کہ اس تخصیص کی کیا وجہ
اسکی وجہ یہی تھی کہ مرزا صاحب سے یہ توقع کسی کو نہ تھی کہ مسلمانون ہی کو کافر بنائینگے
کیونکہ اسوقت وہ مسلمانون کی طرف سے کافرون کا مقابلہ کر رہے تھے غرض اسوقت
صرف مثیل مسیح کہا گیا تھا اس سے کوئی تعلق نہین کہ مسیح آنیوالے بھی ہین یا مر گئے چونکہ
مرزا صاحب نے براہین احمدیہ مین باور کرا دیا تھا کہ مسیح بڑی شان وشوکت سے آئینگے
اور مین بطور پیش خیمہ ہون اسوجہ سے مسیح علیہ السلام کے موت کی طرف کسی کو توجہ ہونیکا

کوئی منشا ہی نہ تھا - اسکے بعد مثیل مسیح موعود بڑھایا گیا جس سے دیکھنے مین تو یہ بات ہو کہ
مسیح موعود کے مثیل ہین اور در باطن تمہید اسکی تھی کہ لفظ موعود صفت مثیل کی قرار دیجائے
چنانچہ متقدین مین سینہ بسینہ یہ بات رواج پاگئی اسکے بعد لفظ مسیح موعود ہٹا کر مثیل موعود
کہدیا اور اسکے ساتھ الہام کی جوڑ لگا دی کہ مسیح جو نبی تھے وہ مرگئے اور انکی جگہ مین آیا ہون
اور مثیل موعود مین ہون اور جتنے آیات واحادیث مین صراحۃً عیسی علیہ السلام کے آنیکا
ذکر ہے کہدیا کہ اوس سے مین ہی مراد ہون پہر صرف اپنے ہی پر مسیحیت کو ختم نہین کیا بلکہ
انہین پہلے الہامون کی بنا پر یہ سلسلہ اپنے اولاد مین بھی قائم کر دیا اور اسکی دلیل یہ
بیان کی کہ میرا نام براہین مین مریم بھی خدا نے رکھا ہے اسلئے ابن مریم ضرور میری اولاد
مین ہوگا اور وہ الہام جو براہین مین بے تکے سے معلوم ہوتے تھے کیونکہ مقصود اس
کتاب کا صرف کفار کا مقابلہ تھا اس مین اس قسم کے الہامون سے کیا تعلق وہ الہام اتنی
مدت کے بعد اب کام آگئے اور وہ غرض پوری ہوئی جو براہین احمدیہ کی تصنیف سے تھی -

یہان وہ عبارت بھی قابل دید ہے جو مرزا صاحب نے علماء کے نام سے

معذرتی نیاز نامہ مین لکھا ہے جو ازالۃ الاوہام مین درج ہے (صفحہ ۱۹۰) اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونیکا
دعوی کیا ہے جسکو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے - آٹھ سال سے برابر شائع ہو رہا ہے
کہ مین مثیل مسیح ہون اور یہ میری طرف سے کوئی نئی بات ظہور مین نہین آئی کہ مین نے اپنے
رسالون مین اپنے تئین وہ موعود ٹھیرایا ہے جس کے آنے کا قرآن شریف مین اجمالاً اور
احادیث مین تصریحاً بیان کیا گیا ہے کیونکہ مین تو پہلے بھی براہین مین بتصریح لکھ چکا ہون کہ مین
وہی مثیل موعود ہون جسکے آنے کی خبر روحانی طور پر قرآن اور احادیث نبویہ مین پہلے سے
وارد ہو چکی ہے انتہی اس عبارت پر غور کیا جائے کہ اوس سے عیسی علیہ السلام کا آئندہ

آنا ثابت ہوتا ہے یا مرزا صاحب کا جانشین قرار پانا مرزا صاحب نے اس عبارت مین صنعت
نافقا کام مین لایا ہے جسکا حال بتقریب معلوم ہوگا۔ مولویون کو اسمین یہ سمجھانا کہ آٹھ سال سے
مین اپنے کو فقط مثیل مسیح کہہ رہا ہون اور یہ کہ موعود کا یعنے مسیح موعود کا مثیل ہون کوئی
نئی بات نہین نکالی کہ وہ موعود اپنے تئین ٹہیرایا کہ جس کے آنیکا ذکر قرآن و حدیث مین ہے
وہ تو اپنے وقت پر آئینگے جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے۔

اور اسی عبارت سے معتقدین کو یہ سمجھایا کہ مین وہی مثیل ہون جو موعود ہے
اور آٹھ سال سے مثیل مسیح ہونیکا دعوی کر رہا ہون اور یہ بات کہ اپنے تئین وہ موعود
ٹہیرایا جسکا ذکر قرآن و حدیث مین ہے کوئی نئی بات نہین نکالی قدیم سے یہی کہہ رہا ہون
کہ مین مثیل موعود ہون۔ میرے ہی آنے کا وعدہ قرآن و حدیث مین ہے۔

اب غور کیا جائے کہ مرزا صاحب نے اس مسئلہ مین کس قدر داؤ پیچ کئے
اسپر یہ ارشاد ہوتا ہے کہ مولوی لوگ لومڑی کے طرح داؤ پیچ کیا کرتے ہین اگر انصاف سے
دیکھا جائے تو لومڑی کتنی ہی مسن ہو مرزا صاحب کو نہین پہنچ سکتی۔

اہل سنت والجماعت بقول مرزا صاحب لکیر کے فقیر ہین جو کچھ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس حد سے وہ خارج نہین ہوسکتے دیکھئے عیسی علیہ السلام کے قیامت
کے قریب آنے کی تصریح متعدد حدیثون مین فرمائی ہے کہ آنیوالے وہی عیسی ابن مریم ہین
جو روح اللہ اور نبی اللہ تھے اسمین کہین مثیل کا نام بھی نہین یہی اعتقاد تمام امت کا ابتدا
سے آجتک ہے جسپر ہزارون کتابین گواہ ہین اب اسمین داؤ پیچ کی اہل سنت والجماعت کو
ضرورت ہی کیا۔

مرزا صاحب کی تقریر سے بھی معلوم ہوا کہ مسیح موعود جسپر حدیث کی پیشگوئیان

صادق آئیگی وہ مرزا صاحب کی اولاد مین ہوگا جسکے مثیل مرزا صاحب ہین - جب موعود وہ ہوا
تو مرزا صاحب کا موعود ہونا کسی طرح صحیح نہین ہوسکتا کیونکہ حدیث شریف مین صرف ایک
مسیح موعود ہین اگر شابہت کی وجہ سے خود موعود ہونا چاہتے ہین تو اولاد اوس سے محروم
ہوجاتی ہے مگر چونکہ مرزا صاحب نے مہر پدری سے لفظ موعود اپنے فرزند کو ہبہ کردیا ہے
تو اب اس ہبہ مین عود کرنا انکی شان سے بعید ہے اسلیئے بہتر یہ ہے کہ خود ہی اوس سے
دست بردار ہوجائین یا یون کہیئے کہ جناب مرزا صاحب نے اپنے مضامین موعودیت کو
براہین مین اسطرح سے روا رکہا تھا کہ آخر عمر مین اس دعوی کا انتقال اپنی نسل کیلئے کرجائین
اور چونکہ اب مرزا صاحب کی عمر آخر ہے لہذا یہ دعوی بصراحت لکھا گیا ہے کہ اونکی اولاد مین
مسیح موعود پیدا ہوگا -

براہین احمدیہ مین جو مرزا صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ نئے روشنی والون اور پادریون
وغیرہ مذاہب باطلہ پر یہ کتاب حجت ہوگی اور اوس سے ہمیشہ کے مجادلات کا خاتمہ فتح عظیم
کے ساتھ ہوجائیگا - چنانچہ اسی بات پر لوگون نے زر خطیر اسپر صرف کیا جسکا حال ذریعہ معلوم ہوا
افسوس ہے کہ یہ وعدہ غلط ثابت ہوا اسلیئے کہ اس کتاب سے نہ کوئی نیچر راہ راست پر آیا
نہ پادری وغیرہ مسلمان ہوے - بلکہ برخلاف اسکے بیس کروڑ سے زیادہ مسلمان جنکے نسبت
خود مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ خدا تعالی نے پیش گوئی کی ہے کہ قیامت تک وہ گمراہ ہونگے
مشرک اور کافر قرار پائے چنانچہ الحکم مین وہ لکھتے ہین کہ جو کوئی میری نبوت کی تکذیب کرے
یا اوسمین تردد کرے اوسکے پیچھے نماز پڑہنی میری جماعت پر حرام اور قطعی حرام ہے
کیونکہ وہ ہلاک شدہ قوم اور مردہ بیٹے کا فر ہے -

الغرض تحریر سابق سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ مین

مال و رجہ کی عیاری سے اسرار پوشیدہ رکہے تھے جو بظاہر مرزا صاحب کے مقصود کے
خلاف تھے۔ پہر جب اونہوں نے دیکہا کہ ضرورت کے موافق روپیہ اور ہم خیال لوگ
جمع ہوگئے اوسوقت اون اسرار کے ظاہر کرنے کے طرف متوجہ ہوے اور ایک
کتاب تخمیناً ساٹھ جزو کی لکہی جس کا نام ازالۃ الاوہام رکہا۔ اس نام سے ظاہر ہے
کہ اوسمین اون خیالات کا دفعیہ ہے جو مصلحتاً اونکی عیسویت کے مخالف اوسمین
درج کئے گئے تھے اور اس پوری کتاب مین صرف اسی بحث پر زور دیا کہ مین مسیح موعود
ہون۔ چونکہ اونکا مسیح موعود ہونا دو باتون پر موقوف تھا۔ ایک عیسے علیہ السلام
کی موت کا ثبوت دوسری اونکا خدا کی طرف سے مامور ہونا۔ دوسری شق کی تمہید
براہین مین کی جسکا حال کسی قدر معلوم ہوا اگر اس نظر سے وہ کتاب دیکھی جاوے
جسکی خبر ہم دیرہے ہین تو عجب فہم و نزاکت طبع معلوم ہوگا کہ کس قدر داؤپیچ مرزا صاحب
نے اوسمین کئے ہین۔ امور کلیہ کو اوسمین طے کردیا مثلاً اگلے لوگون کے برابر ہم
ہوسکتے ہین۔ الہام محبت سے ہے سلسلہ الہام کا ہمیشہ جاری ہے۔ وحی بحسب ضرورت
نازل ہوتے ہین الہام و وحی ایک ہین۔ الہام قطعی ہوتا ہے۔ الہام کی قابلیت ترک ہے
پہر اپنے الہام درج کئے جنمین سے چند یہان درج کئے جاتے ہین۔ قل جاء الحق و زہق الباطل
الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحمدک اللہ من عرشہ و یحمدک و یصلی۔ و ما کان اللہ معذبہم و انت فیہم۔ انی معک
و کن معی۔ یا عیسی انی متوفیک۔ انا فتحنا لک فتحاً مبینا۔ و لوکان الایمان بالثریا
لنالہ انار اللہ برہانہ۔ یا احمد یرفع اللہ ذکرک و یتم نعمتہ علیک فی الدنیا و الآخرۃ۔
یا ایہا المدثر قم فانذر۔ اور جو معجزات انبیا علیہم السلام کے قرآن و حدیث مین

مین منقول ہین سب کو گستاخانہ طور پر کہنا قرار دیکر عقلی معجزات کی ضرورت بتائی۔ اور
لکھا کہ یہین نہ آتا تو جہان مین اندھیرا ہوجاتا ہے متبعین کو غلبہ قیامت تک ہے وغیرہ ذلک
اور شق اول یعنے عیسی علیہ السلام کی موت کی بحث ازالۃ الاوہام مین کرکے اپنی
عیسویت کو جمایا چنانچہ لکھا ہے کہ دیکھو یا عیسی کا مجھکو خطاب ہوا تھا اور مین رسول
بھی ہون اور خدا نے ہدایت کے لئے مجھے بھیجا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب رہی یہ بات
کہ احادیث وغیرہ سے عیسی علیہ السلام کا زندہ آسمانون پر جانا ثابت ہے تو انمین
تاویل کرڈالی بلکہ ساقط الاعتبار کردیا۔ اور تفسیرون کے نسبت یہ لکھدیا کہ بیہودہ
خیالات ہین۔ اور لکھا کہ کوئی شخص زندہ آسمانون پر جانہین سکتا۔ اور اسی بنا پر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی کا انکار ہی کردیا اور جو احادیث صحیحہ اوس باب
مین وارد ہین اونکی تغلیط کی۔ اور قولہ تعالی وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ
وَرَافِعُکَ سے یہ استدلال کیا کہ خدا تعالی نے اونکو خبر دی تھی کہ تم مرنیوالے ہو
اور تمکو مین اٹھانیوالا ہون۔ چونکہ اس آیت مین پہلے اونکی وفات کا ذکر ہے۔
اوس سے ثابت کیا کہ وفات پہلی ہوئی۔ اور اسکو نظر انداز کیا کہ واو ترتیب کے لئے ہے
حالانکہ کئی آیتون سے ثابت ہے کہ واو سے جو عطف ہوتا ہے اوسمین ترتیب نہین ہوتی
اسی بنا پر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو روایت ہے کہ اس آیۂ شریفہ مین معنی تقدیم
و تاخیر ہے اوسکی نسبت کہا کہ انہون نے اپنے لئے خدا کی استادی کا منصب قرار دیا
پھر اپنے زعم مین عیسی علیہ السلام کو میت قرار دیکر لکھا کہ کسی مرے ہوے کو خدا زندہ
کیا ہی نہین حالانکہ متعدد واقعات مین ہزارہا مردون کا زندہ ہونا قرآن شریف سے
ثابت ہے۔ سب مین تاویلین کرکے اونکا انکار کردیا اور جس قدر احادیث اسباب

[illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام

[illegible] کون بتایا [illegible] صاف انکار کردیا [illegible] دجال اور امام مہدی

کے باب میں جتنی حدیثیں وارد ہیں سب کی تکذیب کی۔

غرضکہ اپنے مطلب کے خلاف جو آیت یا حدیث کو خارج دیکھا سب کی تکذیب

یا تحریف کر ڈالی [illegible] جنکا ذکر موجب تطویل ہے

حاصل یہ کہ براہین احمدیہ [illegible] الہامات خاص اپنی عیسویت اور نبوت ثابت کرنیکی

غرض سے لکھی جیسا کہ الہامات مذکورۂ بالا سے ثابت ہے۔

نبوت کی آرزو ابتدا میں مسیلمہ کذاب کو ہوئی اوسکے بعد اکثر عقلا کو ہوا

کی اور چونکہ آیۂ شریفہ خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی اوسکی تکذیب کرتی تھی

اوسکے جواب کے لئے بہت سی تدابیر سوچی گئیں بعضون نے معنی مین تصرف کیا

بعضون نے یہ تدبیر کی کہ لا نبی بعدی کے بعد الا ان یشاء اللہ روایۃ [illegible] زیادہ

کردیا مگر کسی کی چلی نہین گو بعض بے دینون نے مان لیا مگر عموماً اہل اسلام ان کی

تکذیب ہی کرتے رہے مرزا صاحب نے دیکھا کہ اس زمانہ مین روایت کی بھی ضرورت

نہین اپنی جرات سے لا نبی بعدی کے بعد الا نبی ظلی بڑہا دیا۔ کیونکہ وہ ظلی نبوت کو

مع جمیع لوازم نبوت حقیقۃً جایز رکھتے ہین اور خوش اعتقادون نے اسپر بھی اٰمنا

وصدقنا کہدیا۔

قرائن قویہ سے یہ بات ثابت ہے کہ مرزا صاحب کو نبوت مستقلہ کا دعوی ہے

مگر یہ خوف بھی لگا ہوا ہے کہ کہین کوئی مسلمان پکڑ لے کہ وہ قرآن وحدیث کے خلاف

ہے تو رہائی مشکل ہوگی اسلئے انہون نے فرار کی یہ راہ نکالی کہ ظلی کہکر چھوٹ جائین گے

اور یہی عقلا کا طریقہ بھی ہے کہ قدم الخروج قبل الدلوج کو ہمیشہ پیش نظر رکھا کرتے ہین بلکہ کتب لغت اور تفاسیر مین تو یہ بھی لکھا ہے کہ بعض ہوشیار جانورون کا بھی اسپر عمل ہے چنانچہ جنگلی چوہے کی عادت ہے کہ جس زمین مین گھر بناتا ہے اوسمین ایک سوراخ ایسا بھی بنا رکھتا ہے کہ اگر کوئی آفت آے تو اوس راہ سے نکل جاے اس احتیاطی راستہ کو عرب نافقا کہتے ہین۔ مسلمانون مین بھی اس قسم کے عقلا پیدا ہوگئے تھے کہ ظاہری موافقت اہل اسلام کو جان بچانے کی راہ بنا رکھی تھی حقتعالے نے ایسے عقلا کا نام منافق رکھا جنکی نسبت ارشاد ہے اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یعنے منافق کفار سے بھی بدتر ہین جنکا ٹھکانا دوزخ کے نیچے کے طبقہ مین ہے۔

جس طرح نبوت کے دعوی مین مرزا صاحب نے گریز کا طریقہ نکال لیا اسی طرح ہر موقع مین بھی کیا کرتے ہین چنانچہ تمام فضائل سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پر چسپان کرکے گریز کا یہ طریقہ نکالا کہ بطور ظلی وہ سب فضیلتین حق تعالی نے انکے کو دین اور نیز دعوی کیا کہ ہر قسم کے معجزات وخوارق عادات مین دکھلا سکتا ہون اور گریز کا طریقہ یہ نکالا کہ طلب کرنیوالا نہایت خوش اعتقاد اور طالب حق ہونا شرط ہے اگر ذرا بھی اعتقاد مین فرق آجاے تو کوئی خارق عادت ظاہر نہین ہوسکتی پیشگوئیون مین بھی یہی کیا۔ چنانچہ آتھم عیسائی والی پیش گوئی مین لکھا کہ وہ اتنی مدت مین مرجائیگا بشرطیکہ رجوع الی الحق نکرے۔ اور جب مدت معینہ مین وہ نہین مرا تو کہدیا کہ اوس نے رجوع الی الحق کی تھی حالانکہ اونکو انکار رہے۔ اگر اونکی کتابین دیکھی جائین تو اسکی نظائر بہت ملسکتی ہین۔

مرزا صاحب نے جتنے فضائل کے دعوے کئے ہین - کہ مین محدث ہون اِمام زمان ہون حارث ہون جو امام مہدی کے زمانہ مین اونکی تائید کے لئے نکلے گا اور جسکی تائید تمام مسلمانون پر واجب ہوگی - امام مہدی ہون - عیسی موعود ہون - خدا نے مجھے بھیجا ہے - مین نبی ہون مجھپر سچی وحی اُترتی ہو - خدا بے پردہ ہو کر مجھسے باتین کرتا ہے یا کہ ٹھٹھے کرتا ہے - خدا کی اولاد کے برابر ہون - میری تکذیب کی وجہ سے طاعون خدا نے بھیجا - میرا منکر کافر ہے وغیرہ وغیرہ - یہ سب ایسی باتین ہین کہ کسی کو خبر نہین ہو سکتی کہ مرزا صاحب سچ کہ رہے ہین یا جھوٹ - ہر فاسق خبر دیسکتا ہے کہ خدا نے مجھسے یہ فرمایا دیکھ لیجئے جتنے جھوٹون نے نبوت کا دعوی کیا سب کے دعوی اسی قسم کے ہوا کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ میرا سینہ شق کر کے فرشتہ نے علم لدنی سے اوسکو بھر دیا - کوئی کہتا تھا کہ خدا نے مجھے یا نبی یعنے اے میرے پیارے لڑکے کہا - کوئی کہتا تھا کہ مین عیسی مہدی یحیی زکریا محمد ابن حنفیہ جبرئیل اور روح القدس وغیرہ ہون ایسے امور مین اندرونی مقابلہ پر کوئی مطلع نہین ہو سکتا ممکن ہے کہ اونکو شیطان کا مشاہدہ ہوتا ہو اور اوسکو انہون نے خدا سمجھ لیا ہو جیسا کہ بعض بزرگارون کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے جنکا حال آیندہ معلوم ہوگا اور شیطان کا وحی کرنا بھی اس آیہ شریفہ سے ثابت ہے قولہ تعالی وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ تعجب نہین کہ شیطان نے وحی اونپر ٹھٹھے سے یہ اتاری ہو کہ تم سب کچھ ہو یہانتک کہ یہ بھی کہدیا کہ انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون یعنے تم جو کچھ پیدا کرنا چاہو تو کن کہدیا کرو وہ چیز فوراً وجود مین آجائے گی - مرزا صاحب کو اس وحی کے بعد حق تھا کہ ملہم سے کہدیتے کہ حضرت مین نے براہین احمدیہ کس محنت سے

لکہی اور اوسکے صلہ مین کیسی دقتون سے روپیہ جمع کیا۔ لوگون کی خوشامدین کین برا بھلا کہا
عار دلائی اور لوگون نے میرے اس وعدہ کے بہروسہ پر مدد دی کہ نیچرا ور جملہ فرق باطلہ
پر افتح عظیم ہوجاتی ہے۔ مین کفار سے کہتے کہتے تہک گیا کہ مسلمان ہوجاؤ مگر
اب تک کوئی مسلمان نہوا میرے ہزارہا کن بیکار گئے اور جارہے ہین ایساکن
آپ ہی کو مبارک۔ میری تائید اسی قدر ہو تو کافی ہے کہ جو وعدے مین نے براہین مین
کئے تھے جن پر تمام مسلمان فریفتہ ہوگئے تھے وہی پورے کرادئے جائین۔

غرض ادنی تامل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ مرزا صاحب کے کل دعوی مجرد ہین جنکے ساتھ
کوئی دلیل نہین جیسے اور دنیاداروںکی عادت ہے کہ جب دیکھتے ہین کہ بغیر اس قسم کے دعوؤنکے کام
نہین نکلتا تو جھوٹ سچ کہکر کام نکال لیتے ہین مرزا صاحب نے بھی یہی کام کیا کہ اپنی
خوب سی تعلیان کین اور براہین احمدیہ مین وعدے کئے کہ نیچریون سے مقابلہ کرتا ہون
پادریون کو قائل کرتا ہون آریہ وغیرہ کو الزام دیتا ہون وغیرہ وغیرہ مگر ایفا ایک کا بھی نہوا
اور اس ذریعے سے مسلمانون سے ایک رقم خطیر حاصل کرلی جسکے دینے پر وہ ہرگز راضی
نہین۔ کیا جن لوگون نے روپیہ دیا تھا اب وہ اس بات پر فخر کرسکتے ہین کہ ہمارا روپیہ
ایسے کام مین صرف ہوا کہ تمام روے زمین کے مسلمان اوسکی بدولت کافر بنائے جارہے
ہین۔ کیا اونکو یہ ندامت نہوگی کہ مرزا صاحب نے ہمین احمق بناکر اسقدر روپیہ ہم سے
لے لیا اور ایسے کام مین لگایا کہ ہمارے ہی دین کی بیخ کنی ہورہی ہے۔ کیا اب وہ
اس بات پر افسوس نہین کرتے کہ اگر ذرا بھی ہمین معلوم ہوتا کہ اس کارروائی کا انجام یہ
ہونے والا ہے تو اوسوقت اسکا دہ چند روپیہ مخالفت مین صرف کرتے تاکہ وہ آتش فتنہ
اسقدر بھڑکنے ہی نہ پاتی۔

حق تعالیٰ فرماتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ یعنے اے مسلمانو ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ سے نہ کہاؤ۔ ہان تراضی طرفین سے تجارت مین اگر مال لیا جائے تو مضائقہ نہین۔

مرزا صاحب براہین احمدیہ کی تصنیف اور طبع کے زمانہ مین بخوبی جانتے تھے کہ یہ ایسا خنجر بنایا گیا ہے کہ جب بے رحمی سے مسلمانون کے گلون پر چلایا جائے گا تو باپ کو بیٹے سے بھائی کو بھائی سے جورو کو شوہر سے جدا کر دیگا۔ ایک دوسرے کا جانی دشمن اور خون کا پیاسا ہو جائے گا۔ مسلمانون مین ایک تہلکہ عظیم برپا ہوگا جس سے مخالفون کو اقسام کے موقع ہاتھ آجائین گے مسلمانون کی حالت کو دیکھکر وہ خوش ہون گے بغلین بجائین گے ناچین گے کہ اب یہ قوم ایک زمانہ تک خانہ جنگیون سے فرصت نہین پا سکتی اگرچہ پہلی مخالفتین بھی بہت تھین مگر امتداد زمانہ کی وجہ سے اونکا احساس کم ہو گیا تھا اس نئی مخالفت کے پرانی ہونے کو ایک مدت دراز درکار ہے۔

الحاصل اس نئی مخالفت نے تمام مسلمانون کو ایک ایسے تہلکے مین ڈالدیا ہے کہ الامان۔ علاوہ شماتت اعدا کے اس خانہ جنگی نے مخالفین اسلام کو پورا موقع دیدیا ہے کہ بے فکری سے اپنی کامیابیون مین کوشش کرین۔ کیا اس تفرقہ انداز بلائے ناگہانی کے معول لینے پر کوئی مسلمان راضی ہو سکتا ہے۔ کیا کوئی کہ سکتا ہے کہ یہ مال مسلمانون کی رضامندی سے انہون نے حاصل کیا تھا پھر باوجود اسکے کہ خدائے تعالیٰ نے ایسا مال لینے سے منع کر دیا ہے دھوکا دیکر جو مال مسلمانون سے انہون نے لیا اوسکا خدا کو کیا جواب دینگے۔ اب ہم اونکے تقدس کو کتنا ہی مانین مگر اسکا کیا علاج کہ اونکی کارروائیان

پکار پکار کر کہہ رہی ہین کہ انہون نے بدنیتی سے فتنہ انگیزی کی مسلمانون مین تفرقہ ڈالا جہوٹ
کے تمسک بنے - بیوفائی خیانت وعدہ خلافی نمک حرامی اور خدا و رسول کی مخالفت کی
دہوکا دیا - داؤ پیچ سے ناجائز طور پر مسلمانون کا مال ٹٹولا -

ناظرین یہان یہ خیال نہ فرماوین کہ مرزا صاحب جو الفاظ علما و مشایخین کی
شان مین استعمال کیا کرتے ہین ہم نے اونکا جواب دیا کیونکہ ہمنے کوئی لفظ غصہ کی حالت مین
نہین کہا صرف مسلمانون کو اون کے حالات معلوم کرانے کی ضرورت تھی تاکہ اونکی
کارروائیون پر مطلع ہون - پہر اونکی کارروائیان جو الفاظ پیش کر رہی ہین اگر وہ بموقع
ہین اور اونکی جگہ دوسرے الفاظ ملسکتے ہین تو ہمین بہی اوسمین کلام نہین غرض ہمنے
یہ سب ٹہنڈے دل سے لکہا جسکو مرزا صاحب بہی جائز رکہتے ہین بخلاف اون کے
کہ وہ غصہ کی حالت مین جو جی چاہتا ہے کہ جاتے ہین جیسا کہ ان الفاظ سے ظاہر ہے جو
علما و مشایخین کی شان مین تحریر فرماتے ہین - پلید - دجال - خفاش - لومڑی - کتے
گدہے - خنزیر سے زیادہ پلید - چوہڑے - چمار - غول الاغوال - روسیاہ - دشمن قرآن -
منافق - نمک حرام وغیرہ وغیرہ - جو عصائے موسیٰ مین اونکی تصانیف سے نقل کر کے
بلحاظ حروف تہجی ایک طولانی فہرست مرتب کیا ہے - اور ہم نے جو لکہا اوسکی اجازت
مرزا صاحب کی تحریر سے بہی ثابت ہے چنانچہ ازالۃ الاوہام (صفحہ ۱۳) مین تحریر فرماتے ہین - جو در اصل
ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپان ہو وہ دشنام نہین ہے دشنام اور سب وشتم
فقط اوس مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقعہ اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض
سے استعمال کیا جائے - ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے کہ سچی بات کو پوری
پوری طور پر مخالف گم گشتہ کے کانون تک پہنچا دیوے اور تلخ الفاظ جو اظہار حق کیلئے

ضروری ہین اور اپنے ساتھ اپنا ثبوت رکھتے ہین وہ ہر ایک مخالف کو صاف صاف

سنا دینا نہ صرف جائز بلکہ واجبات سے ہے تا مداہنت مین مبتلا نہ ہوجائے۔

یون تو بسبب اقتضائے زمانہ ہزار ہا مسلمان نیچر کرستان آریہ وغیرہ بنے اور بنتے جارہے ہین ہر شخص اپنی ذات کا مختار ہے ہمین اوسمین کلام نہین خود حق تعالےٰ فرماتا ہے مَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِيْنَ نَارًا یعنے جسکا جی چاہے ایمان لائے اور جسکا جی چاہے کافر ہوجائے ہمنے ظالمون کے لئے آتش دوزخ تیار کر رکھی ہے۔ مگر چونکہ مسلمان خوش اعتقادی سے مرزا صاحب کو عیسیٰ موعود اور نبی وغیرہ سمجھکر اونکی اتباع مین خدا و رسول کی خوشنودی خیال کرتے ہین اسلئے بمصداق الدین النصیحۃ صرف خیر خواہی سے مرزا صاحب کے حالات اور خیالات جو اون کی تصانیف مین موجود ہین ظاہر کردینے کی ضرورت ہوئی اسپر بھی اگر وہ نیا دین ہی قبول کرنا چاہین تو ہمارا کوئی نقصان نہین وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

مرزا صاحب کو چونکہ نبوت کا دعویٰ ہے اور معجزات اوسکے لوازم ہین اونکو فکر ہوئی کہ باتین بنانا تو آسان ہے طبیعت خداداد سے بہت سے حقائق و معارف تراش لئے جائین گے۔ مگر خوارق عادات دکھلانا مشکل کام ہے کیونکہ وہ خاص خدا تعالےٰ کی رضامندی اور مدد پر موقوف ہے اسلئے انکو اس مسئلہ مین بڑا ہی زور لگانا پڑا دیکھا کہ الہام کا طریقہ بہت آسان ہے جب وہ ثابت ہوجائیگا تو پھر کیا ہی بات بات مین الہام و وحی اتار لیجائیگی۔ اسلئے براہین احمدیہ مین الہام کی ایک وسیع بحث کی۔ اگرچہ بظاہر وہ مخالفین اسلام کے مقابلہ مین تھی اسلئے کہ وہان صرف وحی اور نبوت ثابت کرنا ظاہرا منظور تھا مگر ایسا بین بین طریقہ اختیار کیا کہ عام طور پر الہام ثابت ہوجائے۔

اور اہل اسلام اسکا انکار بھی نہ کرسکین - پھر اپنے الہامات پیش کئے اور الہامی پیشگوئیون کا دروازہ کھول دیا اور ایسی ایسی تدابیر عمل مین لائی گئین کہ انہین کا حصہ تھا چنانچہ سٹرا تہم وغیرہ کی پیش گوئیوں سے ظاہر ہے - مرزا صاحب باوجودیکہ نبوت کا دعوے کرتے ہین مگر معجزات سے متعلق اونکی عجیب تقریرین ہین - ازالۃ الاوہام مین عیسی علیہ السلام صفحہ ۲۹۲ کے معجزات بیان کرکے لکھتے ہین کہ ان تمام اوہام باطلہ کا جواب یہ ہی کہ وہ آیات جنمین ایسا ہی تشابہات ہین اور یہ معنی کرنا کہ گویا خدا نے اپنے ارادہ اور اذن سے عیسی کو صفات خالقیت مین شریک کر رکھا تھا صریح الحاد اور سخت بے ایمانی ہے - اگر خدا اپنے اذن وارادہ سے اپنی خدائی کی صفتین بندون کو دیسکتا ہے تو بلا شبہ وہ اپنی ساری صفتین خدائی کی ایک بندے کو دیکر پورا خدا بنا سکتا ہے پس اس صورت مین مخلوق پرستون کے کل مذاہب سچے ٹھہر جائین گے یہ حملہ ان لوگون پر ہے جنکا ایمان اس آیۃ شریفہ پر ہے وَرَسُولًا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ -

ترجمہ وہ یعنے عیسی بن مریم ہمارے پیغمبر ہونگے جنکو ہم بنی اسرائیل کی طرف بھیجینگے اور وہ ان سے کہین گے کہ مین تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانیان یعنے معجزات لیکر آیا ہون کہ مین پرندہ کی شکل کا سا بناؤن پھر اوسمین پھونک مارون اور وہ خدا کے حکم اڑنے لگے اور خدا کے حکم سے مادرزاد اندھون اور کوڑھیون کو بھلا چنگا اور مردون کو زندہ کردون اور جو کچھ تم کھا کر آو اور جو کچھ تم نے گھرون مین سینت رکھا ہی تمکو بتادون

بیشک اس بیان مین نشان ان لوگون کے واسطے ہے جو ایمان لاتے ہین یہ خبر حق تعالیٰ
نے مریم علیہا السلام کو عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہونے سے پیشتر دی تھی جس کا حال بیان
کرکے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نشانی انہی لوگون کے واسطے ہے جو ایمان لاتے ہین اور
یہ ظاہر بھی ہے کہ جن کو خدا کی خبرون پر ایمان نہ ہو اونکو یہ بیان کیا مفید ہوگا مرزا صاحب
جیسے شخص اسکو نہین مانتے تو کفار اوسکی کیونکر تصدیق کرسکین۔ مگر الحمد للہ اہل اسلام
کو اوسکا پورا یقین ہے اور مرزا صاحب کے تشکیک سے وہ زائل نہین ہوسکتا
مرزا صاحب نے براہین احمدیہ مین لکھا ہے (صفحہ ۱۱۰) لیکن قرآن شریف کا کسی امر کے بارہ مین
خبر دینا دلیل قطعی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ دلائل کاملہ سے اپنا منجانب اللہ اور مخبر صادق
ہونا ثابت کرچکا ہے۔ شاید مرزا صاحب نے یہ بات آریہ وغیرہ کے مقابلہ مین مصلحۃً
کہی تھی ورنہ وہ تو قرآن کی خبرون کو دلیل قطعی تو کہان دلیل ظنی بھی نہین سمجھتے۔
بلکہ اسپر ایمان لانے کو شرک و الحاد سمجھتے ہین۔ انہون نے یہ خیال نہین کیا کہ خدا تعالیٰ
کے ارشاد سے صاف ظاہر ہے کہ بے ایمان اوسکی تصدیق نہ کرینگے۔ حیرت ہے کہ
جس طرح ابلیس نے دہوکا کہایا تھا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا شرک ہے کیونکہ مسجودیت
خاص صفت باری تعالیٰ ہے۔ مرزا صاحب بھی اسی دہوکے مین پڑگئے کہ ایسی قدرت
عیسیٰ علیہ السلام مین خیال کرنا شرک ہے۔ مرزا صاحب مسلمانون پر شرک کا الزام جو لگا
رہے ہین در پردہ وہ خدائے تعالیٰ پر لاعلمی کا الزام لگا رہے ہین دیکھیے براہین احمدیہ (صفحہ ۱۱۱)
مین لکھے ہین کہ مسلمانون کا پھر شرک اختیار کرنا اس جہت سے ممتنعات سے ہے کہ خدائے تعالیٰ
اس بارے مین پیشین گوئی کرکے فرما دیا ہے کہ مَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ
ادنیٰ تامل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اگر یہ عقیدہ جو مسلمانون نے اختیار کیا ہو شرک ہے تو

خدائے تعالیٰ کی پیشگوئی جسکی تصدیق مرزا صاحب کرچکے ہین نعوذ باللہ بقول مرزا صاحب
جھوٹی ہوئی جاتی ہے مگر انہون نے اپنی ذاتی غرض کے لحاظ سے اوسکی تعبیر پیدا نہ کی
اور صحابہ تک کے کل مسلمانون پر شرک کا الزام لگا دیا۔

اور ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۱۴ مین لکھتے ہین کہ نبی اگر دعا اور تضرع سے معجزہ مانگے تو ملتا ہے
معجزہ نمائی کی ایسی قدرت نہین رکھتے جیسا کہ انسان ہاتھ ہلانے کی قدرت رکھتا ہے
اور نیز ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۲۰ مین یہ بھی لکھا ہے کہ انجیل کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہے
کہ مسیح جو کام اپنی قوم کو دکھاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہ تھا اور قرآن شریف
مین بھی کسی جگہ یہ ذکر نہین کہ مسیح بیماروں کے چنگا کرنے یا پرندوں کے بنانے کے وقت
دعا کرتا تھا بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جسکو روح القدس کے فیضان سے برکت
بخشی گئی تھی ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا چنانچہ جس نے کبھی غور سے
انجیل پڑھی ہوگی وہ ہمارے اس بیان کی بیقین تام تصدیق کریگا۔ قرآن شریف
کے آیات بھی بآواز بلند پکار رہی ہین کہ مسیح کے ایسے عجائب کامون مین اس کو
طاقت بخشی گئی تھی اور خدائے تعالیٰ صاف فرما دیا ہے کہ وہ ایک فطرتی طاقت
تھی جو ہر ایک فرد بشر کی فطرت مین مودع ہے مسیح سے اسکی کچھ خصوصیت نہین چنانچہ اس
بات کا تجربہ اس زمانہ مین ہو رہا ہے۔ مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے
بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جسمین ہر قسم
کے بیمار اور تمام مجذوم مفلوج مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے
لیکن بعد کے زمانون مین جو لوگون نے اس قسم کے خوارق دکھلائے اس وقت تو کوئی
تالاب بھی موجود نہ تھا انتہی۔ دعا کا ذکر نہ ہونے سے مرزا صاحب جو یہ ثابت کرتے ہین کہ

وہ عجائب جسکا ذکر حق تعالیٰ بطور اعجاز بیان فرماتا ہے وہ معجزات تھے تو اس لحاظ سے فطرتی قوت بھی ثابت نہ کرنا چاہیئے اسلیئے کہ اسکا بھی ذکر اس آیۂ شریفہ مین نہین ہے پھر اپنی رائے سے ایک غیر مذکور چیز کو ثابت کرنا اور خدائے تعالیٰ کی خبر کو نہ ماننا کس قسم کی بات ہے۔ اگر معجزہ کے لئے یہ شرط ہے کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھکر وقت خاص مین دعا کیجائے اور اوسکی قبولیت کے لئے حضار مجلس آمین آمین اوسوقت تک کہتے رہین کہ آثار اجابت ظاہر ہو جائین تو اس آیۂ شریفہ مین دعا کرنا بھی باقتضاء النص مقدر سمجھا جا سکتا ہے جسکو اصول شاشی پڑھا ہوا شخص بھی جانتا ہے۔

پھر اگر وہ کام فطرتی طور پر ہوتے تھے تو اون پر ایمان لانے کی کیا ضرورت مثلاً اگر کہا جائے کہ ایک نجار صندوق مین قفل نصب کرتا ہے یا کسی کل کے ذریعہ سے فلان کام کرتا ہے تو کیا اس قسم کی خبر کی نسبت یہ کہا جائیگا کہ تم اسپر ایمان لاؤ ہرگز نہین۔ حالانکہ یہان حق تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ جو لوگ ہماری باتون پر ایمان لاتے ہین وہ اسکو آیت یعنی نشانی قدرت کی سمجھتے ہین۔ اصل بات یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے کلام پر ایمان لانا منظور نہین جب ہی تو حیلے اور بہانے ہو رہے ہین ورنہ خود براہین احمدیہ مین صہ ۴۹

لکھتے ہین۔ وہ اصل کو مجمع الاضداد ہونا پڑا کہ وہ کامل طور پر رو بخدا بھی ہوا اور پھر کامل طور پر رو بخلق بھی پس وہ ان دونون قوسون الوہیت اور انسانیت مین ایک وتر کی طرح واقع ہے جو دونون سے تعلق کامل رکھتا ہے۔ جب کامل تزکیہ کے ذریعہ سے سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کے ساتھ تحقیق ہو جائے اور اپنی ہستی ناچیز سے بالکل ناپدید ہو کر اور غرق دریائے بیچون و بیچگون ہو کر ایک جدید ہستی پیدا کرے جسمین بیگانگی اور دوئی اور جہل اور نادانی نہین ہے اور صبغۃ اللہ کے پاک رنگ سے کامل رنگینی میسر آئے الخ اب دیکھیئے

کہ مرزا صاحب خود اپنے ذاتی تجربہ کی خبر دیتے ہین کہ اولیاء اللہ وقت واحد مین رو بحق
و رو بخدا ہوتے ہین اور یہ باتفاق جمیع اہل اسلام مسلم ہے کہ انبیا کا رتبہ بہ نسبت اولیا
کے بدرجہا بڑھا ہوا ہے تو اسی نسبت سے انکی حضوری بھی اولیا کی حضوری سے بڑی
ہوئی ہوگی اور ظاہر ہے کہ اس حضوری مین درخواست و اجابت فوراً ہو سکتی ہے۔
پھر جب حق تعالی ان معجزات کی خبر دیتا ہے تو اتنا تو حسن ظن کرلیتے کہ جس طرح ہمنے
کسی مقام مین لکھا ہے کہ وقت واحد مین ہم رو بحق اور رو بخلق رہتے ہین اسی طرح
عیسی علیہ السلام بھی ہونگے مگر اس تحریر کے وقت وہ بات مرزا صاحب کے حافظہ سے
نکل گئی اگر واقع مین انکی ایسی حالت ہوتی تو بھول نہ جاتے۔ اب غور کیا جائے
کہ آپ تو انبیا کی ساتھ بھی حسن ظن نہین رکھتے اور شکایت یہ کہ اپنی نبوت کا حسن ظن
نہین کیا جاتا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا صاحب عیسے علیہ السلام کو تقرب الہی
مین اپنے برابر بھی نہین سمجھتے۔

مرزا صاحب کی تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ عیسی علیہ السلام کا دعا کرنا ثابت نہین
باوجود اسکے یہ عجائبات صادر ہوتے تھے تو یہ بات سمجھ مین نہین آتی کہ بغیر دعا کے
خلاف عقل معجزات انسے کیونکر صادر ہو گئے اسلئے بہتر یہ ہے کہ وہ معجزات انہی کے
اقتداری افعال ٹھیرائے جائین اور مرزا صاحب اسپر اسقدر اڑے ہین کہ کتنی ہی
حدیثین جو اس باب مین وارد ہین سنائے ایک نہین سنتے دیکھ لیجئے کہ تمام تفاسیر و
کتب احادیث پر انکی پوری نظر ہے اور وہ بہ آواز بلند سنا رہے ہین کہ وہ معجزات
خدا کے اذن اور حکم و اجازت سے تھے اور انکی ذاتی قدرت کو اسمین کوئی دخل نتھا
مگر انکے سمجھ مین نہین آتا۔ نہ وہ کسی کی سنتے ہین نہ سمجھتے ہین کہ جب حق تعالی نے

انکے معجزون کی خبر دی ہے تو ضرور اسکا وقوع ایسے طور پر ہوا ہے کہ اوسپر ایمان لانیمین
کوئی شرک نہین مثلاً یون سمجھا جائے کہ حق تعالی کو انکی نبوت دلون مین متمکن کرنا اور
جو نہ مانین انپر حجت قائم کرنا منظور تھا اسلئے انکے دعوی کے وقت خود حق تعالی ان
معجزون کو وجود بخش دیتا تھا تو کسی قسم کا شرک لازم نہین آتا۔ اب دیکھئے کہ باوجودیکہ
آیہ قرآنیہ کے معنی پورے طور پر بن جاتے ہین مگر صرف اس غرض سے کہ عیسی علیہ السلام
کے معجزے ثابت ہون تو اپنی مساوات فوت ہوجاتی ہے قرآن کے معنی بگاڑ رہے
ہین جس سے حق تعالی پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ایسی بات قرآن مین بیان کی جس سے
لوگ مشرک ہوگئے نعوذ باللہ من ذلک۔ مسلمان کو لازم ہے کہ ایسی ہٹ دھرمیون سے
بہت احتراز کیا کرین کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے۔ قَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا
فِيْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ الآیہ۔ یعنے فرشتون کے سوال کے جواب مین دوزخی کہینگے
کہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو اہل دوزخ مین نہوتے فقنا ربنا عذاب النار۔

مرزا صاحب عبارت مذکورہ بالا مین لکھتے ہین کہ قرآن شریف

کی آیات بھی باواز بلند پکار رہی ہین کہ مسیح کے ایسے عجائب کامون مین اسکو طاقت
بخشی گئی تھی انتہی ہم بھی تو اسی آواز کو سنکر ایمان لائے ہین کہ احیاے موتی اور ابراء
اکمہ وابرص وغیرہ عجائب اس قوت سے کرتے تھے جو انکو حق تعالی نے بخشی تھی یہ کسنے
کہا تھا کہ وہ اپنی ذاتی اور فطرتی قوت سے جو ہر فرد بشر مین رکھی ہے یہ کام کرتے تھے
مگر مرزا صاحب کہتے ہین کہ وہ عام فطرتی طاقت سے کام لیتے تھے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا
اگر یہی بات ہے تو مرزا صاحب مین بھی وہ فطرتی طاقت جو ہر فرد بشر مین مودع ہی موجود ہے
سیدان مین اگر دعوی وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ

وغیرہ کا ارین ۔ اور جس طرح حق تعالی کی اخبار سے ہمین اسکی تصدیق ہو گئی ہے اسیطرح اپنے دعوی کی بھی تصدیق کرا دین مگر یہ انکی حدامکان سے خارج ہے یہ کاغذ کے صفحہ کو سیاہی سے زینت دینا نہین ہے کہ قلم اٹھایا اور چند صفحے لکھڈالے ۔ یہان نہ قلم کی ضرورت ہے نہ زبان آوری کی حاجت ۔ ادھر کن باذن اللہ منہ سے نکلا ادھر جو چاہا فوراً وجود مین آگیا ۔

مرزا صاحب جو لکھتے ہین کہ خدا تعالی نے صاف فرما دیا ہے کہ وہ ایک فطرتی طاقت تھی جو ہر فرد بشر کی فطرت مین مودع ہے مسیح سے اسکی کچھ خصوصیت نہین سو یہ افترائے محض ہے ممکن نہین کہ اس دعوی پر کوئی آیت پیش کرین قال اللہ تعالی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ براہین احمدیہ صفحہ ۳۲۳ مین انجیل یوحنا سے نقل کیا ہے کہ یروشلیم مین ایک حوض ہے اسکے پانچ اسارے ہین انمین ناتوانون اور اندھون اور لنگڑون اور پژمردون کی ایک بڑی بھیڑ پڑی تھی جو پانی کے ہلنے کے منتظر تھے کیونکہ ایک فرشتہ بعض وقت اس حوض مین اتر کر پانی کو ہلاتا تھا پانی کے ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اسمین اترتا کیسی ہی بیماری کیون نہو اس سے چنگا ہو جاتا تھا انتہی ۔ اور نیز براہین احمدیہ صفحہ ۳۴۵ مین لکھتے ہین ۔ بلاریب اس حوض عجیب الصفات کے وجود پر خیال کرنے سے مسیح کی حالت پر بہت سے اعتراضات عائد ہوتے ہین جو کسی طرح اٹھ نہین سکتے انتہی ۔

اور ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۲۲ مین لکھتے ہین کہ یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور انمین پھونک مار کر انہین سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا ۔ نہین بلکہ صرف عمل الترب یعنے مسمریزم تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر

پھونکا جاتا تھا - یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کیلئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جسمین روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی بہرحال یہ معجزہ صرف کھیل کی قسم مین سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی جیسے سامری کا گوسالہ تھا - یہ فانہ نکتہ جلیلۃ ما یلقیہا الا ذو حظ عظیم انتہی -

مرزا صاحب خود ہی براہین احمدیہ مین لکھتے ہین - انجیل بوجہ محرف اور مبدل ہوجانیکے ان نشانیون سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب ہے بلکہ الہی نشانات اکمل طریقہ معمولی راستے اور صداقت کہ جو ایک منصف اور دانشمند متکلم کے کلام مین ہونی چاہئے انجیل کو نصیب نہین - کم بخت مخلوق پرستون نے خدا کے کلام ہدایت کو خدا کے نور کو اپنے ظلمانی خیالات سے ایسا ملا دیا کہ اب وہ کتاب بجائے رہبری کے رہزنی کا ایک پکا ذریعہ ہے - ایک عالم کو کس نے توحید سے برگشتہ کیا اسی مصنوعی انجیل نے - ایک دنیا کا کس نے خون کیا انہین تالیفات اربعہ نے - عیسائیون کے محققین کو خود اقرار ہے کہ ساری انجیل الہامی طور پر نہین لکھی گئی انتہی -

اب دیکھئے کہ جن کتابون کو محرف مبدل ظلمانی خیال اور باعث گمرہی خود ہی بتاتے ہین اپنی کتابون سے ایک قصہ نقل کرکے قرآن مین شبہات پیدا کر رہے ہین کہ قرآن مین جو عیسی علیہ السلام کے معجزات مذکور ہین انکا مدار اس حوض پر تھا جسکا ذکر اناجیل محرفہ مین ہے - اور انکی نبوت کا ذکر جو قرآن مین ہے اور جو منشا معجزات ہے وہ ایک فطرتی قوت تھی جو ہر فرد بشر مین ہوا کرتی ہے - اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے عیسی علیہ السلام کو اپنے مساوی کر دینے مین خوب ہی زور لگایا -

مگر حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى
مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ
اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ
یعنے جب انکے پاس کوئی آیت قرآنی آتی ہے تو کہتے ہین ہم ہرگز نہ مانین گے جب تک
خبر نہ دیجاوے جو رسول کو دیگئی۔ اللہ اس مقام کو بہتر جانتا ہے جسکو رسالت کیلئے
خاص کرتا ہے۔ جو لوگ خود پسند ہین گناہگار رہین انکو عنقریب اللہ کے ہان ذلت و
رسوائی اور بڑا سخت عذاب انکی فتنہ انگیزیون کے سبب پہنچیگا۔ حاصل یہ کہ جو
لوگ انبیا کی خصوصیات و مراتب دیکھکر نبوت کی تمنا کرتے ہین دنیا مین رسوا اور
آخرت مین عذاب شدید کے مستحق ہوتے ہین۔ جسکو خدا کے کلام پر پورا ایمان و
تھوڑی بھی عقل ہو ممکن نہین کہ کسی نبی کی برابری کا دعوی کرے۔

یہان یہ بات قابل توجہ ہے کہ جب ایسا حوض عیسی علیہ السلام کے زمانہ
مین تھا کہ مایوس العلاج امراض والون کو صرف اسمین ایک غوطہ لگانے سے شفا ہوجاتی
تھی تو تمام روے زمین کے بیمار وہان جمع رہتے ہونگے تو پانچ اسارون مین ان کی
گنجایش کیونکر ہوتی تھی۔ اور جب یہ یقین تھا کہ جو پہلے حوض مین کودے اسی کو صحت
ہوتی ہے تو ہر شخص یہی چاہتا ہوگا کہ سبقت کرکے سردست صحت حاصل کرلے یہ تو ممکن
نہین کہ ہر شخص دوسرے سے کہے کہ تم صحت پاکر جلدی سے چلے جاؤ اور ہم اُس فرشتے
کے انتظار مین یہان سڑتے پڑے رہین گے اور اُن پانچ اسارون مین کس قدر کشت
اور کیسی خانہ جنگیان ہوتی ہونگی۔ کتنے تو اس بھیڑ مین دم گھٹ کر مرتے ہونگے
اور کتنے پانی مین گراکر ڈبوئے جاتے ہونگے اور کتنون کے زد و ضرب سے خون ہوتے ہونگے

پھر اس فرشتے کے اترنے کا وقت معلوم نہونیکی وجہ سے لوگون کا ہمیشہ ہجوم رہتا ہوگا
جس سے ہوا مین عفونت اور سمیت پیدا ہوکر صدہا آدمی مرتے ہونگے۔ غرض کوئی
عاقل قبول نہین کرسکتا کہ ایک غیر معین شخص کی صحت کے واسطے صدہا موتین گوارا
کیجاتی ہونگی۔ پھر اس فرشتے کو اتنا بخل یا آدمیون سے عداوت کیون تھی کہ کبھی کبھی
پانی مین اترکر ہلا دیتا تھا اگر گھنٹے یا آدھے گھنٹے پر پانی مین اترتا تو کیا اسکو سردی ہوجاتی
یا فالج وغیرہ کا مادہ پیدا ہوجاتا۔ اور اسکی کیا وجہ کہ ایک آدمی جو سب سے پہلے اس مین
کودے وہی شفا پائے اگر کوئی زہریلا مادہ اسمین تھا تو ہر طرف تھا کیونکہ کوئی ایک
جگہ معین نہ تھی کہ شفا اس سے متعلق ہو۔

الغرض عقل کی رو سے یہ بات ہرگز سمجھ مین نہین آتی کہ ایسے حوض کا کبھی
دنیا مین وجود ہوا ہو مرزا صاحب انجیل پر ایمان لاکر قرآن پر اس حوض سے
ایسے اعتراضات قائم کردیے جنکی نسبت فرماتے ہین کہ وہ اعتراضات اٹھ نہین سکتے
مگر افسوس ہے کہ قرآن پر ایمان لاکر یہ نہ فرمایا کہ حق تعالی نے جو معجزات عیسی علیہ السلام
کو دیے تھے وہ ایسے نہ تھے کہ انمین ایسے مصنوعی قصون سے کسی قسم کا شبہ واقع ہو
اسلئے کہ حق تعالی فرماتا ہے وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ یعنے عیسی علیہ السلام
کو ہمنے کہلے کہلے معجزے دیے تھے۔ جنمین کوئی شک و شبہ ممکن نہ تھا۔

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام (ص ۳۱۲) مین لکھتے ہین کہ حضرت مسیح کے عمل الترب
یعنے مسمریزم سے وہ مردے جو زندہ ہوتے یعنے وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سر سے
زندہ ہوجاتے تھے وہ بلا توقف چند منٹ مین مرجاتے تھے کیونکہ بذریعہ عمل الترب
روح کی گرمی اور زندگی صرف عارضی طور پر انمین پیدا ہوجاتی تھی انتہی قرآن شریف

مین صاف طور پر وَیُحْیِی الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ ہے مگر مرزا صاحب کہتے ہین کہ کوئی
مردہ انہون نے زندہ نہین کیا بلکہ جیسے قریب الموت شخص کو جواہر مہرہ وغیرہ سے
چند منٹ کے لئے گرمی آجاتی ہے اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام بھی چند منٹ کے لئے قریب الموت
کو کسی قسم کی گرمی پہنچا دیا کرتے تھے۔ مگر اسکا ذکر نہ قرآن مین ہے نہ حدیث مین نہ
ابتک کوئی مسلمان اسکا قائل ہوا بلکہ مسیح کا نام اسلام مین احیاے اموات اور
شفاے بیمارون کے باب مین ایسا مشہور اور ضرب المثل ہے جیسے حاتم کا نام جود و سخا
مین۔ قرآن وحدیث سے مرزا صاحب کو وہین تک تعلق ہے کہ اپنا مطلب بنے
اور جب کوئی بات اونکی مرضی اور مقصود کے خلاف نکلی تو پھر نہ قرآن کو مانین نہ حدیث
کو گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے یہی معنی سمجھے ہونگے کہ مسمریزم سے حرکت
دیا کرتے تھے مسمریزم تو نکلکر سو برس بھی نہین ہوئے چنانچہ فن مسمریزم کی کتابون مین
لکھا ہے کہ [illegible] نام ایک بڑا دریا ہے جس کے کنارے پر چھوٹا سا
قصبہ [illegible] نام مشہور ہے اوس قصبہ مین ۵ مئی ۱۷۳۴ء مین ایک مشہور ڈاکٹر جس کا
نام انتونی مسمر تھا پیدا ہوا اوس نے اپنی بیحد کوششون سے اس فن کو ایجاد کیا چنانچہ
اسی کے نام سے مسمریزم مشہور ہوا۔ اب مرزا صاحب کے اوس قول کو بھی یاد کر لیجئے
جو فرمایا تھا کہ قرآن کا ایک لفظ کم وزائد نہین ہو سکتا۔ دیکھ لیجئے قرآن کے کل الفاظ
اپنی جگہ رکھے رہے اور مرزا صاحب نے عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا خاتمہ کر دیا۔
غرض مرزا صاحب نے جو معنی اس آیہ شریفہ کے تراشے ہین وہ ایسے ہین جیسے ابو منصور
نے قولہ تعالیٰ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ کے معنی تراشے تھے
مسلمانون کو انکی پیروی مین سخت ضرر اخروی ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ

يُحَادُّونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ یعنے جو لوگ
خدا و رسول کی مخالفت کرتے ہین خوار و ذلیل ہونگے جیسے وہ لوگ ذلیل ہوئے جو ان سے
پہلے تھے اور ارشاد ہے قولہ تعالی وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ
وَسَاءَتْ مَصِيرًا یعنے جو مخالفت کرے رسول اللہ کی جب کھل اسپر راہ ہدایت
اور مسلمانون کے رستے کے سوا دوسرا رستہ چلے تو جو رستہ اس نے اختیار کر لیا ہے
ہم اسکو وہی رستہ چلائے جائین گے اور آخر کار اسکو جہنم مین داخل کرینگے اور وہ بہت
بری جگہ ہے۔

ادنی تامل سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ اس آیۂ شریفہ مین کمال درجہ کی
تخویف ہے اسلئے کہ اس سے ظاہر ہے کہ جو شخص نیا طریقہ ایجاد یا اختیار کرے اوس سے
توفیق الہی مسدود اور منقطع ہو جاتی ہے اور صراط مستقیم سے علیحدہ کر کے حق تعالے
اسکو ایسے راستہ پر چلاتا ہے جو سیدھا جہنم مین نکلے۔ ہم یہ نہین کہتے کہ آجکل کے مسلمانون
مین جو فتور و قصور عمل ہو گیا ہے وہی طریقہ اختیار کیا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ
کتب اہل سنت و جماعت مین جو طریقہ عمل و اعتقاد کا مذکور ہے وہ اختیار کیا جائے

مرزا صاحب کو اسکا بڑا ہی غم ہے کہ نیچری قرآن و حدیث کو نہین مانتے

چنانچہ ازالۃ الاوہام مین تحریر فرماتے ہین کہ حال کے نیچریون کے دل مین کچھ بھی عظمت
قال اللہ و قال الرسول کی باقی نہین رہی انتہی مگر مشکل یہ ہے کہ اگر وہ مرزا صاحب کی
اس قسم کی تقریرین کہین سن لین تو یہ کہنے کو مستعد ہو جائین گے کہ مرزا صاحب کے دل
مین بھی عظمت نہین جب ہی تو خدا و رسول جنکی عظمت بیان کرتے ہین وہ انکی توہین

کرتے ہین۔ اور اپنی ذاتی غرض کے مقابلہ مین نہ خدا کی بات مانتے ہین نہ رسول کی آپنے
دیکھ لیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے جنکو متعدد مقامون مین حق تعالیٰ نے ذکر فرمایا
اور انکو آیات بینات کہا مرزا صاحب نے انکے ابطال مین کیسی کیسی باتین بنائین
مسمریزم کا خیال انکو قرار دیا اور کہا کہ وہ معمولی طاقت بشری سے صادر ہوتے ہین
اور جنبش کی وجہ سے وہ مشتبہ ہو گئے تھے۔ اور مسمریزم کا وہ اثر تھا۔ آب از سر گذشت
چہ یک نیزہ چہ یکدست۔

اور اس معجزہ مین بھی مرزا صاحب کو کلام ہے جو اس آیہ شریفہ مین مذکور ہے
قولہ تعالیٰ وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ
فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ یعنے اے بنی اسرائیل جب تم نے ایک شخص کو مار ڈالا اور
لگے اسکے بارے مین جھگڑنے اور جو تم چھپاتے تھے اللہ کو اسکا پردہ فاش کرنا
منظور تھا۔ پس ہم نے کہا کہ گائی کے گوشت کا کوئی ٹکڑا مردے کو مارو اسی طرح
جیسے وہ مردہ زندہ ہوا اللہ مردون کو جلائیگا اور اللہ تم کو نشانیان دکھلاتا ہے کہ
تم سمجھو کہ قیامت کا ہونا برحق ہے۔ تفسیر درمنثور وابن جریر وغیرہ معتبر تفاسیر مین
ابن عباسؓ اور دیگر صحابہ وتابعین کی متعدد روایتون سے یہ واقعہ منقول ہے
کہ بنی اسرائیل مین ایک بڑا مالدار شخص تھا اسکو کسی نے قتل کرکے دوسرے قبیلے
مین ڈالدیا اس غرض سے کہ قاتل کا پتہ نہ لگے۔ اس قتل سے قبیلون مین سخت خصومتین
اور فساد پھیلا عقلا نے کہا کہ خدا کے رسول موسیٰ علیہ السلام اسوقت موجود ہین انسے
دریافت کرلو اصل واقعہ ابھی معلوم ہوجاتا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کی طرف

رجوع کیا تو انہون نے ایک گای لانے کو کہا وہ لوگ اسکی تعمیل نہ کرکے فضول باتین
پوچھنے لگے کہ وہ کیسی ہونی چاہیے اسکا رنگ روپ وغیرہ کس قسم کا ہو۔ غرض جن
اوصاف کی گای بیان کیگئی زرخطیر صرف کرکے اسکو خریدا۔ موسی علیہ السلام نے
کہا اسکو ذبح کرکے ایک ٹکڑا اسکا مقتول پر مارو وہ زندہ ہوجائیگا پھر جو چاہو
اسی سے پوچھلو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور وہ شخص زندہ ہوا اور قاتل کا نام بیان
کرکے مرگیا۔ یہ خلاصہ قرآن وحدیث کا ہے۔ مرزا صاحب نے یہ خیال کیا کہ اگر
عیسی علیہ السلام کی موت ثابت بھی کردی جائے تو یہ احتمال پیش ہوگا کہ ممکن ہے
کہ زمین پر اترنے سے پہلے وہ زندہ کئے جائین اس احتمال کو روکنے کی غرض سے تمام
قرآن پر انہون نے نظر ڈالی اور جن جن آیتون مین یہ ذکر ہے کہ خدا تعالی نے
مردون کو زندہ کیا اون سب مین تاویل کرکے اپنی مرضی اور غرض کے مطابق قرآن
بنالیا چنانچہ اس آیت کو اس طرح رد کرتے ہین۔ ازالۃ الاوہام مین فرماتے ہین ایسے
قصون مین قرآن شریف کی کسی عبارت سے نہین نکلتا کہ فی الحقیقت کوئی مردہ زندہ
ہوگیا تھا اور واقعی طور پر کسی قالب مین جان پڑ گئی تھی بلکہ یہودیون کی ایک جماعت نے
خون کیا تھا انکو یہ تدبیر سمجھائی گئی کہ ایک گای ذبح کرکے لاش پر نوبت بہ نوبت اسکی
بوٹیان مارین اصل خونی کے ہاتھ سے جب لاش پر بوٹی لگے گی تو اس لاش سے ایسی
حرکات صادر ہونگی جس سے خونی پکڑا جائے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق مسمریزم کا
ایک شعبہ تھا جسکے بعض خواص سے یہ بھی ہے کہ جمادات یا مردہ یا حیوانات مین
ایک حرکت مشابہ بحرکت حیوانات پیدا ہوکر اس سے بعض مشتبہ اور مجہول امور کا
پتہ لگ سکتا ہے انتہی مرزا صاحب جو فرماتے ہین کہ کسی عبارت سے زندہ ہونا نہین نکلتا

کیا یہ کافی نہین کہ حق تعالی تمام قصہ بیان کرکے فرماتا ہے کَذٰلِکَ یُحْیِ اللّٰہُ الْمَوْتٰی
جسکا مطلب ظاہر ہے کہ جیسے یہ شخص زندہ ہوا اسی طرح حق تعالی مردون کو زندہ کریگا۔
مرزا صاحب کے قول پر اسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جیسے بوٹی مارنے سے اوس کو
حرکت ہوئی ویسا ہی خدا مردون کو زندہ کریگا یعنے کسی قالب مین جان نہ پڑیگی۔
چونکہ مرزا صاحب حشر اجساد کے قائل نہین اسلئے یہ بات انکے مذہب پر ٹھیک
ہوجاتی ہے۔

آیۂ موصوفہ سے اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ موسی علیہ السلام نے اون لوگون
پر دو باتون کی فرمایش کی تھی ایک گای کو ذبح کرنا دوسری اوسکی بوٹی مقتول پر مارنا
بقول مرزا صاحب تیسری تدبیر یہ بھی بتائی گئی کہ قاتل مسمریزم کی مشاقی بھی حاصل کرلے
چونکہ وہ بغیر سیکھنے کے نہین آتی اسلئے ضرور موسی علیہ السلام نے قاتل کو بلاکر مسمریزم
کا طریقہ سمجھا دیا ہوگا کہ اس طرح سے بوٹی مارو تو لاش حرکت کریگی جس سے تم گرفتار
ہوجاؤ گے اور قاتل نے بھی اسکو بطیب خاطر قبول کرکے مسمریزم مین مشاقی حاصل
کرلی کیونکہ بغیر مشاقی کے مسمریزم کا عمل پورا نہین ہوتا چنانچہ مرزا صاحب ازالۃ الاوہام ص ۳۱۲
مین لکھتے ہین کہ عمل الترب یعنے مسمریزم مین مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے
یہ بات غور طلب ہے کہ ایسا عمدہ طریقہ قاتل کے گرفتار کرنے کا اس مقام مین قرآن
مین کیون بیان نہین کیا گیا جہان بوٹی مارنے کا ذکر ہے مسمریزم کا ذکر بھی ہوجاتا اور
اوس سے بہت بڑا فائدہ یہ تھا کہ پولس کو قاتل کے گرفتار کرنے مین بڑی مدد ملتی
اور بہت سے مجرم رہائی پاتے۔ اب تو مسمریزم شائع بھی ہے اگر مرزا صاحب گورنمنٹ
کو یہ راستہ دین تو مرزا صاحب کی بڑی نامآوری ہوگی یہ بھی مرزا صاحب کی قرآن

معارف دانی ہے جس پر بے نظیر ہونے کا فخر ہے چنانچہ ازالۃ الاوہام میں فرماتے ہین کہ
خدا ے تعالی کی عنایت خاصہ مین ایک یہ بھی مجھپر ہے کہ اوس نے علم حقایق معارف
قرانی مجھکو عطا کیا ہے اور ظاہر ہے کہ مطہرین کی علامتون سے یہ بھی ایک عظیم الشان
علامت ہے کہ علم معارف قرانی حاصل ہو کیونکہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے لَا یَمَسُّہٗ
اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ - انبیا کے معجزات مبینہ قرآن کی حقیقت جو مرزا صاحب پر کہلی
کہ مسمریزمی عمل تہا فی الحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک کسی
نہ کہلی - مگر ظاہر ہین تو یہی سمجہین گے کہ نصاریٰ کو یہ کام کرتے دیکہکر اپنے قیاس جمایا -
اگر مسمریزم کے خود موجد ہوتے تو کسی قدر اس خیال کو گنجایش تھی کہ آپکے کشف
و الہام کو اسمین دخل ہے اب اس الہام کا افتخار حاصل ہے تو مسمر صاحب کو ہے
جو کل مسمریزمی خیالون کے اوستاد ہین -

مرزا صاحب کو اس باب مین جو الہام ہوا ہے وہی الہام ہے جو
مسمر صاحب کو ہوا تھا البتہ اسقدر فرق ہے کہ وہ اوس کے موجد ہونے کی وجہ سے
نیکنام ہوے اور مرزا صاحب اس بات کے موجد ہین کہ اوسکو انبیا کے معجزات قرار دے
اب ایسا الہام جو ابتدائً ایسے دل پر ہوا تھا جو تثلیث کی نجاست مین متلطخ تھا -
کیونکر اس قابل سمجھا جا سکے کہ پاک دلون کو مکدر اور رنجش کرے اور اس یقین کے بعد
کیا کوئی مسلمان لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ والے پاکیزہ دلون پر اوسکا اثر کرنا
خیال کر سکتا ہے یہ الہام مشت نمونہ از خروارے ہے جس سے اور الہامونکا حال
بھی اہل فراست سمجھ سکتے ہین -

اگرچہ مرزا صاحب نے مسمریزم پر معجزہ کا قیاس اس قرینہ اور اٹکل سے کیا ہے کہ

که مسمریزم کا عمل ہے ہر شخص نہین کر سکتا اور ایسا شخص لوگون مین ممتاز بھی ہو جاتا ہو
مگر ایسے اٹکلون اور قیاسون سے ہمارا دین مانع ہے حق تعالی فرماتا ہے قُتِلَ
الْخَرَّاصُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ سَاهُونَ ترجمہ مارے گئے اٹکل دوڑانیوالے
وہ جو غفلت مین بھولے ہوے ہین اور خود بھی ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین ایک نئے
معنی اپنے طرف سے گھڑ لینا یہی تو الحاد اور تحریف ہے خداے تعالی سب مسلمانونکو اس
بچاوے آپ خود غور فرماوین کہ حق تعالی اکابر انبیا کے معجزات کی خبرین دیکر اونکی
فضیلت اپنے کلام پاک مین بیان فرماتا ہے اون معجزات کو مسمریزم قرار دینا کیا کہ
معنی نہین پھر بقول آپ کے یہی تو الحاد ہے - یہ امر پوشیدہ نہین کہ حق تعالی نے
جن انبیا کے معجزات قرآن شریف مین بیان کئے اوسکا مطلب یہی ہے کہ اپنے
غیبی تائیدین دیکر اونسے ایسے ایسے افعال عجیبہ صادر کرائے جنکا صدور دوسرون
سے ممکن نہین اور یہ غیبی تائیدین اون حضرات کی عظمت اور علو شان پر دلیل ہین
مگر مرزا صاحب جہانتک ہو سکتا ہے مسمریزم مین اونکو داخل کرکے اونکی توہین و
تذلیل کرتے ہین چنانچہ ازالہ مین لکھتے ہین یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل مسمریزم ایسا قدر
کے لائق نہین جیسا کہ عوام الناس اوسکو خیال کرتے ہین اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ
اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالی کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا ہے کہ ان
اعجوبہ نمائیون مین حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا - مرزا صاحب کے اس قول پر کہ مین بھی
اگر چاہتا تو عیسی علیہ السلام کے معجزات دکھلاتا عمیر تبان کا قول یاد آتا ہے جس کو
ابن حزم رح نے ملل و نحل مین لکھا ہے کہ عمیر تبان نے کوفہ مین نبوت کا دعوی کر کے
بہت سے لوگون کو فراہم کر لیا تھا جب اپنے اصحاب مین بیٹھتا تو اکثر کہتا کہ اگر مین

چاہوں تو اس گہاس کو ابھی سونا بنا دوں آخر خالد ابن عبد اللہ قیصری نے اوسکو قتل کیا
انتہی۔ غرض مرزا صاحب کے تقریر سے ظاہر ہے کہ عیسی علیہ السلام اور دوسرے انبیا
جو معجزات دکہلاتے تھے وہ دراصل عمل مسمریزم تھا جو مکروہ اور قابل نفرت ہے یہان
یہ امر محتاج بیان نہین کہ جو لوگ ایسے قبیح کام کرکے اونکو معجزہ من جانب اللہ بتاوین وہ
کس قسم کے آدمی سمجھے جاوین گے۔ حالانکہ حق تعالی اونکی فضیلت کی تصریح فرماتا ہے
کما قال اللہ تعالی تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ
وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ
بِرُوحِ الْقُدُسِ ترجمہ وہ سب رسول فضیلت دی ہمنے ایک کو دوسرے سے
اللہ نے بعضون سے کلام کیا اور بعضون کے درجے بلند کئے اور دین ہم نے عیسی بن مریم
کو نشانیان صریح اور قوت دی ہمنے روح القدس سے انتہی۔ اب اس کلام کے سننے کے
بعد بھی کیا کسی مسلمان کو جرأت ہوسکتی ہے کہ ان معزز حضرات مین سے کیسکی توہین
و تذلیل کرے حق تعالی فرماتا ہے وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ
الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ یعنے اللہ کو عزت ہے اور اوسکے رسول کو اور مسلمانون کو
لیکن یہ بات منافق لوگ نہین جانتے۔ مرزا صاحب ازالۃ الاوہام مین صہ ۱۳۹ فرماتے ہین

افسوس ہماری قوم مین ایسے لوگ بہت ہین جو بعض حقائق و معارف قرآنیہ اور دقایق
آثار نبویہ کو جو اپنے وقت پر بذریعہ کشف و الہام زیادہ تر صفائی سے کہلتے ہین

محرمات اور بدعات ہی مین داخل کرلیتے ہین خود ہی غور فرمائین کہ جب حقائق قرآنیہ
یہ ہون کہ حق کی حقیقت باطل یعنے معجزہ کی حقیقت مسمریزم اور عزت کی حقیقت ذلت
اور نبی معزز کی حقیقت ذلیل وغیرہ ثابت ہورہی تو تھوڑی الٹ پلٹ مین اسلام

کی حقیقت کفر اور کفر کی حقیقت اسلام ثابت ہو جانے کو کیا دیر لگے گی اور تعجب نہین
کہ اسی قسم کا خیال پختہ بھی ہو گیا ہو۔
افسوس ہے کہ مرزا صاحب کو جسقدر کہ مسمریزم سے خوش اعتقادی اور اوپر
وثوق ہے خدائے تعالی کی قدرت پر نہین اگر عقل کی راہ سے بھی دیکھا جائے
تو خدائے تعالی کا اوس مردہ کو زندہ کرنا جس قدر اطمینان بخش ہے مسمریزم کی بدنما
کارروائی سے نہین ہو سکتا مگر مرزا صاحب کی عقل اوسی کی مقتضی ہوئی۔ سید
احمد خانصاحب بھی اس مردہ کے زندہ ہونے کو نہین مانتے چنانچہ تفسیر القرآن
مین لکھتے ہین کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص مارا گیا تھا اور قاتل معلوم نہ تھا اللہ تعالے
نے حضرت موسے علیہ السلام کے دل مین یہ بات ڈالی کہ سب لوگ جو موجود ہین اور انہین مین
قاتل بھی ہے مقتول کے اعضا سے مقتول کو مارے جو لوگ درحقیقت قاتل نہین
وہ بسبب یقین اپنی بے جرمی کے ایسا کرنے مین کچھ خوف نہ کرینگے مگر اصلی قاتل
بسبب خوف اپنے جرم کے جو از روے فطرت انسان کے دل مین اور بالتخصیص
جہالت کے زمانہ مین اس قسم کے باتون سے ہوتا ہے ایسا نہین کرینگا اور اسیوقت
معلوم ہو جائے گا اور وہی نشانیان جو خدا نے انسان کی فطرت مین رکھی ہین لوگونکو
دکھا دیگا انتہی۔ خانصاحب تو خدا کا نام تبرکاً لیا کرتے ہین تاکہ مسلمانون مین بھی
اپنا نام رہے اسلئے اونکا صفت احیاء موتی سے انکار کرنا بیموقع نہین مگر مرزا صاحب
سے حیرت ہے کہ اس مسئلہ مین وہ بھی اونکے ہم خیال ہو گئے اور صرف اتنی اصلاح
کی کہ مردہ کی حرکت مسمریزم کی وجہ سے تھی خانصاحب کی رائے مرزا صاحب سے
کم نہ تھی مگر چونکہ وہ فن تاریخ مین مہارت رکھتے تھے انکو معلوم تھا مسمریزم کا اوسوقت

وجود ہی نتھا اسلئے اس رائے کو پسند نہین کیا۔ مرزا صاحب نے دیکہا کہ جو لوگ
خلاف قرآن و حدیث حسن ظن سے اپنی بات کو ان لین گے اون پر خلاف تاریخ
مان لینا کیا دشوار ہے۔ غرض ان لوگون نے قرآن کو کہلونا بنا لیا ہے اسکی کچھ پروا
نہین کہ خدا کے کلام کو بگاڑنا اور اوسکی مرضی کے خلاف تفسیر کرنا کس درجہ کا
گناہ ہے اور طرفہ یہ ہے کہ مرزا صاحب یہ بہی لکہتے ہین کہ تفسیر بالرائے کرنا مسلمان کا
کام نہین اس سے یہ غرض کہ حسن ظن والے سمجھ جائین کہ وہ تفسیر بالرائے نہین کرتے
اس آیۂ شریفہ مین بہی مرزا صاحب کو کلام ہے حق تعالی فرماتا ہے وَاِذْ قَالَ
اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ
لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ
عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ
عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ترجمہ اور جب کہا ابراہیم نے اے رب دکہا مجہکو کیونکر جلا دیگا تو
مردے فرمایا کیا تم نے یقین نہین کیا کہا کیون نہین لیکن اسواسطے کہ تسکین ہو میرے
دل کو فرمایا تم پکڑو چار جانور اڑتے پہر اونکو ہلاؤ اپنے ساتھ پہر ڈالو ہر پہاڑ پر اونکا
ایک ایک ٹکڑا پہر اونکو پکارو کہ وہ آوین تمہارے پاس دوڑتے اور جان لو کہ
اللہ زبردست حکمت والا ہے انتہی۔ مقصود ان پرندون کے ہلانے سے یہ تھا
کہ ابراہیم علیہ السلام کو اس بات مین پوری شناخت اونکی ہو جائے اور زندہ ہونیکے
بعد اونکی آواز پر دوڑ آوین اور ابراہیم علیہ السلام کو شناخت کی وجہ سے دوسرے
پرندون کا اشتباہ نہو ابن عباس فرماتے ہین کہ فصرھن کے معنی ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالنے کے ہین جیسا کہ بخاری شریف مین ہے فصرھن ای قطعھن درمنثور مین امام سیوطی رح

نے نقل کیا ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فصرہن قال ہی بالنبطیۃ شققہن اور
اوسی مین یہ بھی عبارت ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال وضعہن علی سبعۃ اجبل
واخذ الرؤس فجعل ینظر الی القطرۃ یلقی القطرۃ والریشۃ یلقی الریشۃ حتی صرن احیاء
لیس لہن رؤس فجئن الی رؤسہن فدخلن فیہا یعنے ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ ابراہیم علیہ السلام نے اون پرندون کے ٹکڑے کرکے سات پہاڑون
پر رکھدیے اور سرون کو اپنے ہاتھ مین لے لیا پہر قطرہ سے قطرہ اور پر سے پر
ملنے لگے جسکو وہ دیکھ رہے تھے یہانتک کہ وہ زندہ ہوگئے اپنے اپنے سرون کے طلے
ان روایات کے بعد اسکا انکار نہین ہوسکتا کہ اون چارون پرندون کی بوٹیان
پہاڑون پر رکھی گئی تھین جو زندہ ہوکر ابراہیم علیہ السلام کے پکارنے پر آگئے اور
انہون نے اون کے زندہ ہونے کو بچشم خود دیکھ لیا۔ اور سیاق آیت سے بھی یہی معلوم
ہوتا ہے اس لئے کہ اونکی درخواست یہ تھی کہ مردون کو زندہ کرنے کی کیفیت دکھلائی
جائے کما قال رب ارنی کیف تحیی الموتیٰ اوسپر ارشاد ہوا کیا تمہین اس پر
ایمان نہین عرض کیا ایمان تو ہے لیکن مین اسے اپنی خلت کا اطمینان چاہتا ہون کہ اگر
مین فی الواقع خلیل ہون تو یہ دعا مقبول ہوجائے۔ درحقیقت انہون نے اس دعا کی
اجابت کو اپنی خلت کی نشانی قرار دی تھی نفس احیای موتی سے چندان تعلق نہ تھا
چنانچہ امام سیوطی رح نے درمنثور مین لکہا ہے عن ابن عباس رض فی قولہ ولکن لیطمئن
قلبی یقول انک تجیبنی اذا دعوتک وتعطنی اذا سألتک یعنے یہ اطمینان چاہتا ہون
کہ اگر خلت متحقق ہے تو میری دعا قبول ہوگی اور جو مانگونگا وہ تو دیگا اور نیز درمنثور
مین ہے عن السدی یقول رب ارنی کیف تحیی الموتی حتی اعلم انی خلیلک قال اولم

تومن یقول تصدق بانی خلیلاک قال بلی ولکن لیطمئن قلبی بخلوتک یعنی احیای موتی
کی دعا اس غرض سے کی کہ اوس کے قبول ہونے سے خلت کا یقین ہو جائے
ارشاد ہوا کیا اسکا یقین نہین عرض کی یقین تو ہے لیکن اطمینان چاہتا ہون جو دعا
کی قبولیت پر موقوف ہے اب اس سوال وجواب اور دوسرے قرائن پر غور کرنیکے
بعد عقل سے تھوڑا سا کام لیا جائے کہ باوجود قدرت کے خدائے تعالی اپنے خلیل کو
نشانی دکھلا کر مطمئن فرمایا ہوگا یا نہین ادنی تامل سے معلوم ہو سکتا ہے نہ بحسب
روایات اسکا انکار ہو سکتا ہے نہ بحسب درایت مگر مرزا صاحب کہتے ہین کہ نہ کوئی
پرندہ زندہ ہوا نہ خلیل اللہ کی دعا قبول ہوئی بلکہ دعا یہی حکم ہوا کہ مسمریزم کے
ذریعہ سے پرندون کو اپنی طرف کہینچ لو تو معلوم ہو جائیگا کہ مردے بھی ایسے ہی زندہ
ہونگے چنانچہ لکھتے ہین یاد رکہنا چاہیئے کہ جو قرآن مین چار پرندون کا ذکر لکھا ہے
کہ اونکو اجزا متفرقہ یعنے جدا جدا کر کے چار پہاڑیون پر چھوڑا گیا تھا اور پہر وہ بلانے
سے آگئے تھے یہ بھی مسمریزم کی طرف اشارہ ہے ممکن ہے کہ انسان کی قوت مقناطیسی
اس حد تک ترقی کرے کہ کسی پرند یا چرند کو صرف اپنی طرف کہینچ لے فتدبر ولا تغفل اہتہی
اہل علم پر پوشیدہ نہین کہ فخذ اربعۃ من الطیر مین جو فا ہے گویا تفریع اوسی دعا پر ہے
جو مردون کو زندہ کرنیکے باب مین تھی جس سے ظاہر ہے کہ وہ دعا قبول ہوئی اور
پرندون کو ذبح کرنے کا حکم ہوا ورنہ صاف ارشاد ہو جاتا کہ یہ دعا کیسی مردونکو زندہ
کرنا تو اس عالم مین نہین ہو سکتا بلکہ خلاف مرضی دعا ہوتی تو اوسپر عتاب ہو جاتا
جیسے دیدار الہی کی درخواست کرنیوالون پر عتاب ہوا تھا جن پر بجلی گرائی گئی اور
وہ جلکر مر گئے کما قال تعالی قَالُوٓا اَرِنَا اللّٰہَ جَھْرَۃً فَاَخَذَتْھُمُ الصّٰعِقَۃُ

غرض ہر قرائن سے معلوم ہوا کہ دعاے احیای موتی قبول ہوئی تو اسکے بعد بجاے
احیاے موتی مسمریزم کا خیال کرنا گویا در پردہ یہ کہنا ہے کہ نعوذ باللہ حق تعالی کو احیاے
موتی کی قدرت نتھی اور مسمریزم کے عمل کے بعد بھی اونکا مقصود جو خلت کی نشانی
معلوم کرنا تھا حاصل نہ ہوا کیونکہ نشانی تو احیا تھی اور اوس عمل سے جو معلوم ہوا اسی قدر
تھا کہ انسان کے روحانی تصرف سے جانور بھی مسخر ہوجاتے ہین جس سے اونکی دعا
کو کوئی تعلق نہین اور اگر یہ غرض تھی کہ اوسپر قیاس کرین کہ جیسے پرندے بلاتے ہی
آجائین گے روحون کو بھی خداے تعالی ایسا ہی بلا لیگا تو یہ مثال قائم کرنیکے لئے
اس سے آسان طریقہ یہ تھا کہ کسی خادم کو پکارنیکا حکم ہوجاتا جو پرندون سے بھی پہلے
پکارتے ہی آکھڑا ہوتا اور مسمریزم کی مشاقی حاصل کرنے کی زحمت جو ضرورت سے
زیادہ تھی اٹھانی نہ پڑتی۔ پھر ابراہیم علیہ السلام کو احیای موتی دیکھنے سے خواہ
خلت کی نشانی معلوم کرنا منظور ہو یا مشاہدہ احیا اس مسمریزم سے دونون مقصود
فوت ہین اور ایمان بالغیب جو پہلے تھا وہی اوسکے بعد بھی رہا نہ دعا سے کچھ فائدہ
ہوا نہ اجابت دعا سے بلکہ بہت بڑا نقصان یہ لازم آتا ہے کہ خلت کا جو پہلے سے
ایمان تھا نعوذ باللہ وہ بھی جاتا رہے اسلئے کہ باوجود قدرت کے جب اوسکی نشانی
نہین دکھلائی جائے تو یہی یقین ہوگا کہ دراصل اوسکا وجود نہین حالانکہ انبیا اپنے
اطمینان کے لئے جب نشانی طلب کرتے ہین تو اونکو دکھلائی جاتی ہے چنانچہ زکریا
علیہ السلام کے قصہ سے ثابت ہے کما قال تعالی قال رب انی یکون لی غلام وقد بلغنی الکبر
وامراتی عاقر قال کذلک اللہ یفعل ما یشاء قال رب اجعل لی آیۃ قال آیتک الا تکلم
الناس ثلثۃ ایام الا رمزا حاصل یہ کہ جب فرشتون نے زکریا علیہ السلام کو اللہ تعالی کیطرف سے

خوش خبری سنائی کہ آپ کو ایک فرزند ہونگے جن کا نام یحیی ہے عرض کی کہ اے
رب مجھے کیونکر لڑکا ہوگا ایسی حالت مین کہ مین بوڑھا ہون اور میری بی بی بانجھ ہین
فرمایا خدا تعالی جو چاہے کرسکتا ہے پھر عرض کی اے رب اوسکی کوئی نشانی مقرر
فرما جس سے حمل کا وقت معلوم ہوجائے ارشاد ہوا کہ تین روز تک تم لوگون سے بات
نہ کرسکوگے سوائے اشارہ کے - ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ زکریا علیہ السلام کی عمر ایک سو
بیس سال کی تھے اور اونکی بی بی کی عمر اٹھانوے سال کی اسوجہ سے انکو استبعاد ہوا
کہ ایسی حالت مین کیونکر لڑکا ہوگا اور نشانی طلب کرنے کی ضرورت ہوئی اور
نشانی جو قرار دیگئی تھی اوسکا ظہور اس طرح سے ہوا کہ تین روز تک سوائے ذکر الہی
اگر کوئی بات کرنا چاہے تو زبان رک جاتی صرف ہاتھ یا پیر کے اشارہ سے کوئی
طلب ظاہر کرسکتے تھے غرض سنت الہی جاری ہے کہ انبیا علیہم السلام جب کسی بات
کے یقین یا اطمینان حاصل ہونیکے لئے کوئی نشانی طلب کرتے ہین تو اونکو دکھلائے
جاتی ہے پھر خاص خلیل کو اونکے خلت کے متعلق نشانی باوجود طلب کے نہ بتلائے
جانا ہرگز قرین قیاس نہین اور یہ ایسا بودا خیال ہے کہ کوئی مسلمان جسکو خلت کے
معنی معلوم ہون اور قدرت الہی کو جانتا ہو ہرگز اس طرف توجہ نہین کرسکتا کہ مسمریزم
سے وہان کام لیا گیا مرزا صاحب کو صرف اتنا موقع ملگیا کہ آیہ شریفہ فَخُذْ اَرْبَعَةً
مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا مین
لفظ ذبح نہین ہے اسلئے ہر پرندے کو چار پرندونکا جز قرار دیا جس کا مطلب یہ ہوا
کہ ہر پہاڑ پر اون چار پرندون کا ایک ایک جزو یعنے ایک ایک پرندہ چھوڑ دو
اہل فصاحت پر پوشیدہ نہین کہ مرزا صاحب ثم اجعل الخ کا جو مطلب بتاتے ہین کہ

وہ پرندے پہاڑون مین جدا کرکے چھوڑ دو اسکے لئے تو یہ الفاظ ثم فرقھن فی الجبل
کافی ہے اس مطلب کے لئے ثم اجعل علی کل جبل منہن جزأ کہنا قطع نظر فصاحت و بلاغت
کے فوت ہو جانیکے مضمون بھی دوسرا ہو ہی جاتا ہے اسلئے کہ اگر یہ مضمون بیان
کرنا ہو (ہر پہاڑ پر انکا ایک ایک ٹکڑا رکھدو) تو سوائے ثم اجعل علی کل جبل
منہن جزأ کہنے کے یہ مضمون ہرگز ادا نہ ہوسکے گا۔ پہر جب مرزا صاحب والا مضمون
دوسرے الفاظ مین ادا ہو سکتا ہے اور یہ مضمون سوائے الفاظ آیۃ شریفہ کے ادا
نہین ہوسکتا اور اسی مضمون کی تصدیق صحابہ خصوصًا ابن عباسؓ جیسے صحابی کے
قول سے ہورہی ہے اور اس تصریح کے ساتھ کہ چار پرندون کے ٹکڑے سات
پہاڑون پر رکہے گئے تھے تو اوسکو چھوڑ کر ایسا مضمون نکالنا جس سے کلام پایہ بلاغت
و فصاحت سے گرجائے اور کلام الٰہی پر ایسا بدنما دہبہ لگے جسکو کوئی مسلمان قبول
نہین کرسکتا کس قدر جرات کی بات ہے اگر مرزا صاحب مثلاً یہ کہنا چاہین کہ چار شخص
ہمنے معین کئے پہر اونمین سے ہر ایک کو ایک ایک گاؤن کو بہیجا تو کیا یہ فرماوینگے
ثم ارسلت الی کل قریۃ منہم جزأ مین سمجھتا ہون کہ بجائے جزأ کے واحدًا فرمائینگے
بشرطیکہ اس بحث کا تعلق معلوم نہوا سلئے کہ ایسے موقع مین جب کوئی پوری خبر بیان
کرنا ہو تو جزأ نہین کیا جاتا جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے وَالنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ
بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ دیکھ لیجیے ایک نبی بقول مرزا صاحب تمام انبیاء کا جزو ہے
مگر یہن جزا منہم نہین فرمایا یہان یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جس معنی کے مرزا صاحب
قائل ہین کہ واقع مین پرندے پہاڑون مین چھوڑ دئے گئے تھے اس معنی پر تو قرآن شریف
کی عبارت غلط ٹھہرتی ہے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا پہر اسی پر اڑے رہنا ضمنًا یہ دعوی ہے

کہ اس مقام مین قرآن مین غلطی ہے۔

مرزا صاحب اپنی عیسویت پر یہ استدلال بھی پیش کرتے ہین کہ کریم بخش کی گواہی سے یہ ثابت ہے ازالہ کہ ایک بزرگ گلاب شاہ نام نے پیشگوئی کی تھی کہ عیسی لدھیانہ مین آکر قرآن کی غلطیان نکالیگا اگر وہ بزرگ فی الحقیقت صاحب کشف تھے تو پیش گوئی اونکی صحیح نکلی۔ مگر مقام تردد یہ ہے کہ پھر انہون نے عیسی کیون کہا کہدیتے کہ ایک شخص ایسا کام کریگا اوسکی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ انہون نے کشف مین مرزا صاحب کا دعوی عیسویت بھی دیکھ لیا تھا اسلئے عیسی کہدیا یعنے عیسی ادعائی اور چونکہ قرآن مین غلطیان نکالنا عیسی موعود کے شان کے منافی ہے اسلئے انہون نے ضمناً یہ بھی کہدیا کہ اگرچہ عیسویت کے مدعی ہون مگر عیسی نہین ہوسکتے اسکی مثال ایسی ہے کہ کسی مجلس مین لوگ کہین کہ فلان شخص شیر ہے اور ایک شخص کہے کہ شیر ایسا ہے کہ بکری سے ڈرتا ہے تو اوسکا شیر کہنا اعتراف نہ سمجھا جائیگا بلکہ وہ منافی صفت بیان کرنا اس بات پر دلیل ہوگا اس صفت کا ابطال اوسکو مقصود ہے۔

امام فخر الدین رازی رح نے تفسیر کبیر مین سحر کے کئی اقسام بیان کئے ہین منجملہ اون کے ایک سحر اصحاب اوہام اور نفوس قویہ کا ذکر کیا ہے اوسکی کیفیت یہ ہے کہ آدمی جب قوت وہمیہ و نفسانیہ بڑہانے مین کوشش کرتا ہے تو وہ قوتین اسقدر بڑہتی ہین کہ اون سے عجائبات صادر ہونے لگتے ہین۔ اور ایک قسم استعانت بالارواح الارضیہ لکھا ہے یعنے ارواح ارضیہ کی مدد سے امور عجیبہ ظاہر کئے جاتے ہین۔ یہ بات بتواتر ثابت ہے کہ ساحر لوگ عملی تدابیر سے ارواح مناسبہ پر کچھ ایسا اثر ڈالتے ہین کہ وہ مسخر اور فرمان بردار ہوجاتی ہین چنانچہ حدیث شریف ان من البیان لسحرا سے بھی

اشارۃً یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جیسے سحر ارواح ارضیہ مین تاثیر کر کے اونکو مسخر کر لیتا ہے
ایسا ہی بعض بیان بھی اپنے پرزور اثر سے اپنا مسخر بنا لیتے ہین۔ اسکی تصدیق کیلئے
مرزا صاحب کی تقریر پرتاثیر گواہ ناطق ہے۔ غرض سحر مین بعض ارواح پر نفسانی اثر
ڈالا جاتا ہے جس سے وہ مسخر ہو جاتی ہین پہر اون سے وہ وہ کام لئے جاتے ہین جو
بالکل غیر معمولی اور حیرت انگیز ہوتے ہین۔ الحاصل سحر مین نفوس ساحرہ کی تاثیر بھی
ہوتی ہے اور ارواح بھی اوس سے مسخر ہوتی ہین جو مسمریزم مین ہوا کرتا ہی دیکھ لیجئے
مسمریزم کی کتابون مین وہی تدابیر بتلائی گئی ہین کہ جن سے شخص معمول کی روح مسخر ہو جا
اور ایسے کام کرنے لگے جو غیر معمولی اور بظاہر خارق عادات ہون اس سے ثابت ہو
کہ مسمریزم ایک قسم کا سحر ہے جسمین مسمر صاحب نے ترقی کر کے اسکو ایک مستقل فن سحر
قرار دیا اور چونکہ وہ تعلیم و تعلم سے حاصل ہوتا ہے اسلئے وہ خوارق عادات کی حد
تک بھی نہین پھونچ سکتا چہ جائیکہ معجزہ کا اوس پر اطلاق ہو سکے کیونکہ معجزہ تو خاص
اوس فعل کا نام ہے جو حق تعالی اپنی قدرت کاملہ سے کسی نبی کے ہاتھ پر اس غرض سے
ظاہر کرے کہ سب عاجز ہون اور کسی دوسرے کو اوسپر قدرت نہو۔ مرزا صاحب
اون چار پرندون کے زندہ ہونے کو مسمریزمی قوت بتلاتے ہین اور نیز عیسی علیہ السلام
کے معجزات جو قرآن شریف مین مذکور ہین اونکو بھی مسمریزمی عمل قرار دیتے ہین حالانکہ
حق تعالی عیسی علیہ السلام کے بارہ مین فرماتا ہے قولہ تعالی اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ
مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ
فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی
بِاِذْنِ اللّٰهِ یعنے عیسی علیہ السلام کے معجزے یہ تھے کہ پرندے بنا کر اونمین پھونکتے

جس سے وہ زندہ ہوجاتے اور مادرزاد اندہون کو بینا اور برص والون کو اچھے کرتے اور مردون کو زندہ کرتے تھے۔ یہ تو حق تعالی فرماتا ہے اور مرزا صاحب ازالة الاوہام صفحہ ۳۰۸ مین لکھتے ہین کہ یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوچکی کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن وحکم الہی الیسع کی طرح عمل مسمریزم مین کمال رکھتے تھے۔ یہ بات جاننا چاہیے کہ سلب امراض کرنا اپنی روح کی گرمی جماد مین ڈالنا درحقیقت یہ سب عمل مسمریزم کی شاخین ہین ہر ایک زمانہ مین ایسے لوگ ہوتے رہتے ہین اور اب بھی موجود ہین جو اس روحانی عمل کے ذریعہ سے سلب امراض کرتے رہتے ہین اور مفلوج ونیز برص ومدقوق وغیرہ اونکی توجہ سے اچھے ہوتے رہتے ہین۔ حضرت مسیح کے عمل مسمریزم سے وہ مردہ زندہ ہوتے تھے یعنے وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سر سے زندہ ہوجاتے تھے وہ بلاتوقف چند منٹ مین مرجاتے تھے۔ واقعی اور حقیقی حیات پیدا نہین ہوتی تھی بلکہ جھوٹی حیات جو عمل مسمریزم کے ذریعہ سے پیدا ہوسکتی ہے ایک جھوٹی جھلک کی طرح اونمین نمودار ہوجاتی تھی۔ ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ مسمریزم کے ذریعہ سے پھونک کے ہوا مین وہ قوت پیدا ہوجائے جو اوس دخان مین پیدا ہوتی ہے جسکی تحریک سے غبارہ اوپر چڑھتا ہے۔

اب اہل ایمان غور فرماوین کہ عمل مسمریزم جو یقینی طور پر سحر ہے مرزا صاحب کہتے ہین کہ اسی عمل کے ذریعے سے الیسع اور عیسی علیہما السلام عجائبات دکھلا کر لوگونکو مسخر کرتے تھے اور ابھی معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے جو پرندون کو زندہ کیا تھا اور موسی علیہ السلام کے وقت مین جو مردہ زندہ ہوا تھا وہ سب مسمریزم ہی کے ذریعہ سے تھا جس کا مطلب صاف وصریح طور پر ظاہر ہے کہ یہ انبیائے اولوالعزم ساحر اور

جادوگر تھے نعوذ باللہ من ذلک اب ہر شخص قرآن پڑھنے والا سمجھ سکتا ہے کہ نبی کو ساحر کون لوگ کہا کرتے تھے اونکی تصریح کی ہمین ضرورت نہین۔

غرض مرزا صاحب جو معجزہ خارق عادت دیکھتے ہین اسکو حتی الامکان مسمریزیم مین داخل کردیتے ہین جو ایک قسم کا سحر اور قوت بشری کے حد کے اندر ہے۔۔ اب مشکل یہ ہے کہ قرآن شریف سے ظاہر ہے کہ ہر زمانہ مین کفار معجزات کو سحر اور انبیا کو ساحر کہا کرتے تھے یہ کوئی نہین کہتا تھا کہ خداے تعالی نے انبیا کو ایک غیر معمولی قدرت دی ہے جس سے ان خوارق عادات کا صدور صرف باذن الہی ہوتا ہے اور مرزا صاحب بھی اسی کے قائل ہین کہ ان معجزات کا صدور مسمریزمی قوت انسانی سے ہوتا تھا معلوم نہین کہ ان دونون مذہبون مین مابہ الامتیاز کیا ہوگا۔ پھر اگر اسی مسمریزمی قوت کے آثار معجزات تھے تو مسمریزم کے عمل کرنیوالون کو بھی انبیا کہنا چاہیے اور اگر معجزہ خاص اور مسمریزم عام ہے تو تصادق کے لحاظ سے نبی کو من وجہ نبی اور من وجہ ساحر کہنا پڑیگا۔ اس آیہ شریفہ مین مرزا صاحب نے پہلے خانصاحب نے تفسیر مین بہت زور لگایا کہ ممکن نہین کہ وہ پرند خلاف فطرت زندہ ہوے ہون اور نہ کوئی عاقل ایسا سوال کرسکتا ہے کہ دنیا مین مردے کو زندہ کر دکھاے بلکہ ابراہیم علیہ السلام نے درخواست کی کہ خواب مین یہ بات دکھلادیجاے چنانچہ اونکی درخواست منظور ہوئی اور خواب مین چار پرندون کو زندہ ہوتے دیکھ لیا مرزا صاحب نے یہ ترمیم کی اسکو خواب محمول کرنے کی ضرورت نہین مسمریزم سے کام نکل سکتا ہے جس سے مقصود بھی حاصل ہوجاے گا کہ معجزہ ثابت نہ ہوگا اور واقعہ کا انکار بھی نہوگا۔ الحمد للہ مرزا صاحب خداے تعالی کا بہت ادب کرتے ہین ورنہ جیسے انبیا کو ساحر قرار دیا اور عیسی علیہ السلام

کے احیاے موتی وغیرہ معجزات کو مشرکانہ خیال بتایا ممکن تھا کہ خداے تعالی کی نسبت
بھی کچھ کہہ بیٹھتا کہ ساحروں کے قصے بیان کرکے لوگون کو نعوذ باللہ گمراہ کررہا ہے
بات یہ ہے کہ عقلا کی عادت ہے کہ ایسی کوئی بات دل مین آوے تو کسی ایسے پیرایہ
مین ظاہر کردیا کرتے ہین کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح کی رو سے مقصود بھی حاصل ہو
اور تصریح قبیح سے بھی احتراز ہو یہ تمام دقتین اور خرابیان اسی وجہ سے ہین کہ
مرزا صاحب کو نبوت کا دعوی ہے اور خارق عادت معجزہ ان سے ظہور مین
آنا محال ہے اس لئے وہ معجزات کی توہین کے درپے ہوگئے چنانچہ براہین احمدیہ
مین لکھتے ہین جو معجزات بظاہر صورت ان مکرون سے متشابہ ہین گو کہ وہ سچے بھی
ہوں تب بھی محجوب الحقیقت اور ان کے نبوت کے بارے مین بڑی بڑی دقتین
ہین اور نیز براہین احمدیہ مین لکھتے ہین تمہید پنجم - جس معجزہ کو عقل شناخت کرکے
اس کے منجانب اللہ ہونے پر گواہی دے وہ ان معجزات سے ہزارہا درجہ افضل
ہوتا ہے کہ جو صرف بطور کتھا یا قصہ کے مد منقولات مین بیان کئے جاتے ہین
اس ترجیح کے دو باعث ہین ایک تو یہ کہ منقولی معجزات ہمارے لئے جو صدہا
سال پیچھے پیدا ہوے ہین جب معجزات دکھلائے گئے تھے مشہود اور محسوس کا حکم
نہین رکھتے اور اخبار منقولہ ہونیکے باعث سے وہ درجہ انکو حاصل نہین ہوسکتا جو
مشاہدات اور مرئیات کو حاصل ہوتا ہے - دوسرے یہ کہ جن لوگون نے منقولی
معجزات کو جو تصرف عقل سے بالاتر ہین مشاہدہ کیا ہے ان کے لئے بھی وہ تسلی تام
کے موجب نہین ٹھہر سکتے - کیونکہ بہت سے ایسے عجائبات بھی ہین کہ ارباب شعبدہ بازی
انکو دکھلاتے پھرتے ہین گو وہ مکر و فریب ہی ہین مگر اب مخالف بد اندیش پر کیونکر

ثابت کرکے دکہلاوین جو عجائبات اس قسم کے ظاہر ہوتے ہین۔ کسی نے سانپ
بنا کر دکہلا دیا اور کسی نے مردہ زندہ کرکے دکہلا دیا اس قسم کی دست بازیون سے
منزہ ہین جو شعبدہ باز لوگ کیا کرتے ہین یہ مشکلات کچھ ہمارے زمانہ ہی مین نہین
ہوئین بلکہ ممکن ہے کہ انہین زمانون مین یہ مشکلات پیدا ہوگئے ہون اسلئے
فی الحقیقت جو معجزات مشاہد و محسوس ہون زیادہ تر مفید علم ہونگے اور بڑا فائدہ
ان سے یہ ہوگا کہ محسوس ہونے کی وجہ سے انبیائے سابقین کی تصدیق اور زیادہ
ہوگی کہ جب امتی اوگ ایسے ایسے معجزات دکہلاتے ہین تو انکے نبی کے معجزات
جو بالاصالت صادر ہوتے تھے ضرور اعلی درجہ کے ہونگے اور جتنے خلاف عقل
معجزات کتابون مین لکھے ہین سب کو مان لینے پر عقل مجبور ہو جائیگی اور گویا ان
سب کا وقت واحد مین مشاہدہ ہو جائے گا اسی وجہ سے جس جس زمانہ مین اولیاء اللہ
کی کرامات لوگون نے براي العین دیکھ لین انکو وقوع معجزات مین ذرا بھی شک
نہ رہا بلکہ جو لوگ اس امت مرحومہ مین اولیاء اللہ کے معتقد ہین کرامات کے تواتر
سے معجزات کا انکو کچھ ایسا یقین ہے کہ اگر کسی ضعیف روایت سے بھی کوئی معجزہ
ثابت ہو تو اُسکے وقوع مین ذرا بھی تردد نہین ہوتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس زمانہ
مین اگر معجزات صادر ہون تو مسلمانون کے اعتقاد کو اصلی معجزات کی تصدیق
مین راسخ اور مستحکم کر دینگے جس سے نبوت پر ایمان مکمل ہو جائیگا۔ اور نئی روشنی والے
جو عقلون کی اطاعت سے ایمان سے علحدہ ہوئے جاتے ہین دین سے خارج
نہونگے۔ اور ادیان باطلہ پر حجت قایم ہوگی کہ جس نبی کے تابع کا یہ حال ہو تو
متبوع یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا حالت ہوگی۔ پھر اس مشاہدہ کی بدولت

جنکی طبیعت مین صلاحیت ہے وہ مشرف باسلام بھی ہونگے اور حدیث شریف علماء
امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا مضمون پوری پوری طرح پر صادق آجایگا۔ یہی وجہ تھی
کہ ہندوستان وغیرہ مین لاکھون آدمی اولیاء اللہ کی کرامات دیکھکر مشرف باسلام
ہوتے گئے جس سے دین کی روز افزون ترقی ہوئی جیسا کہ بزرگان دین کے
تذکرون اور تواریخ سے واضح ہے۔

مگر مرزا صاحب ان معجزات کو گنتھا اور قصون کے مدمین داخل کرکے فرماتے
ہین کہ ممکن ہے کہ وہ شعبدہ بازیان ہون۔ مسلمان تو پہلے ہی سے ضعیف الاعتقاد
ہورہے تھے اگر مرزا صاحب کی تقریر خدانخواستہ اثر کرجائے تو رہا سہا ایمان بھی
گاؤخورد ہوجائے گا۔ اور پوری پوری نیچریت طبیعتون مین آجایگی۔ مرزا صاحب
کو کس نے مجبور کیا تھا کہ خواہ مخواہ معجزے دکھلائین جسکے دفعیہ کی یہ تدبیر نکالی جسکا
مقتضی یہ ہے کہ معجزے کل انبیا کے بے اصل ٹھہرجائین۔ ہان جب انہون نے نبوت کا
دعوی کیا تو ہر شخص کو بینہ اور نشانی طلب کرنے کی ضرورت ہوئی۔ کیونکہ معجزہ نبوت کا
لازمہ ہے۔ اگر فرماوین کہ مین نے تو ظلی نبوت کا دعوی کیا تھا جو اولیاء اللہ کو حاصل ہے
تو پوچھا جایگا کہ کس ولی نے ظلی نبوت کا دعوی کرکے بطور تحدی معجزے دکھلانے کو
کھڑا ہوگیا تھا جیسے آپ کہ معجزے اس غرض سے دکھلا رہے ہین کہ نبوت ثابت ہو
کسی تذکرہ یا تاریخ مین بتلادین کہ فلان ولی نے یہ دعوی کیا تھا کہ مین نبی اور رسول اللہ
ہون خدا نے مجھکو بھیجا ہے اور جو شخص مجھپر ایمان نہ لائے وہ کافر اور دوزخی ہے
اور اسکے پیچھے نماز درست نہین اور میرے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جائے
اور میری بی بی کو ام المومنین کہو اور اسکے بعد یہ دعوی کیا ہو کہ مین معجزے بھی دکھلاتا ہون

الحاصل ظلی نبوت اگر بمعنی ولایت لیجائے تو اسکے لئے معجزہ شرط نہین
پہر معجزات دکہلانے کا دعویٰ ہی کیون کیا اور اگر اس نبوت کا دعویٰ ہی جسکے لئے
معجزہ شرط اور لازم ہے تو ان معجزات کے لئے یہ بہی شرط ہے کہ ایسی کہلی کہلی
نشانیان ہون کہ ہر شخص سمجھ جائے کہ انکا تعلق خاص خدائے تعالیٰ کی قدرت سے
ہے اور بداہتہً یہ معلوم ہو جائے کہ وہ امور آدمی کے اقتدار سے خارج ہین۔ نہ مسمریزم
کو ان مین دخل ہے نہ سحر کو انسے تعلق۔ نہ کاہنون کی کہانت کو گنجایش ملے جو پیشگوئیان
کرتے ہین نہ عقل کا انمین تصرف ہو۔

علامہ زرقانی رح نے شرح مواہب اللدنیہ مین لکہا ہے کہ قبیلہ کندہ کا ایک
وفد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا جسمین اسی سوار تہے
انہون نے بطور امتحان کسی ظرف مین ٹڈے کی آنکھ بند کرکے کہا فرمائیے کہ اسمین
کیا ہے حضرت نے فرمایا سبحان اللہ یہ کام تو کاہنون کا ہے اور کاہن وکہانت
کا انجام دوزخ ہے۔ انہون نے کہا پہر ہمین کیونکر معلوم ہو کہ آپ اللہ کے بہیجے
ہوے رسول ہو۔ حضرت نے وہین پڑی ہوئی چند کنکریان اٹہا کر فرمایا دیکہو یہ
کنکریان میری رسالت پر گواہی دیتی ہین چنانچہ ان کنکریون کی تسبیح کی آواز انہون
نے اپنے کانون سے سن لی اور فوراً سب بول اٹہے کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ بیشک
آپ رسول اللہ ہو۔ دیکہئے معجزہ اسکو کہتے ہین کہ جسکے صدور مین سوائے قدرت الٰہی
کے کسی چیز کا لگاؤ نہین نہ تصنع ہے نہ شروط وقیود نہ کوئی پیچدار عبارت نہ پہلودار
فقرے کہ جن سے موقع پر گریز کا رستہ ملے جیسا کہ مرزا صاحب کے الہامات مین
یہ سب باتین ہوا کرتی ہین۔

مرزا صاحب کو عیسیٰ علیہ السلام کے تمام معجزات مین صرف ایک
معجزہ پسند اور قابل تصدیق معلوم ہوا جو براہین احمدیہ مین لکھا ہے یہودا اسکریوطی
کی خراب نیت پر مسیح کا مطلع ہوجانا اسکا ایک معجزہ ہی تھا جو اپنے شاگردون اور
صادق الاعتقاد لوگون کو دکھایا۔ اگرچہ اسکے دوسرے عجیب کام بباعث قصہ حوض
اور بوجہ آیۂ مذکورہ بالا (وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ) کے مخالف کی نظر مین قابل
انکار اور محل اعتراض ٹھہر گئے اور اب بطور حجت مستعمل نہین ہوسکتے لیکن معجزہ مذکورہ
بالا منصف مخالف کی نظر مین بھی ممکن ہے کہ ظہور مین آیا ہو انتہی معجزہ مذکورہ بالا
کا اشارہ اس طرف ہے کہ ایک شخص نے عیسیٰ علیہ السلام سے نشانی طلب کی انھون نے
کہا کہ کوئی نشان دیا نہ جائیگا اسکی نسبت مرزا صاحب کہتے ہین کہ ممکن ہے کہ وہ ظہور
مین آیا ہو جس معجزہ کو خود قبول کرتے ہین اسکی نسبت فرماتے ہین کہ ممکن ہے کہ ظہور مین
آیا ہو جس سے ظاہر ہے کہ دوسرے معجزات تو حیز امکان ہی سے خارج ہین جس کا
مطلب یہ ہوا کہ جتنے معجزات عیسیٰ علیہ السلام کے حق تعالیٰ نے قرآن مین بیان کئے
ہین انکا ظہور مرزا صاحب کے نزدیک ممکن ہی نہین جب قرآن کی تصدیق مین
یہ حال تو حدیث و اجماع کو کون پوچھتا ہے۔

جن معجزات کی نسبت حق تعالیٰ فرماتا ہے وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ
یعنے انبیا کھلے کھلے معجزے اپنی قومون کو دکھلایا کرتے تھے ایسے معجزے ممکن نہین کہ
مرزا صاحب دکھلا سکین اسلئے کہ وہ قوت بشری کے امکان سے خارج ہین۔ اور
مرزا صاحب کو معجزے دکھلانے کی ضرورت ہے اسلئے انھون نے اصلی معجزات سے
گریز کی یہ تدبیر نکالی کہ معجزون کے دو قسم کردیے ایک نقلی دوسرے عقلی چنانچہ ازالۃ الاوہام

مین لکھتے ہین دوسرے عقلی معجزات ہین جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہین جو الہام الٰہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کا وہ معجزہ جو صرح ممرد من قواریر ہے جسکو دیکھکر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا اور نیز اسی مین لکھتے ہین اس سے کچھ تعجب نہین کرنا چاہیئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کیطرح اسوقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھلانا عقل سے بعید نہین کیونکہ حال کے اکثر صناع ایسی چڑیان بنا لیتے ہین کہ وہ بولتی بھی ہین۔

بلقیس کے اسلام کا واقعہ سورۂ نمل مین بشرح وبسط مذکور ہے۔ ہدہد کا نامہ لیجانا تخت کا ایک لمحہ مین صدہا کوس سے آجانا۔ صرح ممرد من قواریر یعنی شیش محل اسی سے متعلق ہین۔ چونکہ کبوتر کی نامہ بری مشہور ہے شاید ہدہد کا بھی اسی پر قیاس کیا جائیگا کہ اسکو بھی تعلیم دیگئی ہوگی مگر ادنی تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ تعلیم پذیر نہین اسلئے کہ وہ وحشی الطبع ہو قفس سے چھوٹتے ہی اڑ جاتا ہے اور پھر واپس آنیکی توقع نہین اور کبوتر کتنا ہی دور اڑے اپنے مالک کے گھر کو آجاتا ہے غرض ہدہد کے ذریعہ سے نامہ وپیام ایک ایسا معجزہ تھا کہ انسانی قوت کو اسمین کوئی دخل نہین۔ اور اس سے بڑھکر تخت کے منگوانے کا معجزہ تھا۔ تفاسیر مین لکھا ہے کہ بلقیس کو تخت سے نہایت دلچسپی تھی جب سلیمان علیہ السلام کی طرف جانے کا قصد ہوا تو اس تخت شاہی کو ایک ایسے مکان مین رکھا جسمین سات حجرے درحجرے تھے ساتوین حجرہ مین اسکو رکھکر تمام حجرون کو مقفل کر دیا تا کہ کسی کا گذر وہان نہ ہو پھر مزید احتیاط کے لئے پہرے چوکیان اس مکان کی حفاظت کیلئے مقرر کئے۔ اب خیال کیجئے کہ جس تخت کے ساتھ ملکہ کو ایسی دلچسپی ہو اسمین کیسی کیسی نادرہ کاریان

اور صنعتین ہونگی۔ یہی وجہ تھی کہ سلیمان علیہ السلام نے انکی تمام ریاست واملاک سے
صرف اسی تخت کو منتخب کر کے منگوالیا تاکہ انکا تعلق خاطر اس مرغوب ومحبوب
چیز سے نرہے چنانچہ مولانائے روم رح فرماتے ہین۔

چونکہ بلقیس از دل و جان عزم کرد / بر زمان رفتہ ہم افسوس خورد

ترک مال و ملک کرد او آنچنان / کہ بترک نام و ننگ آن عاشقان

ہیچ مال و ہیچ مخزن ہیچ رخت / می دریغش نامد الاجز کہ تخت

پس سلیمان از دلش آگاہ شد / کز دل او تا دل او راہ شد

دید از دورش کہ آن تسلیم کیش / تلخش آمد فرقت آن تخت خویش

آن بزرگی تخت کز حد می فزود / نقل کردن تخت را امکان نبود

خوردہ کاری بود و تفریقش خطر / ہمچو اوصال بدن با ہمدگر

پس سلیمان گفت گرچہ فی الاخیر / سرد خواہد شد برو تاج و سریر

لیک خود با این ہمہ بر نقد حال / جست باید تخت او را انتقال

تا نگردد خستہ ہنگام لقا / کودکانہ حاجتش گردد روا

پھر بلقیس کی اقامت کے لئے ایک محل بنوایا جسکا فرش شیشے کا تھا
اور اسکے تلے ایک حوض جسمین مچھلیاں تیرتی ہوئی ان شفاف شیشون سے
نمایان ہوتی تھین جب بلقیس آئین سلیمان علیہ السلام نے کہا اھکذا عرشک یعنے
کیا تمہارا بھی تخت ایسا ہی تھا۔ اسکے جواب مین اس خیال سے کہ اتنا بڑا اپنا تخت
اس مدت قلیل مین صحیح وسالم کیونکر پہنچ سکتا ہے بادی النظر مین یہ کہدیا کہ کانہ ہو
یعنے یہ ہو بہو ویسا ہی ہے مگر سلیمان علیہ السلام کے سوال کو سوچا کہ اس سے عقل کا

امتحان مقصود ہے اور تخت کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنا ہی تخت ہے جو معجزہ سے
صحیح و سالم پہنچ گیا ہے اور فوراً کہدین کہ واوتینا العلم من قبلہا وکنا مسلمین یعنے ہمکو
تو اس معجزہ سے پہلے ہی آپکا برگزیدہ خدا ہونا معلوم ہوگیا تھا اور تب ہی آپکو
مان گئے تھے۔ اس سوال وجواب کے بعد بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل مین جاؤ انہون
نے وہان پانی خیال کرکے پائنچے اٹھالئے کہا گیا اسکی ضرورت نہین شیشے کا فرش ہے
اسوقت انہون نے کہا رب انی ظلمت نفسی واسلمت مع سلیمان للہ رب العالمین
یعنے مین نے بیشک اپنے نفس پر ظلم کیا کہ ایسے جلیل القدر نبی کے پاس آنے مین تامل کیا
کی جنکی سلطنت ظاہری کا یہ حال کہ پرند چرند جنات تک تابع فرمان اور سلطنت
باطنی کی وہ کیفیت کہ محال کو تصرف باطنی اور معجزے سے واقع کر دکھاتے ہین اور
شفقت اور عزت بخشی کی یہ صورت کہ ایسا بیمثل وبے نظیر مکان آنے سے پہلے
تیار کر رکھا غرض اس معذرت کے بعد اپنے قدیم ایمان کو اسلمت مع سلیمان للہ رب العالمین
کہکر سلیمان علیہ السلام کی تسکین کردی۔

اب دیکھئے کہ بلقیس کا ایمان تخت دیکھنے کے وقت قرآن شریف سے
ثابت ہے جسپر وکنا مسلمین گواہی دیرہا ہے اور مرزا صاحب کہتے ہین کہ شیش محل کا عقلی
معجزہ دیکھکر انہون نے ایمان لایا۔ افسوس کا مقام ہے کہ صرف اس غرض سے کہ کوئی
عقلی معجزہ ثابت کرکے اپنی عقلی تدابیر کو معجزے قرار دین اور نبی بن بیٹھین قرآن مین
تصرف کر رہے ہین کہ واقعات کی شکل بدل کر تحریف اور تفسیر بالرائے کرتے ہین
پھر جہان خود کو ضرورت ہوتی ہے تو فرماتے ہین تفسیر بالرائے کرنا مسلمان کا کام نہین
اب انکو کیا کہنا چاہئے۔ اس سے بڑھکر قرآن مین کیا تصرف ہوگا کہ حق تعالی عیسی علیہ السلام

کے معجزے کے باب مین فیکون طیراً باذن اللہ فرماتا ہے کہ انکی بنائی ہوئی چڑیان پرند
ہوجاتی تھین اور وہ کہتے ہین پرندہ نہین ہوتی تھین بلکہ جس مٹی سے وہ چڑیان بناتے
وہ اپنے حال پر رہتی تھی یعنے پرند نہین بنتی تھین کما مر۔

مرزا صاحب براہین احمدیہ صفحہ ۱۵۹ مین جہان وحی اور کتاب آسمانی کی ضرورت
ثابت کرتے ہین لکھتے ہین کہ جو لوگ اپنی عقل کے زور سے خدا کی معرفت کا دعوی کرتے
ہین اونکا یہ خیال ہے کہ ہمنے اپنی ہی عقل کے زور سے خدا کا پتہ لگایا ہے اور ہمین
انسانون کو ابتدا مین یہ خیال آیا کہ کوئی خدا مقرر کرنا چاہئے اور ہماری ہی کوشش سے
وہ گوشہ گمنامی سے باہر نکلا وغیرہ پھر لکھتے ہین کہ یہ اعتقاد بت پرستون کے اعتقاد سے
کچھ کم نہین انتہی۔

جب عقل سے خدا کو پہچاننا بغیر وحی آسمانی کے بت پرستی سے کم نہو تو
عقل سے وحی الہی کو رد کرنے کا کیا حال ہونا چاہئے اور نیز براہین احمدیہ صفحہ ۱۹۳ مین لکھتے ہین
پس اس صورت مین ہماری نہایت کم ظرفی اور سفاہت ہے کہ ہم اس اقل قلیل عقل کے
پیمانہ سے خدا کی غیر محدود حکمتون اور قدرتون کو ناپنے لگین۔ اور نیز براہین احمدیہ صفحہ ۲۹۰ مین
لکھتے ہین اے لوگو اس بات کے سمجھنے مین کچھ بھی دقت نہین کہ عقل انسانی مغیبات کے
جاننے کا آلہ نہین ہوسکتی انتہی فی الواقع یہ بات بدیہی ہے کہ زمانہ گزشتہ کے واقعات
ہمارے حق مین مغیبات ہین جنمین عقل چل نہین سکتی پھر اسکو آلہ بنا کر قرآن کو رد کیون
کررہے ہین۔ شاید یہان یہ کہا جائیگا کہ بذریعہ الہام معلوم ہوا کہ انکے بنائے ہوے پرندے
طیر نہین ہوتے تھے تو ہم کہین گے کہ خدا تعالی فَیَکُونُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ فرماتا ہے اور انکا
الہام اسکی تکذیب کرتا ہے تو ایسا الہام بیشک شیطانی ہے جسکے مرزا صاحب بھی قائل ہین

تقریر بالا سے معلوم ہوا کہ کلون کا ایجاد کرنا شیشے کا فرش بچھانا مرزا صاحب کے نزدیک معجزات ہین جو نبوت پر دلیل ہو سکتے ہین جیسا کہ انہون نے سلیمان اور عیسی علیہما السلام کے معجزات سے ثابت کیا۔ اس صورت مین یہ کہنا پڑیگا کہ امریکہ اور یورپ مین جتنے کلین ایجاد کرنیوالے ہین سب انبیا ہین پھر مرزا صاحب کی کیا خصوصیت۔ شاید یہان یہ کہا جائے گا کہ ہمین الہام بھی ہوتا ہے سو یہ بھی آپ نہین ہو سکتا اسلئے کہ شہد کی مکھی کو بھی الہام بلکہ وحی ہوتی ہے کما قال تعالی واوحی ربک الی النحل اور ہر فاسق و فاجر کو بھی الہام ہوتا ہے کما قال تعالی فالہمہا فجورہا وتقوٰہا جب بھی مرزا صاحب کی خصوصیت نہ رہی۔

عقلی معجزات ثابت کرنے سے مرزا صاحب کا مقصود یہی معلوم ہوتا ہے کہ جتنی کارروائیان وہ کمال دانائی سے کر رہے ہین جنکی تہ تک ہر کسی کی عقل نہین پہنچ سکتی معجزے سمجھے جائین مثلاً براہین احمدیہ کو اس چالاکی اور جزم سے لکھا کہ بہت سے مولویون نے اسکی تصدیق کرلی اور انکو خبر تک نہوئی کہ ہم کن باتون کی تصدیق کر رہے ہین پھر آہستہ آہستہ وہی الہام جو براہین مین لکھے تھے انکی تفسیر کرکے مولویون کو کافر اور اپنے کو عیسی موعود بنالیا۔ اور نیز پیشگوئیون مین ایسے مفید شروط و قیود لگاتے ہین کہ ہر پہلو پر کامیابی ہو۔ مثلاً مسٹر آتھم کی نسبت کی پیش گوئی کی کہ اگر رجوع الی الحق نہ کرے تو اتنے سال مین مرجائیگا جب اس مدت مین نہ مرا تو فرمایا کہ اس نے رجوع الی الحق ضرور کی تھی۔ اب وہ ہزار طرح سے کہے کہ مین نے رجوع الی الحق نہین کی مگر سب کا ایک ہی جواب کہ دشمن کی بات کا اعتبار ہی کیا۔

جحا کے حالات مین لکھا ہے کہ کسی دوست نے ان سے گدھا مانگا انہون نے کہا کہ کسی نے لے لیا ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ گدھے نے پکارا اس دوست نے کہا کہ حضرت گدھا تو گھر ہی مین موجود ہے جحا صاحب تھے بڑے ہوشیار فوراً جواب دیا کہ تم بھی عجیب آدمی ہو مین خود کہہ رہا ہون کہ گدھا نہین ہے اور تم گدھے کی بات کا اعتبار کیے ہو کیا گدھے کی گواہی بھی قبول ہو سکتی ہے ۔

اخیر اس کا حال آئندہ معلوم ہوگا اوسکے واقعات ظاہر ہے کہ کس دانائی اور عقلی معجزے سے اپنی نبوت جمائی جسپر لوگون نے ایمان بھی لایا مگر اسلام اسکو اسی نگاہ سے دیکھتا ہے جو کسی کذاب عنری جعلساز کو دیکھا چاہیے اس قسم کی کارروائیون کو معجزات تو کیا استدراج بھی نہین سمجھ سکتے غرض مرزا صاحب کے عقلی معجزے معجزات ہی سمجھے جائین تو جتنے جھوٹے نبیون نے اس قسم کے معجزے دکھلائے انکی نبوت کی بھی تصدیق کرنی پڑے گی اسلئے کہ نبوت ملزوم ہے اور معجزات اسکے لازم مساوی اور یہ قاعدہ مسلم ہے کہ لازم مساوی کے وجود سے ملزوم کا بھی وجود ہو جاتا ہے غرض کہ ان معجزات کی تصدیق سے نبوت کی خود تصدیق ہو جائے گی مگر جو شخص خاتم النبیین پر ایمان لایا ہو وہ انکی نبوت کی تصدیق کو کفر جانتا ہے اسلئے مرزا صاحب کے عقلی معجزے اعتبار کے قابل نہین ۔ مرزا صاحب ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین کہ یہی معجزہ آسمان سے اترنے کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مانگا گیا تھا اور اسوقت اس معجزہ کے دکھلانیکی بھی ضرورت تھی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار رسالت کرنے سے جہنم ابدی کی سزا تھی مگر پھر بھی خدا تعالیٰ نے یہ معجزہ نہ دکھلایا اور سائلون کو صاف جواب ملا کہ اس دار الابتلا مین ایسے

کہلے کہلے معجزات خدائے تعالی ہرگز نہین دکہاتا تا ایمان بالغیب کی صورت مین
فرق نہ آئے انتہی مرزا صاحب کی اس تقریر سے ظاہر ہے کہ کہلے کہلے معجزات حق تعالی
ہرگز نہین دکہاتا مگر حق تعالی نے اس خیال کا رد پہلے ہی فرما دیا چنانچہ قرآن شریف مین
انبیا کے معجزات کی نسبت بکرات و مرات آیات بینات کا لفظ فرمایا ہے جس کے
معنی کہلے کہلے معجزات کے ہین - یہان مرزا صاحب کو اس وجہ سے موقع ملا کہ کفار باوجود
کہلے کہلے معجزات دیکہنے کے اقسام اقسام کے معجزے طلب کرتے تھے کوئی کہتا کہ
زمین سے چشمے جاری کردے تاکہ زراعت ہونے لگے - کوئی کہتا کہ اپنے لئے بہت ہی
شاداب باغ بنا لیجئے جسمین نہرین نخلستان انگور کے منڈوے وغیرہ بکثرت ہون
کوئی کہتا کہ ایک سونے کا گہر تیار کر دکہائے - کوئی کہتا کہ آسمان توڑ کر اسکا ایک
ٹکڑا گرا کر دکہائے کوئی کہتا کہ آسمان پر جا کر ایک کتاب ہمارے نام اتار لائے -
اس قسم کے واہی فضول سوال ہر طرف سے ہونے لگے جس سے حق تعالی کا عتاب
ان پر ہوا - اسپر مرزا صاحب نے یہ بات جمائی کہ کہلے کہلے معجزات دکہلانے سے
حق تعالی انکار کرتا ہے - کیا شق القمر کہلی نشانی نتہی جسکی مرزا صاحب بھی ازالۃ الاوہام
مین تصدیق کرتے ہین یا جمادات و نباتات و حیوانات مین پورا پورا تصرف اس قابل تہا
کہ کہلی نشانی سمجہا جائے - معجزہ کی حقیقت اگر سمجہ لیجائے تو معلوم ہوگا کہ کفار کے اس
قسم کے سوالات کیسے فضول اور بے موقع تہے - بات یہ ہے کہ جب خدائے تعالی نے
کسی نبی کو کسی قوم مین بہیجا تو انکو چند نشانیان ایسی دین کہ جنکو تہوڑی بھی عقل اور
طبیعت مین راستی تہی وہ مان گئے کہ بیشک یہ نشانیان خدا ہی کے دی ہوئی ہین
ممکن نہین کہ کوئی مفتری اس قسم کا کام کر سکے اسلئے وہ انبیا کی تصدیق کرتے اور اون پر

ایمان لاتے تھے - اسکی توضیح کے لیے ہم ایک مثال بیان کرتے ہین اگرچہ خدائے تعالے کے کارخانہ کی کوئی مثال نہین بن سکتی مگر سمجھنے کے لیے ان مثالون سے تائید ملتی ہے یہ بات ہر شخص جانتا ہے اور اکثر اسکا تجربہ ہے کہ جب کسیکو اپنے مکان سے مثلاً کسی چیز کے منگانے کی ضرورت ہوتی ہے تو مالک مکان کسی اعتمادی شخص کے ہاتھ بطور نشانی کوئی ایسی چیز بھیجتا ہے کہ گھروالے جان لین کہ وہ مالک مکان کی بھیجی ہوئی ہے - پھر وہ فرستادہ شخص جب وہ نشانی ان لوگون کو دکھادیتا ہے تو وہ لوگ سمجھ جاتے ہین کہ مقصود مالک کا اس نشانی کے بھیجنے سے یہ ہے کہ اسکو دیکھکر فرستادہ شخص کو اپنا اعتمادی سمجھین اور جو کچھ کہے مان لین اور اس کی تعمیل کرین اسی وجہ سے کیسی ہی بیش قیمت چیز وہ طلب کرے فوراً دیدین گے اور اگر نہ دین تو مالک مکان ان پر عتاب اور بازپرس کریگا کہ مین نے خاص اپنی ایسی نشانی بھیجی تھی جو تم اسکو جانتے تھے کہ وہ میری ہی بھیجی ہوئی ہے پھر تم نے اسکو دیکھکر میرے حکم کی تعمیل مین کیون توقف کیا - اسی طرح اگر وہ لوگ اُس بھیجی ہوئی نشانی پر کفایت نہ کرکے یہ کہین کہ فلان نشانی لے آؤ مثلاً مالک کی پگڑی یا انگوٹھی یا مہر وغیرہ جب بھی قابل عتاب ہونگے اور مالک انسے یہ پوچھیگا کہ مین نے جو نشانی بھیجی تھی اس سے مقصود حاصل ہوگیا تھا کہ وہ شخص میرا ہی بھیجا ہوا ہے پھر اسپر کفایت نہ کرکے میرے بھیجے ہوے شخص کی توہین کیون کی گئی اور اس مسخرگی کی کیا وجہ کہ فلان نشانی اور فلان نشانی لاؤ جس سے سراسر میری توہین کی گئی اور میرا فعل لغو ٹھیرایا گیا - ادنی تامل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس سوال کا جواب ان بیہودہ سوال کرنے والون سے کچھ نہو سکے گا - ہان اس نشانی مین یہ ضرور ہے

کہ ملاکات کے ساتھ اوسکو ایسی خصوصیت ہو کہ کسی جعل سازی کی کارروائی اور دغابازی کا اشتباہ نہوسکے اور اگر مشتبہ نشانی کی تصدیق کرلین جو کوئی شخص اپنی عقل سے بنا سکتا ہے جب بھی قابل بازپرس ہونگے اسلئے کہ اکثر بدمعاش مشتبہ نشانیان بناکر لوگون کو دہوکے دیا کرتے ہین اور بیوقوف انکی تصدیق کرکے نقصان اٹہاتے ہین

اب غور کیجئے کہ نبی کی نشانی کس قسم کی ہونی چاہیے۔ اگر بقول مرزا صاحب عقلی تدبیر ہی معجزہ ہو جیسے شیش محل وغیرہ تو کیا یہ سمجھا جائیگا کہ وہ خاص خدا کی دی ہوئی نشانی ہے۔ ہرگز نہین وہ تو ہر شخص جسکو معمولی عقل سے کچھ زیادہ ہو بنا سکتا ہے

مواہب اللدنیہ مین علامہ قسطلانی رح نے لکہا ہے کہ مسیلمہ کذاب نے ایکبار کسی تدبیر سے شیشے مین سالم انڈا داخل کرکے قوم کے روبرو پیش کیا کہ دیکھو معجزہ اسے کہتے ہین چونکہ وہ تدبیر کسی کو معلوم نہ تھی سب مان گئے اوراسی قسم کے اور عقلی معجزے دکہاتا تھا جنکو جہلا آیات بینات سمجھتے تھے چنانچہ علامہ زرقانی رح نے شرح مواہب مین لکہا ہے کہ جب وہ مارا گیا ایک شاعر نے مرثیہ لکہا جسکا مطلب یہ کہ اس نے کہلی کہلی نشانیان مثل آفتاب ظاہر کین کما قال۔

لہفی علیک یا ثمامہ	لہفی علی رکنی یمامہ
کم آیۃ لک فیہم	کالشمس تطلع من غمامہ

کتاب المختار مین لکہا ہے کہ بعض دوائین ایسی بھی ہین کہ اگر سوتے وقت اسکا بخور لیا جائے تو آئندہ کے واقعات معلوم ہوتے ہین چنانچہ جھوٹے مدعی اسی قسم کی تدابیر سے پیشگوئیان کیا کرتے ہین۔

بولس کا عقلی ہی معجزہ تھا کہ سلطنت چھوڑکر نصاریٰ مین درویشی ہیئت سے

گیا اور انکا معتمد علیہ بنکر خوش بیانی اور پر زور تقریرون سے انکو انکے قبلہ سے منحرف کردیا کل جانور حلال کردیے عیسی علیہ السلام کو انکا خدا ٹھیرادیا۔

اسحٰق اخرس کا عقلی ہی معجزہ تھا کہ دس برس گنگا رہا اور ایک رات کسی تدبیر سے چہرہ کو منور بنا قرآن نہایت تجوید سے پڑھ علی روس الاشہاد دعوی کیا کہ مجھ سے جاہل اور گنگے شخص کو نبوت ملی چنانچہ تمام کتب آسمانی مجھکو یاد ہوگئے اور اب بفضلہ تعالی عالم ہون جو چاہے مناظرہ کرلے۔

خوزستانی کا عقلی ہی معجزہ تھا کہ کوفہ مین ایک مدت ریاضت شاقہ اٹھا کر اپنی پرزور تقریرون سے سب کا معتمد علیہ بن گیا اور آخر تقلید وغیرہ چھڑا کر مین ملحم مغیر امام زمانہ کی حدیث پر زور دیا اور ایک شخص کو امام زمان بنا کر ایک عالم کو تباہ کیا

بہا فرید بن ماہ کا عقلی ہی معجزہ تھا کہ ایک چین قمیص جو کسی نے دیبا دیکھا نتھا پہنکر دعوی کیا کہ مجھے یہ خلعت خدا نے دی ہے اور اسکے ساتھ کئی الہامات اور مکاشفات شریک کرکے نبی بن بیٹھا۔

محمد ابن تومرت کا عقلی ہی معجزہ تھا کہ ایک عالم کو جاہل اکل بنا کر ساتھ رکھ لیا پھر ایک مجمع کثیر مین اسکو عالم بنادیا اور نجوم سے پیشین گوئی کی جو پوری نکلی جس سے ہزار آدمی معتقد ہوگئے۔

فتوحات اسلامیہ مین ہے کہ ایک شخص نے مسیحیت اور ایک نے مہدویت کا دعوی ایک ہی زمانہ مین کیا اور مسیح نے بہت سے عقلی معجزات دکھلائے جس سے لوگ دونون کے تابع ہوگئے۔

مغیرہ ابن سعید نے ایک فرقہ مغیریہ جو قائم کرلیا تھا عقلی ہی معجزات

دکھلائے تھے جو از قسم نیرنجات و طلسمات تھے۔

مقنع نے چند عقلی معجزات دکھلا کر الوہیت کا دعویٰ کیا۔

حریری کا عقلی یہی معجزہ تھا کہ اپنے گرد سے متفق اللفظ کہلوا دیا کہ ہم صبح
و شام اپنے بزرگوں کو دیکھ لیا کرتے ہیں۔

احمد کیال کا عقلی یہی معجزہ تھا کہ قرآن کے معارف اور علوم الفن آفاق
بیان کر کے لوگوں کو تقریر میں بند کر دیتا تھا جس کا دعویٰ تھا کہ اپنا سا مفسر کسی زمانہ
میں پایا نہیں گیا۔

فارس بن یحییٰ عقلی ہی معجزات جیسی ہو کر دین گیا تھا۔

تفصیلی حالات ان لوگوں کے حسن ظن کی بحث میں ملاحظہ
کئے جائیں اس کے سوا عقلی معجزے بہت ہیں کہاں تک لکھے جائیں
اتنے ہی کافی ہو سکتے ہیں۔

مرزا صاحب نے ایک رسالہ موسوم باعجاز المسیح لکھ کر اعلان دیا تھا کہ
ستر دن میں یہ کتاب میں نے لکھی اور سید مہر علیشاہ صاحب نہ لکھ سکے اس لئے یہ کتاب
معجزہ ہے چنانچہ اسی اشتہار میں لکھتے ہیں یہی تو معجزہ ہے اور معجزہ کیا ہوتا ہے۔
یہ کتاب اگر معمولی خط سے لکھی جائے تو چار جزو سے زیادہ نہیں ہے اس پر مرزا صاحب
کا اپنے مکان میں لکھنا مخالفین کو اس اشتباہ کا موقع دیتا ہے کہ خود نے لکھی ہے
یا کسی اور سے لکھوائی چنانچہ خود اسی اعلان میں فرماتے ہیں کہ مخالفین کا خیال ہے
کہ یہ اس شخص کا کام نہیں کوئی اور پوشیدہ طور پر اسکو مدد دیتا ہے۔ ستر دن میں
چار جزو کی کتاب لکھنا یا لکھوانا اگر معجزہ ہے تو باوجود قلت علم کے اس زمانہ میں بھی

ایسے معجزات بکثرت ظاہر ہوسکتے ہین - اگر مرزا صاحب کسی ادیب کے سامنے
بیٹھکر قلم برداشتہ کوئی کتاب لکھدین تو بھی وہ معجزہ نہین ہوسکتا کیونکہ منشی ایسے
کام کیا ہی کرتے ہین چہ جائیکہ اتنی مدت مین ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا جاوے اور در
اہین دوسرے کی مدد کا گمان بھی ہو تو وہ کیونکہ معجزہ سمجھا جاوے - اگر مرزا صاحب
کوئی اعلان جاری فرمادین کہ اتنی ہی بڑی صحیح کتاب کوئی لکھدے تو مین نبوت کے
دعوی سے توبہ کرتا ہون تو ملاحظہ فرمالینگے کہ کتنے رسالے شائع ہوجاتے ہین -
مرزا صاحب نے ستر دن کی مہلت اس چار جز کے رسالہ کے واسطے جو قرار دی تھی اور مقابلہ
کیلئے شاہ صاحب وغیرہ کو بلوایا تھا اس سے ظاہر ہے کہ طبیعت آزمائی اور لیاقت نمائی
اس سے مقصود تھی کیونکہ سجعون کی تلاش اور ترکیبندی وغیرہ کے لئے کتب لغت وغیرہ
کی مراجعت ضرور ہے اور اگر شاہ صاحب نے فی الواقع باوجود اقرار کے اس مدت
مین کوئی کتاب نہین لکھی تو بیشک مرزا صاحب کی ذکاوت طبع اور ممارست فن
ادب اون سے زیادہ ثابت ہوگی مگر اس سے نبوت کا ثبوت محال ہے - عبارت
مین تکلف سے سجعون کا فراہم کرنا اور صنائع وبدائع کا التزام زائد از ضرورت کے
جو صرف طبیعت آزمائی اور لیاقت نمائی کی غرض سے ہوا کرتا ہے - نبوت سے اسکو
کچھ تعلق نہین بلکہ ایسے تکلفات مذموم سمجھے جاتے ہین بخاری شریف مین ہے کہ
ایک شخص نے عرض کیا کیف اغرم یا رسول اللہ من لا شرب ولا اکل - ولا نطق
ولا استہل فمثل ذلک بطل حضرت نے فرمایا انما ہذا من اخوان الکہان یعنے یہ تو
کاہنون کا بھائی ہے - چونکہ اعجاز المسیح مین اسکا التزام کیا ہے تو اس سے ظاہر ہے
کہ انکو اظہار لیاقت مقصود ہے - اس مقام مین ذالف لیمی کی تفسیر کو ضرور پیش کرینگا

جسکی نسبت مرزا صاحب نے براہین احمدیہ صفحہ ۳۷ مین لکہا ہے کہ بے نقط عبارتون کا لکہنا نہایت
سہل اور آسان ہے اور کوئی ایسی صنعت نہین ہے جسکا انجام دینا انسان پر سخت
مشکل ہوا ہے اسیوجہ سے بہت سے منشیون نے اپنی عربی اور فارسی املا مین اس
قسم کی بے نقط عبارتین لکہی ہین اور اب بہی لکہتے ہین بلکہ بعض منشیون کی ایسی
بہی عبارتین موجود ہین جن کے تمام حروف نقطہ دار ہین اور کوئی بے نقطہ حرف
انمین داخل نہین انتہی۔

جب ذکاوت طبع ہی دکہانا منظور تہا تو کاش ایسی تفسیر لکہدیتے جسمین
تمام حروف نقطہ دار ہون جس سے مرزا صاحب کی ذکاوت کا حال بہی معلوم ہوجاتا
کہ فیضی کے برابر ہے یا زائد۔ اور تمام مخالفین مان لیتے کہ مرزا صاحب ہمارے
زمانہ مین فخر روزگار ہین۔ اس موقع مین ہم فیضی کو ضرور قابل تحسین کہین گے کہ
باوجودیکہ پورے قرآن کی ایسی تفسیر لکہی مگر نہ دعوی نبوت کیا نہ اسکو معجزہ قرار دیا
اور مرزا صاحب چار ہی جزکا رسالہ وہ بہی ایسا کہ تقریباً نصف مین توسب و شتم
اور مدح و ذم و خودستائی وغیرہ معمولی باتین ہین اور باقی مین اکثر حصہ عیسویت
سے متعلق مباحث ہین جو ایک زمانہ کی مشاقی اور مزاولت و ممارست سے مرزا صاحب
کو حفظ ہین ستر دن مین لکہکر اسکو معجزہ قرار دیتے ہین یہ زمانہ کے انقلاب کا اثر ہے
اگر مرزا صاحب کا یہ دعوی ہے کہ وہ رسالہ الہام سے لکہا گیا ہے جیسا کہ اس عبارت
اشتہار سے ظاہر ہے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ حقیقت مین ایک امر ہے جو مجہے
مدد دیتا ہے لیکن وہ انسان نہین بلکہ وہی قادر توانا ہے جسکے آستانہ پر ہمارا سر ہے
اس صورت مین مرزا صاحب کے غلبہ کی آسان تدبیر یہ تہی کہ شاہ صاحب کو لکہہ بہیجتے

کہ آپ مع چند علما اور ہم کسی جگہ جمع ہون پھر آپ جس سورۃ کی تفسیر چاہین لکھنے کی فرمایش کردین ہم بلا تکلف مسجع اور بلیغ و فصیح الہامی عبارت متصل کہتے جاینگے اور آپ لکھ لیا کرین پھر جب مرزا صاحب اسی طرح عبارت لکھوا دیتے تو کسی کو کلام کی گنجایش ہی نہ رہتی اور ایک ہی جلسہ مین فیصلہ ہو جاتا اور ممکن ہے کہ اب بھی یہی تدبیر فرمادین کیونکہ خدا کی مدد تو ابھی منقطع نہوئی ہوگی۔

مگر یاد رہے کہ انشا پردازی کیسی ہی بلاغت و فصاحت کے ساتھ بے نقط کیون نہو اگر اعلی درجہ تک ترقی کر جاے تو بھی متنبی بنا سکتی ہے نبی نہین بنا سکتی کیونکہ رسول کے ساتھ نشانی ایسی ہونی چاہیے کہ اوسکو بھیجنے والے کے ساتھ خصوصیت ہو تاکہ پرسش کے وقت کسی کو اس عذر کا موقع نہ ملے کہ الٰہی وہ نشانی جو ہمین دکھلائی گئی تھی وہ تو ہمارے جیسے آدمی نے اپنی عقل سے بنالی تھی کوئی بات مافوق العادت نہ تھی جو انسان کی قدرت سے خارج ہو۔

نشانی طلب کرنا انسان کے جبلیت مین داخل ہے اسی وجہ سے جب کبھی خدا تعالی نے کسی قوم مین رسول بھیجا اسکے ساتھ کوئی نشانی بھی ایسی دی جس سے پوری حجت قائم ہو جاتی تھی ورنہ ماننے والون پر عذاب نازل ہوتا چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللّٰهُ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ یعنے اون لوگون کو رسولون نے کھلی کھلی نشانیان دکھلائین۔ پھر جب انھون نے نہ مانا تو اللہ نے انکو پکڑا اور اللہ قوی اور شدید العقاب ہے۔

اب دیکھیے کہ جن نشانیون کے قبول نہ کرنے پر سخت مواخذہ ہو وہ کیسی

کہلی خوارق العادات ہونی چاہئے جسمین کسی قسم کی جعل سازی کا اشتباہ نہو اسی وجہ
سے حق تعالی رسولون کو بھیجنے سے پہلے انکو نشانیان دیا کرتا تھا چنانچہ اس آیت سے
ظاہر ہے اِذْهَبْ أَنْتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي یعنے اے موسی تم اور تمہارے بھائی
میری نشانیان لیکر فرعون کی طرف جاؤ اور ان نشانیون یعنے عصا اور ید بیضا کا
امتحان پہلے ہی کرادیا گیا جیسا کہ قرآن شریف مین مذکور ہے۔ پھر جب فرعون کے
پاس وہ گئے تو پہلے ہی کہا کہ ہم خدا کے بھیجے ہوئے اسکی نشانیان لیکر تیرے پاس
آئے ہین کما قال تعالی قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكَ اور آخر یہی نشانیان
دیکھکر ہزارہا جادوگر وغیرہ مسلمان ہوگئے اور جان کی کچھ پروا نکی جیسا کہ حق تعالے
فرماتا ہے قَالُوا لَنْ نُؤْثِرَكَ عَلَى مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا
فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ نشانیان اس قوت کی ہوتی ہین کہ ایک ہی جلسہ مین
اجنبیون کو ایسے مسخر کرلیا کہ جان دینے پر مستعد ہوگئے۔ اور کل انبیا کی نشانیان ایسی
ہی ہوا کین چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا
هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا
یعنے جب انکے پاس ہماری نشانیان آئین آنکھین کہول دینے والئین تو لگے کہنے
یہ تو صریح جادو ہے اور باوجودیکہ انکے دل یقین کرچکے تھے مگر انہون نے ظلم اور
شیخی سے انکو نہ مانا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگرچہ نشانیان دیکھکر کفار انکار تو کرتے تھے
مگر ان کے دل انکی منجانب اللہ ہونے کا یقین کرلیتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ جبتک
وہ نشانیان قدرت بشری سے خارج نہ ہون کبھی اس قسم کا یقین نہین ہوسکتا
اسی وجہ سے جہان لفظ آیات کا استعمال قرآن شریف مین ہوا ہے ایسی ہی

چیزوں میں ہوا جو قدرت بشری سے خارج ہیں مثلاً قولہ تعالیٰ وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وقولہ تعالیٰ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ وقولہ تعالیٰ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ وغیر ذلک ہرچند یہ نشانیاں خاص قدرت الٰہی پر دال ہیں اور انبیا سے متعلق نشانیاں انکی نبوت پر دال تھیں لیکن حق تعالیٰ نے ان دونوں قسموں پر آیات ہی کا اطلاق فرمایا اسلئے کہ دونوں کا صدور خاص قدرت الٰہی سے متعلق ہے اسی وجہ سے کل آیات کا انکار قدرت الٰہی کے انکار کو مستلزم ہے اور عموماً آیات میں جھگڑنے والوں کی شان میں حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا یعنے اللہ کی نشانیوں میں وہی لوگ جھگڑتے ہیں جو کافر ہیں وقال تعالیٰ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٌ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ یعنے ایسا ہی گمراہ کرتا ہے اللہ ان لوگوں کو جو حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور شک میں پڑے ہوئے ہیں اور بغیر سند کے اللہ کے نشانیوں میں جھگڑتے ہیں انکو بڑی بیزاری ہے اللہ کے ہاں اور ایمانداروں کے ہاں۔ اسی طرح مہر کرتا ہے اللہ ہر متکبر سرکش کے دل پر۔ یہ بات یاد رہے کہ مرزا صاحب نشانیوں کے باب میں جو جھگڑتے ہیں انکے پاس بھی کوئی سند نہیں۔ کیا ممکن ہے کہ حوض کا قصہ قرآن کے مقابلہ میں سند بن سکے ہرگز نہیں اور حق تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

یعنے جن لوگون کے پاس کوئی سند نہین اور نا حق خدا کی نشانیون مین جھگڑے نکالتے ہین انکے دلون مین تو بس بڑائی کی ایک ایسی ہی ہوس سمائی ہے کہ وہ اپنے اس مراد کو کبھی پہنچنے والے نہین۔ ان لوگون کی شرارتون سے خدا کی پناہ مانگتے رہو۔ بیشک وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے۔

مرزا صاحب مین اس بڑائی کی ہوس سمائی ہے کہ عیسی علیہ السلام کے برابر کسی طرح بنجائین مسیحائی کے درجہ تک تو ترقی ممکن نہین اسلئے انکی تنقیص مین اپنا یہ مقصود حاصل کرنا چاہتے ہین۔ اور حق تعالی فرماتا ہے وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ حَتَّى إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ یعنے اور جس دن گھیر بلاوینگے ہم ہر فرقے سے ایک گروہ کو جو جھٹلاتے تھے ہماری نشانیان پہر انکی مثلین بنائی جائینگی یہانتک کہ جب وہ خدا کے روبرو حاضر ہونگے تو خدا ان سے پوچھے گا کہ باوجودیکہ تم نے ہماری نشانیون کو اچھی طرح سمجھا بھی نہ تھا کیا تم نے انکو بے سمجھے جھٹلایا یا اور کیا کرتے رہے۔

اسمین شک نہین کہ مرزا صاحب نے نشانیون کی حقیقت سمجھی نہین جبھی تو انہون نے عیسی علیہ السلام کے خوارق عادات کا انکار ہی کردیا۔ اور حق تعالی فرماتا ہے وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ یعنے جو لوگ مخاصمانہ ہماری نشانیون کے توڑنیکے پیچھے پڑے رہتے ہین وہ عذاب مین رکھے جائین گے۔ ازالۃ الاوہام کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ مرزا صاحب آیتون کے توڑنیکے کیسے پیچھے پڑ گئے ہین

گویا انھون نے اپنا کمال اسی مین سمجھ رکھا ہے یہ نشانیون مین جھگڑنے والونکی خرابیان تھین جنکو مرزا صاحب بھی قرآن مین پڑھتے ہونگے مگر کچھ پروا نہین کرتے اور جو لوگ اُن پر ایمان لاتے ہین انکے لئے کیسی کیسی خوشخبریان اور بشارتین ہین کہ نہ قیامت مین انکو خوف ہوگا نہ غم بلکہ اپنی بیبیون کے ساتھ جنت مین جاکر اعلی درجہ کے عیش مین ہمیشہ رہین گے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے یَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۔ اب ہر شخص مختار ہے چاہے ایمان لاکر یہ دولت بے زوال حاصل کرے یا جھگڑے کرکے وہ عذاب و نکال حق تعالی صاف فرماتا ہے فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۔

اگر اللہ تعالی کسی کو رسول بناکر بھیجے اور نشانی دکہلانا اسی کے ذمہ کردے کہ تو ہی اپنی عقل سے کوئی بات بنالے مین اپنی خاص قدرتی کوئی نشانی تجھے ندونگا تو رسول کو عرض کرنے کا حق ہوگا کہ الہی کوئی بات عقل سے مین بنالون تو آخر ان مین بھی عقلمند لوگ ہین اگر بھید کھل جائے یا ویسی ہی عقلی بات کوئی دوسرا بناکر پیش کردے تو صرف میری رسوائی نہوگی بلکہ تیری قدرت پر بھی الزام آئے گا کہ کیا خدا کوئی ایسی نشانی نہین دکہلا سکتا تھا کہ آدمی کی قدرت سے خارج ہو اس سے تو رسالت کا مقصود ہی فوت ہوجائے گا۔

اب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر غور کیا جائے کہ

کیسے کیسے کہلی قدرتی نشانیان تھین کہ عقل کے وہان پر جلتے ہین جمادات نباتات حیوانات
مین بلکہ عالم علوی تک تصرف کردکہایا کہ ایک اشارہ سے قمر کو شق فرمادیا کیا ممکن ہے
کہ ایسی نشانیون پر کوئی یہ الزام لگا سکے کہ حضرتؐ نے اپنی عقل سے کام لیا تھا جب
ایسی ایسی خارق العادت کہلی کہلی قدرتی نشانیان دیکہکر بھی پہراور نشانیان
کفار نے طلب کین تو حکم الہی ہو گیا کہ بس اب انسے کہدیا جائے کہ جو نشانیان مجہے
دیگئی تھین وہ تمہین دکہلا دین مجہے کوئی ضرورت نہین کہ تمہاری منہ بولی نشانیان
بھی دکہلایا کرون۔ البتہ انکو اسقدر حق تھا کہ انصاف کی راہ سے یہ شبہ پیش کرتے
کہ جتنی نشانیان دکہلائی گئین انکے آسمانی ہونے مین تامل ہے مگر ممکن نہ تھا کہ اس قسم
کا شبہ پیش کرسکتے ہان بے ایمانی اور قصور عقل سے ساحر اور شاعر کہتے تھے اسلئے
کہ انکی طبیعتون مین متمکن تھا کہ جو خلاف عقل کام ہو وہ سحر ہے چنانچہ جب اُنسے
قیامت کا حال بیان کیا جاتا کہ تم مرکر پہر اٹھوگے تو بھی کہتے کہ یہ تو کہلے طور پر سحر ہے
کما قال تعالی وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ مگر یہ دعوی اسوقت قابل التفات
ہوتا کہ کسی ساحر کو نظیراً پیش کردیتے کہ شق القمر وغیرہ ما فوق العادت کام اسنے
کیا تھا یا کوئی ایسی کتاب پیش کردیتے کہ فصاحت و بلاغت مین قرآن سے بڑہکر
یا برابر ہے۔ غرض صدہا خارق العادت نشانیان دکہلانیکے بعد حضرت کو کوئی ضرورت
نہ تھی کہ انکی فرمایشی نشانیان بھی پیش کرتے۔

ہان اسمین شک نہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات وفات شریف
تک جاری رہے بلکہ ابتک جاری ہین مگر وہ کفار کے مقابلہ مین اور بر سبیل تحدی نتھے

چونکہ حضرت کو تصرف فی الاکوان حاصل تھا جس چیز سے چاہتے ایسا کام لیتے جیسے
خدمت گارون سے لیا جاتا ہے مثلاً جب میدان مین حاجت بشری کا تقاضا ہوتا
تو جھاڑون کو کہلا بھیجتے وہ باہم ملکر مثل بیت الخلا کے ہوجاتے اسی طرح جب پانی
کی ضرورت ہوتی تو خشک کنوین کو حکم ہوجاتا فوراً اس سے پانی ابلنے لگتا اور اس
قسم کے صدہا بلکہ ہزارہا معجزے متصل وقوع مین آتے جنمین نہ کسی کا مقابلہ پیش نظر
ہوتا نہ تحدی۔ چونکہ انہین تحدی مقصود نہ تھی اسلئے بعضون نے ان خوارق کا
نام معجزہ ہی نہین رکھا کیونکہ یہ امور حضرت کے حق مین ایسے معمولی تصرفات تھے
جیسے ہمارے تصرف اپنے اعضا و جوارح مین ہوتے ہین چنانچہ حکما بھی اس بات کے
قائل ہین جیسا کہ شیخ رح نے اشارات کے نمط تاسع مین لکھا ہے والنبی متمیز
باستحقاق الطاعة لاختصاصه بالآیات تدل علی انها من عند ربه یعنے کمالات ذاتیہ
کی وجہ سے نبی کو استحقاق حاصل ہوتا ہے کہ لوگ اسکی اطاعت کرین جسکی وجہ سے
وہ تمام عالم مین ممتاز ہوتا ہے اسلئے کہ جو نشانیان اسکو دیجاتی ہین وہ یقیناً دلالت
کرتی ہین کہ اللہ کی طرف سے ہین اور وہ نشانیان اسی کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہین
کوئی دوسرا وہ نشانیان نہین دکھلا سکتا انتہی اور نیز شیخ نے اشارات کے نمط عاشر
مین لکھا ہے ولا یستبعدن ان یکون لبعض النفوس ملکة یتعدی تاثیرها بدنها او
یکون لقوتها کانها نفس ما للعالم یعنے عقلاً یہ بعید نہین کہ بعضے نفوس کو ایسا ملکہ
اور قوت حاصل ہو کہ بدن سے متجاوز ہوکر دوسری اشیا پر اسکا اثر پڑے یا وہ
نفس کمال قوت کی وجہ سے یہ درجہ رکھتا ہو کہ گویا تمام عالم کا نفس ناطقہ ہے اور
اسمین ایسا متصرف ہے جیسے دوسرے نفوس اپنے ابدان متعلقہ مین تصرف کرتے ہین

یہان مرزا صاحب ضرور اعتراض کرینگے کہ یہ عقیدہ شرک فی التصرف ہے
جیسا کہ عیسی علیہ السلام کے معجزہ تخلیق طیر وغیرہ مین کہا تھا مگر اسکا جواب یہ ہے کہ
حق تعالی نے بعض صفات مختصہ اپنے بندون کو بھی عطا کئے ہین جیسے سمع بصر علم
قدرت ارادہ وغیرہ گو یہ صفات حق تعالی مین علی وجہ الکمال اور اصالۃً ہین اور
بندون مین ناقص طور پر لیکن عطاے الہی ہونے کی وجہ سے آخر بندہ بھی سمیع و بصیر وغیرہ
کہلاتا ہے پھر انہین بھی باہم تفاوت ہے مثلاً کوئی بہت دورسے باریک چیز کو صاف
دیکھتا ہے اور کوئی نزدیک سے موٹی چیز کو بھی پورے طور پر نہین دیکھ سکتا مگر بصیر
دونون کو کہین گے اسی طرح ہر شخص کو کچھ نہ کچھ تصرف بھی دیا گیا ہے کسی کو اپنے
گھر مین کسی کو محلہ مین کسی کو شہر پر کسی کو ملک و اقلیم پر پھر تصرف بھی اقسام کے
ہین کوئی اقلیم مین ایسا تصرف کرتا ہے جو دوسرا اپنے گھر مین بھی نہین کرسکتا پھر
جیسے حکام ظاہر پر تصرف کرتے ہین طبیب اور عامل آدمی کے باطن مین تصرف
کرتے ہین جسکے آثار ظاہر جسم پر نمایان ہوتے ہین۔ اسی طرح مسمریزم والا روح پر ایسا
تصرف کرتا ہے کہ شخص معمول غیب کی خبرین دینے لگتا ہے۔ اور ساحر ارواح خبیثہ
پر تصرف کرکے نادر امور ظاہر کرتا ہے جو ان ارواح کے تحت تصرف ہین غرض
حق تعالی نے جسکو جسقدر قوت تصرف عطا کی ہے وہ اپنی مقدورات مین اسکو
پورے طور پر استعمال کرتا ہے۔ اگر اختیاری تصرف مطلقاً شرک ہو تو کوئی شخص
اس قسم کے شرک سے بچ نہ سکیگا اگر غور سے دیکھا جاے تو معلوم ہو کہ مخلوق کے
کل تصرفات کا مدار حق تعالی کی تخلیق پر ہے ممکن نہین کہ کوئی شخص اپنے تصرف سے
کوئی چیز یا کوئی اثر پیدا کرلے غایۃ الامر یہ ہے کہ عادت کی وجہ سے آدمی اپنا تصرف

خیال کرتا ہے حالانکہ درحقیقت وہ بھی تصرف الٰہی ہے۔ اس صورت مین کیسا ہی خارق العادت تصرف فرض کیا جائے وہ تصرف الٰہی سے خارج نہین ہو سکتا بلکہ معمولی تصرفات مخلوق جب تصرف الٰہی سمجھے جائین تو خارق العادت تصرف بطریق اولی تصرف الٰہی سمجھا جائے گا۔ غرض مسلمانون کے عقیدہ مین جب یہ توحید جمی ہوئی ہے تو انکے پاس شرک آنے نہین پاتا البتہ جو لوگ مخلوق کو مستقل فی التصرف سمجھتے ہین انکے مشرک ہونے کے لئے خارق العادت تصرف کی کوئی ضرورت نہین روزمرہ معمولی تصرفات ہی انکو مشرک بنانے کے لئے کافی ہین۔

اب ہم اُس تصرف کا حال کسی قدر بیان کرتے ہین جسکو ہر شخص اپنے وجدان سے اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور یقیناً سمجھتا ہے کہ یہ کام مین نے اپنے ارادہ اور قدرت سے کیا یہ بات ظاہر ہے کہ آدمی جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے اُس کام کا خیال آتا ہے جسکو ہاجس کہتے ہین۔ قبل اس خیال کے آدمی اس سے غافل رہتا ہے یعنے اُس خیال کے آنے سے پہلے آدمی مین وہ خیال نہین ہو سکتا ورنہ تقدم الشی علی نفسہ لازم آئے گا جو محال ہے۔ بسا اوقات آدمی کسی کام مین مشغول رہتا ہے بلکہ چاہتا ہے کہ کوئی خیال نہ آئے مگر وہ تو آہی جاتا ہے اور خبر تک نہین ہوتی کہ کیونکر آگیا۔ پھر جب وہ نیا خیال آتا ہے تو پہلے سے جو خیال دل مین موجود رہتا ہے اسکو ہٹا کر آپ اسکی جگہ قایم ہو جاتا ہے۔ اگرچہ کبھی اس خیال کے اسباب ظاہرا موجود ہوتے ہین مثلاً کسی چیز کو دیکھنا یا سننا وغیرہ مگر وہ خیال تو آخر عدم ہی سے وجود مین آکر نہان خانہ دل مین جلوہ گر ہوتا ہے یہ تو نہین کہہ سکتے کہ وجود سے وجود مین آیا جو تحصیل حاصل اور محال ہے۔ پھر اُس معدوم کو وجود دینا نہ شرعاً مخلوق سے ہو سکتا ہے

نہ عقلاً۔ اگر اوس ہا جس کا وجود آدمی کے اختیار مین ہو تو ادل تو یہ لازم آئے گا
کہ انسان بھی کسی معدوم شے کو پیدا کرتا ہے حالانکہ وہ بدیہی البطلان ہے اور قطع نظر
اسکے اگر وہ اختیاری ہو تو ہر مثل اختیاری کے وجود سے پہلے اُسکا علم پھر ایجاد کا
ارادہ پھر عزم شرط ہے حالانکہ ابھی معلوم ہوا کہ وہ یکایک عدم سے وجود مین آتا
ہے اور اگر اُسکا علم وارادہ پہلے سے موجود ہو تو اسمین بھی یہی کلام ہوگا کہ اون کا
وجود ابتدائی ہوا یا اونکا بھی پہلے سے علم وغیرہ تھا یہانتک کہ امور موجودہ واقعیہ
مین تسلسل لازم آئیگا جو باطل ہے اس سے ثابت ہے کہ اس صورت خیالیہ کا وجود
آدمی کے اقتدار واختیار سے خارج اور خاص موجد حقیقی کے اختیار مین ہے
جس نے اسکو وجود عطا کرکے آدمی کے دل مین جگہ دی۔ اور اسکے تو حکما بھی
قائل ہین کہ موثر حقیقی تمام اشیا مین حق تعالی ہے جیساکہ علامہ صدرالدین شیرازی
نے اسفار اربعہ مین لکھا ہے وقول المحققین منہم ان الموثر فی الجمیع ہو اللہ بالحقیقۃ
الحاصل بدلائل یہ ثابت ہے کہ جو خیال آدمی کو آتا ہے اُسکا خالق حق تعالی ہی ہے
اس سے بڑھکر کیا ہو کہ خود حق تعالی فرماتا ہے وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا
بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ یعنے خواہ تم آہستہ
کوئی بات کہو یا بہ آواز بلند خدائے تعالی تو اس بات کو بھی جانتا ہے جو سینون
مین چھپی ہوتی ہے۔ کیا ممکن ہے کہ جس نے اسکو پیدا کیا وہ نہ جانے اس سے
ثابت ہے کہ دل مین بات کا پیدا کرنا خدا ہی کا کام ہے مولانائے روم فرماتے ہین

ہمچنان کز پردۂ دل بے کلال گر نہ تصویرات از یک مغرس اند		دمبدم در می رسد خیل خیال در پئے ہم سوئے دل چون میرسند

پھر اس خیال کا باقی رکھنا بھی حق تعالی ہی کا کام ہے ممکن تھا کہ جیسے اس ہاجس کو خیال سابق کی جگہ قایم کیا تھا اسکی جگہ دوسرے خیال کو قایم کر دیتا پھر احد الجانبین کی ترجیح بھی منجانب اللہ ہی ہے اسلئے کہ حدیث نفس کے وقت جو منافع و مضار کی وجہ سے تردد تھا اسکا منشا ہم وعزم کی حالت مین بھی موجود ہے باوجود اسکے عزم کی کیفیت جدیدہ کا ابتداءً موجود ہونا بغیر موجد کے ممکن نہین۔ غرض خیال کے ابتدائی وجود سے آخری درجہ عزم تک جتنے مدارج ہین یعنے ہاجس خاطر حدیث نفس ہم اور عزم سب تخلیق الہی ہین کسی درجہ مین آدمی کے فعل کو دخل تام نہین پھر عزم سے متصل فعل شروع ہوتا ہے اسکی کیفیت حکما کے نزدیک یہ ہے جس کو شیخ نے قانون مین لکھا ہے کہ حرکت ارادی جو اعضا سے متعلق ہے اسکی تکمیل اس قوت سے ہوتی ہے جو دماغ سے بواسطہ اعصاب اعضا مین پہنچتی ہے اسکی صورت یہ ہے کہ عضلات جو اعصاب و رباطات وغیرہ پر مشتمل ہین جب سمٹ جاتے ہین تو وتر (جو رباط و عصب سے ملتئم اور اعضا تک نفوذ کئے ہوے ہین) کھنچ جاتے ہین جس سے اعضا کھنچ جاتے ہین۔ اور جب عضلہ منبسط ہوتا ہے تو وتر ڈھیلا ہو جاتا ہے اور عضو دور ہو جاتا ہے۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جب نفس کسی ادراک کے بعد کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو عضلات کو کشش وغیرہ دیکر کسی خاص وتر کے ذریعے سے جس عضو کو چاہتا ہے ایک خاص طور پر حرکت دیتا ہے حکما نے تصریح کی ہے کہ عضلات آدمی کے جسم مین پانسو انتیس ۵۲۹ ہین اور اعصاب شہتر ہین یہان یہ امر قابل غور ہے کہ نفس کو سر سے پانون تک جس عضو کو حرکت دینی ہو پانسو انتیس ۵۲۹ عضلات اور شہتر اعصاب سے اس عضلہ اور اس

عصب وغیرہ کو پہلے معین کرلے جو اس مقصود بالحرکت عضو سے متعلق ہے کیونکہ جبتک
وہ خاص عضلہ اور عصب وغیرہ معین نہوا در کیف ما اتفق حرکت دے تو بار ہا ایسا
اتفاق ہوگا کہ ہاتھ کو حرکت دینا چاہین تو کبھی پانون کبھی آنکھ وغیرہ حرکت کرنے لگین گے
اور عضلات واعصاب وغیرہ کا معین کرنا اس بات پر موقوف ہے کہ پہلے تمام عضلات
واعصاب وغیرہ کو معین طور پر جان لے کہ فلان عصب اور وتر فلان مقام سے
جدا ہوکر فلان انگلی تک مثلا پہنچا ہے اسکی مثال بعینہ ایسی ہے کہ جہان تارون کا
مجمع ہوتا ہے تو ان تمام تارون سے اس تار کو معین کرنیکی ضرورت ہوتی ہے جو اس مقام
سے مختص ہو جہان خبر پہنچی جاتی ہے - اس موقع مین عقلا جس عضو کو چاہین بکرات ومرات
حرکت دیکر غور وتعمق نظر سے کام لیکر اپنے وجدان کی طرف رجوع کرین کہ اس اختیاری
حرکت کے وقت کوئی عضلہ یا وتر یا عصب کی طرف اپنے نفس کو توجہ بھی ہوتی ہے
یا اندر کوئی عضلہ یا وتر وغیرہ بھی وجدان سے دکہائی دیتا ہے - یا یہ معلوم ہوتا ہے
کہ ہم کسی چیز کو کہینچتے ہین جس سے وہ عضو کہنچتا ہے - ہم یقیناً کہتے ہین کہ کوئی ان امور
کی خبر اپنے وجدان سے ہرگز دے نہین سکتا اور ہم یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ کسی کو اسکی بھی
خبر نہین کہ اعصاب وغیرہ کو حرکت مین دخل بھی ہے یا نہین ہان اتنا تو معلوم ہوتا ہے
کہ ہم فلان عضو کو حرکت دینا چاہتے ہین پہر ہوتا یہ ہے کہ ادہر خاص قسم کی توجہ ہوئی
اور ادہر اسکو حرکت ہوگئی یہان یہ کہنا بے موقع نہوگا کہ عضلہ وغیرہ کو حرکت دینا بھی
ہمارے اختیار سے خارج ہے کیونکہ اختیاری حرکت ہوتی تو اسکا علم اور ارادہ ہوتا
اور یہ نہین کہہ سکتے کہ عضو کی حرکت کا ارادہ بعینہ عضلہ وغیرہ کی حرکت کا ارادہ ہے
اسلئے کہ جب ہمارے وجدان ہی مین نہین کہ عضلہ وغیرہ کوئی چیز بھی ہے تو پہر یہ کیونکر

لکھ سکتے ہین کہ اوسکی حرکت کا ارادہ ہوا پھر جب بحسب تحقیق اطبا یہ ثابت ہے کہ بغیر عضلات
وغیرہ کی حرکت کے کوئی عضو حرکت نہین کر سکتا تو ضرور رہا کہ وہی ملتفت الیہ بالذات ہین
گو مقصود بالذات انکی حرکت نہو حالانکہ ملتفت الیہ بالذات بھی عضو ہی کی حرکت ہے
یہ عموماً اعضا کی حرکت اور افعال کا حال تھا اب آنکھون کے فعل کا حال سنئے کہ دیکھنے
کے وقت حدقون کو ایک مناسبت کے ساتھ پھیرنے کی ضرورت ہوتی ہے
اسوجہ سے کہ جبتک خطوط شعاعی دونون آنکھون کے مرئی پر ایسے طور پر نہ ڈالے جائین
کہ جنکے باہم ملنے سے وہان زاویہ پیدا ہو وہ شے ایک نظر نہ آئیگی کیونکہ ہر ایک آنکھ
مستقل طور پر دیکھتی ہے اسی وجہ سے احول دو دیکھتا ہے پھر دونو خط کے ملنے سے
شے مرئی پر جو زاویہ پیدا ہوتا ہے جس قدر کشادہ ہوگا مرئی بڑی نظر آئیگی اور جس قدر
تنگ ہوگا چھوٹی نظر آئے گی اسی وجہ سے ہر چیز نزدیک سے بڑی اور دور سے
چھوٹی نظر آتی ہے اسکی تفصیل ہمنے کتاب العقل مین کسی قدر شرح وبسط سے لکھی ہے
یہان صرف اسی قدر بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ جب مرئی کے ایک نظر آنے کا
مدار خطوط شعاعی کے ملنے پر ہے تو مرئی جس قدر دریا نزدیک ہوتے جائیگی حدقہ
کی وضع بدلتی جائیگی یہانتک کہ جب وہ بہت ہی نزدیک ہو جائے گی تو حدقے
ناک کی جانب قریب ہو جائین گے اور بہت دور ہو تو کانون کی جانب مائل ہونگے
اب ہم دیکھنے والون سے پوچھتے ہین کہ ہر ایک گز یا ہاتھ کے فاصلہ پر حدقہ کو کس قدر
مائل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اسکو اپنے وجدان مین سوچین اور اگر وجدان یاری
نہ دے تو کسی حکیم کی تقریر سے ثابت کرین کہ اسقدر فاصلہ پر کوئی چیز ہو تو حدقون
کو اس وضع پر رکھنا چاہئے اور اس قدر فاصلہ پر اتنی حرکت دینی چاہئے یہ بات

یاد رہے کہ کوئی حکیم اسکا اندازہ ہرگز نہین بتا سکتا حالانکہ ہم جب کسی چیز کو دیکھنا چاہتے
ہین تو بغیر اسکے کہ ہم کو اسکا طریقہ معلوم ہو یہ سب کچھ ہو جاتا ہے ادہر ہماری خاص
توجہ ہوئی اُدہر حدقون نے اپنے موقع پر آکر شست جمالیا اور ہمکو خبر بھی نہوئی
کہ یہ کام کس نے کیا علی ہذا القیاس بات کرنیکے وقت حلق زبان وغیرہ کے
عضلات کو کھینچنا اور ڈھیلے چھوڑنا اور مخرج پر جلد جلد لگانا بغیر اس علم کے کہ کہان
کون عضلہ کھینچا جاتا ہے اور ڈھیلا چھوڑا جاتا ہے اسپر دلیل واضح ہے کہ ہمارے
اختیار کو اسمین کچھ دخل نہین ادہر بات کی طرف توجہ خاص ہوئی اور ادہر زبان
کی حرکت اور موقع موقع پر جہان لگنا ہے شروع ہوگیا اگر کہا جائے کہ یہ افعال
طبیعت سے صادر ہوتے ہین تو ہم کہین گے کہ حکمانے اسکی بھی تصریح کی ہے کہ
طبیعت محض بے شعور ہے پہر اسکو یہ خبر کیونکر ہوتی ہے کہ نفس فلان قسم کا کام
کرنا چاہتا ہے اور فلان چیز کو دیکھنا چاہتا ہے اور وہ چیز اسقدر فاصلہ پر ہے
اور نفس نے فلان عبارت کو پڑہنا چاہا۔ اور اگر نفس طبیعت کو یہ سب بتا دیتا
ہے تو اول تو یہ خلاف وجدان ہے اور اگر بالفرض تسلیم بھی کرلیا جائے تو خلاف
تحقیق حکما ہے اسلئے کہ انکے نزدیک نفس جزئیات مادیہ کا ادراک نہین کرسکتا
اور جتنے عضلات اور اوتار وغیرہ ہین سب جزئیات مادیہ ہین پہر ان مادیات
کا ادراک اسکو کیونکر ہو سکتا ہے اگر کہا جائے کہ آدمی کی قدرت یہ سب کام
کرلیتی ہے تو ہم کہین گے کہ قدرت ارادہ کے تابع اور ارادہ علم کے تابع ہے
جبتک کسی چیز کا علم نہین ہوتا اسکا ارادہ نہین ہو سکتا اور جبتک ارادہ نہو
قدرت کچھ کر نہین سکتی کیونکہ بغیر ارادہ کے اگر قدرت کام کرنے لگے تو چونکہ

آدمی مین ہر کام کی قدرت ہے تو چاہیئے کہ ہر کام ہر وقت ہونے لگے اور آدمی کو
دم بھر کی فرصت نہ لینے دے جس سے آدمی دیوانہ مشہور ہوجائے پھر ارادہ
بغیر علم کے نہین ہوتا ورنہ مجہول مطلق کے طرف طلب لازم آئیگی جو محال ہے
اس سے معلوم ہوا کہ تحریک عضلات وغیرہ مین صرف قدرت بیکار ہے۔

اب یہان یہ دیکھنا چاہیئے کہ فعل کے وقت تحریک عضلات وغیرہ
جو ہوتی ہے وہ خود بخود ہوتی ہے یا ہمارے ارادہ سے یا خدائے تعالی کے ارادہ
اور تخلیق سے چونکہ یہ ثابت ہے کہ کسی چیز کا وجود بغیر موجب کے نہین ہوسکتا
اسلئے خود بخود عضلات وغیرہ کی حرکت باطل ہے اور تقریر سابق سے ثابت ہے
کہ ہمارے ارادہ سے بھی حرکت نہین ہوتی تو وہی تیسری صورت باقی رہ گئی کہ
حق تعالی اعصاب وغیرہ مین حرکت پیدا کردیتا ہے یعنے خود حرکت دیتا ہے
اور وہ کام وجود مین آجاتا ہے اور یہی ہونا بھی چاہیئے اسلئے کہ وہ حرکت ممکن ہے
اور ممکن کے احد الجانبین کو ترجیح دیکر اسکو واجب بالغیر بنانا حق تعالی ہی کا کام ہے

الحاصل فعل کے سلسلہ مین ہاجس سے لیکر وقوع فعل تک کوئی درجہ ایسا
نہین نکلا کہ اسمین حق تعالی کا تصرف نہو اس سے ثابت ہے کہ جس طرح آدمی کی ذات
وصفات مخلوق الٰہی ہین اوسکے جملہ حرکات وسکنات وافعال بھی مخلوق الٰہی
ہین جیسا کہ خود حق تعالی فرماتا ہے وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ اور حدیث شریف
مین یہ دعا وارد ہے اللہم ان قلوبنا ونواصینا وجوارحنا بیدک لم تملکنا منہا شیئًا
فاذا فعلت ذلک بنا فکن انت ولینا واہدنا الی سواء السبیل یعنے الٰہی ہمارے
دل اور پیشانی کے بال اور ہاتھ پانون وغیرہ جوارح تیرے ہاتھ مین ہین ان مین سے

کسی کا مالک ہمکو تو نے نہین بنایا جب یہ معاملہ تو نے ہمارے ساتھ کیا تو اب تو
ہی ہمارے کامون کا متولی ہوجا اور ہمین سیدھی راہ دکہا۔ اس سے ظاہر ہے
کہ ہمارے تصرف اور افعال جنکو ہم اپنے اختیار اور قدرت کا نتیجہ سمجھتے ہین انمین
سوائے ایک توجہ خاص کے ہمکو کوئی دخل نہین اور اسکا بھی مدار خدا تعالی
کے ارادہ اور تخلیق ہی پر ہے۔ اور وہ توجہ انہی اعضا سے متعلق ہوتی ہے
جنکی حرکت سے ہماری اغراض متعلق ہین اور بعضے اعضا ہم مین ایسے بھی ہین کہ
کتنی ہی توجہ کیجیے متحرک نہین ہوتے اور بعض کبھی متحرک ہوتے ہین اور کبھی نہین
اور بعضون کے لئے ایک حد مقرر ہے اس سے زیادہ حرکت نہین ہوسکتی بہرحال
جس قدر ضرورت تھی حق تعالی نے ہمارے جسم پر ہمکو ایک قسم کا تصرف دیا
جسکی کیفیت اور حقیقت خود ہمین معلوم نہین مگر اس بات کا یقین بھی ہوتا ہے
کہ افعال ہمارے ہی اختیار سے وجود مین آتے ہین بلکہ اپنی دانست اور وجدان
مین ایک قسم کی تکوین ہم اسکو سمجھتے ہین۔

چونکہ حق تعالی کو منظور تھا کہ اپنے رسول سب مین بحسب شرافت
ذاتی ممتاز رہین اور انکا بار دلون پر پڑے جیسا کہ ارشاد ہے وَمَا نُرْسِلُ
بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا اسلئے انکو یہ نشانی دیگئی کہ عالم مین تصرف کرین اور
تصرف کی وہی صورت کہ ادھر انکی توجہ خاص ہوئی اور ادھر وقوع منجانب اللہ
ہوگیا جیسے ہمارے افعال اختیاری مین ہوا کرتا ہے پہر جو مرزا صاحب ازالۃ الاوہام (صفحہ ۶۹۶)
مین لکھتے ہین کہ اگر خدا اپنے اذن اور ارادہ سے اپنی خدائی کی صفتین بندونکو
دیسکتا ہے تو بلاشبہ وہ اپنی ساری صفتین خدائی کی ایک بندے کو دیکر پورا

خدا بنا سکتا ہے - اس سے ظاہر ہے کہ ہر چند وہ مسلمان خاندان مین پیدا ہوے
مگر نہ انکو مسلمانون کے عقیدہ سے خبر ہے نہ قرآن کی سمجھ - اتنا بھی نہین جانتے کہ
نشانی دنیا کسے کہتے ہین اور خدا بنا دینا کیسا ہوتا ہے اور اگر جانتے ہین تو خودغرضی ہے
خداے تعالی کے کلام کی تکذیب کر رہے ہین حق تعالی صاف فرماتا ہے وَاٰتَیْنَا
عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ یعنے عیسیٰ کو ہمنے کہلی کہلی نشانیان دین وہ کہتے ہین
خدا کسی کو ایسی نشانیان دے ہی نہین سکتا - حق تعالی فرماتا ہے وہ احیاے
موتی وغیرہ کیا کرتے تھے مرزا صاحب کہتے ہین وہ ممکن ہی نہین - حق تعالی فرماتا ہے
کسی رسول کی طاقت نہ تھی کہ بغیر ہمارے حکم کے کوئی معجزہ دکھاے کما قال تعالے
وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ مرزا صاحب کہتے ہین
کہ اپنی عقل کے زور سے وہ معجزے تراشتے تھے جو معمولی فطرتی طاقت تھی جسکا مطلب
یہ ہوا کہ خدا نے خاص طور پر انکو کچھ نہین دیا تھا حالانکہ حق تعالی فرماتا ہے
وَاٰتَیْنٰھُمْ اٰیٰتِنَا غرض کہ مرزا صاحب جو کہتے ہین کہ اس قسم کے معجزے
خداے تعالی کسی کو دے ہی نہین سکتا کیسی بھاری بات ہے - کبرت کلمۃ
تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا - حالانکہ براہین احمدیہ مین لکھ چکے ہین کہ قرآن
کی سب خبرین صحیح ہین اور انکو نہ ماننا بے ایمانی ہے چنانچہ اسکے صفحہ ۲۱۹ مین لکھتے ہین
اور جبکہ اس عالم کا مورخ اور واقعہ نگار بجز خدا کے کلام کے کوئی اور نہین ہوسکتا
اور ہمارے یقین کا جہاز بغیر وجود واقعہ نگار کے تباہ ہوا جاتا ہے اور باد صرصر
وساوس کی ایمان کی کشتی کو ورطۂ ہلاکت مین ڈالتی جاتی ہے تو اس صورت
مین کون عاقل ہے کہ جو صرف عقل ناقص کی رہبری پر بہروسہ کرکے ایسے کلام کی

ضرورت سے منہ پہیرے جس پر اسکی جان کی سلامتی موقوف ہے تقریر بالا سے ظاہر
ہے کہ براہین مین اس قسم کی باتین جو لکھی گئین صرف زبانی اور مصلحۃً تھین مرزا صاحب
کے دل مین انکا کوئی اثر نہین -

انبیا کا درجہ تو ارفع ہے اور انکو خوارق عادات معجزات دکھلانے کی
ضرورت بھی تھی تصرف فی الاکوان تو اولیاء اللہ کو بھی دیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت
غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فتوح الغیب مین فرماتے ہین ویہنئت بالتوفیق
والقدرۃ والامر النافذ علی النفس وغیرہا من الاشیاء والتکوین باذن اللہ الاشیا
فی الدنیا قبل الاخری یعنے ولایت کے ایک درجہ مین تمہارا حکم انفس وآفاق مین
جاری ہونے لگیگا اور دنیا مین باذن خالق اشیا تمہین صفت تکوین دیجائیگی
اور دوسرے مقام مین اسی کتاب کے فرماتے ہین ثم یرد علیک التکوین فتکون
بالاذن الصریح لاغبار علیہ - قال تعالیٰ فی بعض کتبہ یا ابن آدم انا اللہ
لا الٰہ الا انا اقول للشئ کن فیکون واطعنی اجعلک تقول
للشئ کن فیکون وقد فعل ذٰلک بکثیر من انبیاءہ وخواصہ
من بنی آدم یعنے بعد اتباع شریعت اور طے مقامات مخصوصہ کے صفت
تکوین تمہین دیجائیگی اور کہلے طور پر تم حق تعالیٰ کے اذن سے اشیا کو موجود
کرسکوگے - حق تعالیٰ نے بعض کتب مین فرمایا ہے کہ اے ابن آدم مین اللہ ہون
کوئی معبود میرے سوا نہین جب کسی شے کو مین کن کہتا ہون تو وہ موجود
ہوجاتی ہے - تو میری اطاعت کر تو تیرے لئے بھی یہ قرار دونگا کہ جب تو کسی
شے کو کن کہے تو وہ موجود ہوجائیگی اور یہ بات بہت سے انبیا اور خاص خاص

لوگون کو دی بھی گئی۔ چونکہ مرزا صاحب فتوح الغیب سے بھی استدلال کیا کرتے ہین اسلئے یہ عبارتین اس سے نقل کیگئین۔ اسکے سوا بزرگان دین کے اکثر تذکرون سے ثابت ہے کہ بہت سے اولیاء اللہ کو تصرف فی الاکوان دیا گیا اور برابر وہ تصرف کیا کرتے تھے اگر وہ واقعات لکھے جائین تو ایک ضخیم کتاب ہوجائیگی قطع نظر اسکے مرزا صاحب کو خود دعوی ہے کہ کن فیکون انکو بھی دیا گیا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ اگر ان سے کوئی خارق العادت تصرف طلب کیا جائے تو ضرور فرمادینگے کہ وہ تو شرک ہے جب قرآن کو ہمنے اس باب مین نہین مانا تو خود اسکے کیونکر مرتکب ہو سکتے اس سے ظاہر اور مبرہن ہو سکتا ہے کہ کن فیکون کا دعوی صرف لفظی اور نمایش کے لئے ہے جس کے کوئی معنی نہین اور جب یہ ثابت ہے کہ انکو بے انتہا معجزون کا دعوی ہے مگر کن فیکون سے متعلق ایک بھی معجزہ انھون نے نہین دکھلایا تو مخالف کو ایک بہت بڑا قرینہ ہاتھ آگیا کہ مرزا صاحب کے جتنے معنوی دعوی مثلاً فنا فی اللہ و رفنا فی الرسول وغیرہ ہین سب اسی قسم کے ہین کتابون سے دیکھ دیکھ کر لکھ لیا ہے۔

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام مین صفحہ ۳۰۶ لکھتے ہین کہ عیسی علیہ السلام کے معجزات متشابہات مین داخل ہین۔ اس سے مقصود یہ کہ انکا اعتقاد کرنے کی ضرورت نہین مگر دراصل یہ بات نہین بلکہ جو امور خدائے تعالی کی ذات وصفات سے متعلق قرآن مین ایسے ہین جنکا سمجھنا غیر ممکن یا دشوار ہے ان پر ایمان لانیکی ضرورت ہے کیونکہ حق تعالی متشابہات کے باب مین فرماتا ہے وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ مسئلہ استوا علی العرش مین سلف صالح سے

مروی ہے کہ الاستوا معلوم والکیفیۃ مجہولۃ والسوال بدعۃ یعنے نفس استوا بلاکیف
پر ایمان لانا ضرور ہے۔ ابرا اکمہ وابرص اور احیا باذن اللہ وغیرہ معجزات
مین کوئی ایسی بات نہین جو سمجھ مین نہ آوے۔ جتنے بیمار طبیبون کے علاج سے
اچھے ہوتے ہین آخر باذن اللہ ہی اچھے ہوا کرتے ہین اسی طرح اکمہ اور ابرص
اچھے ہوتے تھے۔ اور مسمریزم سے تحریک ہوا ہی کرتی ہے رہگیا جان ڈالنا
سو وہ بھی کوئی بڑی بات نہین خدائے تعالی ہمیشہ اجسام مین جان ڈالتا ہی ہے
جس سے مرزا صاحب کو بھی انکار نہوگا۔ البتہ اسقدر نئی بات ہوئی کہ عیسی علیہ السلام
نے بھی قم باذن اللہ وغیرہ کہدیا ہوگا پھر اس سے خدا کی قدرت مین کونسی نئی
بات پیدا ہوگئی تھی کہ نعوذ باللہ صفت احیا معطل ہوگئی یا ان مردون مین صفت
عصیان پیدا ہوگئی تھی کہ خدا کے اذن سے بھی انکو جنبش نہوئی۔ یہ اعتقاد مشرکو
کے اعتقاد سے بھی بدتر ہے کیونکہ مشرک بھی خدائے تعالی کو خالق عالم اور متصرف
سمجھتے ہین کما قال تعالی وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ وقولہ تعالی وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً
فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ۔

اب اسکے بعد قابل غور یہ بات ہے کہ مرزا صاحب ضرورۃ الامام مین
لکھتے ہین کہ خدائے تعالی کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ سے اتار کر انسے
باتین کرتا ہے اور بعض وقت ٹھٹھے کرتا ہے۔ کسی کو اسمین شبہ نہین کہ وجہ اور
ید وغیرہ متشابہات سے ہین مگر مرزا صاحب کو اسکے سمجھنے بلکہ دیکھنے مین ذرا بھی
تامل نہوا اور عیسی علیہ السلام کے معجزات کو صحابہ کے زمانہ سے اب تک کسی نے

تشابہ نہین کہا اور نہ کسی حدیث مین یہ مذکور ہے نہ عقل انکے سمجھنے سے قاصر ہے انکو خودغرضی سے تشابہ مین داخل کر رہے ہین عجیب بات ہے۔

تمام روے زمین پر جو اقوام بستی ہین انمین تقریباً کل مسلمان یہود نصاریٰ بت پرست اور مجوس ہین۔ یہ سب خوارق عادات کے قائل ہین چنانچہ ہر ایک اپنے اپنے پیشوایان قوم کے کارنامے عجیب وغریب بیان کرتے ہین جنکا وقوع آدمی کی عقل اور قدرت سے خارج ہے۔ ان مین مانسون کے جیسے تھوڑے لوگ ہونگے جو اسکے قائل نہین۔ اگر فلاسفہ خوارق عادات کے قائل نہوتے تو چندان مستبعد نتھا اسلئے کہ خلاف عقل اور خلاف طبیعت بات کو وہ جایز نہین رکھتے مگر آخر عقلا مین دیکھا کہ معجزات انبیا کے بتواتر ثابت ہین اور تواتر سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ بدیہی ہوتا ہے جسکا انکار اعلیٰ درجہ کی حماقت ہے اس لئے انہون نے بڑے شد ومد سے وقوع خوارق کو مدلل کیا چنانچہ اشارات وغیرہ مین اسکے دلائل مذکور ہین۔

اس آخری دور مین سید احمد خان صاحب کسی مصلحت سے اسلام کی بیخ کنی کی طرف متوجہ ہوے اور یہ دعوی کیا کہ اسلام کوئی معین دین کا نام نہین بلکہ وہ مفہوم کلی ہے جو ہر دین پر صادق آتا ہے اسکے لئے نہ خدا کی ضرورت ہے نہ نبی کی چنانچہ تہذیب الاخلاق مین لکھتے ہین کہ جن لوگون کی نسبت کہا جاتا ہے کہ خدا کے وجود کے بھی قائل نہین ہین مین تو انکو بھی مسلمان جانتا ہون انتہے اور تفسیر مین لکھتے ہین ہزارون شخص ہین جنہون نے مجنونون کی حالت دیکھی ہوگی کہ وہ بغیر بولنے والے کے اپنے کانون سے آواز سنتے ہین مگر اپنی آنکھون سے

اپنے پاس کسی کو کہڑا ہوا باتین کرتا ہوا دیکھتے ہین ہان ان دونون یعنے مجنون
اور پیغمبر مین اتنا فرق ہے کہ پہلا مجنون ہے اور پچہلا پیغمبر گو کہ کافر پچہلے کو
بھی مجنون بتاتے تھے انتہی یعنے کسی پیغمبر کا وجود مان بھی لیا جائے
تو وہ ایک دیوانہ کا نام ہے کہ خشکی دماغ سے آوازین سنتا ہے اور
کسی خیالی شخص کو دیکہتا ہے یعنے فرشتہ سمجہتا ہے جسکی وجہ سے کافر اوس کو
مجنون سمجہتے تھے۔ اور تہذیب الاخلاق مین لکھتے ہین کہ انسان کی دین اور دنیا
اور اخلاق اور تمدن اور معاشرت بلکہ زندگی کی حالت کو کرامت اور معجزے پر
یقین یا اعتقاد رکہنے سے زیادہ خراب کرنے والی کوئی چیز نہین انتہی اسکی وجہ
یہی ہے کہ جب آدمی خوارق عادات کو دیکھ لے تو اسکو خالق کے وجود پر فوراً
یقین آجائیگا اور اسکے بعد نبوت یا ولایت پر۔ اور جہان نبوت اور ولایت
دل مین جمی تو خان صاحب کا منصوبہ بگڑ گیا اسلئے انہون نے خوارق کے نزدیک
جانے سے روکدیا۔ جس قدر خدا و رسول کو اثبات حق کے لئے معجزے کی ضرورت
ہے اسی قدر خان صاحب کو اس سے نفرت اور وحشت ہے۔ چونکہ مرزا صاحب کو
بھی مثل خان صاحب کے نیا دین قایم کرنے کی ضرورت تھی مگر نہ ایسے طور پر کہ
خانصاحب نے کیا کہ لوگون کا دین تو بگاڑ دیا اور اپنا کوئی نفع نہین نہ نبوت
اپنے لئے تجویز کی نہ امامت بلکہ مرزا صاحب نیا دین ایسے طور پہ قایم کرتے ہین
کہ اپنے لئے منصب نبوت اور امامت عیسویت وغیرہ مسلم ہوا ور خاندان مین
عیسویت مستمر رہے۔ اسلئے انکو بھی معجزون سے دہشت اور نفرت کی ضرورت
ہوئی ورنہ اگر کوئی بمقتضائے جبلت انسانی نبوت کی نشانی طلب کرلے تو مشکل کا

سامنا تھا کیونکہ جیسے پیشگوئیون مین کاہنون وغیرہ کی طرح باتون سے کام نکل آتا ہے
خوارق عادات مین نہین نکل سکتا اسلیئے انہون نے یہ تدبیر نکالی کہ معجزون کے
دو قسم کر دئے نقلی اور عقلی۔ نقلی جو قرآن وحدیث سے ثابت ہین اونکو کتھا اور
قصون کے ساتھ نامزد کر کے ساقط الاعتبار کر دیا اور جو معجزات قرآن شریف
مین ہین انمین دل کھولکر وہ بحثین کین کہ نہ کوئی پادری کر سکتا ہے نہ یہودی نہ
ہندو نہ مجوسی اسلیئے کہ وہ بھی آخر خوارق عادات کے قائل ہین دلائل الزامیہ سے
فوراً اونکا جواب ہو سکتا ہے۔ الغرض خوارق العادات مین ایک پہلو یہ اختیار
کیا کہ خان صاحب کی طرح اونکے قلع وقمع کی فکر کی اور اپنے زعم مین ثابت کر دیا کہ
اظہار معجزات مین انبیا کی طاقت ایک معمولی طاقت تھی جو عوام الناس مین بھی
موجود ہے اور خدا کی طرف سے کوئی نشانی اونکو ایسی نہین دیگئی جو ما فوق طاقت
بشری ہو۔ اور دوسرا پہلو یہ اختیار کیا کہ خوارق عادات انبیا سے ظاہر ہو سکتے ہین
مگر ہر کس وناکس مین یہ صلاحیت نہین کہ اونکو دیکھ سکے چنانچہ براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۶ مین لکھتے ہین
معجزات اور خوارق عادات کے ظہور کے لئے صدق اور اخلاص شرط ہے اور صدق
واخلاص کے بھی آثار وعلامات ہین کہ کینہ اور مکابرہ درمیان نہو اور صبر اور
ثبات اور غربت اور تذلل سے بہ نیت ہدایت پانے کے کوئی نشانی کے ظہور
تک صبر اور ادب سے انتظار کیا جاوے تا خداوند کریم وہ بات ظاہر کرے جس سے
طالب صادق یقین کامل کے مرتبہ تک پہنچ جاوے ۔ لیکن جو لوگ خدائے تعالی
کی طرف سے صاحب خوارق ہین انکا یہ منصب نہین ہے کہ وہ شعبدہ بازونکی طرح
بازارون اور مجالس مین تماشا دکھاتے پھرین اور نہ یہ امور انکے اختیار مین ہین

بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ انکے پتہر مین آگ بلاشبہ ہے لیکن صادقون اور مخلصون کے
پر ارادات ضرب پر اسکا ظہور اور بروز موقوف ہے"۔

حاصل یہ کہ جو شخص مرزا صاحب سے انکی نبوت کی نشانی طلب کرے وہ پہلے
ان پر ایمان لاوے اور نہایت عقیدت و ارادت سے غریب و ذلیل ہوکر مودب
بیٹہے پہر انتظار کرتا رہے کہ دیکہیے کب نشانی ظاہر ہوتی ہے تاکہ مین ان پر ایمان
لاؤن اسوقت خارق عادت معجزہ ظاہر ہوگا۔ اور جہان کوئی شرط فوت ہوگئی
یا قرینہ سے معلوم ہوا کہ اس شخص مین کینہ ہے یا مکابرہ کرنا چاہتا ہے تو معجزہ مرزا صاحب
کے پاس نہین آسکتا۔ عقلا اس تقریر کی شرح خود اپنے وجدان سے کرلین ہمین
طول کلامی کی ضرورت نہین۔ ہان اتنا تو کہنا ضرور ہے کہ قرآن وحدیث سے
اور نیز عقل سے ثابت ہے کہ نشانی اور معجزے کی ضرورت مخالفت اور نہ ماننے
کے وقت ہوتی ہے۔ اگر کوئی ابتدائے رسالت کو تسلیم کرلے تو اس کے لئے
نشانی کی ضرورت ہی کیا۔ یہ امر پوشیدہ نہین کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
کسی کافر طالب معجزے سے یہ کبھی نہ فرمایا کہ پہلے تم ایمان لاؤ اور منتظر بیٹہے چقماق
کی طرح صدق کے ضرب لگائے جاؤ کبھی نہ کبھی کوئی نشانی دکھ جائے گی۔ فرعون
کا واقعہ اظہر من الشمس ہے کہ موسی علیہ السلام کا وہ کیسا جانی دشمن تھا پہر اسکے مقابلہ
مین موسی علیہ السلام نے کیسی کہلی نشانی ظاہر کی جو اب تک بطور ضرب المثل
لکل فرعون موسی کہا جاتا ہے۔

زبان و قلم سے جتنے کام متعلق تھے مرزا صاحب نے بخوبی انجام دئے
الہامات کا سلسلہ متصل جاری رکہا تالیف وتصنیف و اشاعت کی کمیٹیان قائم

کر دین مدرسہ کی مستحکم بنیاد ڈالدی۔ عقلی معجزات ایسے دکھائے کہ جعلی نبوت کا
نقشہ پیش نظر کردیا جسکو لوگ مان گئے مگر آخر اصلی اور نقلی کارخانہ مین فرق ضروری
ہے اسلئے جسکو معجزہ کہتے ہین وہ نہ دکھلا سکے اور وہ ان سے طلب کرنا بھی تکلیف
مالایطاق ہے۔ انہی کی ہمت اور رسائی عقل ہے کہ اس باب مین بھی وہ برابر
سوال وجواب کئے جاتے ہین۔

اسمین کوئی شک نہین کہ گو سید احمد خان صاحب کو اقدمیت اور نئے
دین کے بانی ہونے کی فضیلت حاصل ہے لیکن اونکی عقل سے مرزا صاحب کی
عقل بدرجہا بڑھی ہوئی ہے اسلئے کہ خان صاحب نے اسلام کی ایسی تعمیم کی
کہ کوئی فرد بشر اس سے خارج نہین رہسکتا اس سے انکو کچھ حاصل نہوا اور مرزا صاحب
نے جو اسلام کو اپنی امت مین محدود کردیا اس سے انکی وہ توقیر ہوئی کہ انکی تصویر
مکانون مین اس اعزاز اور آداب سے رکھی جاتی ہے کہ شاید کرشن جی کی تصویر
کو برہمن کے گھر مین بھی وہ اعزاز نصیب ہو۔

خانصاحب نے نبوت کو جنون قرار دینے سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا
مرزا صاحب نبوت کا ایک زینہ بڑھا کر وہ ترقی کی کہ قیامت تک مسیحائی کے
سلسلہ کو اپنے خاندان مین محفوظ کرلیا۔

خانصاحب معجزات کا انکار کرکے دونون جہان مین بے نصیب رہے
مرزا صاحب نے عقلی معجزات ثابت کرکے لاکھون روپے حاصل کرلئے جس سے
اعلی درجہ کے پیمانے پر مدرسہ وغیرہ کے کام چلا رہے ہین۔

نبوت کو عام فطرتی قوت دونون نے قرار دیا مگر خان صاحب عجز

اسلئے کہ نبوت گھر گھر کر گئی انکو ذاتی کچھ فائدہ نہوا بلکہ انکی امت کے لوگ انکے بھی
مقلد نرہے اپنی عقل کے مطابق رائے قائم کر لیتے ہین اور مرزا صاحب نے
اس قوت کو قیود و شروط لگا کر ایسی جکڑ بندی کی کہ اس زمانہ مین تو اون کے
گھر سے نہین نکل سکتی اور انکی امت انکی ایسی متبع ہے کہ انکے کلام کے مقابلہ مین
خدا و رسول کے کلام کو بھی نہین مانتی۔

معجزات اور خوارق عادات کا جو انکار کیا جاتا ہے اسکی بڑی وجہ
یہ ہوئی کہ دین اور کتب دینیہ سے لوگون کو چندان تعلق نرہا ورنہ معجزات کا
انکار ایک ایسی چیز کا انکار ہے کہ جسکا علم ضروری ہے اسلئے کہ ہزارہا صحابہ
نے معجزے دیکھے پھر انھون نے اپنی اولاد اور شاگردون سے انکے حالات
بیان کئے پھر وہ کتابون مین درج ہوے اور ہر زمانہ اور ہر طبقہ کے لوگ اس
کثرت سے انکی گواہی دیتے آئے کہ ان سب کا اتفاق کرکے جھوٹ کہنا عقلاً
محال ہے۔ اسوقت لاکھون کتابین موجود ہین جنمین معجزات و خوارق عادات
کا ذکر ہے مسلمان تو اس تواتر کا انکار نہین کر سکتے ممکن ہے کہ دوسرے اقوام
اسکا انکار کرین مگر انصاف سے دیکھین تو انکو بھی انکار کا حق نہین اسلئے کہ
اتنی کثرت کے بعد عقلاً بھی اسکا انکار نہین ہو سکتا۔ دیکھئے ہندؤن سے
سنتے سنتے کرشن جی کے وجود کا یقین ہو ہی گیا چنانچہ مرزا صاحب کو کرشن جی
بننے کی رغبت اسی تواتر کی وجہ سے ہوئی ورنہ صاف فرما دیتے کہ کرشن
کیسا اسکا تو وجود ہی ثابت نہین۔
اگر مسلمانون کی کتابین جھوٹی ٹھہر جائین تو اپنے اسلاف کے حالات اور

انکے وجود کی خبر دینے والی کونسی چیز ہمارے ہاتھ مین رہے گی۔ کوئی ملت اور دین والا آدمی ایسا نظر نہ آئے گا جو اپنی دینی کتابون کو جھوٹی قرار دیکر اپنے کو اس دین کی طرف منسوب کرے۔

جو بات تواتر سے پہنچتی ہے اسکو یقین کر لینا آدمی کی فطرتی بات ہے دیکھئے جب بچا کئی شخصون کی زبانی سن لیتا ہے کہ یہ تمہارا باپ ہے تو اسکو یقین ہو جاتا ہے جسکے سبب عمر بھر اُسے باپ سمجھتا اور کہتا ہے۔ اصل وجہ اسکی یہ ہے کہ آدمی کو حق تعالی نے ایک صفت علم دی ہے جس پر اسکا کمال موقوف ہے علم سے مراد یہان یقین ہے اگر فرض کیا جائے کہ کسی شخص مین صفت یقین نہو تو وہ اعلی درجہ کا پاگل اور احمق ہوگا اسلئے کہ جب اسکو کسی بات کا یقین ہی نہین ہوتا تو یہ بھی یقین نہوگا کہ مین آدمی ہون اور نہ کہانے کو یقیناً کہانا سمجھے گا جس سے بھوک دفع ہوتی ہے اور نہ پانی کو پانی اور نہ کسی مفید چیز کو مفید سمجھے گا نہ مضر کو مضر غرض کہ کسی چیز کا یقین نہونے کی وجہ سے اسکی زندگی جانورون کی زندگی سے بھی بدتر ہوگی اسلئے کہ آخر جانور اپنے فائدہ کی چیز کو مفید سمجھکر راغب ہوتے ہین اور مضر کو مضر یقین کرکے اس سے دور رہتے ہین۔ الحاصل انسان کو یقین کی صفت ایسی دیگئی ہے کہ اسکی بدولت ہر ایک کمال حاصل کرتا ہے۔ پھر یقین حاصل ہونے کے چند اسباب قرار دیے گئے وجدان مشاہدہ تجربہ وغیرہ دیکھئے جب آدمی کو بھوک یا پیاس لگتی ہے تو اسکا وجدان گواہی دیتا ہے جس سے یقین ہو جاتا ہے کہ بھوک یا پیاس لگی ہے اور کہانے پینے کی فکر کرتا ہے۔ جس سے بقائے شخصی متعلق ہے۔ اسی طرح کسی کو دیکھنے یا اسکی آواز سننے سے یقین ہو جاتا ہے

کہ یہ فلان شخص ہے۔ ایسا ہی چند بار کسی چیز کو آزمانے سے یقین ہوجاتا ہے کہ
یہ ایسی چیز ہے یا اوسکی یہ خاصیت ہے اسی طرح جب کوئی بات متعدد اشخاص
اور مختلف ذرائع سے سنی جاتی ہے تو اوسکے وجود کا یقین ہوجاتا ہے کسی
خبر کے سننے سے اکثر وہم کی کیفیت پہلے پیدا ہوتی ہے پھر شک پھر ظن اوسکے
بعد یقین ہوتا ہے۔ اس مثال سے ان مدارج کی توضیح بخوبی ہوگی کہ جب کوئی
شخص دور سے نظر آتا ہے تو پہلے وہم سا ہوتا ہے کہ وہ فلان شخص ہے مثلاً
زید ہوگا پھر وہ جب کسی قدر قریب ہوتا ہے تو ایک شک کی کیفیت پیدا ہوتی ہے
یعنے زید ہونے اور نہونے کے احتمال برابر برابر ہونگے اور کسی ایک جانب
کو غلبہ نہوگا پھر جب اور قریب ہو تو ایک جانب کا غلبہ ہوجائیگا کہ مثلاً وہ زید
ہی ہے مگر ہنوز ایسا یقین نہین کہ قسم کہا سکین۔ پھر وہ جب اور نزدیک ہوا
اور ایسے مقام تک پہنچا کہ بصارت نے پوری یاری دی اور جتنے احتمالات
زید نہ ہونے کے تھے سب رفع ہوگئے اسوقت ابتدا ًایک ایسی اذعانی حالت
دل مین پیدا ہوگی کہ بے اختیار کہہ اٹھے گا کہ واللہ یہ تو زید ہی ہے اور اسپر وہ
آثار مرتب ہونگے جو زید کے آنے پر مرتب ہونیوالے تھے مثلاً اگر دوست
ہو تو استقبال کے لئے دوڑ جائیگا اور دشمن ہو تو کچھ اور فکر کریگا۔ بہرحال
کیفیات قلبیہ ابتداے رویت سے یقین کے پیدا ہونے تک وقتاً فوقتاً بدلتے
رہین گے اور آخر مین یقین کی کیفیت پیدا ہوگی۔

یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ اس کیفیت یقین پیدا ہونے مین اختیار کو
کوئی دخل نہین اگر آدمی اوسوقت خاص مین یہ چاہے بھی کہ یقین پیدا نہو

جب بھی پیدا ہو ہی جائیگا چنانچہ اس آیۃ شریفہ سے بھی یہی ثابت ہے فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُبِينٌ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ یعنے معجزون کو دیکھکر گو وہ انکار کرتے تھے مگر یقین اونکو ہو ہی جاتا تھا۔ اسی طرح جب کوئی واقعہ کی خبر آدمی سنتا ہے تو پہلے وہم اس واقعہ کے وقوع کا ہوگا پھر جیسے جیسے مختلف ذرائع سے وہ خبر پہنچتی جائیگی شک اور ظن تک نوبت پہنچے گی اور آخر مین جب جانب مخالف کے احتمالات رفع ہو جائین تو خودبخود یقین پیدا ہو جائیگا جسکے حاصل ہونے پر انسان بالطبع مجبور ہے اسکی توضیح کے لئے یہ مثال کافی ہو سکتی ہے کہ اندنون جب اہل اخبار نے جاپان اور روس کے جنگ کا حال لکھنا شروع کیا اور بالآخر جاپان کی فتح کی خبر دی تو جتنے مدارج یہان ہمنے بیان کئے سب کا وجدان ناظرین اخبار کو ہو گیا ہوگا کہ ابتدا کسی ایک اخبار مین جب یہ کیفیت دیکھی گئی ہوگی تو وہم پھر جب تواتر اخبار شک اور ظن اور یقین ہو گیا ہوگا۔ اب جن لوگون کو جاپان کی فتح کا یقین ہے اگر انسے کوئی ناواقف شخص کہے کہ حضرت کہان جاپان اور کہان روس اتنی دور کی ریاستون مین لڑائی کیسی۔ پھر جاپان کی حیثیت ہی کیا کہ روس سے مقابلہ کر سکے۔ جاپان بیچارہ چین کا ایک صوبہ ہے خود چین روس کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکا اور بہت سا ملک اسکے حوالہ کر دیا۔ روس کے کئی صوبہ ایسے ہین کہ جاپان انکی برابری نہین کر سکتا جیسا کہ جغرافیہ سے ثابت ہے پھر یہ کیونکر تسلیم کیا جائے کہ جاپان نے اس عظیم الشان سلطنت روس کے ساتھ مقابلہ کیا اور فتح بھی پائی۔ عقل اسکو ہرگز قبول نہین کر سکتی۔ رہی اخبار کی خبرین سو وہ سب محتمل صدق و کذب ہین بلکہ قرائن عقلیہ

سے کذب ہی کا پلہ بھاری ہے۔ پھر کوئی اخبار نویس اپنا چشم دید واقعہ بھی نہین لکھا جسکو ایک گواہ قرار دین تمام کی گواہی کا اعتبار ہی کیا۔ ہر ایک اخبار دوسرے اخبار سے نقل کرتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ سب اخبارون کا مدار ایک اخبار پر ہے جس نے پہلے یہ خبر شائع کی تھی۔ معلوم نہین اس نے کس مصلحت سے یا لوگون کی عقل کے امتحان کی غرض سے یہ خبر شائع کر دی ہو۔ اور اگر بذریعہ تار اسکو خبر پہنچی بھی ہو تو تار مین بھی وہی عقلی احتمالات قایم ہین۔ الغرض ایسے ایسے قوی احتمالات عقلیہ اور شہادت جغرافیہ کے بعد ہم ہرگز یقین نہین کر سکتے کہ جاپان اور روس مین جنگ ہوئی اور جاپان نے فتح پائی۔ اب ہم ناظرین اخبار سے پوچھتے ہین کہ کیا ان احتمالات عقلیہ سے آپکا وہ یقین جاتا رہے گا جو آپ نے زر خطیر خرچ کر کے بذریعہ اخبارات حاصل کیا تھا یا ان احتمالات کو آپ لغو اور اسکے قائل کو پاگل سمجھین گے۔ میرا وجدان گواہی دیتا ہے کہ ناظرین اخبار پر ان احتمالات کا ہرگز اثر نہ پڑیگا اور یہی جواب دینگے کہ جیسے اخبار ابتدائی جنگ سے خاتمہ تک ہم نے دیکھے ہین جس سے وقتاً فوقتاً قلبی کیفیتین ہماری بدلتے بدلتے یقین کی کیفیت تک نوبت پہنچی۔ اگر آپ بھی دیکھتے تو ہرگز یہ احتمالات قائم نہ کر سکتے اور اس تواتر کے مقابلہ مین آپکی عقل خود مقہور ہو جاتی۔ اب اہل انصاف غور کرین کہ باوجودیکہ اخبار نویسون کی نہ دیانت مسلم ہے نہ عدالت صرف تواتر کی وجہ سے جب انکی خبر کا یہ اثر ہو کہ عقل مقہور ہو جائے تو اہل اسلام کے نزدیک معجزات کی ہزارہا خبرین ایسے لوگون کی جنکی دیانت و عدالت بھی انکے نزدیک مسلم ہے کس درجہ قابل وثوق

ہونی چاہیے۔ اب دیکھیے کہ جو شخص ان کتابون کو نہ دیکھکر احتمالات عقلیہ پیدا کرے
اسکی بات کو مسلمان لغو سمجھین گے یا قابل وقعت جو لوگ اس مقام مین احتمالات
عقلیہ پیدا کرتے ہین اونکو معذور سمجھنا چاہیے اسلیے کہ انہون نے صرف خبر کے
معنی کا تصور کر لیا کہ الخبر یحتمل الصدق والکذب اور ذرائع وصول خبر کی اونکو
اطلاع ہی نہین ہوئی ورنہ ممکن نہ تھا کہ اونکو نظر انداز کر سکین جیسے جاپان کی فتح
کی خبر کا حال معلوم ہوا۔ الحاصل جنکو اخبار معجزات کی کثرت ذرائع کا علم ہے گو
ہر ایک معجزہ کا تواتر ثابت نہو مگر نفس معجزات کے وقوع کا وہ انکار نہین کر سکتے
اور جس طرح مشاہدہ سے یقینی علم ہوتا ہے اسی طرح تواتر سے وقوع معجزات کا انکو
علم ضروری ہوگا۔ عیسی علیہ السلام کی حیات اور نزول کا مسئلہ اسلام مین ایسا
ظاہر اور متفق علیہ ہے کہ ابتدا سے اب تک نہ علماے ظاہر کو اوسمین اختلاف ہے،
نہ اولیاء اللہ کو قرآن و تفاسیر و احادیث وغیرہ کتب اسلامیہ اوسکے ثبوت پر
گواہ ہین۔ مگر مرزا صاحب باوجود اس تواتر کے اوسکا انکار کرتے ہین۔

ناظرین کو زن اخبار پر ظاہر ہے کہ مرزا حیرت صاحب ایک زمانہ دراز
سے مرزا صاحب کا رد اوس اخبار مین کیا کرتے تھے مگر مرزا صاحب پر اوسکا کچھ اثر
نہ تھا آیات واحادیث واقوال مین گفتگو اور رد و قدح برابر کرتے رہے۔
مرزا حیرت صاحب بھی آخر مرزا ہین انہون نے دیکھا کہ وہ یون نہ مانین گے اور
عمر بھر باتین بناے جائین گے اور اونکی کج بحثیون سے لوگون کے خیال مین یہ بات
متمکن ہوتی جائیگی کہ مرزا صاحب کو کوئی قائل نہین کر سکتا جس سے اونکی حقیقت کا
گمان عموماً جاہلون کو پیدا ہوگا اسلیے انہون نے ایک ایسے مسئلہ مین گفتگو شروع کی

کہ عالم سے لیکر جاہل تک کسیکو اوسمین اختلاف نہین اور جسکی واقفیت کا اثر اسلامی دنیا مین یہانتک ہے کہ ہرسال لاکھون روپیے صرف کیے جاتے ہین اور اوس توجہ کی وجہ سے ہندو بھی مسلمانون کے ساتھ شریک ہوکر ہزارہا روپیہ نذر ونیاز مین صرف کرتے ہین یعنے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت اور واقعہ کربلا کا انکار ہی کردیا اور عقلی قراین قایم کرکے بخاری وغیرہ کی معتبر احادیث کو رد کیا اور کل کتب سیر وتواریخ مین کلام کرکے اس باب مین اون سب کو ساقط الاعتبار کردیا۔ اب ہرچند علماے شیعہ اور اہل سنت تواتر وغیرہ دلائل پیش کرتے ہین مگر وہ ایک نہین مانتے اور کج بحثیون سے سب کا جواب دیے جاتے ہین اور دعوی یہ ہے کہ ایک بڑی کتاب کا سامان فراہم ہوگیا ہے۔ اخبار کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو طریقہ انہون نے اختیار کیا ہے کہ جس طرح مرزا صاحب نصوص مین تاویلین اور تواتر مین کلام کرتے ہین اور عقل کے زور سے ہر موقع مین کچھ نہ کچھ گھڑ لیتے ہین وہ بھی وہی کر رہے ہین۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ جسطرح مرزا صاحب کی چل گئی اونکی بھی چل جائیگی اور اونکی کتاب بھی مقصود پورا کرنے مین مرزا صاحب کی ازالۃ الاوہام سے کم نہوگی چنانچہ ابھی سے بعضون نے ہان مین ہان ملادی اور ہم خیال پیدا ہونے لگے۔

قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا حیرت صاحب کو اس کتاب کے لکھنے سے یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ جب آدمی کج بحثی پر آجائے تو کیسی ہی روشن بلکہ اظہر من الشمس بات کیون نہو اوسپر بھی وہم اور شک کی ظلمت ڈال سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ خداے تعالی ہی کے منکر ہین برابر اہل حق کا مقابلہ کیے جاتے ہین اور کوئی

اثر براہین قاطعہ کا اونکے دلون پر نہین پڑتا۔

مرزا حیرت صاحب نے باوجود اوس سخت مقابلہ کے جو قادیانی صاحب کے ساتھ اونکو تھا کہ کوئی پرچہ اونکے اخبار کا ایسا نہین نکلتا تھا جسمین قادیانی صاحب پر سخت حملہ نہوتا۔ یکبارگی اونکا تعقب چھوڑ کر مسئلہ شہادت چھیڑ دیا اوسمین یہ مصلحت ضرور ہے کہ اس بحث مین بھی روے سخن قادیانی صاحب ہی کے طرف ہے کہ جس طرح آپ متفق علیہ مسئلہ کا انکار کرتے ہین ہم بھی اوسی قسم کے بلکہ اوس سے زیادہ تر روشن مسئلہ کا انکار کرتے ہین اگر تیزی طبع کا کچھ دعوی ہے تو میدان مین آکر جون دہرا کیجیے اور جواب لیجیے مگر مرزا صاحب باوجود اوس خصومت کے جو ایک مدت سے چلی آرہی ہے اور باوجود اوس دعوی کے کہ مین حکم بنکر آیا ہون اور ایسے امور کے فیصل کرنے کا مامور ہون تجاہل کرکے خاموش ہوگئے اور یہ غنیمت سمجھا کہ کسی طرح پیچھا تو چھوٹا مگر یاد رہے کہ اس مسئلہ شہادت کا اثر مرزا صاحب کی کارروائیون پر ضرور پڑے گا اور ادنی عقل والے بھی سمجھ جاینگے کہ دونون مرزا ایک ہی قسم کا کام کر رہے ہین۔ اور جس طرح انکار شہادت عقلی احتمالون کے پیدا کرنیسے کوئی عاقل کر نہین سکتا اسی طرح عیسی علیہ السلام کی حیات و نزول کا انکار عاقل مسلمان کی شان سے بعید ہے۔ ہم بھی اس مقام مین ایک سچی پیش گوئی کرتے ہین کہ مرزا صاحب کو کتنا ہی اشتعال دیجیے وہ مرزا حیرت صاحب کا مقابلہ نہ کرینگے اور اگر بالفرض کیا بھی تو ممکن نہین کہ کامیاب ہوسکین

یہان ایک دوسرا مسئلہ پیش نظر ہوتا ہے کہ تواتر جسکے بعد یقین کی کیفیت جو پیدا ہوتی ہے اسکے لئے کتنے شخصون کی خبر کی ضرورت ہے سو اسکا

تصفیہ خود ہر شخص کا وجدان کر لیسکتا ہے اسلئے کہ یقینی کیفیت ایک وجدانی امر ہو
اگر یہ قرار دیا جاوے کہ مثلاً سو آدمیون کی خبر سے یقین ہو جاتا ہے تو بعض موقع
ایسے بھی ہونگے کہ سو تو کیا لاکھون آدمیون کی بات بھی قابل اعتبار نہ سمجھی جائیگی
مثلاً کوئی جھوٹا نبوت کا دعوی کرکے کسی بات کی خبر دے اور اوسکے ہزار ہا پیرو
بھی وہی خبر دین تو یقین تو کیا وہم بھی نہ ہوگا دیکھ لیجئے مرزا صاحب خبر دیتے
ہین کہ عیسے علیہ السلام کی قبر کشمیر مین ہے اور اونکی اتباع بھی لوگون سے یہی کہتے
ہین مگر اب تک کسی کو وہمی طور پر بھی اس کا تصور نہ ہوا بہ خلاف
اسکے مسلمانون کو اپنے نبی کی خبر پر وہ یقین ہوتا ہے کہ اگر اوسکے خلاف لاکھ ہا
آدمی کہین تو اوس یقین پر ذرا بھی برا اثر پڑ نہین سکتا اسی طرح مسلمانون کے
نزدیک مسلم ہے کہ کل صحابہؓ عدول اور سچے تھے۔ اس وجہ سے مسلمان کو
دو چار ہی صحابہ کا اتفاق کسی خبر پر معلوم ہو تو اوسکی یقین کی کیفیت دل مین
پیدا ہو جاتی ہے اور منافق سو صحابیون کی خبر کو بھی نہ مانے گا۔ الغرض اس
یقین کی کیفیت پیدا ہونے کا مدار حسن ظن پر ہے جس قدر مخبرون پر حسن ظن زیادہ
ہوگا اذعانی کیفیت جلد پیدا ہوگی اور احتمالات عقلیہ جلد مقہور ہو جائین گے
اور جس قدر بدگمانی زیادہ ہوگی احتمالات عقلیہ زیادہ شورش کرینگے دیکھ لیجئے
مرزا صاحب کو چونکہ اسلاف پر بالکل حسن ظن نہین اسلئے حدیث و تفسیر مین ایسے
ایسے احتمالات عقلیہ پیدا کر دیتے ہین کہ ابتک کسی مسلمان کو نہین سوجھے
علی ہذا القیاس خانصاحب کا بھی یہی حال ہے۔
اب مشکل یہ ہے کہ ہم مسلمانون کی ہدایت پر ہونے کی شناخت حقتعالے

نے یہ مقرر کی ہے کہ صحابہ کے سے اعتقاد ہم مین ہون چنانچہ ارشاد ہے قولہ تعالےٰ
فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا یعنے حق تعالی صحابہ سے
مخاطب ہوکے فرماتاہے کہ اگر تمہاری طرح وہ لوگ بھی اُن خبرون پر ایمان لائین
یعنے کامل اعتقاد رکہین تو وہ ہدایت پر ہین اب اگر احادیث ساقط الاعتبار
کردیے جائین تو کیونکر معلوم ہو کہ صحابہ کا اعتقاد کیا تھا مثلاً تمامی کتب اسلامیہ
سے ثابت ہے کہ صحابہ کا یہی اعتقاد تھا کہ عیسی علیہ السلام زندہ ہین اور قریب
قیامت آسمان سے اترینگے جسکو ہر زمانہ کے محدثین ۔ فقہا ۔ اولیاء اللہ
اور جمیع علماء بیان کرتے اور اپنے تصنیفات مین لکھتے رہے جسپر آجتک کل
امت گواہی دیرہی ہے اور ایک روایت بھی کسی کتاب مین نہین کہ
عیسی علیہ السلام مرکر مردون مین جاملے ۔ اس صورت مین اگر تمام کتب
ساقط الاعتبار ہون تو کیونکر معلوم ہو کہ اس مسئلہ مین ہم صحابا کے اعتقاد
پر ہین یا نہین ۔

مرزا صاحب کی یہ خود غرضی کا نتیجہ ہے کہ تمام امت کے ساتھ
بدظنی کیجارہی ہے اور اس تواتر کو اتنی بھی وقعت نہین دیگئی جو یورپ کے
اخبار نویسون کو دیجاتی ہے ۔ جتنا ہندوون کے کہنے سے مرزا صاحب کو
کرشن جی پر اعتقاد ہے اسکا ہزاروان حصہ اس مسئلہ پر نہین حالانکہ کروڑہا اکابر
دین اور مسلمانون کی شہادت سے ثابت ہے ۔

اب مرزا صاحب کے عقلی معجزات کا حال کسی قدر بیان کیا جاتا ہے
انہون نے اپنے عقلی معجزات ثابت کرنے سے پہلے یہ تمہید کی کہ اس دارالابتلا

مین کہلے کہلے معجزات خدا تعالی ہرگز نہین دکہاتا تا ایمان بالغیب کی صورت مین
فرق نہ آرے جسکا مطلب ظاہر ہے کہ اگر کہلے کہلے معجزات ظاہر ہون تو ایمان
بالغیب جو مطلوب ہے باقی نرہے گا۔ اس سے مقصود یہ کہ خود کہلے معجزات اسوجہ
سے نہین دکہاتے کہ کہین لوگون کے ایمان بالغیب مین فرق نہ آجاے۔ جسکا
مطلب یہ ہوا کہ ایمان و یقین کے درجہ سے نکل کر عیان کے درجہ کو پہونچ جائینگے
جو ایمان کے درجہ سے بھی ارفع ہے۔ مگر براہین احمدیہ مین لکھتے ہین کہ جو معجزات
تصرف عقلی سے بالاتر ہین وہ محجوب الحقیقت ہین اور شعبدہ بازیون سے
منزہ کرنا انکا مشکل ہے جیساکہ اوپر معلوم ہوا۔ یعنے وہ ایسے مشتبہ ہین کہ اونکا
یقین بھی نہین ہوسکتا۔ اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کہلے معجزات مین بجاے
اسکے کہ ایمان بالغیب مین فرق آرے شعبدہ بازی کے اشتباہ کا ایک حجاب
اور زیادہ ہوتا ہے اب کونسی بات کو سچ سمجہین۔ مرزا صاحب خاطر جمع رکہین
کہ اگر کوئی کہلا معجزہ دکہلائینگے تو کسی کے ایمان بالغیب مین کچھ فرق نہ آئیگا
ہمت کر کے چند معجزے ایسے دکہلائین کہ تصرف اور تدبیر عقلی سے بالاتر ہون
جیسے خود ازالۃ الاوہام مین تحریر فرماتے ہین۔ معجزات دو قسم کے ہوتے ہین ایک
وہ جو محض سماوی ہوتے ہین جنمین انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہین ہوتا
جیسے شق القمر جو ہمارے سید و مولی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور خدا تعالے
کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنیکیلئے
اسکو دکہایا تھا انتہی۔ اگرچہ معجزہ شق القمر بھی مرزا صاحب کی تحقیق مذکورکے
موافق محجوب الحقیقت ہے مگر اس سے اتنا تو معلوم ہوا کہ خداے تعالی کی قدرت

ہین ایسے معجزات کا دکہانا ممکن ہے جس سے راست بازون کی عظمت ظاہر ہوا کرتی ہے - پہر مرزا صاحب کی راست بازی کو کیا ہوا کہ کوئی ایسا معجزہ ابتک انسے صادر نہ ہوا اور وہان تو مرزا صاحب ہی نہین بلکہ بروزی طور پر نعوذ باللہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہین تو پہر معجزہ شق القمر دوبارا ہوجانا کوئی بڑی بات نتہی ہمنے اسکو بہی چہوڑا اقلاً اتنا تو ہوتا کہ کوئی زمینی خارق عادت دکہائی ہوتی - آخر جو معجزے بتا رہے ہین اونمین بہی اقسام کے کلام ہو رہے ہین ویسا ہی انمین بہی کلام ہوتے -

عیسی علیہ السلام کی نسبت جو انہون نے لکہا ہے کہ وہ فطرتی طاقت سے کام لیکر معجزے دکہاتے تہے جو ہر فرد بشر مین موجود ہے اس سے بہی یہی مقصود ہے کہ خود بہی اسی طاقت سے کام لیکر معجزے دکہاتے ہین اس صورت مین ضرور تہا کہ چند مادرزاد اندہے اور کوڑیون کو مثل عیسی علیہ السلام کے چنگے کردکہاتے - اور اگر یہ فرماوین کہ جتنے لوگ قادیانی ہوگئے ہین وہ مادرزاد اندہے اور کوڑہی ہی تو تہے تو ہم اسکو نہ مانینگے اسلیے کہ انہون نے قبل قادیانی ہونیکے خدا و رسول اور جملہ احکام قرآنیہ پر ایمان لایا تہا - اور اگر اس ایمان کو بہی کفر بتائین تو یہ کہنا صادق ہوگا کہ مرزا صاحب کے نزدیک اسلام کفر ہے -

عقلی معجزات کا اختراع کرنا جو کسی نے نہ سنا ہوگا - پہر نقلی معجزات کی توہین - اور عقلی معجزات کی فضیلت اور تحسین وغیرہ امور اس بات پر دلیل ہین کہ مرزا صاحب کی عقل معجزات دکہانے مین ید طولی رکہتی ہے - کیون نہو کل عقلا کا اتفاق ہے کہ جس عضو اور قوت سے جس قسم کا کام زیادہ لیا جاے

اسمین زیادہ طاقت پیدا ہوتی ہے اور مرزا صاحب براہین احمدیہ مین لکھتے ہین
کہ وہ لڑکین سے اسی کام مین مصروف ہین تو عقلی قوت بڑہ جانیمین کوئی تامل نہین
عقلی معجزات کا نام سنکر عقلا کی عقلون کو ضرور یہ خیال پیدا ہوگا کہ
مرزا صاحب کی عقل مشاقی پیدا کر کے نبوت کرے تو کیا ہم اس قابل بھی نہین کہ
اسکے تراشیدہ معجزات کو سمجھ سکین۔ اسمین شک نہین کہ مرزا صاحب بہت
بڑے عاقل ہین مگر عقلا کا دستور اور مقتضائے عقل ہے کہ جو بڑا کام کرنا منظور
ہوتا ہے اوسمین کتب تواریخ و وقائع سے مدد لیکر پہلے علمی مواد حاصل کر لیتے
ہین جس سے عمل مین آسانی ہوتی ہے۔ اگرچہ مرزا صاحب ایک مدت دراز سے
اسی طرف متوجہ ہین انکی نظر عقلا کی کارروائیون اور اعجاز نمائیون مین نہایت
وسیع ہے اسکا احاطہ ہم سے متعذر ہے مگر باوجود کم فرصتی اور بے توجہی کے
چند مثالین جو ہمین مل گئی ہین وہ بیان کیجاتی ہین اس سے ظاہر ہوگا کہ مرزا صاحب
نے سابق کے عقلا سے کیسی مسابقت کی اور انصاف سے دیکہا جائے تو
معلوم ہوگا کہ بعض امور مین انہی کی عقل کے گہوڑے بڑہے رہے۔

ابو الریحان خوارزمی رح نے الآثار الباقیہ عن القرون الخالیہ مین
لکہا ہے کہ یوذاسف جو ملک طہورث کے وقت مین ہندوستان مین آکر نبوت کا
دعوی کیا تھا اور در اصل وہ ستارہ پرست تھا اس نے ابراہیم علیہ السلام کی
نسبت یہ تہمت لگائی کہ وہ ستارہ پرست تھے اتفاقاً ان کے قلفہ مین برص
نمودار ہوا اس زمانے مین برص والے کو لوگ نجس سمجہکر اس سے مخافطت
نہین کرتے تھے اسوجہ سے انہون نے اپنے قلفہ کو کاٹ ڈالا یعنے اپنی ختنہ کی

جب کسی تبخانہ مین حسب عادت گئے کسی بت سے آواز آئی کہ اے ابراہیم تم ایک عیب کی وجہ سے ہمارے پاس سے چلے گئے تھے اور اب وہ عیب لیکر آئے ہو چلو ہمارے پاس سے نکلو اور پہر یہان کبھی نہ آنا یہ سنکر انکو غصہ آیا اور اس بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور مذہب بھی چھوڑ دیا اسکے بعد انکو اپنے فعل پر ندامت ہوئی اور چاہا کہ اپنے بیٹے کو مشتری کے لئے ذبح کرین کیونکہ اس زمانہ مین دستور تھا کہ ایسے مواقع مین اپنی اولاد کو ذبح کیا کرتے تھے جب مشتری کو انکی سچی توبہ کی صداقت معلوم ہو گئی تو ایک دنبہ انکے فرزند کے عوض مین دیدیا

اسیطرح مرزا صاحب نے بھی عیسی علیہ السلام پر تہمت لگائی کہ مسمریزم سے وہ قریب الموت مردون کو حرکت دیتے تھے یعنے جادوگر تھے - اور اپنے باپ نجار سے کلون کی چڑیان بنانا سیکھ لیا تھا - اور تالاب کی مٹی مین خاصیت تھی جس سے وہ چڑیان بناتے اور کلون کے ذریعہ سے حرکت دیتے تھے اور کوڑی وغیرہ کا اسی مٹی سے علاج کرتے تھے - تعجب نہین کہ یوذاسف کی تقریر نے مرزا صاحب کو اس طرف توجہ دلائی ہو کیونکہ سخن از پہلوے سخن می خیزد - اور اگر بغیر تقلید کے وہ خود انہی کا اختراع ہے تو پہر کون کہہ سکتا ہے کہ انکی طبیعت یوذاسف کی طبیعت سے کم ہے - اسی طرح مسیح علیہ السلام کے سولی پر چڑہانے کا واقعہ انہون نے اپنی طبیعت سے تراشا کہ انکو یہود نے سولی پر چڑہایا اور مرگئے سمجھکر شام سے پہلے اتار لیا اتفاقاً اسوقت آندہی چلی اور گڑبڑ مین وہ بھاگ گئے اور اپنے وطن گلیل مین مرے اور پہر کشمیر مین آکر مرے چنانچہ وہان انکی قبر موجود ہے - حالانکہ یہ قصہ نہ مسلمانون کی کسی کتاب مین ہے

نہ عیسائیون کی کتاب مین اسی طرح دجال وغیرہ کے حالات مین اپنی طبیعت سے
واقعات اور اسباب تراشتے ہین۔ اگر اہل علم ازالۃ الاوہام کو دیکھین تو معلوم
ہوگا کہ ہمارے زمانہ مین مرزا صاحب کی طبیعت یوذاسف کی طبیعت سے اس
باب مین کم نہین واقعات اور آیات واحادیث کے نئے نئے مضامین تراشنے
مین اونکو کمال ہے علما کو عقلی لطف اٹہانیکے لئے یہ کتاب قابل دید ہے
اور اگر بیچارے بے علم حسن ظن سے اوسکو دیکھین تو ضرور گمراہ ہون گے
کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص ابراہیم علیہ السلام کے اصلی واقعات کو
نہ جانتا ہو اور یوذاسف کی تقریر یذکور کو حسن ظن سے دیکھ لے تو پہر اوسکو
اس بات کی تصدیق کرنے مین کہ ابراہیم علیہ السلام نعوذ باللہ مجوسی تھے
کون چیز مانع ہے۔ اسلئے بے علم اور نیم ملا کو مرزا صاحب اور خانصاحب
کی تصانیف کا دیکھنا سم قاتل ہے۔

تاریخ کامل مین علامہ ابن اثیر رح نے لکھا ہے کہ نہار الرجال بن
عنفوہ ہجرت کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور
قرآن پڑہکر اہل یمامہ کی تعلیم کے لئے گیا جو مسلمان ہوگئے تھے مسیلمہ کذاب
نے اسکو کسی تدبیر سے اپنے موافق کرلیا اس نے اہل یمامہ مین یہ بات مشہور
کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کو اپنی نبوت مین شریک کرلیا ہے
چونکہ وہ لوگ نومسلم اور دین کی حقیقت سے ناواقف تھے اور سب مین عالم
بلکہ معلم وہی نہار تھا حسن ظن کرکے اسکی تصدیق کرلی اور مسیلمہ کے تابع ہوگئے
چونکہ وہ اہل زبان اور عقلمند شخص تھا دعوی کیا کہ مجہپر بھی وحی اترتی ہے

اور مسجع عبارتین یہ کہکر پیش کرتا کہ مجھپر یہ وحی ہوئی ہے چنانچہ ایک وحی اسکی یہ ہے
یا ضفدع بنت ضفدع نقی ما تنقین ۔ اعلاک فی الماء و اسفلک فی الطین ۔
لا الشارب تمنعین ولا الماء تکدرین ۔ اور ایک وحی اسکی یہ ہے والمبذرات
زرعا ۔ والحاصدات حصدا ۔ والذاریات قمحا ۔ والطاحنات طحنا ۔ والخابزات
خبزا ۔ والثاردات ثردا ۔ واللاقمات لقما اہالۃ و سمنا لقد فضلتم علی اہل الوبر
وما سبقکم اہل المدر ۔ ریفکم فامنعوہ ۔ والمعتر فآووہ ۔ والباغی فناوؤہ ۔ علامہ
خیرالدین افندی الوسی رح نے الجواب الفسیح لما لفقہ عبدالمسیح مین عبدالمسیح نصرانی
کا قول نقل کیا ہے کہ اسکا پورا مصحف مین نے پڑھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ اس نے ایک مصحف ہی تصنیف کرڈالا تھا اور دعوی یہ تھا کہ وہ الہامی
کتاب ہے ۔ غرض اس نے اس تدبیر سے بنی بنائی قوم کو یعنے مسلمانون کو اپنے
قبضہ مین کرلیکر زبان آوری سے انکا نبی بن بیٹھا اور کوئی شریعت نئی تجویز
نہین کی بلکہ وہ سب پانچ وقت کی نمازین پڑھا کرتے تھے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بھی معترف تھے ۔

مرزا صاحب نے بھی یہی کام کیا کہ پہلے مسلمانون کو اپنے موافق
بنانے کی یہ تدبیر نکالی کہ براہین احمدیہ مخالفین اسلام کے مقابلہ مین تصنیف کی
جب معتقدونکا اعتقاد راسخ ہوگیا تو بنی بنائی قوم کے نبی بن بیٹھے اور اعجاز
مسیح لکھکر معجزہ بھی ظاہر کردیا ۔ جیسے مسیلمہ نے مصحف لکھا تھا ۔ ضرورۃ الامام صہ ۲۵
مین لکھتے ہین کہ مین قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت فصاحت کا نشان
دیا گیا ہون کوئی نہین جو اسکا مقابلہ کرسکے انتہی ۔ یہی وجہ تھی کہ مسیلمہ کذاب

کی فصاحت و بلاغت کو اوس احمق قوم نے نشانی سمجھ لی جس سے گمراہ اور ابدالآباد
کے لئے دوزخی بنگئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق اون کے
کچھ کام نہ آئی۔

مرزا صاحب کی امت ہنوز اسی خیال مین ہے کہ ہم نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی بھی تصدیق کرتے ہین اسلئے مسلمان ہین ذرا غور کرین کہ مسیلمہ کذاب
کی امت بھی تو حضرت کی تصدیق کرتی تھی مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسکا
کچھ اعتبار نہ کیا اور صحابہ حسب ارشاد نبوی جو پہلے سے ہو چکا تھا جہاد کرکے
ان سب کو قتل کر ڈالا۔ حق تعالی نے آدمی کو وجدان بھی بڑی نعمت دی ہے
ذرا اسکی طرف توجہ کرکے دیکھین کہ اگر یہ مرزا صاحب کا واقعہ صحابہ کے
زمانہ مین وقوع مین آتا تو کیا یہ نبوت مسلم رہتی اور یہ ایمان کافی سمجھا جاتا۔

مسیلمہ کذاب کا مختصر حال جو مواہب اور اسکی شرح مین مذکور ہے
بمناسبت مقام لکھا جاتا ہے کہ اسکی عمر مرتے وقت ڈیڑہ سو برس کی تھی۔ اس
حساب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت اسکی عمر سوا سو برس
کی تھی اور اوس زمانہ مین رحمن یمامہ مشہور تھا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے جب بسم اللہ الرحمن الرحیم ابتداءً پڑھا کسی نے کہا کہ اسمین تو مسیلمہ کا ذکر ہے
وہ مدینہ طیبہ مین وفد بنی حنیفہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
مین حاضر ہو کر مسلمان ہوا مگر ساتھ ہی یہ درخواست بھی کی کہ آدھا ملک اپنے کو
دیا جاوے جس سے حضرت خفا ہو گئے پھر یمامہ آکر نبوت کا دعوی کیا اور یہ نامہ
لکھا من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فانی اشرکت

معک فی الامر وان لنا نصف الامر ولقریش نصف الامر انتہی حضرت نے اسکے
جواب مین لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب سلام
علی من اتبع الہدی اما بعد فان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ
للمتقین انتہی۔

علامہ برہان الدین وطواطح نے غرر الخصائص الواضحہ مین
لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی اوائل خلافت مین سجاح بنت سوید یربوعیہ
نے نبوت کا دعوی کیا چونکہ یہ عورت نہایت فصیحہ تھی اور جوبات کہتی تھی مسجع
کہتی تھی اسلئے اوسکے مسجع اور پرزور تقریرون نے لوگون کو مسخر کرلیا چنانچہ
کئی قبیلے عرب کے اوسکے ساتھ ہوگئے پھر اوس نے بنی تمیم کا قصد کیا چونکہ
وہ بہت بڑا قبیلہ ہے۔ اون سے کہا کہ اگرچہ مین نبیہ ہون مگر عورت ہون
اگر تم مجھے تائید دوگے تو سلطنت اور امارت تم ہی مین رہیگی۔ اونہون نے
قبول کیا اون دنون مسیلمہ کذاب کی بھی شہرت تھی سجاح نے کہا چلو اوس کو
آزمائین گے۔ اگر فی الحقیقت نبی ہے تو مضایقہ نہین ورنہ اوس نے قوم کو
شرمندہ کرنا چاہا ہے اور ایک بڑی فوج لیکر روانہ ہوئی جب مسیلمہ کو یہ حال
معلوم ہوا تو گھبرایا اور تحف وہدایا بھیجکر امن کا خواستگار ہوا جب اون نے
امن دیا تو چالیس شخصون کو لیکر اوسکے طرف روانہ ہوا قریب پہونچکر اپنے
رفقا سے کہا کہ ایک عمدہ خیمہ اوسکے لئے نصب کرکے بخور وغیرہ سے معطر کردو
چنانچہ خیمہ آراستہ اور معطر کرکے اوسکی دعوت کیگئی جب وہ خیمہ مین داخل ہوئی
اور نبی ونبیہ کا اجتماع ہوا تو ادھر ادھر کی گفتگو اور موانست کے بعد سجاح نے

پوچھا کہ تم پر کیا وحی ہوئی مسیلمہ نے کہا الم تر کیف فعل ربک بالحبلی - اخرج منہا نسمۃ تسعی - من بین صفاق وحشی - کہا اسکے بعد کیا - کہا ان اللہ خلق النساء افواجا وجعل الرجال لہن ازواجا فنولج فیہن غرامیلنا ایلاجا - ثم نخرجہا اذا شئن اخراجا فینتجن لنا سخالا انتاجا - سجاح نے کہا اشہد انک نبی اللہ - مسیلمہ نے کہا کیا تم مناسب سمجھتی ہو کہ تم سے نکاح ہوا اور تمہاری اور ہماری فوج ملک کل عرب کو فتح کرلے کہا اچھا ساتھ ہی مسیلمہ نے یہ اشعار پڑھے -

الا قومی الی النیک	فقد ہیئی لک المضجع
فان شئت ففی البیت	وان شئت ففی المخدع
وان شئت سلقناک	وان شئت علی اربع
وان شئت بثلثیہ	وان شئت بہ اجمع

اوس نے آخر فقرہ کو پسند کرکے کہا بہ اجمع فہو للشمل اجمع صلی اللہ علیک مسیلمہ نے کہا مجھے بھی ایسی ہی وحی ہوئی ہے -

جب بعد کامیابی کے سجاح اپنے مقام پر گئی لوگون نے حال دریافت کیا کہا کہ مسیلمہ برحق نبی ہے اسی وجہ سے مین نے اوسکے ساتھ نکاح کرلیا اوگون نے کہا کچھ مہر بھی دیا گیا کہا نہین - کہا افسوس ہے تجھ جیسی عورت کا کچھ مہر مقرر نہو ساتھ ہی سجاح لوٹی مسیلمہ نے کہا خیر تو ہے کہا مہر کے لئے آئی ہون کہا تمہارا موذن کون ہے کہا شبیب ابن ربعی کہا اوسکو بلاؤ جب وہ آیا تو مسیلمہ نے کہا سجاح کے مہر مین تم سب لوگون سے صبح اور عشا کے نماز مین نے معاف کردی سب قوم مین پکار دو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پانچ نمازین

سفر کی تھین اونمین سے دو نمازین مسیلمہ بن حبیب رسول اللہ نے معاف کردین
چنانچہ بنی تمیم یہ دو نمازین نہین پڑہتے تھے۔

اس واقعہ سے ایک بات اور بھی معلوم ہوئی کہ درود اس زمانے مین
سوائے انبیا کے اور کسی کے نام کے ساتھ کہا نہین جاتا تھا اسی وجہ سے سجاح
نے مسیلمہ کو صلی اللہ علیک اوسوقت کہا جبکہ اوسکے نبوت کا اعتراف کیا۔

اب مرزا صاحب کے نام پر صلی اللہ علیہ جو کہا جاتا ہے وہ سجاح اور
مسیلمہ کی سنت ہے اسلئے کہ پہلے جس مدعی نبوت کے نام پر یہ جملہ کہا گیا مسیلمہ
کذاب ہی تھا۔

علامہ زرقانی رح نے شرح مواہب مین لکھا ہے کہ اسود عنسی جس نے
نبوت کا دعوی کیا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکے قتل کا حکم دیا
اوسکے روبرو سے ایک گدہا جارہا تھا اتفاقاً وہ گر گیا اوس نے اوسکو اپنا معجزہ
قرار دیا کہ وہ اپنے کو سجدہ کرتا ہے پھر جب وہ اٹھنے لگا تو کچھ کہدیا تاکہ لوگون کو
معلوم ہو کہ اوسکے حکم سے گدہا کھڑا ہوگیا۔

الغرض اتفاقی امور سے بھی عقلا اعجاز نمائی کا کام لے لیتے ہین چنانچہ
مرزا صاحب نے کئی مواقع مین ایسا ہی کیا طاعون جبتک قادیان مین آیا نہ تھا
مرزا صاحب نے اشتہار جاری کیا کہ انہ اوی القری اور للکارا کہ کوئی ہے کہ
ہماری طرح اپنے شہر کی بابت کہے انہ اوی القری۔ اور لکہا کہ طاعون کا
یہان آنا کیسا۔ باہر سے طاعون زدہ کوئی آتا ہے تو اچہا ہوجاتا ہے۔ اور لکہا
کہ قادیان محفوظ رہے گا کیونکہ یہ اسکے رسول کا تختگاہ ہے اور یہ تمام امتون

کے لئے نشان ہے۔

پھر جب طاعون قادیان مین پہونچ گیا تو اخبار مین شائع کرایا کہ طاعون حضرت مسیح علیہ السلام کے الہام کے ماتحت اپنا کام برابر کر رہا ہے دیکھئے عقلی معجزے اسے کہتے ہین کہ ایک طاعون سے کھلے کھلے دو عقلی معجزے ظاہر ہو گئے۔

زلزلہ سے جوالامکھی کا بتخانہ جب تباہ ہوا تو الحکم مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء مین فرماتے ہین کہ ان بتون کے گرنے پر خدا کے جری کو یہ وحی ہوئی جاء الحق وزہق الباطل جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن یہ آیت پڑہی جبکہ وہ بت جو بیت اللہ مین رکھے تھے توڑ دیئے گئے آج احمد قادیانی کے منہ سے خدا کی اس وحی کا پھر نزول ہوا۔ فی الحقیقت مشہور آیت کا پڑھ دینا بھی عقلی معجزہ ہے مرزا صاحب ہی کا کام تھا کہ برموقع کمال جرات سے اپنے گھر مین بیٹھکر وہ آیت پڑہ دی۔

ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین جس زمانہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی نائب دنیا مین پیدا ہوتا ہے تو یہ تحریکین ایک بڑی تیزی سے اپنا کام کرتی ہین اور اس نائب کو نیابت کا اختیار ملنے کے وقت تو وہ جنبش نہایت تیز ہو جاتی ہے۔ طبیعتون اور دلون اور دماغون کو غایت درجہ کی جنبش دیجاتی ہے۔ اور تمام انسانون کے استعدادات مخفیہ ظاہر ہوتے ہین اور ذخائر علوم وفنون کا فتحیاب ہو جاتا ہے صنعتین کلین ایجاد ہوتی ہین اور نیکون کی قوتون مین خارق عادت طرح پر الہامات اور مکاشفات ہوتے ہین۔

اور یہ سب اپنا حال بیان فرماتے ہین جو سباق وسیاق سے ظاہر ہے۔

غرض یہ کہ جتنی کلین امریکہ اور یورپ مین ایجاد ہوئین مرزا صاحب بھی جنرا ئین۔ اربعین مین لکھتے ہین کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے لوگون کے لئے ایک بھاری نشان ظاہر ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ تیرہ سو برس سے مکہ سے مدینہ مین جانیکے لئے اونٹون کی سواری چلی آتی تھی اور قرآن و حدیث مین بالاتفاق یہ پیش گوئی تھی کہ ایک وہ زمانہ آتا ہے کہ یہ اونٹ بیکار کئے جائین گے اور کوئی ان پر سوار نہین ہوگا چنانچہ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ اور حدیث یترک القلائص فلایسعی علیہا اسکی گواہ ہے پس یہ کسقدر بھاری پیشگوئی ہے جو مسیح کے زمانہ کے لئے اور مسیح موعود کے ظہور کے لئے بطور علامت تھی جو ریل کی تیاری پوری ہوگئی فالحمد للہ علے ذلک انتہی۔

آیۃ واذ العشار عطلت سورہ اذا الشمس کورت مین ہے در منثور مین امام سیوطی رح نے یہ حدیث نقل کی ہے واخرج احمد والترمذی وابن المنذر والحاکم وصححہ وابن مردویہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان ینظر الی یوم القیمۃ کانہ رای عین فلیقرا اذا الشمس کورت الحدیث یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو یہ اچھا معلوم ہو کہ قیامت کو برای العین دیکھ لے تو اذا الشمس کورت پڑھے۔ کیونکہ اسمین زمینی اور آسمانی انقلاب پورے مذکور ہین کہ عشار یعنے گابھن اونٹنیان جو عربون کو نہایت مرغوب ہوا کرتی ہین انکی طرف کوئی توجہ نکرے گا کل وحشی جانور اکٹھے ہوجائین گے یعنے چرند درند کو درندون کا کچھ خوف نہوگا پہاڑ اڑجائین گے سمندرون کا پانی خشک ہوجائیگا تارے گر جائین گے آفتاب بے نور ہوجائیگا۔ آسمان خراب ہوجائین گے غرض اونٹنیون

کے معطل ہونے سے مقصود بیان ہول و پریشانی ہے جو نفخ صور کے وقت قیامت کے قریب ہوگی۔ مرزا صاحب نے یہ سمجھا کہ حجاز ریلوی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوجائیگا یہ دوسرا عقلی معجزہ ہے۔ مرزا صاحب نے حجاز ریلوی سے جو یہ کام لیا کہ وہ اپنی نشانی ہے اس سے زیادہ وہ اس سے کام لے بھی نہین سکتے اسلئے کہ حج کو جانا بھی انکا عقلاً محال ہے کیونکہ ازالۃ الاوہام مین وہ تصریح سے کہتے ہین کہ ہندوستان بلکہ قادیان دارالامان ہے پھر اس دارالامن سے کسی دار الاسلام مین وہ کیونکر جاسکتے تاکہ نوبت سواری کی پہنچے غرض اس ریل کو اپنی سواری اگر تجویز فرماتے ہین تو این خیالست و محالست کا مضمون صادق ہے اور اگر اونٹنیون کا بیکار ہونا ہی علامت انکے مسیح موعود ہونے کی ہے تو ماڑواڑ کی اونٹنیان مرزا صاحب کی عیسویت ثابت ہونے نہ دینگی اسلئے کہ باوجود ریل کے وہ اب تک بیکار نہین ہوئین پھر حجاز کی اونٹنیان کیون بیکار ہونگی۔

ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۲۲ مین لکھتے ہین کہ آیت انا علی ذہاب بہ لقادرون مین ۱۸۵۷ء کی طرف اشارہ ہے جسمین ہندوستان مین ایک مفسدۂ عظیم ہو کر آثار باقیہ اسلامی سلطنت کے ملک ہند سے ناپدید ہوگئے کیونکہ اس آیت کے اعداد بحساب جمل ۱۲۷۴ مطابق ۱۸۵۷ء ہین جسکی نسبت خداتعالی آیت موصوفہ بالا مین فرماتا ہے کہ جب وہ زمانہ آئیگا تو قرآن زمین پر سے اٹھا یا جائیگا۔ پس اس حکیم و علیم کا قرآن مین یہ فرمانا کہ ۱۸۵۷ء مین میرا کلام آسمان پر اٹھایا جائے گا یہی معنی رکھتا ہے کہ مسلمان اس پر عمل نہین کرینگے جیساکہ مسلمانون نے ایسا ہی کیا

اور نیز ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۶۵ مین لکھتے ہین کہ حدیثون مین یہ بات بوضاحت لکھی گئی ہے

کہ مسیح موعود اسوقت دنیا مین آئے گا کہ جب علم قرآن زمین پر سے اُٹھ جائیگا اور جہل شیوع پا جائیگا یہ وہی زمانہ ہے جسکی طرف ایک حدیث مین یہ اشارہ ہے لو کان الایمان معلقاً عند الثریا لنالہ رجل من فارس یہ وہ زمانہ ہے جو اس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر ہوا جو طغیان اسکا اس سن ہجری مین شروع ہوگا جو آیت وانا علی ذہاب بہ لقادرون مین بحساب جمل مخفی ہے۔

اس تقریر مین عقلی معجزہ مرزا صاحب کا یہ ہے کہ ۱۲۷۴ سے قرآن کو غائب کردیا پھر ۱۳۰۰ھ مین اسے ثریا سے اتار لایا کیونکہ ازالۃ الاوہام سے واضح ہے (صفحہ ۱۸۶) کہ مسیح کے ظہور کی تاریخ غلام احمد قادیانی ہے (۱۳۰۰ھ) مرزا صاحب کو قرآن غائب کرنیکے لئے اتفاقاً غدر کا موقع ہاتھ آگیا۔ مگر اسمین یہ کسر رہگئی کہ غدر تو ہندوستان کے لوگون نے کیا تھا قرآن حرمین عرب روم شام بلخ بخارا افغانستان چین و افریقہ وغیرہ سے کیون اٹھا لیا گیا۔ مرزا صاحب نے روے زمین کو ہندوستان مین منحصر کرکے سب کو اس شعر کا مصداق سمجھا۔

زمین و آسمان او ہمانست		ہر آن کرمیکہ در گندم نہانست

ورنہ کبھی یہ نہ فرماتے کہ غدر مین قرآن زمین سے اٹھا لیا گیا۔ اور قرآن اگر ہندوستان سے اٹھا لیا گیا تھا تو دوسرے اسلامی ملکون مین ضرور باقی تھا۔ پھر چھبیس تیس سال تک کیا کوئی دوسرے ملک کا مسلمان ہندوستان مین آیا ہی نہین یا کوئی ہندوستانی اس مدت مین حج کو ہی نہین گیا جو وہان سے اپنے اور اپنے بھائیون کی دین و دنیا کی بہبودیون کا ذریعہ اور ایمان کا دارومدار ہے لے آتا اور مرزا صاحب کو ثریا سے اتار لانے کی زحمت نہوتی اس بیان سے مقصود یہ ہے

کہ جہان اتفاقی امر مین مرزا صاحب کو کسی قسم کا موقع مل جاتا ہے اسکو استدلال
مین پیش کر دیتے ہین اور کسی بات کی پروا نہین کرتے دیکہیے کس دہٹائی سے
کہتے ہین کہ خدا نے قرآن مین فرمایا کہ ۱۸۵۷ء مین میرا کلام آسمان پر اٹھایا جائیگا
تاکہ جاہلون اور امنا و صدقنا کہنے والون کو یقین ہو کہ قرآن ہاتھ سے نکل ہی
گیا تھا اگر مرزا صاحب نہ ہوتے تو کس سے یہ ہو سکتا کہ ثریا پر جاکر وہان سے
اسے لے آتا۔

علامۂ جوہری رح نے کتاب المختار مین لکھا ہے کہ حجاز کے کسی شہر مین
ایک شخص سے ملاقات ہوئی جس کا نام سلیمان مغربی تھا اسکی عجیب حالت
دیکھی گئی کہ جو مہمان اسکے ہان جاتا جس قسم کے کہانے کی خواہش کرتا غیب سے
اوسکا سامان ہو جاتا تھا چنانچہ ہم آٹھ شخص اسکے ہان گئے ہر ایک نے ایک
خاص قسم کے کہانے کی فرمایش کی شیخ اپنے خلوتخانہ مین جاکر نماز اور دعا مین
مشغول ہوا تھوڑی دیر کے بعد جب باہر نکلا تو ہر ایک کی فرمایش موجود تھی جس سے
ہم حیران ہو گئے جوہری رح لکھتے ہین کہ مین نے اسکی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ اسکی
عورت شہر مین رہتی ہے شیخ کو جو کچھ منگوانا ہوتا ہے حجرہ مین جاکر کل فرمایشین
لکھکر کبوتر کے ذریعے سے اسکے پاس بھیج دیتا ہے اور وہ عورت سب چیزین تیار
کرکے فوراً بھیجتی [illegible] اگر اسکے [illegible] دور
سے تحف دہایا اور زر خطیر اسکے پاس بھیجتے تھے جس سے وہ نہایت
مرفہ الحال تھا۔

اس قسم کے عقلی معجزات کی تکمیل آدمی اپنی ذات سے نہین کر سکتا کسی

اعتمادی شخص کی تائید کی ضرورت ہوتی ہے ۔ چونکہ یہ شیخ قانع اور خانہ نشین تھا
ایک عورت ہی کی تائید اسکے لئے کافی تھی اور جو لوگ بلند ہمت اور مرد میدان
ہوتے ہین اور ایک بڑے پیمانے پر کام چلانا چاہتے ہین انکے لئے کئی ہمراز
موئیدون کی ضرورت ہوتی ہے جیساکہ ابن تومرث کے حال سے ظاہر ہے کہ
ایک بڑی جماعت عقلا و علما کی فراہم کرکے کام شروع کیا ۔ ایک عبداللہ ونشریسی
اوسکو ایسا مل گیا تھا کہ اسکے سب کامون کو اس سے فروغ ہو گیا ۔ اولا اوسکو
دیوانہ بنا کر ساتھ رکھا پھر جب ایک بڑے مجمع مین معجزہ کی ضرورت ہوئی تو مخفی طور
پر اس سے کچھ کہدیا ۔ یا تو ہمیشہ دیوانہ اور کثیف قابل نفرت حالت مین رہتا
تھا یا نہایت فاخرہ عالمانہ لباس پہنکر مجمع مین آیا اور ایک پر تاثیر واقعہ بیان
کیا کہ رات آسمان سے ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور میرا سینہ شق کرکے
دل دہوکر قرآن اور موطا وغیرہ کتب حدیث و علوم سے بھر دیا ۔ جب اسکا امتحان
لیا گیا تو واقعی عالم ثابت ہوا ابن تومرث یہ حالت دیکھتے ہی بے اختیار رونے لگا
کہ کس منہ سے مین خدا کا شکر ادا کرون اس عاجز کی جماعت مین اس نے ایسے لوگونکو
بھی شریک کیا کہ جن پر فرشتے آسمان سے اترتے ہین اور جس طرح ہمارے سید
ہمارے مولی رحمت للعالمین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک شق
کیا گیا تھا اس عاجز کی جماعت مین ایک ذلیل سے ذلیل شخص کا سینہ فرشتہ
نے شق کرکے قرآن و حدیث اور تمامی علوم لدنیہ سے بھر دیا یہ سب حضرت ہی کا
طفیل ہے ۔
اس معجزہ کے دیکھنے کے بعد ہزارون حمقا معتقد اور جان دینے پر مستعد

ہو گئے - مرزا صاحب کی جماعت مین فاضل اجل حافظ حکیم مولوی نور الدین صاحب
ایسے مدبر شخص ہین کہ مرزا صاحب کو ان پہ ناز ہے اور ہونا بھی چاہیے ازالۃ الادہام صفحہ ۷۷۷
مین تحریر فرماتے ہین کہ بہتیرون نے باوجود بعیت کے عہد بعیت فسخ کر دیا تھا اور
بہتیرے سست اور مذبذب ہو گئے تھے تب سب سے پہلے مولوی حکیم نور الدین صاحب
کا خط اس عاجز کے اس دعوی کی تصدیق مین کہ (مین ہی مسیح موعود ہون)
قادیان مین میرے پاس پہنچا جسمین یہ فقرات درج تھے امنا و صدقنا فاکتبنا
مع الشاہدین - حکیم نور الدین صاحب جیسے فاضل شخص جب امنا و صدقنا کہکر
امتی بن جایئن تو پھر جاہلون کی کیا کمی ہے - حکیم صاحب کے سوا مولوی عبد الکریم صاحب
وغیرہ بھی اس کمیٹی کے معزز ارکان ہین جن سے مرزا صاحب کو بہت کچھ تائید
ملی اور ملتی جاتی ہے ضرورۃ الامام مین لکھتے ہین ایک جلیل الشان فاضل مولوی صفحہ ۲۹
حکیم حافظ حاجی حرمین نور الدین صاحب جو گویا تمام جہان کی تفسیرین اپنے پاس
رکھتے ہین اور ایسا ہی اون کے دل مین ہزارہا قرآنی معارف کا ذخیرہ ہے -
یہ لوگ دیوانے تو نہین کہ انہون نے مجھ سے بعیت کر لی اور دوسرے ملہمون کو
چھوڑ دیا انتہی فی الحقیقت حکیم صاحب جامع الکمالات اور بڑے عقلمند شخص
ہین مگر و بدنصیبی سے زیادہ مرزا صاحب کو مدد نہ دے سکے -
مرزا صاحب براہین احمدیہ مین صفحہ ۴۷۱ لکھتے ہین کہ ایک دفعہ روپیہ کی سخت
ضرورت تھی تو آریہ سماج کے چند آدمیون کے روبرو دعا کی اور الہام ہوا کہ
دس دن کے بعد روپیہ آئیگا اور یہ بھی الہام اوسی وقت ہوا کہ تم امرتسر بھی
جاؤگے چنانچہ دس دن کے بعد گیارھوین روز محمد افضل خان صاحب سپرنٹنڈنٹ

بذریعہ بست راولپنڈی سے ایک سو دس روپے بھیجے اور بست روپیہ اور ایک
جگہ سے آیا سو یہ وہ عظیم الشان پیش گوئی ہے جسکی مفصل حقیقت پر اس جگہ کے
چند آریون کو بخوبی اطلاع ہے اگر قسم دیجائے تو سچی گواہی دینگے انتہی۔

انصاف سے دیکھا جائے تو مرزا صاحب کی اس کارروائی مین
ایک قسم کا اعجاز ہے اگرچہ احتیاطاً دس روز کے بعد قید لگائی تھی اس لحاظ
سے کہ روپیہ کا معاملہ ہے ممکن ہے کہ بھیجنے والے صاحب وقت مقررہ پر خط
وکتابت وغیرہ ذرائع سے قرار دیا گیا ہوگا نہ بھیج سکین مگر ان پر آفرین ہے کہ
برابر وقت معین پر بھیجدیا جس سے حقلی پیش گوئی پوری ہوئی۔

براہین احمدیہ مین لکھتے ہین کہ نور احمد خان صاحب الہام کے منکر تھے
انسے کہا گیا کہ خداوند کریم کے حضرت مین دعا کیجائیگی کچھ تعجب نہین کہ وہ دعا
بہ پایۂ اجابت پہنچکر کوئی ایسی پیش گوئی خداوند کریم ظاہر فرمادے جس کو تم
بچشم خود دیکھ جاؤ چنانچہ دعا کی گئی اور علی الصباح بنظر کشفی ایک خط دکھایا گیا
جو ایک شخص نے ڈاک مین ڈاکخانہ بھیجا ہے۔ اس خط پر انگریزی زبان مین
لکھا ہوا ہے ابی ایم کورلڑ اور عربی مین یہ لکھا ہے ہذا شاہد نزاغ چونکہ یہ خاکسار
نور احمد صاحب کو اس کشف اور الہام کی اطلاع دیکر انگریزی خوان سے اس
انگریزی فقرہ کے معنی دریافت کیئے گئے تو معلوم ہوا کہ اسکے یہ معنی ہین کہ مین
جھگڑنیوالا ہون سو اس خط سے یقیناً یہ معلوم ہوگیا کہ کسی جھگڑے کے متعلق
کوئی خط آنیوالا ہے شام کو انکے روبرو پادری رجب علی کا خط آگیا جس سے

معلوم ہوا کہ اس عاجز کو ایک واقعہ مین گواہ ٹھیرایا ہے انتہی۔

عقلی معجزے کے لوازم سے ہے کہ جو علوم جانتے ہین انکو ایسا چھپانا جیسا کہ کوئی راز کو چھپاتا ہے دیکھیئے ونشریسی اور اخرس وغیرہ نے کس عالی حوصلگی سے علم کو چھپایا جو آخر مین معجزہ کا کام دیا اسی وجہ سے مرزا صاحب انگریزی دانی کو چھپاتے ہین تاکہ ان الہامات مین جو اکثر انگریزی زبان مین ہوا کرتے ہین جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے معجزے کا کام دے۔ اہل دانش پر اس قسم کے معجزات سے یہ امر پوشیدہ نہین کہ مرزا صاحب کے لوگ ڈاکخانہ مین اور دوسرے شہرون مین متعین ہین کہ ایسے متعلق خبرون کی تحقیق کرکے فوراً لکھدیا کرین تاکہ معجزات کا رنگ نہ بگڑے۔

براہین احمدیہ مین لکھتے ہین از انجملہ ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ فجر کے وقت الہام ہوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکر خان کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے یہ پیش گوئی بھی بدستور الہام ہوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکر خان کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے یہ پیش گوئی بھی بدستور معمول اسی وقت چند آریون کو بتلائی گئی اور یہ قرار پایا کہ انہین مین سے ڈاک کے وقت کوئی ڈاکخانہ مین جاوے چنانچہ ایک آریہ گیا اور خبر لایا کہ معتی مردان سے دس روپیہ آئے ہین انتہی۔

فی الواقع روپیہ بھیجے اور ڈاکخانہ کی ایسے طور پر خبر رکھے کہ بھید نہ کھلنے پاوے ہر کسی کا کام نہین مرزا صاحب نے عقلی اعجاز کر دکھایا ڈاکخانہ والے کی کس قدر استمالت کی ضرورت ہوئی ہوگی کہ خطوط تقسیم کرنے سے پہلے خبر دیدی یہی تو عقلی معجزات ہین جو ہر کسی کا کام نہین۔

براہین احمدیہ میں لکھتے ہین از انجملہ ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ صبح کے
وقت بیداری مین جہلم سے روپیہ روانہ ہونے کی اطلاع دیگئی اور اس بات سے
اس جگہ آریون کو جن سے بعض خود جاکر ڈاکخانہ مین خبر لیتے تھے بخوبی اطلاع تھی کہ اس
روپیہ کے روانہ ہونیکے بارہ مین جہلم سے کوئی خط نہین آیا تھا کیونکہ یہ انتظام اس
عاجز نے پہلے ہی سے کر رکھا تھا کہ جو کچھ ڈاکخانہ سے خط وغیرہ آتا تھا اسکو خود بعض
آریہ ڈاکخانہ سے لے آتے تھے اور ہر روز ہر ایک بات سے بخوبی مطلع رہتے تھے
اور خود اب تک ڈاکخانہ کا ڈاک منشی بھی ایک ہندو ہے غرض جب یہ الہام ہوا تو
ان دنون مین ایک پنڈت کے ہاتھ سے جو امور غیبیہ ظاہر ہوتے تھے لکھوائے جاتے
تھے یہ پیش گوئی بھی بدستور لکھوائی گئی اور کئی آریون کو بھی خبر دیگئی اور ابھی
پانچ روز نہین گذرے تھے جو پینتالیس۴۵ روپیہ کا منیاڈر جہلم سے آگیا اور جب حساب
کیا گیا تو ٹھیک اسی دن منیاڈر روانہ ہوا تھا جس دن اسکی خبر دیگئی تھی آہا ہا
مرزا صاحب کا جہلم والے صاحب پر کس قدر وثوق ہوگا کہ خود تاریخ
منیاڈر بھیجنے کی قرار دی تھی برابر اسی تاریخ انھون نے بھیجا تا معجزہ جھوٹا نہ ہو جائے
یہ بات پوشیدہ نہین کہ ایسے معجزات کے لئے ایک کمیٹی کی ضرورت ہے جو سب ہم
خیال ہون اور جہان رہین اپنے اپنے فرائض منصبی پورے کرتے رہین۔

اور یہ بھی براہین احمدیہ مین ہے از انجملہ ایک یہ ہے کہ کچھ عرصہ ہوا کہ خواب
مین دیکھا تھا کہ حیدرآباد سے نواب اقبال الدولہ صاحب کی طرف سے خط آیا ہے
اور اسمین کسی قدر روپیہ دینے کا وعدہ لکھا ہے۔ یہ خواب بھی بدستور روزنامہ
مذکورہ بالا مین اسی ہندو سے لکھائی گئی اور کئی آریون کو اطلاع دیگئی پھر تھوڑے

دنون کے بعد خط آگیا اور نواب صاحب سے سو روپیہ بھیجا انتہی۔

ہمین معلوم ہے کہ نواب صاحب صاحب کشف نہین تھے ایک مخبر شخص تھے کسی کی سعی پر انہون نے اقرار کر لیا جسکی خوش خبری متوسط نے دی اور مرزا صاحب نے اسکو خواب وخیال سمجھکر پیش گوئی کے مدمین لکھوا دیا جسکا ظہور معجزے کے رنگ مین ہوا یہ سب اتفاق کی برکت ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے دو دل یک شود بشکند کوہ را۔

اہل دانش اگر مرزا صاحب کے معجزات کا موازنہ اور مقائسہ سلیمان مغربی کے معجزے کے ساتھ کرین تو اس قسم کے معجزات مین اسیکا پلہ بھاری نظر آئیگا اسلئے کہ اس نے سوائے اپنی بی بی کے کسی سے مدد نہین لی اور ہزارون روپیہ جمع کر کے مرجع خلائق بن گیا۔ البتہ مرزا صاحب کے معجزے ایک قسم مین منحصر نہین اسمین انکو بیشک تفوق حاصل ہے۔

مگر اس قسم کے معجزات کو مرزا صاحب جو عظیم الشان نشانیان کہتے ہین نازیبا ہے اسلئے کہ اس قسم کے مغیبات کا دریافت کر لینا کئی طریقون سے ہوا کرتا ہے سب سے آسان یہ طریقہ ہے کہ کچھ روپیہ صرف کر کے لوگ فراہم کر لئے جاتے ہین جو وقتاً فوقتاً خبر دیتے رہتے ہین افسران خفیہ پولس اسی طریقہ سے ہر شخص کے گھر کی بلکہ دل کی بات معلوم کر لیتے ہین۔

کاہن لوگ بھی اس قسم کی خبرین دیتے ہین بلکہ وہ تو آیندہ کی خبرین بھی دیا کرتے ہین چنانچہ امام سیوطی رح نے خصائص کبرے مین کئی روایتین نقل کی ہین جن سے ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے پہلے سطیح اور شق وغیرہ کاہنون نے مفصل خبرین دی تھین کہ نبی آخر الزمان قریب

مبعوث ہونیوالے ہین جو سون کو توڑینگے اور ملک فتح کرین گے۔

مروج الذہب مین امام ابوالحسن مسعودی رح نے لکھاہے کہ کاہن لوگ جو غیب کی خبرین دیتے ہین اسکے سبب مین اختلاف ہے حکمائے یونانی وم کہتے ہین کہ وہ لوگ نفوس کا تصفیہ کرتے ہین جس سے اسرار طبیعت کے منکشف ہوتے ہین اسلئے کہ کل اشیا کی صورتین نفس کلی مین قائم ہین جنکے عکس نفوس مصفی مین جلوہ گر ہوتے ہین۔ اور بعض کہتے ہین کہ جنات انکو خبر دیجاتے ہین۔ اور بعضون کا قول ہے کہ اوضاع فلکیہ کو اس باب مین دخل تام ہے۔ اور بعضون کے نزدیک قوت اور صفائی طبیعت اور لطافت جس سے کہانت حاصل ہوتی ہے اور اکثر کا قول ہے اور احادیث سے بھی وہی ثابت ہوتا ہے کہ کوئی شیطان انکے موافق ہوتا ہے جو اس قسم کی خبرین انکو دیتا ہے۔ بہرحال اسباب کچھ ہی ہون مگر سب کے نزدیک مسلم ہے کہ کاہن غیب کی خبرین دیا کرتے ہین۔

عامل لوگ حاضرات کے ذریعہ سے بھی ایسی خبرین معلوم کرلیتے ہین چنانچہ اس زمانہ مین یہ لوگ بکثرت موجود ہین۔

مسمریزم کے ذریعے سے بھی مغیبات پر اطلاع ہوا کرتی ہے جسکا کوئی انکار نہین کرسکتا اسلئے کہ اسکی موجد مہذب قوم ہے۔ اور اسکے تو مرزا صاحب بھی قائل ہین کہ عیسی علیہ السلام مسمریزم ہی کے ذریعہ سے عجائب دکھلاتے تھے۔ اگرچہ یہ وجہ بیان کرکے اسکی مشاقی سے انکار کرتے ہین کہ وہ کام قابل نفرت ہے مگر عقلا اسکو باور نہین کرسکتے اسلئے کہ مرزا صاحب نے اتنا بڑا دعوی مسیحائی اور مہدویت و محدثیت و مجددیت وغیرہ کا کیا ہے ممکن نہین کہ عقلی

معجزات دکھلانے کے لئے عقلی کوئی ذریعہ پہلے سے تجویز نہ کر رکھا ہو۔ اور یہ کام کچھ ایسا مشکل بھی نہیں ٹھہرا۔ ہا آدمی اسکے واقف اور عامل موجود ہیں اور بہت سی کتابیں بھی اس فن میں تصنیف ہو چکی ہیں اور مرزا صاحب ایک مدت تک گوشہ نشین اور خلوت گزین بھی رہ چکے ہیں اور عیسی علیہ السلام کی مثلیت حاصل کرنے کی بھی ایک زمانہ سے فکر ہو رہی ہے پھر مسمریزم کی مشق سے کون سی چیز مانع ہے رہا انکار سو مصلحت وقت کے لحاظ ایسے امور کی ضرورت ہوتی ہے دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز پر عمل کرنا مقتضائے عقل ہے۔

بہرحال جب غیب کی خبروں پر اطلاع پانیکے متعدد ذریعے موجود ہیں اور انہی ذرائع سے لوگ اس زمانہ میں مطلع ہوا کرتے ہیں تو وہ حد طاقت بشری سے خارج نہ ہوا پھر وہ معجزہ کیونکر ہو سکتا تھا معجزہ کی حد میں یہ امر داخل ہے کہ قدرت بشری سے وہ کام خارج ہو۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اظہار معجزہ کے وقت غیب کی خبر دینے سے انکار فرما کر وہ بات دکھلائی لاامکان بشری سے خارج تھی۔

غرر الخصائص الواضحہ ص ۱۷۰ میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے کوفہ میں نبوت کا دعوی کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سنکر فرمایا کہ اس سے کہا جائے کہ مادرزاد اندھے اور ابرص کو چنگا کرے اور جبتک یہ معجزہ وہ نہ دکھلائے اسکا دعوی مسموع نہیں ہو سکتا۔ دیکھیے ترجمان القرآن جنکو علم و حکمت عطا ہونے کی دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور وہ مقبول بھی ہو گئی جسکے مرزا صاحب بھی معترف ہیں انھوں نے کیسے مختصر جملہ میں تصفیہ فرما دیا۔ اب جو حضرات

ابن عباس رضی اللہ عنہ کو معتمد علیہ اور انکی بات کو قابل اعتبار سمجھتے ہین انکے اس فیصلہ پر راضی ہوکر مرزا صاحب سے صاف کہدین کہ جبتک مادرزاد اندھے اور کوڑھی جبکو ہم تجویز کرین آپ چنگا نہ کرین آپ کا دعوی مسموع نہین ہوسکتا۔

مرزا صاحب کے معجزات مین وہ الہام بھی داخل ہین جو موقع موقع پر ہوتے رہتے ہین مثلاً:۔

(۱) میرے پر خاص الہام سے ظاہر ہوچکا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہوچکا ہے اور اسکے رنگ مین ہوکر وعدہ کے موافق تو آیا ہے ازالہ ص ۵۶۱

(۲) انا انزلناہ قریباً من القادیان جسکا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ عیسی دمشق یعنے قادیان مین اترا ہے ازالہ ص ۷۵ -

(۳) کشف سے معلوم ہوا کہ غلام احمد قادیانی کے تیرا سو عدد ہین ۱۳۰۰ یہی مسیح ہے ازالہ ص ۸۵

(۴) اس عاجز کا نام آدم اور خلیفہ اللہ رکھکر اور انی جاعل فی الارض خلیفۃ کے کہلے کہلے طور پر براہین احمدیہ مین بشارت دیکر لوگون کو توجہ دلائی کہ تا اس خلیفہ کی اطاعت کرین اور اطاعت کرنیوالی جماعت سے باہر نہین ازالہ ص ۶۹۵

(۵) قل انی امرت وانا اول المومنین - و اتانی مالم یوت احداً من العالمین ازالہ ص ۷۰۳ -

(۶) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ازالہ ص ۷۶ -

(۷) قل یا ایہا الکافرون انی من الصادقین ازالہ ص ۸۵۵ -

جبکا مطلب یہ ہوا کہ خدا نے عیسی علیہ السلام کو مار کر مرزا صاحب کو انکی جگہہ بجائے

دمشق قادیان مین اتارا اور خلیفہ اللہ آدم بناکر بشارت انکی براہین احمدیہ مین دیدی اور انکو وہ فضائل دئے جو عالم مین کسی کو نہین دئے اور انکی اطاعت کرنیوالا محبوب خدا ہے اور انکا مخالف کافر ہے۔ اور اسکے سوا یہ بھی فرماتے ہین کہ خدا منہ سے پردہ اٹھا کر انسے باتین بلکہ ٹھٹھے کیا کرتا ہے۔

ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ بیانات بھی معجزے نہین ہو سکتے اسلئے کہ ابھی معلوم ہوا کہ معجزہ وہ ہے جو طاقت بشری سے خارج ہوا اور یہ بیانات طاقت بشری سے خارج نہین دیکھ لیجئے مسیلمہ کذاب سے لیکر آجتک جتنے جھوٹے نبی اور مدعیان امامت و عیسویت و مہدویت و کشفیت و شاہدیت و مذہبیت وغیرہ گذرے سب برابر کہا کرتے تھے کہ ہم پر وحی ہوتی ہے اور خدا سے باتین کیا کرتے ہین اور کسی کو تو خدا نے اپنا پیارا بیٹا بھی کہدیا۔ انکی تعلیون پر وہ حکایت صادق آتی ہے جو مولانائے روم رح نے مثنوی مین لکھی ہے۔

آن شغالک رفت اندر خم رنگ	اندران خم کرد یک ساعت درنگ
پس بر آمد پوستش رنگین شدہ	کہ منم طاؤس علیین شدہ
دید خود را سرخ و سبز و بور و زرد	خویشتن را بر شغالان عرضہ کرد
جملہ گفتند ای شغالک حال چیست	کہ ترا در سر نشاطی ملتویست
از نشاط از ما کرانہ کردۂ	این تکبر از کجا آوردۂ
یک شغالے پیش او شد کای فلان	شید کردی تا شدی از خوشدلان
شید کردی تا بمبر بر جہی	تا ز لاف این خلق را حسرت دہی

پس بگوشیدی ندیدی گرمئے — پس زشید آورده بے شرمئے
صدق وگرمی خود شعار اولیاست — باز بے شرمی پناه هر دغاست
کالتفات خلق سوے خود کشند — که خوشیم واز درون بس ناخوشند

غرض یہ کہ اپنے منہ سے دہ ہزار تعلیان کرین مگر کیا کوئی عاقل انکی تعلیون کو معجزہ کہہ سکتا ہے ہان اسکو ہم مان لینگے کہ بقول مرزا صاحب وہ بھی ایک قسم کے عقلی معجزات ہین۔ انھون نے دیکھا کہ جب تک خدا کی طرف سے اون لوگون کو پیام نہ پہنچائے جائین یہ سادہ لوح ہماری بات کو نہ مانین گے اسلئے حسب ضرورت الہام بنا بنا کر انکو خدا کی طرف سے سنایا۔ اور قاعدہ کی بات ہے کہ جہان لاکہون آدمی ہون وہان صدہا بلکہ ہزارہا ایسے بھی ہوتے ہین کہ کسی بات کی تحقیق سے انکو کچھ غرض نہین ہوتی ایسی باتون کو سچ مچ خداے تعالی کا ارشاد سمجھکر مان لیتے ہین۔

غرر الخصائص مین لکھا ہے کہ ایک مولوی صاحب کسی بزرگوار کی ملاقات کو گئے دیکھا کہ قرآن شریف گود مین لیے اور زار زار رو رہے ہین کہ انسون سے قرآن کے اوراق تر ہین پوچھا یہ کیا حالت ہے کہا مین نے اپنی لونڈیون کے ساتھ چھاچھ کہائی تھی جس سے خداے تعالی منع فرماتا ہے اب سواے رونیکے کیا کرسکتا ہون کہا کس نے تمہین اس سے منع کیا کہا تم نے قرآن نہین پڑہا حق تعالی فرماتا ہے يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ (اس آیت مین حایضہ عورتون سے مقاربت منع کی گئی ہے۔ انہون نے محیض کو مخیض بجاے مہملہ معجمہ سمجھا جسکے معنی چھاچھ ہین)

غرض وہ آیت سناکر کہاکہ اب میری توبہ قبول ہونے کی کیا صورت۔ مولوی صاحب نے انکی حالت اور اصرار کو دیکہکر کہاکہ تضرع اور عاجزی سے توبہ کیجائے تو قبول ہوتی ہے سنتے ہی انہون نے سر سے پگڑی اتارلی اور آستینین چڑہاکر دست بدعا ہوے اور یہ دعا کرنی شروع کی اللہم انک تجد من ترحمہ سوای و لا اجد من یعذبنی سواک یعنے یا اللہ تجہے رحم کرنیکے لئے بہت لوگ ملین گے لیکن مجہے عذاب کرنیوالا تیرے سوا کوئی نہین مل سکتا۔

الحاصل اس قسم کی طبیعت والون کو جب خدا کا پیام پہنچا یا جائے اور اسکے ساتھ شعبدے اور نیرنجات وطلسمات اور کہانت و نجوم و مسمریزم وغیرہ سے کام لیکر انکی کوتہ اندیش عقلین مسخر کرلیجائین تو پہر انکے امنا و صدقنا کہنے مین کیا تامل۔ انہین تدابیر سے ہر زمانہ مین لاکہون آدمیون کو جعلسازون نے پہانسا جنکی طبیعت اور خیال والے ابتک موجود ہین۔ اور اہل اسلام مین جو زمانہ خیر القرون تہا جب مسیلمہ کذاب و اسود عنسی وغیرہ جعلسازونکی چل گئی تو تیرا ۱۳ سو برس کے بعد چل جانا کونسی بڑی بات ہے۔

اب یہ بات قابل غور ہے کہ مرزا صاحب جو ازالۃ الاوہام ص ۱۴۰ مین لکہتے ہین کہ ایک متدین کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ الہام اور کشف کا نام سنکر چپ ہوجائے اور بلکی چون و چرا سے باز آجائے انتہی اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک مسیلمہ وغیرہ کے الہام سنکر جو لوگ چپ رہے اور چون و چرا نہ کئے وہ متدین تہے اور جو لوگ چون و چرا بلکہ انکی سرکوبی کی وہ متدین نتہے معاذ اللہ اسکا تو کوئی مسلمان قائل نہین بلکہ جہوٹے نبیون کے الہامونکو رد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے

مرزا صاحب براہین احمدیہ مین صفحہ ۲۴۳ اپنے پر الہام ہونے کی کیفیتین نہایت دلچسپ بیان کرتے ہین کہ وہ کامل روشنی کے ساتھ نازل ہوتا ہے اور بارش کی طرح متواتر برسکر اور اپنے نور کو قوی طور پر دکھلا کر ملہم کے دل کو کامل یقین سے پُر کر دیتا ہے۔ اور لکھتے ہین مختلف لفظون مین اتر کر معنی اور مطلب کو بکلی کہول دے اور عبارت کو متشابہات مین سے بکل الوجوہ باہر کر دے اور متواتر دعاؤن اور سوال کے وقت خدائے تعالی ان معانی کا قطعی اور یقینی ہونا متواتر اجابتون اور جوابون کے ذریعے سے بوضاحت تمام بیان فرما دے۔ جب کوئی الہام اس حد تک پہنچ جائے تو وہ کامل النور اور یقینی ہے خدائے تعالی ایک بے ہوشی اور ربودگی اسپر ظاہر کر دیتا ہے جس سے وہ بالکل اپنی ہستی کھو دیتا ہے۔ بندہ جب حالت ربودگی سے جو غوطہ سے بہت مشابہ ہے باہر آتا ہے تو اپنے اندر مین کچھ ایسا مشاہدہ کرتا ہے جیسے ایک گونج بھری ہوئی ہوتی ہے اور جب وہ گونج کچھ فرو ہوتی ہے تو ناگہان اسکو اپنے اندر سے ایک موزون اور لطیف اور لذیذ کلام محسوس ہو جاتی ہے اور یہ غوطہ ربودگی کا ایک نہایت عجیب امر ہے جسکے عجائب بیان کرنیکے لئے الفاظ کفایت نہین کرتے یہی حالت ہے جس سے ایک دریا معرفت کا انسان پر کہل جاتا ہے۔ گویا اوس عالم مین بندہ اپنے خدا کو دیکھ لیتا ہے۔ اور اپنے سوالون کا جواب پاتا ہے اسی طرح کہ جیسے ایک انسان دوسرے انسان کی بات کا جواب دیتا ہے اور جواب نہایت فصیح اور لطیف الفاظون مین بلکہ کبھی ایسی زبان مین ہوتا ہے کہ جس سے وہ بندہ ناآشنائے محض ہے اور کبھی امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے

کہ جو مخلوق کی حالتون سے باہر ہے اور کبھی مواہب عظیمہ کی بشارت ملتی ہے اور
منازل عالیہ کی خوش خبری سنائی جاتی ہے اور قرب حضرت باری کی مبارک باد
دیجاتی ہے اور کبھی دنیوی برکتون کے بارہ مین پیش گوئی ہوتی ہے ۔ اون
کلمات سے جس قدر ذوق و معرفت حاصل ہوتی ہے اسکو وہی بندہ جانتا ہے
جسکو یہ نعمت عظمے عطا ہوئی ہے ۔ اور ضرورۃ الامام مین لکھتے ہین خدائے تعالے
کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرے سے اتار کر انسے باتین کرتا ہے اور
بعض وقت ٹھٹھے کرتا ہے ۔ غرض وحی اور الہام کے حالات مذکورہ کچھ تو احادیث
سے اور کچھ صوفیہ کے کلام سے ماخوذ ہین اور کچھ مرزا صاحب کی ایجاد بھی ہے
ہمین اسمین کلام نہین کہ وحی اور الہام کے حالات ایک خاص قسم کے ہین
جنکو اہل الہام جانتے ہین مگر کلام اسمین ہے کہ مرزا صاحب کو بھی الہام ہوتا ہے
یا نہین ابتک انہون نے اس دعوے پر کوئی دلیل پیش نہین کی ۔ ممکن ہے کہ
کسی قسم کی استغراقی حالت ان پر طاری ہوتی ہو ۔ جسکو وہ بیخودی سمجھتے ہون
کیونکہ انسان پر جو خیال غالب ہوتا ہے اسمین انہماک ہو جاتا ہے ۔ جو لوگ کسی
کام کی طرف پوری توجہ کرتے ہین اونکو معلوم ہے کہ ہر وقت اوس کام کا خیال
لگا رہتا ہے یہانتک کہ خواب مین بھی وہی نظر آتا ہے چنانچہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے

ور بلبل بے قرار بلبل باشی	گر در دل تو گل گذرد گل باشی

شاعرون کی حالت مشہور ہے کہ جب کوئی عمدہ مضمون اونکو سوجتا ہے تو وہ
بیخود ہو جاتے ہین اور دنیا و مافیہا سے انکو خبر نہین ہوتی اور بے اختیار
وجد کرنے لگتے ہین چونکہ مرزا صاحب مین ایک مدت سے عیسویت کا خیال متمکن ہے

ورادِ مسئلہ لوازم کے اثبات کی فکر مین اکثر مستغرق اور منہمک رہتے ہین اسوجہ سے یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ جب کوئی نیا مضمون اس استغراقی حالت مین اونکو سوجھتا ہوگا تو ایک ایسی حالت طاری ہوتی ہوگی جو کشف کے ساتھ مشابہ ہے کیونکہ فکر کے دریا مین غوطہ لگانیکے بعد جو مضمون دستیاب ہوتا ہے اوسوقت اوسکی طرف کچھ ایسی توجہ رہتی ہے کہ کوئی دوسری چیز عالم خیال مین پیش نظر نہین ہوتی اور اسپر دستیابی گوہر مقصود کا سرور دل پر ایسا محیط ہوتا ہے کہ بیخودی کی حالت طاری ہوجاتی ہے اوس استغراقی حالت مین چمکتے ہوے گوہر مقصود کا پیش نظر رہنا اس بات کو باور کراتا ہے کہ اوس مسئلہ کا کشف ہوگیا حالانکہ دراصل یہ ایک خیالی کشف ہوتا ہے حالت واقعیہ سے اوسکو کوئی تعلق نہین۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ مرزا صاحب کا نفس لطیف ہو اور جس طرح کاہنون کے کشف کا حال حکمانے لکھا ہے انکو بھی کشف ہوتا ہے۔ اور بعض لوگون کو ایسے بھی کشف ہوتے ہین جو کسی شاعر نے لکھا ہے۔

شیخ در کشف دیدہ شیطان را	رہزن دین و دزد ایمان را
از صفا بسکہ دل چو آئینہ ساخت	آن لعین را ہمین کہ دید شناخت
بہ ملامت عتاب پیش گرفت	بر سرش زد بمی و ریش گرفت
کہ چہا میکنی تو اے مردود	شدہ از درگہ خدا مطرود
اے کہ گمراہ کردہ مردم را	طوق اضلال حلقہ دم را
این ہمہ طاعت و رکوع و سجود	بہر اغوائے خلق مردم بود
ہم ویگر چو شیخ برد بکار	شد از ان ضرب دست خود بیدار

چون ترش روز خواب شیرین جست	ویدریش خودش بدست خود است
جنگ بادیو نفس آمد یاد	خندہ زد بریش خود سر واد

اگرچہ شاعر نے اس حکایت مین کچھ شاعری سے بھی کام لیا ہوگا مگر اسمین شک نہین کہ شیطانی الہام بھی ہوا کرتے ہین جنکو واقعیت سے کچھ تعلق نہین ہوتا چنانچہ مرزا صاحب کی تحریر سے بھی کشف والہام مین شیطان کی مداخلت ثابت ہے جیساکہ ازالۃ الاوہام مین ص ۶۲۷ لکھتے ہین کہ میان عبدالحق صاحب غزنوی اور مولوی محی الدین صاحب کو الہام ہوے کہ مرزا صاحب جہنمی ہین اور کبھی اپنے الحاد اور کفر سے باز نہ آئینگے اور ہدایت پذیر نہ ہونگے اسکے جواب مین مرزا صاحب لکھتے ہین کہ جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دیکر کسی بات کے انکشاف کے لئے توجہ کرتا ہے خاصکر اس حالت مین کہ جب اسکے دل مین یہ تمنا مخفی ہوتی ہے کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی برا یا بھلا کلمہ بطور الہام مجھے معلوم ہو جائے تو شیطان اوسوقت اسکی آرزو مین دخل دیتا ہے اور کوئی کلمہ اسکی زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور در اصل وہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے اور رسولون کی وحی مین بھی ہو جاتا ہے مگر وہ بلا توقف نکالا جاتا ہے۔ انجیل مین بھی لکھا ہے کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتون کے ساتھ بدلکر بعض لوگون کے پاس آجاتا ہے اور نیز لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت مین چارسو نبی نے اوسکی فتح کے بارہ مین پیش گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی۔ اسکا سبب یہ تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا نوری فرشتہ کی طرف سے نہین تھا اور نبیون نے دہوکا کھاکر

ربانی سمجھا انتھا۔

مرزا صاحب کے اعتراف سے یہ بات ثابت ہے کہ شیطان نوری شکل مین آتا ہے جسکی نبیونکو بھی شناخت نہین ہوسکتی چنانچہ چار سو نبی دھوکا کھاکر جھوٹے ثابت ہوے اور اونکو یہ بھی معلوم نہوا کہ وہ الہام ہے یا وسوسہ شیطانی بقول مرزا صاحب جب نبیون کے الہامون اور مشاہدہ کا یہ حال ہو تو مرزا صاحب کے الہام کس شمار وقطار مین۔ اسی کے موید یہ واقعہ بھی ہے جو نفحات الانس مین مولانا ے جامی رح نے ابو محمد خفاف کے حال مین لکھا ہے کہ ایک جگہ مشایخ شیراز کا مجمع تھا جسمین ابو محمد خفاف رح بھی تھے گفتگو مشاہدہ کے باب مین شروع ہوئی ہر ایک نے اپنے معاملات بیان کئے ابو محمد رح سب سنتے رہے اور اپنی تحقیق کچھ بیان نہین کی مومل حصاص رح نے کہا کچھ آپ بھی بیان فرماوین انہون نے کہا یہ تحقیقات کافی ہین مومل رح نے اصرار کیا اسپر ابو محمد رح نے کہا کہ یہ جسقدر گفتگو تھی حد علم مین تھی حقیقت مشاہدہ کی کچھ اور ہے اور وہ یہ ہے کہ حجاب منکشف ہوکر معاینہ ہوجاے سب نے کہا یہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہا مین ایکبار تبوک مین نہایت مشقت اور فاقہ کی حالت مین مناجات مین مشغول تھا کہ یکایک حجاب اٹھ گیا دیکھا کہ عرش پر حق تعالی جلوہ افروز ہے مین دیکھتے ہی سجدہ مین گرا اور عرض کیا کہ یا مولای ماہذا مکانی وموضعی منک۔ یہ سنکر سب خاموش ہوگئے۔ مومل رح نے اونسے کہا کہ چلئے ایک بزرگ سے ملاقات کرائین اور ابن سعدان محدث کے ہان اونکو لیگئے وہ نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آئے مومل رح نے اون سے کہا اے شیخ جو روایت آپنے بیان کی تھی کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ان للشیطان عرشا بین السماء والارض اذا اراد لعبد فتنة کشف له عنه۔ ذرا سنا ئیے شیخ نے بسند متصل وہ روایت سنائی جسکا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان و زمین کے درمیان مین شیطان کا تخت ہے جب خداے تعالے کو منظور ہوتا ہے کہ کسی بندہ کو فتنہ مین ڈالے یعنے گمراہ کرے تو شیطان اس پر منکشف ہوجاتا ہے۔ ابو محمد رح نے سنکر کہا کہ پہر ایک بار اور پڑہئے شیخ نے اسکا اعادہ کیا۔ ابو محمد رح روتے ہوے بے اختیار اٹھے اور کئی روز غائب رہے موصل رح کہتے ہین کہ جب انسے ملاقات ہوئی مین نے پوچھا کہ اتنے زور سے آپ کہان تھے کہا اوس کشف و مشاہدہ کے وقت سے جتنی نمازین پڑہی تھین سب کی قضا کی اسلئے کہ وہ سب شیطان کی پرستش تھی۔ پہر کہا کہ اب اسکی ضرورت ہے کہ جہان اوسکو دیکھکر سجدہ کیا تھا وہین جاکر اسپر لعنت کرون چنانچہ وہ چلے گئے اور پہر انسے ملاقات نہوئی انتہی۔

چونکہ ابو محمد خفاف رح سعید ازلی تھے گو چند روز امتحانًا اس مہلک فتنہ مین مبتلا رہے مگر جب حدیث شریف پہنچی فورًا متنبہ ہوگئے اور اوس کشف و مکشوف دونون پر لعنت کی۔ مرزا صاحب نے مثل اور معجزون کے رویت الہی کو عقلی معجزہ اگر نہ بنایا ہوا ور فی الواقع اس قسم کا کشف اونکو ہوا کرتا ہو تو ضرور ہے کہ اس حدیث کے پہنچنے کے بعد مثل خفاف رح کے کشف و مکشوف پر لعنت کرین مگر بظاہر اسکی امید نہین معلوم ہوتی۔

اب اہل انصاف غور کرین کہ جب مرزا صاحب کے کشف و الہام مین اتنے احتمالات موجود ہین تو اون کے مخالفون کو ان کشفون اور الہامون کے

صحیح ماننے پر کونسی چیز مجبور کر سکتی ہے - پھر الہام بھی کیسے کہ کرورہا مسلمانون کی متواتر اخبار کے مخالف کیونکہ کوئی اعلی درجہ کا طبقہ امت مرحومہ کا ایسا نہین جنکے نزدیک عیسے علیہ السلام کا زندہ رہنا اور قیامت کے قریب اونکا آسمان سے اترنا ثابت نہو۔ محدثین فقہا اولیاء اللہ وغیرہم سب اسکے قائل اور اپنی مستند کتابون مین اسکی تصریح کر چکے ہین - برخلاف اس کے مرزا صاحب کہتے ہین کہ اپنے کشف والہام سے اسکی غلطی ثابت ہے اور خدانے مجھے عیسی بنا کر بھیجا ہے اس دعوی مجرد پر نہ کوئی گواہ ہے نہ حدیث مین اشارہ کہ قادیانی صاحب سے خدا بالمشافہ باتین کرکے انکو عیسی بنا کر بھیجے گا۔

دس پانچ روپیہ کا کوئی کسی پر دعوی کرتا ہے تو اس خیال سے وہ جھوٹا سمجھا جاتا ہے کہ شاید طمع نے اسکو اس دعوی پر برانگیختہ کیا ہوگا اور جب تک دو گواہ ایسے پیش نہ کرے جو اپنا چشم دید واقعہ بیان کرین اسکے دعوی کی تصدیق نہین ہو سکتی - پھر مرزا صاحب لاکھون روپئے جس دعوی کی بنا پر کما رہے ہین بغیر گواہ کے اوسکی تصدیق کس عقلی یا نقلی قاعدہ سے ہو سکتی ہے۔

مرزا صاحب جو لکھتے ہین کہ خدا کسی قدر پردہ اپنے چہرہ سے اتار کر

انسے باتین کرتا ہے یہ بات اس حدیث صحیح کے صراحۃً مخالف ہے عن ابی موسیٰ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لاینام - حجابہ النور لوکشفہا لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلقہ م ہ کنز العمال یعنے خدائے تعالی کا حجاب نور ہے اگر اوسکو اٹھادے تو جہان تک اسکی نظر پہنچتی ہے وہانتک اوسکے انوار سب کو جلا دینگے یہ حدیث مسلم شریف اور ابن ماجہ مین ہے

اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کا وہ دعوی محض غلط ہے - اگرچہ مرزا صاحب یہان بھی یہی فرما دینگے کہ بخاری نے یہ حدیث غلط سمجھکر چھوڑ دیا مگر اہل اسلام سمجھ سکتے ہین کہ کل محدثین و فقہا و اولیاء اللہ کا اجماع ہے کہ مسلم کی کل حدیثین صحیح ہین - اگر مرزا صاحب اپنی دنیوی غرض کے لحاظ سے اس حدیث کو غلط سمجھین تو چندان بے موقع نہین اسلئے کہ اونکو اس سے فائدہ اٹھانا ہے مگر مسلمانون کو اوس سے کیا فائدہ اگر دنیا ہی کا کچھ فائدہ ہوتا جب بھی ایک بات تھی کہ آخرت کا حصہ دنیا ہی مین ملجاتا جیساکہ حق تعالی فرماتا ہے وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ بخلاف اسکے کہ اگر دنیوی فائدہ بھی نہ ہو تو خسر الدنیا و الاخرہ کا مضمون صادق آجائیگا جسکو کوئی عاقل پسند نہین کرسکتا -

اور حق تعالی فرماتا ہے مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ یعنے کسی آدمی کی تاب نہین کہ خدا اوس سے دو بدو ہوکر کلام کرے مگر الہام کے ذریعے سے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو اوس کے پاس بھیجدیتا ہے اور وہ خدا کے حکم سے جو اوسکو منظور ہوتا ہے پہنچاتا ہے بے شک خدا عالیشان حکمت والا ہے -

مرزا صاحب ضرورۃ الامام مین امام الزمان کی چھٹی علامت مین لکھتے ہین کہ امام الزمان کا ایسا الہام نہین ہوتا کہ جیسے کلوخ انداز در پردہ ایک کلوخ پھینک جائے اور بھاگ جائے اور معلوم نہو کہ وہ کون تھا اور کہان گیا بلکہ خدا تعالے

اون سے بہت قریب ہوجاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے اور یہ کیفیت دوسرون کو میسر نہین آتی اور اسکے بعد لکھتے ہین کہ مین اسوقت بے دھڑک کہتا ہون کہ خدا کے فضل سے وہ امام الزمان مین ہون اور مجھمین خداے تعالی نے وہ تمام شرطین اور تمام علامتین جمع کی ہین انتہی۔ اسکا مطلب ظاہر ہے کہ تمام اولیاء اللہ کے الہامون مین خود اونکو یقین نہین ہوسکتا کہ وہ خدا ہی کی طرف سے ہین کیونکہ کلوخ انداز جیسے کلوخ پھینک کر بھاگ جاتا ہے ویسا ہی خدا بھی الہام دل مین ڈال دیکر علیحدہ ہوجاتا ہے اور ولی کو یہ خبر نہین ہوتی کہ وہ کون تھا اور کہان چلا گیا۔ اور امام الزمان جو مرزا صاحب ہین اونکے الہام مین یہ بات نہین ہوتی بلکہ یقیناً معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ الہام کرنیوالا خدا ہی ہے اسی غرض سے خدا کسی قدر پردہ اپنے چہرہ سے اتار دیتا ہے تاکہ مرزا صاحب کو شک نہ پڑے کہ خدا کلام کرتا ہے یا شیطان جس کا ماحصل یہ ہوا کہ دو بدو انسے خدا ہمکلام ہوتا ہے۔

اب دیکھئے یہ افترا ہے یا نہین آیۂ موصوفہ مین حق تعالی صاف فرماتا ہے کہ ان تین صورتون کے سوا حق تعالی کے کلام کرنے کی کوئی صورت نہین۔

ایک وحی جو دل مین ایک بات پیدا ہوجاتی ہے جیسے اس آیۂ شریفہ سے معلوم ہوتا ہے وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ۔

دوسری پردہ کے پیچھے سے جیسے موسی علیہ السلام کے ساتھ کلام ہوا ہرچند موسی علیہ السلام نے اسوقت دیدار کی بہت خواہش کی مگر لن ترانی ہی کا ارشاد ہوتا رہا۔

تیسری بذریعہ فرشتہ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل ہوا کرتا تھا۔ مرزا صاحب کہتے ہین کہ ان تینون قسمون سے جو خدا ئے تعالی نے بیان کئے ہین کسی ایک قسم کا الہام اپنے کو نہین ہوتا اس سے ظاہر ہے کہ اونکو رحمانی الہام نہین ہوا کرتے۔ بلکہ شیطان اونکو اپنا چہرہ دکھلا کر الہام یعنے باتین کیا کرتا ہے جیسا کہ ابو محمد خفاف رح کے واقعہ سے ابھی معلوم ہوا اور مرزا صاحب اسکو سچ مچ خدا سمجھ بیٹھے ہین۔ اور یہ قرین قیاس بھی ہے اسلئے کہ اس قسم کا نورانی چہرہ انہون نے کبھی دیکھا نہ تھا اور نہ ہر شخص کو شیطان اپنا چہرہ دکھلاتا ہے آخر شیطان کو دیکھنا بھی کوئی معمولی بات نہین اسکے لئے بھی ایک صلاحیت اور استعداد قابل درکار ہے جو عموماً نہین ہوا کرتی اور پھر اندرونی تائیدین بھی اونکو محسوس ہوئین غرض ان اسباب و قرائن سے اونکو دھوکا ہوگیا خیر یہ سب صحیح مگر اونکا یہ کہنا کہ اس قسم کے الہام خدا اون پر کیا کرتا ہے حق تعالے پر افترا ئے محض ہے کیونکہ اون کے اس دعوی کی تکذیب خود حق تعالی کے ارشاد سے ہوگئی اب اوسکی تصدیق کلام الہی کی تکذیب ہے۔ افسوس ہے کہ مرزا صاحب نے اس کلام الہی کا ذرا بھی خیال نہ کیا قولہ تعالی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ یعنے اوس سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر افترا کرے یا یہ کہے کہ مجھپر وحی اترتی ہے حالانکہ اوسپر کوئی وحی نہین اتری۔ اور حق تعالی فرماتا ہے وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا یُؤَخِّرُھُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْہِ الْاَبْصَارُ یعنے خدا ظالمون کے اعمال سے غافل نہین اس تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ اونکو اوس دن

تک کی مہلت دے رہا ہے کہ جب اونکی آنکھین پھٹی کی پھٹی رہجائین گی کافرون کو حق تعالی نے جا بجا قرآن مین ظالم کہا مگر اپنے پر افترا کرنیوالیکی نسبت وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی فرمایا جس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی کافر کیسا ہی شقی ہو مفتری سے شقاوت مین بڑھ نہین سکتا - اب ہم نہایت ٹھنڈے دل سے خیرخواہانہ لکھتے ہین کہ جب نص قطعی سے اونکا مفتری ہونا اور حدیث بخاری شریف سے بوجہ دعوی نبوت اونکا دجال وکذاب ہونا ثابت ہوگیا تو دوسرے دعوی اور جمیع الہامات اونکے خود باطل ہوگئے اس لئے کہ الہام ربانی کے لئے تقدس اور ولایت شرط ہے مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صہ۳۹ مین تحریر فرماتے ہین کہ ہمارا دعوی الہام الہی کی روسے پیدا ہوا اور قرآن کریم کی شہادتون سے چمکا اور احادیث صحیحہ کے مسلسل تائیدون سے ہر ایک دیکھنے والی آنکھ کو نظر آیا انتہی تقریر بالا سے مرزا صاحب کے الہامون کا حال معلوم ہوگیا کہ اونمین کوئی الہام الہی نہین اور کلام الہی کی شہادتون سے ثابت ہوگیا کہ وہ خدائے تعالی پر افترا کرتے ہین اور احادیث صحیحہ اونکو دجال وکذاب ثابت کر رہے ہین اسلئے اونکا دعوی عیسویت جو الہام کی روسے پیدا ہوا تھا بالکل باطل ہوگیا اور انہون نے جو الہامون کا قلعہ بنا رکھا تھا بیت العنکبوت ثابت ہوا اور غبار کی طرح اڑگیا - اس لئے کہ شیطانی الہام اعتبار کے قابل نہین ہوتا -

وحی چونکہ لازمہ نبوت ہے اسلئے مرزا صاحب کو اپنی ادعائی نبوت کے لئے وحی کا ثابت کرنا بھی ضرور تھا اسلئے براہین احمدیہ صہ۲۲۲ مین لکھتے ہین جن

انقلابات الہیہ کا نام ہم وحی رکھے انہی کو علمائے اسلام اپنے عرف مین الہام

بھی کہا کرتے ہین انتہی مقصود یہ کہ ہم نبی ہین اسلئے ہم پر وحی اترتی ہے گو علمائے
اسلام اوسکو وحی نہ کہین۔ مگر تقریر بالا سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب کو الہام الہی
بھی نہین ہو سکتا تا بوحی چہ رسد ممکن ہے کہ دوسری قسم کا الہام ہوتا ہو مگر اوسکو
وحی نہین کہہ سکتے۔

براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۲ مین تحریر فرماتے ہین کہ خلاصہ کلام یہ ہے کہ الہام یقینی
اور قطعی ایک واقعی صداقت ہے جسکا وجود افراد کاملہ محمدیہ مین ثابت ہے انتہی
افراد کاملہ کا الہام مرزا صاحب کو کیا نفع دیگا اگر الہام یقینی اور قطعی ہو بھی تو انہی
لوگون سے مختص ہوگا جن پر الہام الہی ہوتا ہے یہ نہین ہو سکتا کہ ہر کس وناکس
یہ دعوی کرے کہ مجھپر الہام ہوا کرتا ہے اسلئے وہ قطعی اور یقینی ہے۔

ضرورۃ الامام صفحہ ۲۳ مین تحریر فرماتے ہین کہ یہ قوت اور انکشاف اسلئے
اونکے الہام کو دیا جاتا ہے کہ تا اون کے پاک الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ
نہون اور تا دوسرون پر حجت ہو سکین انتہی بالفرض اگر انکشاف تام ہوتا بھی
ہو تو معلوم نہین کہ مرزا صاحب کا انکشاف دوسرون پر کیون حجت ہوگا۔ اگر کوئی
شخص کسی پر دعوی کرے کہ تم نے مجھسے اتنا قرضہ لیا تھا اور مجھے خوب یاد ہے
کہ فلان مقام اور فلان وقت تھا اور مجھپر یہ معاملہ ایسا منکشف ہے کہ گویا مین اسوقت
دیکھ رہا ہون کیا اوسکا یہ دعوی انکشاف ثبوت قرضہ کے لئے کافی اور مدعی علیہ
پر حجت ہو سکتا ہے مرزا صاحب بھی اسکے قائل نہ ہونگے پھر مرزا صاحب کا دعوی
انکشاف اورون پر کیون حجت ہوا ابتک نہ کوئی اس بات کا قائل ہوا نہ
ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کا الہام دوسرے پر حجت ہو ہان یہ اور بات ہے کہ اولیاء اللہ

کا صدق و تدین اور دنیا و مافیہا سے بے تعلقی اور خود غرضیون سے برات
پورے طور پر جب متحقق ہو جاتی ہے اور خوارق عادات بھی اسپر شہادت
دیتے ہین تو معتقدین بطور خود حسن ظن سے اونکے الہامون کو مان لیتے ہین
بشرطیکہ خلاف منصوص شرعیہ نہون - یہ کسی ولی نے نہین کہا کہ میرا الہام تمام
مسلمانون پر حجت ہے اور جو نہ مانے وہ کافر ہے - اور یہ تو ظاہر ہے کہ جب
قولہ تعالی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ سے تکمیل دین ثابت ہو چکی اور
حجت قایم ہو گئی تو پہر نئی حجت سے کیا غرض - اعتقاد اور عمل کے لئے کامل شدہ
دین ہر مسلمان کے لئے کافی ہے اور جو بات اوس سے زائد اور خارج ہو وہ خود
فضول اور الحاد ہے جسکا نہ ماننا ضرور ہے -

مرزا صاحب ضرورۃ الامام ص۱۸ مین سچے الہامون کی دس علامتین
لکھی ہین جنکا ماحصل یہ ہے کہ وہ اس حالت مین ہوتا ہے کہ انسان کا دل گداز
ہو کر خدا کی طرف بہتا ہے - اوسکے ساتھ لذت و سرور ہوتا ہے - اوسمین شوکت
و بلندی ہوتی ہے - وہ خدا کی طاعتون کا اثر اپنے مین رکھتا ہے - انسان کو
نیک بناتا ہے - اوسپر تمام اندرونی قوتین گواہ ہو جاتی ہین - وہ ایک آواز پر
ختم نہین ہوتا - اوس سے انسان بزدل نہین ہوتا - علوم و معارف جاننے کا ذریعہ
ہوتا ہے - اوسکے ساتھ بہت برکتین ہوتی ہین انتہی ملخصاً بفحوائے ثبت العرش
ثم انقش مرزا صاحب کو ضرور تھا کہ پہلے اسکا ثبوت دیتے کہ اونکو الہام الہی
بھی ہوا کرتے ہین -

براہین احمدیہ ص۵۰۶ مین فرماتے ہین کہ پیشگوئیون سے مقصود بالذات خیاا

غیبیہ نہین ہوتین بلکہ مقصود بالذات یہ ہوتا ہے کہ تا یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوجاے
کہ وہ شخص موید من اللہ ہے اونمین صرف یہی علامت نہین کہ وہ پوشیدہ چیزین
بتلاتی ہین یا اونکا حال نجومیون اور کاہنون وغیرہ کے حال سے مشتبہ ہوجاے
اور ما بہ الامتیاز باقی نرہے بلکہ اونکے شامل حال ایک عظیم الشان نور ہوتا ہے
جسکے مشاہدہ کے سبب سے طالب صادق بدیہی طور پر اونکو شناخت کر سکتا ہے
اس سے معلوم ہوا کہ پیشگوئیان الہام کے ساتھ مختص نہین بلکہ کاہنون وغیرہ کے
ساتھ مشتبہ بنانیوالی ہین۔ اب رہا ایک عظیم الشان نور سو اوسکے مشاہدہ کیلئے
طالب صادق شرط ہے جسکو نظر نہ آئیگا وہ صادقون سے نکال دیا جائیگا۔
مگر مشکل یہ ہے کہ ظلمانی نور بھی ظاہرا نور ہی ہوتا ہے جسکی شناخت ہر کسیکا کام نہین
خناف رح جیسے شخص دہوکا کہا گئے تھے۔ اور حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ
کا حال مشہور ہے کہ ایام سلوک مین ایک ایسا نور آپ پر ظاہر ہوا کہ شب دیجور مین
آفاق کو منور کر دیا مگر آپنے قرائن سے پہچان لیا کہ شیطانی نور ہے چنانچہ
لاحول پڑہتے ہی وہ ظلمت سے مبدل ہوگیا۔ اگر ایسا عظیم الشان نور کسی کے
شامل حال ہو تو بیچارے طالب صادق کو بھی سوائے گمراہی کے کیا حاصل ہوسکتا
ص ۲۸۳
ہے۔ مسیلمہ کذاب پر لاکھ سے زیادہ آدمیون نے ایمان لایا تھا جیسا کہ ازالۃ الاوہام
مین لکھتے ہین سب کا یہی دعوی تھا کہ نور ہدایت درخشان ہے کوئی دیکھنے والا
طالب صادق چاہیے۔ جتنے مدعیان نبوت تھے سب کا یہی دعوی تھا کہ بے ایمان
لوگ اس نور کو دیکھ نہین سکتے۔ اب مرزا صاحب کا یہ دعوی کہ ایک عظیم الشان
نور اونکے شامل حال ہے جسکو اونکا غیر معتقد دیکھ نہین سکتا کیونکر تسلیم کیا جائے

مرزا صاحب کی ادعائین اس قسم کے اور بہت ہین چونکہ وہ اس سے فوائد حاصل کررہے ہین اسلئے انھون نے بہت سے رسالہ لکھ ڈالے اور برابر لکھتے اور لکھواتے رہتے ہین اور ہر وقت ایک نہ ایک نئی ایجاد ہوتی رہتی ہے کہان تک کوئی اونکا تعقب کرے ۔ ہم پر اسقدر واجب تھا کہ مسلمانون کو اونکی کارروائیون سے مطلع کردین سو بحمد اللہ بطور مشتے نمونہ از خرواری اہل اسلام کے روبرو پیش کردی گئین اگر طالبین حق اسی پر غور اور بکرات و مرات اسکو ملاحظہ فرماوین تو امید قوی ہے کہ مرزا صاحب کا حال اون پر بخوبی منکشف اور ذہن نشین ہوجائیگا ۔

اب ہم اونکی چند پشینگوئیان بیان کرتے ہین اوسمین غور کرنے سے مرزا صاحب کی ذکاوت اور عقل کا حال معلوم ہوگا ۔

مرزا صاحب نے مسٹر عبد اللہ اتہم پادری کے ساتھ مباحثہ کرکے فیصلا اس بات پر قرار دیا کہ پندرہ مہینے مین اگر وہ نہ مرجاوے تو مرزا صاحب ہر سزا کے مستحق ہونگے ۔ چنانچہ اونکی تقریر یہ ہے کہ آج رات جو مجھپر کھلا ہے وہ یہ ہے ۔ کہ جبکہ مین نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی مین دعا کی کہ تو اس امر مین فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہین تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہین کرسکتے تو اوس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث مین دونون فریقون مین سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کررہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنون مباحثہ کے لحاظ سے یعنے فی دن ایک مہینہ لیکر یعنے پندرہ ماہ تک ہاویہ مین گرایا جائیگا اور اوسکو سخت ذلت پہنچیگی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اوسکی اوس سے عزت ظاہر ہوگی اور اوسوقت جب

پیشگوئی ظہور مین آئیگی بعض اندہے سوجاکہی کئے جائین گے اور بعض لنگڑے چلنے
لگین گے اور بعض بہرے سننے لگین گے (جنگ مقدس ۱۸۸) اور اسی کے ذیل مین
یہ بھی تحریر فرماتے ہین مین حیران تھا کہ اس بحث مین کیون مجھے آنیکا اتفاق پڑا معمولی
بحثین تو اور لوگ بھی کرلیتے ہین اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا مین
اسوقت اقرار کرتا ہون کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے یعنے وہ فریق جو خدا کے
نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ مین آجکی تاریخ سے بسزائے موت
ہاویہ مین نہ پڑے ۔ تو مین ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہون مجھکو ذلیل
کیا جاوے روسیاہ کیا جاوے میرے گلے مین رسّا ڈال دیا جاوے مجھ کو
پھانسی دیا جاوے ہر ایک بات کے لئے تیار ہون اور مین اللہ جلشانہ کی قسم
کہا کر کہتا ہون کہ وہ ضرور ایسا ہی کریگا ضرور کریگا ضرور کریگا زمین آسمان ٹل جائین
پر اسکی باتین نہ ٹلینگی (جنگ مقدس) انتہی ۔

ماحصل اسکا ظاہر ہے کہ اگر فریق مقابل یعنے عبداللہ اتہم پندرہ مہینے
کے اندر رجوع الی الحق نہ کریگا یعنے ہم خیال مرزا صاحب کا یا مسلمان نہوگا تو مرجائیگا
اور جہنم مین ڈالا جائیگا ۔ اور اگر ایسا نہو تو مرزا صاحب کا منہ کالا کیا جائے اور
گلے مین رسا ڈالا جائے اور جو جی چاہے سزائین دیجائین ۔

مرزا صاحب کو اس پیشین گوئی پر جرات اسوجہ سے ہوئی کہ انہون نے
دیکھا کہ مسٹر اتہم صاحب ایک بوڑہے شخص ہین پندرہ مہینے کی وسیع مدت مین خودہی
مرجائینگے اور اسپر انکو خوف دلانے کی غرض سے قسمین کہا کر کہا کہ خدا کی طرف سے
مجھے اطمینان دلایا گیا ہے اور اس اطمینان کو اس پیرایہ مین ظاہر کیا کہ اگر خلاف

ہو تو اپنے کو وہ سزائین دیجائین جو کوئی غیرت دار آدمی انکو قبول نہین کر سکتا۔
جب ایسا معزز مسن شخص ایسی سزائین اپنے واسطے مقرر کرے تو خواہ مخواہ آدمی کو
ایک قسم کا خیال پیدا ہو ہی جاتا ہے اور بڑہتے بڑہتے قوت واہمہ ایسی حرکات
پر مجبور کرتی ہے جو بالکل خلاف عقل ہون۔ اسکا انکار نہین ہو سکتا کہ قوت واہمہ
عقل پر غالب ہوا کرتی ہے جسکی تصریح حکمانے بھی کی ہے اور تجربے اور مشاہدات
بھی اسپر گواہ ہین۔ اتہم صاحب اول تو بیچارے ضعیف جنکی طبیعت پیرانہ سری
کی وجہ سے متحمل نہین اور پہر عیسائی جنکے مذہب مین یہ مسلم ہوچکا ہے کہ خدا سے
ایک آدمی رات بھر کشتی لڑتا رہا اور صبح تک ایک دوسرے کو گراتے رہے
اور خدا سے سوائے اسکے کچھ نہ ہو سکا کہ صبح کے قریب کہا ارے اب تو پیچھا چھوڑ صبح
ہوگئی جنکے خدا پر ایک آدمی کا ایسا اثر ہو تو انکی طبیعت پر پر زور تقریر کا اثر ہونا
کونسی بڑی بات ہے۔ غرض مرزا صاحب نے علاوہ پیرانہ سری کے بالائی تدابیر
موت مین بھی کمی نہ کی اور اس مدت مین کئی دورہ ہیضہ کے بھی ہوے اور علاوہ
کبر سنی کے ضعف اور نقص صحت بھی تھا جیسا کہ عصائے صدہ تہم موسی مین لکہا ہے باوجود
اسکے کہ وہ نہ مرزا صاحب کے ہم خیال ہوے نہ مرے اور پندرہ مہینے پورے گذر گئے
اب لوگ اس انتظار مین ہین کہ مرزا صاحب ایفائے وعدہ فرماوینگے اور کچھ احکامات
دینگے مگر وہان معاملہ ہی دگرگون ہوگیا بجائے اجازت کے وہ گالیان دینے لگے
چنانچہ تحریر فرماتے ہین انہون نے پشاور سے لیکر الہ آباد و اور بمبئی اور کلکتہ اور دور
دور کے شہرون تک نہایت خوشی سے ناچنا شروع کیا اور دین اسلام پر ٹھٹھے کئے
اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور اخبار والے انکے ساتھ خوش خوش ناچ مین ہاتھ

بلائے ہوئے تھے انتہیٰ۔ سراج منیر صفحہ ۴ اور فرماتے ہین اے بے ایمانو نیم عیسائیو دجال کے ہمراہیو اسلام کے دشمنو پیشین گوئی مین جو مندرج ہے کہ انقضائے مدت پر مرزا صاحب کی عزت ہو گی اگر حسب پیشین گوئی یہی عزت تھی تو بیچارے مولوی کیون بیہودی وغیرہ بنائے جارہے ہین۔ ختم مدت پر جو عزت وقوع مین آئی وہ تو یہی ہے جسپر مرزا صاحب برافروختہ ہین اگر اس الہام کے رحمانی ہونے پر انکو وثوق ہوتا تو اس الہام مین عزت کا جو ذکر ہے اوس سے مراد وہی عزت سمجھتے جو وقوع مین آگئی جسکی مولوی لوگ تکمیل کر رہے ہین اس سے معلوم ہوا کہ انکے نزدیک بھی وہ الہام رحمانی نتھا اسکے سوا مرزا صاحب ناحق مسلمانون پر خفا ہین انہون نے تو مسٹر اتہم کے معاملہ مین پہلے ہی اپنے کشف وفراست سے دریافت کرکے اطلاع دیدی تھی کہ وہ پندرہ مہینے کے اندر ہرگز نہ مریگا چنانچہ عصائے موسی صفحہ ۴ مین لکھا ہے کہ اندہے حافظ صاحب نے پہلے ہی خبر دیدی تھی کہ اتہم پندرہ مہینے مین ہرگز نہ مریگا انتہی اور یہ بات مرزا صاحب پر بھی پوشیدہ نہین رہی اسلئے کہ انہون نے بذریعہ اشتہار اس مضمون کو شائع کر دیا تھا تا کہ مرزا صاحب کو اس عذر کا موقع نہ ملے کہ ہمین کسی مسلمان صاحب کشف نے اطلاع نہین کی کہ وہ نہ مریگا اور مریدین نے بھی خبردار ہوکر انکو صلاح خیر دی کہ جب ایک مسلمان حافظ متقی اس شد ومد سے بطور تحدی اعلان دیرہا ہے تو اسکو مان لینا چاہئے۔ حافظ صاحب موصوف فی الواقع مقدس شخص ہین انکا تقدس اس سے ظاہر ہے کہ عصائے موسی صفحہ ۴۳ مین لکھتے ہین کہ وہ پہلے عیسائی تھے خواب مین کوئی بات ایسی انکو معلوم کرائی گئی کہ وہ عیسویت سے توبہ کرکے مسلمان ہوگئے ایسے شخص کو واقعی الہام ہونا کوئی تعجب کی بات نہین اگر مرزا صاحب انکے

سچے الہام سے متنبہ ہوکر کسی حیلہ سے اپنا دعوی واپس لیتے تو نہ نصاری کو کامیابی ہوتی نہ مرزا صاحب کی تضحیک نہ اسلام پر ٹھٹھے کئے جاتے۔ یہ موقع حافظ صاحب سے ممنون ہونے کا تھا بجائے ممنونی کے انکو گالیان دیگئین چنانچہ عصائے موسی[۴۲] مین لکھا ہے کہ مرزا صاحب کے مریدون نے حافظ صاحب کو سختی سے مفتری کذاب وغیرہ وغیرہ کہا انتہی۔

اسکے سوا اور مسلمانون نے بھی اس باب مین بہت کچھ گفت وشنود کی مگر مرزا صاحب اپنے دعوی سے ایک قدم پیچھے نہ ہٹے چنانچہ اسی عصائے موسی[۴۲] مین لکھا ہے کہ عبداللہ اتھم والے الہام مین مرزا صاحب کا خیال وفہم ایک ہی پہلو یعنے اسکی موت کی طرف ہی رہا چنانچہ فیروزپور مین حافظ محمد یوسف صاحب کے برادرون کے استفسار پر آپنے بھی فرمایا کہ اس مین کوئی تاویل نہوگی ضرور یہی ہوگا انتہی غرض مرزا صاحب مسلمانون کی جو شکایت کرتے ہین اس موقع مین بے محل ہے کیونکہ انہون نے تو پوری خیرخواہی کی تھی چاہیئے تھا کہ خود کردہ را علاج نیست کہکر خاموش ہوجاتے البتہ خلاف شان اشعار اور اشتہارات وغیرہ مرزا صاحب کی شکایت مین چھپوائے گئے تھے اور انکی ناکامی پر تضحیک بھی کی گئی جیسا کہ ان اشعار مطبوعہ سے معلوم ہوتا ہے جو رسالہ الہامات مرزا مین، لکھتے ہین کسی قدر اسمین زیادتی معلوم ہوتی ہے اونمین سے چند اشعار یہ ہین۔ **صائب**

بنمائی بصاحب نظرے گوہر خود را	عیسی نتوان گشت بتصدیق خرے چند
ارے وہ خود غرض خودکام مرزا	ارے منحوس دنا فرجام مرزا
ہوا بحث نصارے مین بآخر	مسیحائی کا یہ انجام مرزا

مہینے پندرہ اب چڑھ کے گذرے
مسلمانون سے تجھکو واسطہ کیا
ہے اتہم زندہ اسے ظلام مرزا
پڑا اکھلا نبی نام مرزا

غضب تھی تجھپہ ستمگر چھٹی ستمبر کی
ندیکہی تو نے نکلکر چھٹی ستمبر کی
ہے کادیانی نبی جھوٹا مرا نہین اتہم
یہ گونج اٹھا امرسر چھٹی ستمبر کی
مسیح و مہدی کاذب نے منہ کی کہائی عجب
یہ کہتی پھرتی ہے گھر گھر چھٹی ستمبر کی

اب دام مکر اور کسی جا بچھائیے
بس ہو چکی نماز مصلی اٹھائیے

اس قسم کے اشعار ناشایستہ بکثرت شائع کئے گئے مگر یہ کوئی چندان برہم ہونیکے قابل بات نہ تھی اگر مرزا صاحب غور فرماتے اور تھوڑی دیر کیلئے حالت غضب سے علیحدہ ہوکر انصاف سے دیکھتے تو یہی اشعار پیرایہ حسن و صداقت مین دکھائی دیتے مگر افسوس ہے کہ غصہ نے جو ایک قوی شیطانی اثر ہے انکی آنکھون کے سامنے پردہ ڈالدیا تھا۔

بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے یہ مباحثہ جو پادریون کے ساتھ کیا اسیوقت سے انکے ذہنون مین یہ بات جمادی کہ یہ مقابلہ اسلام اور عیسویت کا ہے اور یہی آخری فیصلہ ہے جسکی خبر حق تعالی نے بذریعہ الہام دی ہے کہ بحث کا خاتمہ اور اسلام کا غلبہ اس پیشین گوئی پر ہوجائیگا پھر مرزا صاحب اس پیشین گوئی کے جھوٹ ہونے پر بھی یہی کہتے رہے کہ دیکھو اسلام کی فتح ہوگئی جسپر ایک عالم مین بحسب تصریح مرزا صاحب تضحیک ہورہی ہے۔ اگرچہ مرزا صاحب اسمین بہت کچھ زور لگاکر تاویلین کررہے ہین مگر وہ اس سے زیادہ بدنما ہین۔ اس موقع مین مسلمانون کو ضرور تھا کہ مرزا صاحب سے تبری کرین اور پادریون پر

یہ بات منکشف کرادین کہ ہمین انسے کوئی تعلق نہین دعوی نبوت وغیرہ کرکے وہ پہلے ہی سے دائرہ اسلام سے خارج ہوچکے ہین انکا ہار دینا اسلام اور مسلمانون پر کوئی اثر ڈال نہین سکتا اور انکے مقابلہ مین ایک الہام حافظ صاحب کا شائع کرکے دکہلادیا کہ اسلامی سچے الہام ایسے ہوا کرتے ہین کہ انمین باتین بنانے کی ضرورت ہی نہین ہوتی صرف مقصود کی ایک بات کہ مسٹر اتہم پندرہا مہینے کے اندر ہرگز نہ مریگا نہ اسمین کوئی الہام ہے نہ تاویل غرض اس تبری سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ اصل اسلام پر اس مباحثہ اور الہام کا کوئی اثر نہین پڑسکتا مرزا صاحب کو بھی آخر اسلام کا دعوی ہے اسلام کو اس الزام سے بری کرنیکے لئے اگر الہام کی بدعنوانی کو اپنی طرف منسوب کرلیتے تو کس قدر قابل تحسین ہوتے ورنہ مسلمانون کی تبری ہی کو غنیمت سمجھ لیتے جس سے اسلام تو اس کارروائی سے بری رہتا اور در اصل سچ بھی یہی ہے کہ مسلمانون کو اس مباحثہ مین دخل ہی کیا وہ تو تماشا دیکھ رہے تھے کہ پرانی مسیحائی مغلوب ہوتی ہے یا نئی جو مغلوب ہو انکے لئے احدی الحسنیین حاصل ہے اب دیکھئے کہ مرزا صاحب جو تحریر فرماتے ہین کہ پشاور وغیرہ کے مسلمانون نے اس ناکامی سے دین اسلام پر ٹھٹھے کئے کیسی بے موقع بات ہے انہون نے تو نئی عیسویت پر ٹھٹھے کئے تھے کہ اس نوجوان عیسویت پر سال خوردہ انیس سو ۱۹۰۰ برس کی عمر والی عیسویت غالب ہوگئی اگر بالفرض مرزا صاحب اس پیشین گوئی مین صادق ٹھہرتے تو اسکا برا اثر پہلے مسلمانون پر ڈالا جاتا ان کو گالیان دیدیکر اپنی عیسویت کی تصدیق پر مجبور کرتے اور بہت سے بھولے بھالے مسلمان غالبًا مائل بھی ہوجاتے ۔

مرزا صاحب نے اس مباحثہ مین جو الہامی طریقہ اختیار کر کے حیلون سے
کام لیا اور اوسکو عقلی معجزہ بنانا چاہا اس سے الہامون کی نسبت بے اعتباری ہو گئی
اور طرفہ یہ ہے کہ اسی پر فخر فرماتے ہین کہ مجھے اللہ کی طرف سے وہ نشانی دیگئی ہے
اس سے تو وہی معمولی بحثین اچھی تھین جنکی نسبت حقارت کی طور پر فرماتے ہین
وہ تو اور لوگ بھی کر لیتے ہین اسلئے کہ ان بحثون مین اسکات خصم تو ہو جاتا ہے
کیونکہ صدہا کتابین پادریون کے رد مین موجود ہین وہی طے شدہ مباحث پیش
کر دیجائین تو کافی ہین اگر الہامی طریقہ اختیار کیا گیا تھا تو اسمین داؤ پیچ بحث معیوب
اور شان الہی کے منافی ہین وہ تو ایسا زبردست طریقہ ہوتا ہے کہ انسانی قدرت
اور عقلی ادراک اس سے عاجز ہوتے ہین دیکھئے جب کفار نے قرآن کے کلام الہی
ہونے مین کلام کیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باعلام الہی صاف وصریح الفاظ
مین فرمادیا کہ تم سب عرب کے فصحا ہو سب اکٹھے ہو کر ایک چھوٹی سی سورت اسکے
مثل بنا لاؤ اور ہم دعوی سے کہتے ہین کہ تم ہرگز نہ بنا سکوگے جیسا کہ ارشاد ہے
قولہ تعالی قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ
إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ وقولہ تعالی فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ
باوجودیکہ اس زمانہ مین فصاحت و بلاغت کے بڑے بڑے دعوی والے موجود تھے
مگر سب ملکر یہی ایک چھوٹی سی سورت بھی نہ بنا سکے اور عار شرمندگی کو قبول کر لیا
اسیطرح یہود نے جب مقابلہ کیا تو انسے کہا گیا کہ اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو
اور ہرگز نہ کر سکوگے ظاہر ہے کہ مقابلہ کے وقت تمنا کر لینا کوئی بڑی بات نتھی مگر
خدا تعالی کو منظور تھا کہ وہ مغلوب ہون اسلئے کسی یہودی سے نہ ہو سکا کہ پیش ہو کر

تمنائے موت کرے کما قال تعالیٰ فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولن یتمنوہ
ابدًا پھر نصاری کے مقابلہ مین بھی ایسا ہی ہوا کہ مباہلہ مین سب ہار گئے جسکا حال انشاءاللہ
انشاءاللہ تعالیٰ معلوم ہوگا اب دیکھئے کہ عرب مین بڑے فرقے یہی تین تھے ان کا
مقابلہ جو باعلام الٰہی خاص طریقہ پر کیا گیا وہ کیسا کھلے الفاظون مین تھا نہ اسمین
کوئی شرط تھی نہ تاویل نہ کسی کو یہ کہنے کی گنجایش کہ الفاظ کچھ ہین اور مطلب کچھ
لیا جاتا ہے اگر مرزا صاحب کے الہام مین منجانب اللہ ہونیکا ذرا بھی شائبہ ہوتا
تو کھلے الفاظ مین سٹر اتھم سے کہدیتے کہ تو اگر میری تصدیق نہ کریگا تو مارا مارا
پھریگا اور وہ ضرور مارا مارا پھرتا جس سے دیکھنے والون کو قیل وقال کا موقع نہ ملتا
کیا الہام ایسے ہوا کرتے ہین جنہین اقسام کے حیلے اور باتین بنانے کی ضرورت ہو
اور جب انہین کلام کیا جائے تو گالیان دینے کو مستعد چنانچہ لکھتے ہین اسکا جواب
یہ ہے اے بے ایمانِ نیم عیسائیو دجال کے ہمراہیو اسلام کے دشمنو کیا پیش گوئی
کے دو پہلو نہین تھے پھر کیا اتھم صاحب نے دوسرا پہلو رجوع الی الحق کے اعمال کو
اپنے افعال واقوال سے آپ قوی نہین کر دیا وہ نہین ڈرتے رہے الخ —
مرزا صاحب پر اتھم صاحب کا جب غلبہ ہوا تھا اس موقع مین اگر اوسکی مکافات
گالیون سے کیجاتی اور دل کھول کے اتھم صاحب کو گالیان دیتے تو ایک مناسبت
کی بات تھی مگر مرزا صاحب نے اونکو چھوڑ کر تماشہ بینون کے پیچھے پڑ گئے اور لگے
گالیان دینے اگرچہ یہ مشہور ہے کہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے مگر عقلا کی شان سے یہ بعید ہے —
اگر مغلوب کو یہ حق دیا جائے کہ تماشہ بینون کو گالیان دیکر اپنا دل ٹھنڈا کرے تو
ایسے موقعون مین داد دینے والا کوئی نہ ملیگا جو ابتدائی مقابلہ مین طرفین کو مطلوب ہوتا

اب مرزا صاحب کی اس کارروائی کو دیکھئے کہ عقل سے انہون نے کیسا
کام لیا اول تو ایک بوڑھے شخص ضعیف القویٰ کو تجویز کیا اسپر ایک مدت تک
پندرہ مہینے کی پھر قسمین کہا کر وہ دہمکیان موت کی دیگئین کہ قوی اور تندرست
آدمی بھی مارے فکر کے بیمار اور قوت واہمہ کا شکار ہو جاے - پھر جب وہ دل
بھلانے کی غرض سے اور اس بدگمانی سے کہ کہین خفیہ طور پر موت کی کارروائی نہو
بھاگا بھاگا پھرا تو اسی کا نام رجوع الی الحق رکھدیا جو الہام مین شرط بتائی گئی اگر
مرزا صاحب بھاگنے ہی کا نام رجوع الی الحق ہے تو پھر مرزا صاحب اپنے سے
بھاگنے والون کو کافر اور مائلون کو مومن کیون فرماتے ہین اس لحاظ سے تو معاملہ
بالعکس ہونا چاہیے جیسا کہ اس آیہ شریف سے معلوم ہوتا ہے وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ
وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى غرض اس سے ظاہر ہے کہ
عبارت الہامی مین یہ قصداً پیش نظر رکھا گیا تھا کہ جب خواہ مخواہ ان مباحثہ سے
وہ گھر چھوڑ دیگا تو اسوقت یہ شرط کام دیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بجاے اس کے
کہ آسمانی الہام سے فیصلہ قطعی اور واضح ہوتا اس شرط نے معاملہ کو ایسا پیچیدہ
بنادیا کہ کامیابی کی امید ہی نہین اور جو معنی کے مرزا صاحب بیان کر رہے ہین
کوئی سمجھ نہین سکتا -

اگر بقول مرزا صاحب اس الہام کو آسمانی الہام فرض کرین تو اس سے بھی
مرزا صاحب کی فضیلت اور حقانیت ثابت نہین ہو سکتی چنانچہ اسکی عبارتون
سے ظاہر ہے -

قولہ فی الالہام جو فریق جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے پندرہ مہینے مین ہاویہ مین

گرایا جاوے گا اور اسکو سخت ذلت پہنچے گی مرزا صاحب ہاویہ کے معنی دوزخ کے
نہین لیتے بلکہ فرماتے ہین کہ مراد اس سے پریشانی ہے جس مین مسٹر اتھم مبتلا ہوا۔
اگرچہ اتھم کی پریشانی اسکے سفر کرنے سے ظاہر ہوتی ہے مگر مرزا صاحب کی
پریشانی باطن بھی کم نتھی اسلئے کہ انکو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ اگر یہ پیشین گوئی صحیح نہ نکلے
تو عمر بھر کا بنا بنایا معاملہ بگڑ جاتا ہے اور ذلت کی تو انتہا نہین کیونکہ خود ہی کا
اقرار ہے کہ منہ کالا کیا جاوے وغیرہ وغیرہ اور ظاہر ہے کہ غیور طبیعتون کو جان سے
زیادہ عزت ریزی کا خوف ہوتا ہے خصوصاً ایسے موقع مین کہ ایک طرف تمام
یادری نظر لگائے ہوے ہین اور ایک طرف تمام ہندوستان کے مسلمان ہمہ تن
چشم وگوش ہین کہ دیکھئے اس پیشین گوئی کا کیا حشر ہوتا ہے پھر خوف صرف
ذلت ہی کا نہین بلکہ جان کا بھی خوف اسی الہام کے ایک گوشہ مین دکھائی
دیرہا ہے کیونکہ پھانسی کا دستاویز اقراری خصم کے ہاتھ مین موجود ہے ہرچند مرزا صاحب
اس موقع مین اپنا اطمینان بیان کرین مگر جب ہم دیکھتے ہین کہ پیشین گوئی کا وجود
نہین ہوا تو پھر سے اسکے الہام ہونے مین شک پڑ گیا اور بغیر الہام کے آدمی
کو ایسے موقعون مین اطمینانی حالت نصیب نہین ہوسکتی رہا جھگڑا شرط کا سو اگر
اوس سے توقع کامیابی کی رکھی بھی جاوے تو ایک ضعیف احتمال ہے جسپر وثوق
نہین ہوسکتا اور یہ بات ظاہر ہے کہ جہان احتمال ضرر جانی اور بے عزتی ہو تو فکر
غالب ہوجایا کرتی ہے چہ جائیکہ احتمال ضرر ہی غالب ہو غرض ان تمام قرائن
سے عقل گواہی دیتی ہے کہ جس مدت مین اتھم صاحب پریشان رہے مرزا صاحب
بھی بمقتضاے الحرب سجال کے پریشانی باطنی مین کم نتھے اور لفظ ہاویہ دونون پر منطبق ہے

قولہ فی الالہام اور اسکو سخت ذلت پہونچے گی اسکا ظہور مرزا صاحب ہی کی تحریر سے ہوگیا اور یہ فقرہ تو خاص مرزا صاحب سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ فریق مقابل اپنے کو کامیاب سمجھ رہا ہے اور خوش ہے اور مرزا صاحب کو گالیان دینے کی ضرورت ہوئی جو دلیل مغلوبیت ہے یہ کوئی نئی بات نہین عقلی معجزات کبھی الٹے بھی جاتے ہین چنانچہ مسیلمہ کذاب کے معجزون مین یہ بات ثابت ہے کہ اوس نے کسی کی آنکھ مین آشوب دفع ہونے کی غرض سے آب دہن لگایا اوسکا اثر یہ ہوا کہ وہ شخص اندھا ہی ہوگیا اسکے سوا اور بھی نظائر ہین کہ عقلی معجزات کا اثر منعکس ہوجاتا ہے

قولہ فی الالہام جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اوسکی اوس سے عزت ہوگی۔ اگرچہ مرزا صاحب اسوقت توحید کی جانب ہین مگر چونکہ مقصود اس سے صرف اپنی علیسویت کا اثبات ہے اس جہت سے باطل وسیر محیط اور شامل ہوگیا جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خوارج کے استدلال کے جواب مین فرمایا تھا کہ کلمۃ حق ارید بہا الباطل پہر جہت شاہرہ سے ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب کی کمال درجہ کی ذلت ہوئی جسکا اظہار خود فرماتے ہین تو بسبب قیاس استثنائے اونکا سچ پر ہونا بھی باطل ہوگیا کیونکہ اگر سچ پر ہوتے تو اس الہام کے مطابق عزت ہوتی ادنے تامل سے ناظرین پر منکشف ہوگا کہ مرزا صاحب کا حق پر نہونا انہین کے الہام سے ثابت ہے۔

قولہ فی الالہام اور اوسوقت جب پیشین گوئی ظہور مین آئیگی بعض اندھے سوجاکہے کئے جائینگے اور بعض لنگڑے چلنے لگین گے۔ اور بعض بہرے سننے لگین گے پیشین گوئی کا صدق وکذب پندرہ مہینے کے گذرنے پر منحصر تھا اور مشاہدہ سے اور ہزار دن بلکہ لاکھون

گواہیون سے اوسکا کذب ظاہر ہوگیا اس ظہور پیشین گوئی کے وقت بیشک بعض اندہے جن پر پورا حال مرزا صاحب کا منکشف نہین ہوا تھا اور اونکی طرف کہسکتے جارہے تھے ضرور سوجاکہی ہوگئے اور حق کی راہ چلنے اور حق باتین سننے لگے کیونکہ حق پسند طبیعتون کا خاصہ ہے کہ جب ایسی کہلی نشانی دیکھ لیتے ہین تو حق کی جانب حرکت کرتے ہین۔ چنانچہ الہام اتہم کے صفحہ ۱۲ مین خود تحریر فرماتے ہین کہ اس پیشین گوئی کی وجہ سے بعض مرید برگشتہ ہوگئے یعنے اندہے سوجاکہی ہوگئے

قولہ فی الالہام اگر یہ پیشین گوئی جہوٹ نکلے تو مین ہر ایک سزا کے لئے تیار ہون اور مین اللہ جلشانہ کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ وہ ضرور ایسا ہی کریگا ظاہر ہے کہ اللہ جلشانہ نے ایسا ہی کیا کہ پیشین گوئی جہوٹ نکلی۔ عجیب خدائے تعالی کی قدرت ہے کہ یہ الہام کس غرض سے بنایا گیا تھا اور انجام کس حسن وخوبی کے ساتھ ہوا۔

اب مرزا صاحب کی توجیہات سنئے جو اس الہام سے متعلق ہین۔ رسالہ الہامات مرزا مولفہ مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب مین ضیاء الحق اور انوار الاسلام وغیرہ تحریرات مرزا صاحب سے اونکے یہ اقوال منقول ہین کہ جو اتہم نے اپنی خوف زدہ ہونے کی حالت سے بڑی صفائی سے یہ ثبوت دیدیا ہے کہ وہ ضرور ان ایام مین پیشین گوئی کی عظمت سے ڈرتا رہا۔ ایک سخت غم نے اسکو گہیر لیا وہ بہاگا پہرا اسلئے درحقیقت وہ ہاویہ مین رہا۔ مسلسل گہبراہٹون کا سلسلہ اسکے دامنگیر ہوگیا تھا۔ اور اوسکے دل پر وہ رنج وغم وبدحواسی وارد ہوئی جسکو آگ کے عذاب سے کم نہین کہہ سکتے یہی اصل ہاویہ تھا۔ اور وہ درد اور دکھ کے ہاویہ مین ضرور گرا۔ اور ہاویہ مین گرنے کا لفظ اوسپر صادق آگیا۔ اوسکی یہ مثال ہوئی قیامت دیدہ ام پیش از قیامت

اوسپر وہ غم کے پہاڑ پڑے جو اوس نے تمام زندگی مین اونکی نظیر نہین دیکھی تھی۔ پس
کیا یہ سچ نہین کہ وہ ان تمام دنون مین درحقیقت ہاویہ مین رہا۔

مرزا صاحب کا وہ الہام تھا تو یہ کشف ہے کہ اوسکے دل کی حالت
اور عمر بھر کے واقعات بیان فرما رہے ہین جن سے اوسکو سراسر انکار رہے اصل بات
اتنی تھی کہ اتھم صاحب نے دیکھا کہ اپنی موت پر مرزا صاحب کی کامیابی منحصر ہے
ممکن بلکہ اغلب ہے کہ مرزا صاحب کے جان نثار مریدون کی فوج اپنے پیر و مرشد
کی کامیابی کی غرض سے اس مہم کے سر کرنے مین سعی کرے گی اسلئے بمشورہ حزم
واحتیاط انہون نے ایک جگہ کی اقامت کو اس مدت معینہ مین مناسب نہ سمجھا
اور بطور تفریح جیسے مرفہ الحال لوگون کی عادت ہوتی ہے سیاحت اختیار کی
جسکی بدولت نئے نئے شہر دیکھے دعوتین کھائین سیر و شکار کئے جس سے السفر وسیلۃ الظفر
کے معنی بھی صادق آگئے۔ مرزا صاحب نے سفر کا نام دیکھ لیا اور شاعرانہ خیال
سے صورت سقر قرار دیکر اوسکو سچ مچ کا ہاویہ ہی ٹھہرا دیا اور یہ خیال نہین کیا
کہ امرا و سلاطین لاکھو کھا روپیہ دیکر یہ دولت حاصل کرتے ہین خصوصاً گورنمنٹ
کے معززین اور پادریون کے حق مین تو ہندوستان کا سفر گل گشت جنان سے
کم نہین چنانچہ ازالۃ الاوہام مین خود تحریر فرماتے ہین کہ یہ لوگ ایک قسم کا جنت
اپنے ساتھ لئے پھرتے ہین انتہی پھر اونکو دنیا مین ہاویہ سے کیا تعلق غرض مرزا صاحب
نے جسکو ہاویہ قرار دیا تھا وہ جنت ثابت ہوتی ہے۔

مرزا صاحب نے اس الہام مین ہاویہ کا لفظ اسواسطے تجویز کیا تھا کہ
قرآن شریف مین یہ لفظ وارد ہے اور اس کے معنی دوزخ کے ہین کما قال تعالی

فَاُمُّہٗ ھَاوِیَۃٌ وَمَا اَدْرٰکَ مَاھِیَہْ نَارٌ حَامِیَۃٌ اس سے غرض یہ کہ دعویٰ کی شان وشوکت اور الہام کا کر وفر اوس سے نمایان ہو کہ جو لفظ قرآن مین ایک سخت وعید مین استعمال کیا گیا وہی لفظ اس ہندی الہام مین ذکر فرمایا مگر افسوس ہے کہ وہ صرف لفظ ہی لفظ تھا - اگرچہ پندرہ مہینے تک بجائے خود کہا مگر اوسکے بعد بکمال مایوسی سے وہ لفظ یون بدلا گیا کہ اوس سے مراد فکر و تشویش لیگئی اول تو فکر و تشویش ہی مین کلام ہے اسلئے کہ کسی کے دل کی کیفیت یقینی طور پر معلوم نہین ہوسکتی اور اگر وہ تسلیم بھی کر لیجائے تو اسکا کیا ثبوت کہ الہام کے صدق کا اوسکے دل پر اثر تھا قرائن سے تو ثابت ہے کہ مرزا صاحب کے مریدون کے خوف سے اسکو سفر کی ضرورت ہوئی -

بہرحال مرزا صاحب نے ایک ہی شق اختیار کی کہ اوسکے دل پر اپنی پیشگوئی کا اثر ہوا تھا چنانچہ ضیاء الحق مین لکھتے ہین کہ جس شخص کا خوف ایک عظیم پیشگوئی سے اوس حد تک پہونچ جائے کہ شہر بشہر بھاگتا پھرے تو ایسا شخص بلاشبہ یقینی طور پر اوس مذہب کا مصدق ہوگیا ہے جسکی تائید مین پیش گوئی کی گئی تھی اور یہی معنی رجوع الی الحق کے ہین الخ -

یہان یہ امر غور کے قابل ہے کہ مرزا صاحب خود تصدیق کرتے ہین کہ یقینی طور پر اوسکا رجوع الی الحق کرنا ثابت ہوگیا - اور الہام مرقوم الصدر کا مضمون یہ تھا کہ اگر وہ حق کی طرف رجوع کرے تو ہاویہ مین گرایا نہ جائیگا - پھر جب الہام کے سنتے ہی اوسپر خوف اور عظمت طاری ہوگئی تو الہام کے مطابق وہ ہاویہ کا مستحق نرہا - مگر مرزا صاحب کی تحریر سے ابھی معلوم ہوا کہ وہ ہاویہ مین ضرور گرایا گیا اور

اوسپر ہاویہ مین گرنے کا لفظ صادق آگیا جس کا ماحصل یہ ہوا کہ بسبب الہام اوس کا
حق کی طرف رجوع کرنا ثابت ہے باوجود اسکے وہ ہاویہ مین گرایا گیا - جو خلاف عادت
الہی اور خلاف شرط الہام ہے - یہان دو باتون سے ایک بات ضرور ماننی پڑیگی
کہ اگر الہام سچا ہے تو ہاویہ مین گرنا جھوٹ ہے اور اگر ہاویہ مین گرنا سچ ہے تو الہام
جھوٹا ہے اور چونکہ ہاویہ مین گرائے جانے کی وہ تصدیق کرتے ہین تو ثابت ہوا
کہ الہام جھوٹا ہے - پھر اگر غیر معمولی کیفیت اونکو وجدانی طور پر معلوم ہوئی تھی جسکو
انھون نے الہام سمجھا تھا تو اوسکو الہام شیطانی ضرور کہا جائیگا جس سے کل الہامون
کے دعوے اونکے جھوٹے ہوگئے - اور اگر یہ الہام انہون نے بنا لیا تھا تو یہ ثابت
ہوجائیگا کہ انہون نے خدائے تعالی پر افترا کیا ہے اور کوئی مسلمان خدا پر افترا
نہین کرسکتا -

مرزا صاحب جو رجوع الی الحق کا الزام مسٹر اتھم کے ذمہ لگا رہے ہین
اوسکو وہ قبول نہین کرتا اوس نے صاف کہدیا کہ مجھپر مرزا صاحب کے الہام کا کچھ
اثر نہوا بلکہ مریدون کے خوف وغیرہ کی وجہ سے سفر کے اختیار کرنے کی ضرورت
ہوئی تھی - مرزا صاحب نہین مانتے اور کہتے ہین کہ وہ ضرور الہام ہی کا اثر تھا ورنہ
یہی بات قسم کھا کر کہدی جائے اوس نے جواب دیا کہ ہمارے دین مین قسم کھانا جائز
نہین جیسا کہ انجیل متی مین مصرح ہے وہ فرماتے ہین ایسے حیلہ کام پر نہین آتے

قسم کھا کر نہ کہنا یہی ہماری کامیابی ہے - اسکا جواب ڈاکٹر کلارک نے دیا کہ ہم
کہتے ہین مرزا صاحب مسلمان نہین ہین اگر مسلمان ہین تو مجمع عام مین سور کا گوشت
کھائین - اگر کہین کہ سور کا گوشت مسلمانون پر حرام ہے اس سے اسلام کا ثبوت

کیسے تو ہم کہتے ہین اسی طرح بالاختیار حلف اٹھانا عیسائیون کو منع ہے پس جب اتہم
پکا عیسائی ہے تو وہ اپنی عیسائیت کا ثبوت قسم سے نہین دیسکتا جس طرح آپ اپنے
اسلام کا ثبوت سور کہاکے نہین دیسکتے انتہی۔

مرزا صاحب نے الہام مین جو شرط لگائی تھی کہ بشرطیکہ وہ حق کی طرف
رجوع نہ کرے اوسمین یہی پیش نظر تھا کہ جب مدت کی دہمکیون سے وہ جان بچانے کی
غرض سے اپنا مستقر چھوڑ دیگا تو اوسی کا نام تاثیر پیش گوئی اور رجوع الی الحق رکہاجائیگا
اور جب وہ اوس سے انکار کریگا تو قسم کی فرمایش کیجائیگی اور چونکہ انکے مذہب مین
قسم درست نہین اسلیئے وہ قسم کبھی نہ کہائیگا اوسوقت یہ کہنے کو موقع مل جائیگا کہ اتہم
کے قسم نہ کہانے سے ثابت ہے کہ وہ جھوٹا ہے یہانتک تو عقلی منصوبے چل گئے جو
اعلی درجہ کے عقلی معجزے تھے مگر ڈاکٹر کلارک کے عقلی معجزہ نے اون سب کو گاؤخورد
کردیا اور مرزا صاحب بھی اوسکے تسلیم کرنے مین مجبور رہے اور یہ کوئی قابل استعجاب
بات نہین عقلون مین تفاوت ہوا ہی کرتا ہے۔ مگر قابل توجہ یہ بات ہے کہ اگر وہ الہام
واقعی ہوتا تو کیا ڈاکٹر صاحب کی رائے اوسمین بھی چل سکتی ادنی تامل سے معلوم ہوسکتا
کہ مدار الہامات کا خاص علم و قدرت الہی پر ہوتا ہے اور ممکن نہین کہ کسی آدمی کی رائے
اوسپر غالب ہوسکے اس سے ظاہر ہے کہ وہ الہام الہی نہ تھا۔

مرزا صاحب جو اتہم کے خوف کا نام رجوع الی الحق رکھتے ہین اوس سے
غرض یہ کہ پیشین گوئی یعنے موت کا وقوع اوسکی وجہ سے نہین ہوا مگر ابھی معلوم ہوا
کہ اوس الہام مین جو ہاویہ مین گرنا مذکور ہے اوسکا وقوع تو بسبب اقرار مرزا صاحب
ہوگیا اور یہ رجوع الی الحق کچھ کام نہ آیا مرزا صاحب اس رجوع سے دوسرا کام لینا چاہتے ہین

کہ الہام کی تشریح مین جو کہا گیا تھا کہ اتھم بسزائے موت ہاویہ مین ڈالا جائیگا اور نیز
کرامات الصادقین مین لکھتے ہین منہا ما وعدنی ربی اذ جادلنی رجل من المتنصرین الذی
اسمہ عبداللہ اتھم الی ان قال فاذا بشرنی ربی بعد دعوتی بموتہ الی خمسۃ عشر شہرا من
یوم خاتمۃ البحث فاستیقظت وکنت من المطمئنین۔ یعنے خود خدا نے مجھے بشارت
دی کہ پندرہ مہینے مین اتھم مر جائیگا۔ غرض کہ حق تعالی نے جو اتھم کی موت کی بشارت
دی تھی وہ اس رجوع الی الحق سے ٹل گئی۔ مگر الہام کی بشارت صاف کہہ رہی ہے
کہ اوسکی موت ضروری تھی۔
ہر شخص جانتا ہے کہ رجوع کے معنی لوٹ جانیکے ہین اور رجوع الی الحق
اوسی وقت صادق آتی ہے کہ باطل کو چھوڑ دیا جائے چونکہ اس مباحثہ مین حق وہی
فرض کیا گیا تھا جسپر مرزا صاحب ہین تو ضرور تھا کہ وہ مرزا صاحب کا ہم خیال ہوجا
جس سے رجوع کے معنی صادق آتے مگر مرزا صاحب کہتے ہین کہ اس خوف کو بھی ایک
درجہ رجوع کا دینا چاہئے۔ رجوع کا اوسکو ایک درجہ دینا تو آسان ہے مگر مشکل یہ ہے
کہ اس تمام مدت مین حق کے قبول کرنے کا ایک اثر بھی اوس سے ظاہر نہ ہوا بلکہ
برخلاف اسکے مرزا صاحب کو وہ دجال اور جھوٹا وغیرہ کہتا رہا جیساکہ رسالہ الہامات
مرزا سے ظاہر ہے اور یہ پوشیدہ نہین کہ جو شخص جان بوجھکر حق کو قبول نہ کرے اور
مخالفت کرتا رہے وہ زیادہ تر سزا کا مستحق ہوتا ہے دیکھ لیجئے قرآن شریف سے
ثابت ہو کہ کفار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو یقینی طور پر جانتے تھے جیساکہ
حق تعالی فرماتا ہے یَعْرِفُونَہٗ کَمَا یَعْرِفُونَ اَبْنَاءَھُمْ مگر یہ معرفت باعث
زیادتی عقوبت ہوئی کما قال تعالی فَلَمَّا جَاءَھُمْ مَا عَرَفُوا کَفَرُوا بِہٖ فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ

علی الکافرین الحاصل اگر اتہم نے پیشگوئی کی عظمت اور اوسکے منجانب اللہ ہونے کو معلوم کر لیا تھا تو اوسکی سزا زیادہ اور بہت جلد ہونی چاہیئے تھی اگر مرزا صاحب کے قابو مین اتہم صاحب آجاتے اور سزا دینے مین کوئی مانع نہ ہوتا تو کیا مرزا صاحب باوجود اونکو دجال اور جھوٹا کہنے کے اوسکو پندرہ مہینے مہلت لینے دیتے ضرور یہ نراکر فوراً سزائے موت دیتے کہ باوجود حق کی طرف رجوع ہونیکے اور میری اور میرے الہام کی تصدیق کرنیکے مجھکو دجال اور جھوٹا بتا رہا ہے۔ الحاصل اس موقع مین ضرور تھا کہ جس طرح رجوع الی الحق نے اوسکو ہاویہ سے نہ بچایا اسی طرح سزائے موت سے بھی نہ بچاتا۔

مرزا صاحب نے اس رجوع الی الحق کو مانع سزائے موت قرار دیا جیسا کہ تریاق القلوب مین لکھتے ہین کہ اتہم کی موت کی جو پیشگوئی کیگئی تھی جسمین یہ شرط تھی کہ اگر اتہم پندرہ مہینے کی میعاد مین حق کی طرف رجوع کرلین گے تو موت سے بچ جاینگے اور انوار الاسلام وغیرہ مین ہے کہ اتہم کی موت اسلئے نہین ہوئی کہ اوس نے رجوع حق کی طرف کیا تھا۔ اور رجوع الی الحق مانع دخول ہاویہ نہین ہوئی جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ وہ ہاویہ مین ضرور گرا حالانکہ اصلی ہاویہ مین داخل ہونا بعد موت ہوگا قبل نہین ہوسکتا اور مرزا صاحب کی تقریر سے بھی یہی ثابت ہے چنانچہ لکھتے ہین کہ بسزائے موت داخل ہاویہ ہوگا کیونکہ بسزائے موت داخل ہاویہ ہونا قبل موت ممکن نہین پھر اسکے کیا معنی کہ رجوع الی الحق سے موت تو ٹل گئی مگر ہاویہ مین گر گیا اسکی مثال بعینہٖ ایسی ہے جیسے نہ ولایت ہے نہ نبوت مگر وحی اور الہام ہو رہے ہین۔ اور اسکی وجہ بھی سمجھ مین نہین آتی کہ رجوع الی الحق نے موت سے

تو بچا لیا مگر ہاویہ سے نہ بچا سکا اس رجوع کو ناقص کہین یا کامل اس اعتبار سے کہ موت جیسی چیز کو جسکی نسبت حق تعالی فرماتا ہے اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ روکدیا اعلی درجہ کی کامل سمجھی جائیگی مگر حیرت یہ ہے کہ ایسی رجوع کامل سزاے ہاویہ کو نہ روک سکی جس سے مراد سفر اور پریشانی لیگئی ہے اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک موت سے زیادہ سفر کی وقعت ہے کیونکہ اوس رجوع نے موت مین تصرف کرلیا مگر سفر مین نہ کرسکا۔

آیہ موصوفہ اذا جاء اجلہم سے یہ ظاہر ہے کہ موت وقت مقرر سے نہ آگے آسکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے اور الہام مذکور کہہ رہا ہے کہ اتہم کی موت ٹل گئی اور مرزا صاحب نے ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۳۸ مین لکھا ہے اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہین ہوسکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغیر کرسکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے انتہی۔ اب مرزا صاحب خود ہی تصفیہ فرمادین کہ جب خداے تعالی کی خبر کے برخلاف جسکی تنسیخ ممکن نہین وہ الہام خبر دیرہا ہے تو اوسکو کیا کہین اگر اور کچھ نہین تو اتنا تو ضرور فرمادین کہ وہ الہام شیطانی تھا۔

مرزا صاحب جو فرماتے ہین کہ اتہم کی موت اسلئے نہین ہوئی کہ اوس نے رجوع حق کی طرف کیا تھا اور رجوع الی الحق کے معنی ابھی معلوم ہوے کہ پیشین گوئی کا خوف اوسپر طاری ہوگیا۔ اور یہ خوف اسیوقت طاری ہوا جب مرزا صاحب سے پیشین گوئی سنکر بھاگا بھاگا پھرا جسکی خبر مرزا صاحب کو فوراً ہوگئی تھی اس صورت مین مرزا صاحب کو ضرور تھا کہ یہ اعلان دیتے کہ اتہم رجوع الی الحق کرچکا ہے اب وہ

پندرہ مہینوں مین نہ مریگا اور اوسکو صاف لکھدیتے کہ تم نے رجوع الی الحق کرلیا ہے
اسوجہ سے اب اس مدت مین ہرگز نہ مروگے ہان ہاویہ مین یعنے سفر مین رہوگے۔
حالانکہ ابھی معلوم ہوا کہ مرزا صاحب ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ وہ اسی مدت مین ضرور
مریگا اور اسمین کوئی تاویل نہوگی۔ اب دیکھئے اگر اونکا یہ قول سچ سمجھا جاوے کہ
اوس نے رجوع الی الحق کیا ہے تو اونکا وہ قول کہ وہ ضرور مریگا جھوٹا ثابت ہوتا ہے
اور اگر وہ قول سچ سمجھا جاوے تو قطع نظر خلاف واقع ہونیکے اوسی سے ثابت [illegible]
کہ پندرہ ماہ تک مرزا صاحب نے اوسکے بھاگتے پھرنے کو رجوع الی الحق نہین سمجھا
بلکہ یہی خیال کرتے رہے کہ بوڑھا تو ہے اگر مرجاوے تو کامیابی ہے ورنہ اوسوقت
کہدیا جائیگا کہ رجوع الی الحق کی وجہ سے نہین مرا۔
یہان یہ امر قابل توجہ ہے کہ جب اس الہام سے خدا کو مرزا صاحب کی
کامیابی مقصود تھی تو جس طرح آتھم کو رجوع الی الحق کی ہدایت کی تھی مرزا صاحب کو الہام
کیون نہین ہوگیا کہ صاف کہدو کہ وہ رجوع کرچکا ہے اب اس مدت مین نہ مرے گا۔
برخلاف اسکے مرزا صاحب سے بھی کہلوا تا رہا کہ اسی مدت مین وہ ضرور مرجاوے گا۔
کیا ایسے الہام خدا تعالی پر افترا نہین نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔
اصل یہ ہے کہ جب کسیکی مقبولیت کسی قوم مین ہوجاتی ہے تو اوسکی ایسی
[illegible] پرواہ نہین پڑتی [illegible] چل جاتی ہے آپ حضرات نے پولس مقدس کے
[illegible] مین دیکھے ہونگے کہ کیسی کیسی خلاف باتین انہون نے کین کل حرام
چیزون کو حلال کردیا قبلہ سے منحرف کیا تثلیث کو ذہنون مین جمایا مگر سب چل گئین
اور پھر بھی مقدس ہی رہے۔ پولس مقدس صاحب کی سحر بیانی اور تقدس کا کیا اثر ہوا

جو تقریباً انیس سو سال سے آجتک رو بترقی ہے یہ بات یاد رہے کہ پولس صاحب ایسے پرلے تقدس کا خاتمہ نہین ہوا بلکہ ایسے مقدس حضرات سے زمانہ خالی نہین رہتا پولس صاحب نے تو عیسی علیہ السلام کو ترقی دی تھی کہ اونکو خدا بنا دیا مرزا صاحب اپنی ترقی مین کسی کے محتاج نہین خود ہی عیسی بنے نبوت تک ترقی کر گئے اور اب کن فیکون مین اپنے خالق کے ساتھ اپنی شرکت بتا رہے ہین اور ہر طرف سے آمنا وصدقنا کے نعرے خوش اعتقادون کے بلند ہین اور یہ بات کسی کے سمجھ مین نہین آتی کہ مرزا صاحب کیا کر رہے ہین یہ اوسی کمال تقدس کا اثر ہے جو مدتون کی خلوت نشینی اور گوشہ گزینی سے حاصل فرمایا تھا۔

یہان یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ عبارت الہام مین مذکور ہے کہ جو فریق عمداً جھوٹ اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ بیندرہ ماہ مین ہاویہ مین گرایا جائیگا۔ اس الہام مین جانب مقابل فریق قرار دیا گیا جو بمعنی گروہ اور جماعت ہے جیسا کہ قرآن شریف سے واضح ہے قولہ تعالی فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ اس سے بڑھکر کیا ہو کہ کل جنتی ایک فریق اور کل دوزخی ایک فریق قرار دیے گئے چونکہ اس الہام مین صراحۃً مذکور ہے کہ جو فریق عمداً جھوٹ کہکر عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ ہاویہ مین گرایا جائیگا اسلئے بمقتضائے الہام کل فریق عیسائی کا پندرہ ماہ مین گرنا ضرور تھا اسلئے کہ کوئی عیسائی ایسا نہین جو سہواً یا خطائً عیسے علیہ السلام کو خدا بنایا ہو وہ تو جو کچھ کہتے ہین عمداً کہتے ہین پھر جب وصف عامہ پر حکم مرتب ہو رہا ہے تو مرزا صاحب کو کوئی حق نہین کہ اوس کلام مین جسکو کلام الہی بتلا رہے ہین تصرف کر کے لفظ فریق کو اوس جماعت کے ساتھ خاص کرین جو مباحثہ مین شریک تھی جیسا کہ نور الاسلام

مین لکہتے ہین کہ فریق سے مراد اتہم نہین بلکہ وہ تمام جماعت ہے جو اس بحث مین اوس کے
معاون تھی مرزا صاحب نے اس الہام کے بعد یہ نہین کہا تھا کہ خدائے تعالی نے یہ بھی
فرمادیا ہے کہ فریق سے مراد خاص جماعت ہے اور نہ اوسکی تخصیص الفاظ الہام سے معلوم
ہوتی ہے بلکہ اوسمین عام طور پر ہے کہ جو فریق انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ اس کلام کی
تحریف انہون نے اس خیال سے کی ہے کہ کہین اس کلام سے گورنمنٹ کا پندرہ
ماہ مین ہاویہ مین گرنا نہ سمجھا جائے مگر جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ وہ کلام کلام الہامی
نتھا اسلئے کہ وہ فریق اس مدت مین ہاویہ مین نہین گرا تو اس سے معلوم ہوگیا کہ
مرزا صاحب نے اپنی طرف سے کہا تھا کہ اس مدت مین کل عیسائی ہاویہ مین گرائے
جائین گے مرزا صاحب بظاہر گورنمنٹ کے خیرخواہ اپنے کو بتاتے ہین مگر ایسی منحوس
باتون سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف ظاہرداری ہے خیر اس سے کوئی بحث نہین
کلام اسمین تھا کہ فریق کا لفظ جو متصف بصفت عامہ کیا گیا تھا وہ صحیح نہین لیکن
اس تعمیم مین یہ مصلحت پیش نظر ضرور تھی کہ اس مدت طویلہ مین کہین تو کوئی عیسائی
مریگا اوسوقت یہ تعمیم کام دیگی اور فوراً اس الہام کے ذیل مین داخل کرلیا جائیگا
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پادری رابٹ جو اس مباحثہ مین شریک بھی نہ تھا جب مرگیا
اور اوسکے دوست ڈاکٹر کلارک کو اوسکا غم ہوا تو آپ تحریر فرماتے ہین کہ اس عرصہ
مین رابٹ ناگہان مرگیا جسکے مرنے سے ڈاکٹر کلارک کو جو اوسکا دوست تھا صدمہ
پہونچا (دیکھو اشتہارات الہامی) اب یہان یہ امر غور طلب ہے کہ فریق سے مراد ایک
جماعت ہے جسکی نسبت مرزا صاحب فرماتے ہین کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے یعنے
وہ فریق پندرہ ماہ کے عرصہ مین بسزائے موت ہاویہ مین نہ پڑے تو مین ہر سزا کیلئے موجود ہون

اسکا مطلب ظاہر ہے کہ کلارک وغیرہ کل جماعت اس مدت مین مرجاتی حالانکہ اوسمین سے کوئی نہین مرا اور جو شخص مرا سو وہ ایک اجنبی شخص تھا جو مباحثہ مین شریک ہی نہ تھا مگر مرزا صاحب نے اوسکی موت سے بھی اپنا کام نکالا۔ یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اتھم رجوع الی الحق کی وجہ سے بچ گیا تھا تو یہ پوری جماعت کیونکر بچی انکا تو رجوع الی الحق بھی ثابت نہین ہوا شاید یہان یہ فرماینگے کہ اونکا مباحثہ کرنا ہی رجوع الی الحق تھا اگرچہ رد ہی کرنیکے لئے کیون نہو آخر حق کی طرف رجوع تو متحقق ہوا اسکو بھی رجوع کا ایک درجہ دینا چاہئے اسمین شک نہین کہ یہ توجیہ بھی چل جائیگی جیسے اتھم کے رجوع الی الحق کی توجیہ چل گئی تھی مگر اہل انصاف سمجھ سکتے ہین کہ وہ کس قدر رکیک ہوگی اس سے زیادہ حیرت انگیز یہ بات ہے کہ کلارک کے مقابلہ مین مرزا صاحب نے عین عدالت مین اقرار کیا کہ فریق سے مراد اوس الہام مین صرف اتھم تہا ڈاکٹر کلارک وغیرہ کو اوس پیش گوئی سے کوئی تعلق نہین گویا سر عدالت یہ اقرار فرماتے ہین کہ رائٹ کی موت کے صدمہ کی نسبت جو کہا گیا تھا وہ غلط تھا۔ دیکھئے فریق کی ابتدا کہان سے تھی اور ہٹتے ہٹتے کہانتک نوبت پہونچی۔ دیکھئے اس الہام کا سلسلہ کس قدر طویل ہے کہ احاطہ بحث مین آ نہین سکتا پوری بحث اسکی مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب نے الہامات مرزا مین لکھی ہے جو قابل دید ہے۔

تاریخ خمیس مین مواہب اللدنیہ وغیرہ سے لکھا ہے کہ ایک عورت نے مسیلمۂ کذاب سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے کوؤن مین پانی جوش مارتا ہے آپ بھی ہمارے نخلستان وغیرہ کے لئے دعا کیجئے کہا وہ کیا کرتے ہین کہا ڈول مین کلی کرتے ہین اور وہ پانی کوین مین ڈالدیا جاتا ہے اوس نے بھی ایسا ہی کیا مگر اثر یہ ہوا کہ جس قدر پانی

موجود تھا مذہبی ہو گئی تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آب دہن سے آشوب چشم
اچھا ہو گیا تھا اوس سے کسی آفت زدہ کی آنکھ مین تھوک لگایا اوسکا اثر یہ ہوا کہ
بصارت ہی زائل ہو گئی۔ ایکبار کسی کی بکری کے تھن سپاس غرض سے ہاتھ
پھیرا کہ دودہ زیادہ ہو اثر یہ ہوا کہ دودہ بالکل خشک ہی ہو گیا۔ بنی حنیفہ مین ایک
کوان کھودا گیا تھا برکت کے لئے اسمین آب دہن اوسکا ڈالا گیا۔ اثر یہ ہوا کہ
پانی کوین کا جو میٹھا تھا کڑوا ہو گیا۔ ایک عورت نے اوس سے شکایت کی کہ میرے
بہت سے لڑکے مر گئے اب صرف دو ہی رہگئے ہین اونکی درازی عمر کے لئے دعا کیجئے
چنانچہ چھوٹے لڑکے کی چالیس برس کی عمر مقرر کی۔ جب وہ گھر آئی تو بڑا لڑکا ایک
کوین مین گر کے مر گیا تھا اور چھوٹا جسکی عمر چالیس سال کی مقرر کی تھی حالت نزع
مین پڑا تھا۔ غرض کہ اسی روز ان دونون لڑکون کا کام تمام ہو گیا اسی قسم کے
اور واقعات بھی لکھے ہین جسکا ماحصل یہ ہے کہ خدائے تعالی ایسے لوگون کو مخذول
کرتا ہے۔ عصائے موسی مین لکھا ہے کہ بظاہر تو ازروے قانون قدرت ومشاہدہ
واقعات اوسکا میعاد مقررہ مرزا صاحب کے اندر مرجانا عجائبات سے نتھا بلکہ بلحاظ
کبرسنی وضعف ونقص صحت اوران اسباب سے بڑھکر مرزا صاحب کی دہمکی موت سے
خوف زدہ ہونیکی حالت مین بہت ہی اغلب تھا۔ اور لکھا ہے کہ اس عرصہ مین وبا
کے بھی کئی دورہ ہوے باوجود ان تمام اسباب کے مسٹر اتہم اس مدت مین نہ مر کے
اوسکے بعد آٹھ ماہ زندہ رہے۔ اگر الیتا خرون ساعۃ سے قطع نظر کیا جائے تو یہ آٹھ ما
کی زندگی گویا اس الہام مین رخنہ اندازی کے لئے تھی۔ اور یہ تو یقینی طور پر کہ سکتے ہین
کہ اگر مرزا صاحب کے الہامات کو وقعت دینا منظور الہی ہوتا تو بجائے پندرہ ماہ

کے سیتس ۲ ماہ اونکی زبان سے کہلوا دیا۔ اسی طرح جب مرزا صاحب نے پیش گوئی کی
کہ قادیان میں طاعون نہ آویگا تو اہل قادیان سمجھ گئے کہ اب طاعون کا آنا وہان
ضرور ہوگا اور اوسیوقت سے اونکو خوف پیدا ہوگیا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ طاعون
سے قادیان کو سخت صدمہ پہنچا۔

جس طرح اتہم کی موت کی ایک وسیع مدت مقرر کی گئی تھی اوس سے زیادہ
مدت لیکھرام کی موت کے الہام میں مقرر کی گئی چنانچہ سراج منیر میں مرزا صاحب
لکھتے ہین کہ لیکھرام کی نسبت یہ الہام ہوا عجل جسد لہ خوار لہ نصب وعذاب۔ اور اوسکے
بعد خداے کریم نے یہ ظاہر کیا کہ یہ شخص اپنی بدزبانیون کی سزا مین یعنی ان بے ادبیون
کی سزا مین جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین کی ہین عذاب
شدید مین مبتلا کیا جائیگا اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ مین آجکی تاریخ سے کوئی
ایسا عذاب نازل نہوا جو معمولی تکلیفون سے نرالا اور خارق عادات اور اپنے
اندر ہیبت الہی رکھتا ہو تو ہر ایک سزا بھگتنے کے لئے مین طیار ہون۔

اور یہ بھی الہام اوسکی نسبت کرامات الصادقین مین لکھا ہے فبشرنی
ربی بموتہ فی ستۃ سنۃ چنانچہ وہ چھری سے مارا گیا انتہی مرزا صاحب نے ایک طولانی
چھ سال کی مدت جو اوسکی موت کے لئے مقرر کی تھی احتیاطاً تھی ورنہ قرائن تو یہ کہہ
رہے ہین کہ اتنی مدت اسکے لئے درکار نہین کیونکہ اوس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی شان مین سخت بے ادبیان اور گستاخیان کی ہین جسکی وجہ سے تقریباً چھ کروڑ صرف
ہندکے مسلمانون کا ایسا دل دکھایا کہ جس سے اونکو اپنی زندگی ناگوار ہوگئی اور
اوس کے جانی دشمن ہوگئے کیا ممکن تھا کہ اتنی اسلامی فوج کے ہاتھ سے وہ بچ سکتا۔

کیا قیاس سے یہ دور ہے کہ ایک جماعت اوسکو سزا دینے کی طرف متوجہ ہوئی ہو اور مرزا صاحب بھی اوس سے واقف ہوں۔ اہل فراست سمجھ سکتے ہیں کہ اون کا شعر جو اس پیشین گوئی کے بعد اور اوسکی موت سے پہلے لکھا ہے کیا کہہ رہا ہے۔

وبشرنی ربی وقال مبشرا۔ ستعرف یوم العید والعید اقرب۔ غرض قطع نظر اسکے وہی قرینہ مذکورہ ایسا قوی اور قطعی ہے کہ ہر شخص اس پیشین گوئی پر جرات کرسکتا تھا ایسی کھلی بات کے لئے الہام کی ضرورت نہیں اس قسم کے بادن کا الہام ایسا ہے جیسے کوئی کسی سے کہے کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ تم کبھی نہ کبھی مرجاوگے

مرزا صاحب نے ان معجزات کا طریقہ ڈاکٹروں سے حاصل کیا ہے

کیونکہ ایک زمانہ سے ڈاکٹر وغیرہ مدبروں نے بیمے کا طریقہ ایجاد کر کہا ہے کہ آدمی کی ایک عمر مشخص کر کے اوسکو کہہ دیتے ہیں کہ تم اس مدت کے اندر نہ مروگے اور اگر مرجاوگے تو اتنے ہزار روپیہ ہم تمہارے ورثا کو دینگے اور اس مدت میں کچھ ماہانہ اون سے لیا کرتے ہیں۔ پہر وہ قرائن خارجیہ وداخلیہ کو دیکھکر اکثر کامیاب ہی ہوتے ہیں چنانچہ اوسی رقم کی آمدنی سے لکھوکہا روپیہ پیدا کر رہے ہیں اگر انکی یہ پیشین گوئیاں معجزہ نبوت قرار دیجائیں تو انبیا کی کثرت ہوجائیگی اور مرزا صاحب کی بھی خصوصیت باقی نہ رہے گی۔

مرزا صاحب نے لیکھرام کی نسبت جو خارق العادت اور ہیبت ناک موت کی پیشین گوئی کی اوسکا منشا یہی ہے کہ جب انہوں نے قرائن سے سمجھ لیا کہ وہ مارا جائے گا تو اوسی کا نام ہیبت ناک اور خارق موت رکھدیا حالانکہ اس قسم کی صدہا موتیں ہوا کرتی ہیں۔

مرزا صاحب کو پہلے الہام کے وقوع کا یقین نتھا اور کیونکر ہوسکتا آیندہ
کے منصوبے کبھی بگڑ بھی جاتے ہین اسلیئے احتیاطاً دوسرا الہام ہوگیا اس غرض سے
کہ اگر خارق عادت وہ موت نہو یا نہ سمجھی جائے تو وہ دوسرا الہام کام مین آئے
پہلا الہام تو اسوجہ سے الہام نہین سمجھا گیا کہ خارق عادت موت نہوئی
مگر دوسرا الہام بھی ربانی نہین ہوسکتا اسلیئے کہ اوسکی عبارت مین ست سنتہ ہے
حالانکہ صحیح عبارت ست سنین ہے اور ممکن نہین کہ خدائے تعالی کے کلام مین غلطی ہو
ضرورۃ الامام مین مرزا صاحب لکھتے ہین کہ قرآن شریف کے معجزے کے ظل پر عربی
بلاغت وفصاحت کا نشان دیا گیا ہون کوئی نہین جو اسکا مقابلہ کرسکے انتہی
اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب جو عبارت لکھین گے وہ نہایت فصیح اور بلیغ ہوگی
اور الہام والی عبارت غلط ہوسکتی ہے اب اگر وہ الہام ہے یعنے خدا کی کہی ہوئی
عبارت ہے تو یہ سمجھا جائیگا کہ مرزا صاحب کو خدا سے زیادہ فصیح وبلیغ ہونیکا دعوی ہے
اور اگر الہام نہین ہے تو ثابت ہوا کہ مرزا صاحب خود عبارت بنا کر اوسکو الہام قرار
دیتے ہین جو نہایت بدنما کارروائی ہے۔

اور اس سے مخالفین کو ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب کی اصلی
حالت معلوم ہوگئی کہ گو وہ فاضل اور ذہین ہین مگر فن ادب مین مشاق نہین۔

اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسالۂ اعجاز المسیح کو مشتہر کرکے جو وہ دعوی
کرتے ہین کہ وہ اپنی تصنیف ہے اب اوسکی تصدیق کوئی نہ کرسکیگا اسلیئے کہ ایسی پر تکلف
اور مسجع عبارت جو اس قابل ہو کہ بطور اعجاز پیش کیجائے (ست سنتہ) لکھنے والا
شخص ہرگز نہین لکھ سکتا کسی عالم نے اونکو لکھدیا ہے اور اس زمانہ مین یہ کوئی بڑی

بات نہین دیکھ لیجئے کہ روپیہ کے لالچ سے کئی مولوی پادری بن گئے جن کے نام مشہور ہین وہ صاف کہتے ہین الدنیا زور لایحصل الا بالزور۔

مرزا صاحب کی ایک پیشین گوئی یہ بھی ہے جسکو اشتہار مین شائع کیا تھا کہ خدائے تعالی نے مجھسے فرمایا کہ مرزا احمد بیگ کی دختر کلان کے لئے سلسلہ جنبانی کرو (یعنے اس لڑکی کو اپنی نکاح مین لاؤ) اور انکو کہدے کہ یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت ہے اور اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائیگی وہ روز نکاح سے اڑہائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہوجائیگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خدائے تعالی نے مقرر کر رکھا ہے کہ اس لڑکی کو انجام کار اس عاجز کے نکاح مین لاویگا انتہی۔

مرزا صاحب نے اس نکاح کی نسبت بڑا ہی زور لگایا اس سے بڑھکر کیا ہوکہ خدائے تعالی کی طرف سے پیام پہونچا دیا کہ اگر نکاح نہ کردیگا تو چنان ہوگا اور چنین ہوگا مگر اس بزرگ نے ایک نہ مانی اوسکے بعد مرزا احمد بیگ صاحب کے نام خط لکھا کہ آپکے دل مین گو اس عاجز کی نسبت غبار ہو لیکن خدا جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے مسلمانون کے ہر ایک نزاع کا اخیر فیصلہ قسم پر ہوتا ہے جب ایک مسلمان خدائے تعالی کی قسم کہا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اسکی نسبت دل صاف کرلیتا ہے سو ہمین خدائے تعالی کی قسم ہے کہ مین اس بات مین بالکل سچا ہون کہ خدائے تعالی کے طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپکی دختر کلان کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا۔ اب ادب سے آپکی خدمت مین ملتمس ہون کہ اس رشتہ

سے آپ انحراف نہ فرماوین اور آپ کو معلوم ہوگا یا نہین کہ یہ پیش گوئی اس عاجز
کی ہزارہا لوگون مین مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال مین شاید دس لاکھ سے
زیادہ آدمی ہوگا جو اس پیش گوئی پر اطلاع رکھتا ہے ہزارون پادری منتظر ہین کہ یہ
پیشگوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو ہزارہا مسلمان مساجد مین نماز کے بعد
اس پیش گوئی کے ظہور کے لیئے بصدق دل دعا کرتے ہین۔ آپ اپنے ہاتھ سے
اس پیش گوئی کے پورا کرنیکے لئے معاون بنین تا کہ خدائے تعالی کی برکتین آپ پر
نازل ہون۔ آپ اپنے دل مین وہ بات ڈالے جس کا اوس نے آسمان پر سے
مجھے الہام کیا ہے انتہی مرزا صاحب قسم کہا کر کہتے ہین کہ خدائے تعالی نے آسمان
پر سے اون کو کہدیا کہ نکاح تمہارے ہی ساتھ ہوگا اور اوسکی سلسلہ جنبانی کرو۔
معلوم نہین باوجود اسکے پہر کیون اتنی عاجزی اور خوشامد کر رہے ہین اور
پادریون کا کیون خوف لگا ہوا ہے کہ اونکا پلہ بھاری ہو جائیگا۔ اب اونکی
پریشانی کا حال اور سنئے۔ اپنے سمدہی مرزا علی شیر بیگ صاحب کے نام یہ خط
لکھا مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح تیسری تاریخ ہونیوالا ہے اور آپکے گھر کے
لوگ اس مشورہ مین ساتھ ہین آپ سمجھ سکتے ہین کہ اس نکاح کے شریک میرے
سخت دشمن ہین عیسائیون کو ہنسانا چاہتے ہین ہندوؤن کو خوش کرنا چاہتے ہین
اور اللہ و رسول کے دین کی کچھ پرواہ نہین رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت
اون لوگون نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اسکو خوار کیا جائے ذلیل کیا جائے
روسیاہ کیا جائے اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہین اگر آپ کے گھر کے
لوگ سخت مقابلہ کرکے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیون نہ سمجھ سکتا کیا مین چوہڑا

تھا جو مجھکو لڑکی دینا عار یا ننگ ہے - مین نے خط لکھا کہ پیا نا رشتہ مت توڑو
خدا سے خوف کرو کسی نے جواب نہ دیا بلکہ آپکی بی بی نے کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے
صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر مین ہے بیشک وہ طلاق دیدیوے
ہم راضی ہین ہم نہین جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی
نہین کرینگے کہین یہ شخص مرتا بھی نہین - اب آپکو لکھتا ہون کہ اسوقت کو آپ
سنبھال لین اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھین کہ باز آجاوے اور اپنے
گھر کے لوگون کو تاکید کر دین کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روکدیوے ورنہ مجھے
خدا کی قسم ہے کہ ہمیشہ کے لئے تمامی رشتے ناطے توڑ دونگا اگر فضل احمد
میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو ایسی حالت مین آپ کی لڑکی کو گھر مین
نہ رکھیگا انتہی -

البتہ مرزا صاحب کی اس بیکسی کی حالت مین اونکے سمدھی صاحب کو
ضرور تھا کہ اونکی عاجزی پر رحم کھا کر اونکو سنبھال لیتے مگر معلوم نہین انہون نے
قصداً سختی اختیار کی یا یہ سمجھ لیا تھا کہ جب خدا نے خبر دی ہے کہ مرزا صاحب کا
نکاح اس لڑکی کے ساتھ ہوگا تو مداخلت کی ضرورت ہی کیا ضرور ہو رہے گا -
قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اس اظہار بیکسی اور عاجزی کے ساتھ
اگر اتنا فرما دیتے کہ الہام کا ذکر برائے نام صرف دھمکی کے لئے تھا اب مین اوس
سے توبہ کرتا ہون تو ضرور مرزا صاحب کے صدق کا اثر اونکے دل پر پڑتا اور رحم
آجاتا اور تعجب نہین کہ طرف ثانی بھی اس خیال سے کہ ایک بڑا شخص توبہ کر رہا
ہے اگر خدا کے واسطے نہین تو اپنی تعلی ہی کے واسطے ضرور قبول کر لیتے بہرحال

مرزا صاحب کا مقصود تو حاصل ہوجاتا۔

مرزا صاحب لڑکی کے قرابتداروں کی شکایت کرتے ہین کہ وہ خدا و رسول کے دین کی کچھ پروا نہین کرتے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو انہون نے صرف خدا و رسول ہی کی رضامندی اور دین کے واسطے یہ کام کیا۔ بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے ناحق کہدیا کہ مجھے اللہ نے فرمایا کہ تمہارے نکاح مین وہ لڑکی آئیگی تم سلسلہ جنبانی کرو۔ اس فقرے نے اونکو اس طرف توجہ دلائی کہ گورنمنٹ گویا حکام کو کوئی بات منظور ہوتی ہے تو اوسکے آثار ہی کچھ اور ہوتے ہین کہ وہ کام بغیر پورا ہوے رہ نہین سکتا چہ جائیکہ خالق عالم چاہے اور کسی کے دل پر اوسکا کچھ اثر نہ ہو اور اثر ہو تو ایسا کہ وہ کام کبھی نہ بننے پائے اگر خدا تعالی کو مرزا صاحب کا نکاح منظور ہوتا تو گھر بیٹھے مخالفین آکر اپنی طرف سے پیام کرتے دوسرون پر اثر ہونا تو درکنار خود مرزا صاحب کے دل پر اوس الہام کا کوئی اثر نہین عیسائی ہندو اور دشمنون کی طرف سے اونکو اپنی خواری ذلت اور رسوائی کا کچھ ایسا تصور چاہے کہ الہام تو کیا خدا بھی یاد نہین آتا قسمین کہا کہا کر ایک ایک سے لجاجت اور عاجزی کر رہے ہین کہ اسوقت سنبھال لو اب ارباب دانش اپنے وجدان سے کام لین کہ مرزا صاحب جو لکھتے ہین کہ خدا تعالی بے پردہ ہوکر اس صفائی سے ایسے مکالمہ کرتا ہے کہ دوسرون پر حجت قائم ہوسکے کیا یہ بات صحیح ہوسکتی ہے اگر اسی طرح اونکو الہام ہوا کرتے ہین اور خود خدا سے سننے پر بھی اونکو اسقدر تردد رہا کرتا ہے تو پھر قرآن پر اونکو کیا ایمان اور تصدیق ہوگی کیونکہ وہ تو صرف خبر ہے کچھ خدا سے انہون نے سنا ہی نہین اور اگر سنتے بھی تو

کیا ہوتا وہی تردد رہتا جو اس الہام مین ہے غرض ان قرائن سے ان لوگون نے
یہ خیال کیا کہ یہ الہام خدائے تعالی پر تہمت ہے اور خدا پر تہمت کرنیوالے کی تائید
اور جھوٹے نبی کی مدد باعث عذاب الہی ہے اسلئے انہون نے صرف دینداری
کے لحاظ سے بغض للہ کو عمل مین لایا ورنہ دنیاداری کے لحاظ سے اس سے بہتر
کوئی پیام نہ تھا کیونکہ لاکھون روپیہ کی جائداد اور آمدنی کس کو نصیب ہو سکتی
ہے اون لوگون پر ہزار آفرین ہے کہ اپنے خیال کے مطابق انہون نے دنیا کی
لحاظ سے دین کو برباد نہین کیا اس موقع مین اون کے دین کی شکایت بالکل
بے موقع ہے ۔

مرزا صاحب نے سمدہن صاحب کی تحریر کفایت نکر کے سمدن صاحبہ
کے نام بھی یہ خط لکھا کہ مجکو خبر پہونچی کہ چند روز مین مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا
نکاح ہونیوالا ہے اور مین خدا کی قسم کہا چکا ہون کہ اس نکاح سے ساری رشتے
اور ناطے توڑ دونگا اور کوئی تعلق نہین رہے گا اسلئے نصیحت کی راہ سے
لکھتا ہون کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ اور اگر
ایسا نہین ہوگا تو آج مین نے مولوی نور الدین صاحب اور فضل احمد کو خط
لکھدیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کیلئے طلاقنامہ
لکھکر بھیجدے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے مین عذر کرے تو اوسکو عاق کیا
جاوے اور اپنے بعد اوسکو وارث نہ سمجھا جاوے اور ایک پیسہ وراثت کا
اوسکو نہ ملے طلاق نامہ کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کا غیر کے
ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے تو پہر اسی روز سے جو محمدی کا نکاح کسی اور سے

ہوجاوے عزت بی بی کو تین طلاق ہین اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو مین فی الفور
اوسکو عاق کرونگا اور پھر وہ میری میراث سے ایک دانہ نہین پاسکتا۔ مجھے
قسم ہے اللہ تعالی کی کہ مین ایسا ہی کرونگا اور خدائے تعالی میرے ساتھ ہے
جس دن نکاح ہوگا اوس دن عزت بی بی کا نکاح نہین رہیگا انتہی بیچاری سمدھن صاحبہ
کی مصیبت کا حال بیان سے خارج ہے اگر مرزا صاحب کی سفارش کرتے ہین
تو غضب الہی کا خوف ہے جس کا حال ابھی معلوم ہوا اور اگر نہین کرتین تو
بیٹی بیوہ ہوے جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ عورتون پر لڑکیون کے بے شوہر
ہونیکا کس قدر غم ہوتا ہے مگر سبحان اللہ کیسی ایماندار باخدا اور مستقل مزاج
بی بی ہین کہ خوف عذاب الہی کے مقابلہ مین اپنی لڑکی کے بیوگی کا کچھ بھی
خیال نہین کیا اور صاف کہدیا کہ بیشک فضل احمد طلاق دیدیوے ہم راضی ہین

یہان یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مرزا صاحب نے مرزا احمد بیگ صاحب
کے خط مین لکھا ہے کہ رشتہ مت توڑو خدا سے خوف کرو حالانکہ مرزا صاحب کے
ساتھ اونکو کوئی ایسا رشتہ نہ تھا چنانچہ مرزا صاحب کی اس تحریر سے مستفاد ہے
کہ کیا مین چوہڑا چمار تھا جو مجھکو لڑکی دینا عار تھا اگر کوئی شرعی بندش ہوتی تو یہ مقام
اوسکی تصریح کا تھا کہ باوجودیکہ مین تمہارا بھانجا بھتیجا ہون پھر کیون دریغ کیا جاتا
ہے۔ اور کوئی رشتہ نہ ہونے کی تصریح خود اوسی خط مین موجود ہے کہ مرزا احمد بیگ صاحب
کی ہمشیر نے صاف کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے ہم نہین جانتے کہ یہ شخص (مرزا صاحب)
کیا بلا ہے یہ شخص مرتا بھی نہین۔ غرض کہ ایک فرضی رشتہ کو توڑنے پر تو فرماتے
ہین کہ خدا سے خوف کرو اور اپنے فرزند کو صاف فرماتے ہین کہ اپنی زوجہ کو

طلاق مغلظہ دیدی حالانکہ نفس طلاق کا ابغض الاشیا ہونا احادیث سے ثابت ہے اوسپر طلاق مغلظہ بدعی جسکی قباحت احادیث صحاح مین مذکور ہے -

حیرت یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اتنا بھی خیال نہ فرمایا کہ اوس بیچاری کمسن لڑکی بہو کا کیا قصور تھا اگر باوجود باپ کی موجودگی کے بھی کو ولایت ہوتی تو کہنے کو گنجایش تھی کہ اقتداری کام مین قصور کیا گیا اگر جب بھی ماں کے قصور کی سزا بیٹی کو دینا اور خوشدامن کا غصہ داماد پر نکالکر اوسکو محروم الارث کر دینا نہ شرعاً جائز ہے نہ عقلاً حق تعالی فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ

مرزا صاحب نے اس فرضی قرابت کو توڑنے پر تو خوف الہی یاد دلایا اور خود کتنے واقعی رشتے توڑ رہے ہین زوجیت مصاہرت انبیت اور نام کو بھی خوف الہی نہین حالانکہ نسبی رشتہ کسی طرح توڑ نہین سکتا یا زبان سے کہدینے سے جزئیت باطل ہوجائیگی اگر ایسا ہی زبان سے کہدینا [illegible] ہوتا تو بیٹی کو حصہ [illegible] حالانکہ حقتعالی صاف فرماتا ہے وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ عصائے موسی صـ ۲۳۲ مین لکھا ہے کہ مرزا صاحب اپنی اہلیہ کی خاطر شرعی وارثون کو محروم الارث کرنیکے لئے جائداد کو اوس کے پاس رہن کر دیا اور ایسا ہی پہلی اولاد دیسرون کو بلا دلیل شرعی عاق کر دیا بی بی کی خاطر اور نفسانی خواہش سے قرآن کی مخالفت کرنا خدا پرستی سے کس قدر دور ہے دیکھئے حق تعالی فرماتا ہے لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ یعنے ماں باپ کے ترکہ مین لڑکون کا ایک بڑا حصہ ہے اور مرزا صاحب فرماتے ہین میرا لڑکا میری میراث سے ایک پیسہ اور ایک دانہ نہین پا سکتا - اس پیرانہ سری مین مرزا صاحب

کو یہ کیونکر گوارا ہوا کہ اگر اپنی دلہن نہ آئے تو اپنا لڑکا بھی ہر قسم کے عیش و عشرت سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا جائے۔ بی بی سے دائمی مفارقت ہو۔ ماں باپ اور اولاد مین تفرقہ عظیم پڑے۔ کہانے کو ایک دانہ نہ ملے۔ خانہ بربادی ہو۔ کیا اولیاء اللہ قوائے شہوانیہ اور غضبانیہ کے ایسے مطیع ہوا کرتے ہین۔ پہر اپنی بہو کی طرف سے اونکی والدہ کو مصیبت خیز خط لکہوایا کہ اگر تم اپنے بہائی کو نہ سمجہاؤ گے تو مجہے طلاق ہوگی اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی اور اس خط پر مرزا صاحب نے یہ لکہا کہ اگر نکاح رک نہین سکتا تو پہر بلا توقف اپنی لڑکی کے لئے کوئی قادیان سے آدمی بہیجدو تا کہ اوسکو لیجائے۔

غرض کہ اس معاملہ مین ضرورت سے زیادہ تدبیرین کیگئین احتمال اطلاب برادری پر خود نے متعدد خطوط لکہے اورون سے لکہوائے خوشامدین کین مسجدون مین دعائین کرائین خود خدا کی طرف سے اپنا ذاتی سنا ہوا پیام پہونچایا کہ اوس لڑکی کا نکاح اپنے ہی سے ہوگا اور اگر نہوگا تو خاندان تباہ ہوجائیگا اور یہانتک عاجزی کی کہ اگر یہ نکاح نہ ہو تو مین ذلیل ہونگا میرا منہ کالا ہوگا عیسائی ہنسین گے ہندو خوش ہونگے اور یہ بھی دہمکی دی کہ اللہ و رسول کے دین کی ذلت ہوگی وغیر ذلک مگر کوئی تدبیر مفید نہوئی اور آخر اوس لڑکی کا نکاح مرزا سلطان محمد صاحب کے ساتھ ہو ہی گیا جسکو تیرا چودا سال کا عرصہ ہوتا ہے اور وہ ابتک صحیح و سالم موجود ہین چنانچہ الہامات مرزا مین لکہا ہے کہ وہ مرزا کے سینہ پر مونگ دلتا ہوا زندہ ہے اور اسی طرح اپنی مخالفت پر جما ہوا ہے ذات شریف پر تبرّی اور صلواتین سناتا ہے۔

اس کارروائی مین مریدون پر عجیب مصیبت ہوگی پیر کی نسبت تو یہ خیال
کبھی نہین سکتے کہ بشارت الہی او سلسلہ جنبانی کی خبر خدائے تعالی کی طرف سے
جھوٹ دی تھی مرزا صاحب تو اس جھوٹ سے بری ہو گئے مگر اسکے ساتھ ہی اپنیا
کی طرف ذہن منتقل ہوا ہوگا کہ اسکے کیا معنی کہ بشارت بھی دی اور طرف ثانی
پر حکم بھی بھیجدیا اور اعلان شائع کرنے کی اجازت بھی ہوگئی جس سے تمام عیسائی
ہندو مسلمان ہمہ تن گوش ہوگئے کہ اب مبارکباد کے نعرے قادیان مین بلند
ہوتے ہین مگر وہان کیا تھا صدائے برنخواست کا مضمون صادق آگیا اور طرفہ
یہ کہ صرف سعی سے بڑے بڑے کام نکل آتے ہین یہان سعی بلیغ سے بھی کچھ کام نہ نکلا
اور وہ بشارت اور حکم بیکار سے گئے عجیب گونگو بات ہے خدا اگر بشارت اور
حکم نہ دیتا تو مرزا صاحب کو اتنی پریشانی اٹھانی نہ پڑتی اور نہ اسقدر رسوائی ہوتی
اعلی درجہ کے مرید تو آخر کچھ بات بنا ہی لیتے ہونگے مگر ضعیف الایمان لوگونکی
تو مٹی خراب ہوگئی معلوم نہین خدا تعالی کی اخبار مین کیسی کیسی بدگمانیون کا
موقع اونکو ملگیا ہوگا۔ اور قرآن سے ایمان کس طرح ہٹ گیا ہوگا۔

مرزا صاحب فرماتے ہین کہ مرزا سلطان بیگ الہامی مدعا مین اسوجہ سے
نہین مرا کہ اور پیشگوئی کے بعض الہامات جو پہلے سے شائع ہوچکے تھے انمین یہ ٹھہرا تھی
کہ توبہ اور خوف کے وقت موت مین تاخیر ڈالدی جائیگی اور اس واقعہ مین بھی
ایسا ہی ہوا کہ خوف اور توبہ اور نماز روزہ مین عورتین لگ گئین اور مارے
ڈر کے کلیجے کانپ اٹھے پس ضرور تھا کہ اس درجہ کے خوف کے وقت خدا اپنی
شرط کے موافق عمل کرتا وہ لوگ احمق کا ذب ظالم ہین جو کہتے ہین کہ داماد کی نسبت

پیش گوئی پوری نہیں ہوئی بلکہ وہ بدیہی طور پر حالت موجودہ کے موافق پوری ہوگئی
اور دوسرے پہلو کی انتظار رہے (سراج منیر) مرزا سلطان بیگ کے موت کے انتظار
مین بجائے اڑھائی تین سال کے چودہ پندرہ سال تو گذر گئے اب اگر انتظار ہے تو
صرف موت کا ہے جیسے مرزا صاحب کو اپنی موت کا بھی انتظار رہو گا مگر اس مین
پیشگوئی کی کسی پہلو کو دخل نہین - یہان کلام اسمین ہے کہ بدیہی طور پر یہ پیشگوئی
پوری کیونکر ہوگئی - اس پیشگوئی مین تو مرزا صاحب نے یہ شرط نہین لگائی تھی کہ
سلطان بیگ صاحب توبہ کرینگے تو میعادی موت ٹل جائیگی - البتہ اتہم کی موت
مین یہ شرط تھی مگر یہ دونون واقعہ مستقل اور علیحدہ ہین جنمین کوئی تعلق نہین -
مرزا صاحب فرماتے ہین جو پہلے الہامات مین شائع ہو چکا ہے وہی کافی ہے یعنے
اتہم والی شرط یہان بھی معتبر ہے - اسکا مطلب یہ ہوا کہ جو پیشگوئی کسی کی موت پر
مرزا صاحب کرتے ہین اگر وہ مدت مقررہ پر نہ مرے تو یہ سمجھا جائے کہ اوس نے
توبہ کر لی ہے - یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب ایسی پیشگوئیون پر جرات کیا کرتے ہین
سنا جاتا تھا کہ کسی منجم نے اعلان دیا تھا کہ مین اپنی زوجہ کی تائید سے جو پیشین گوئی
کرتا ہون وہ کبھی جھوٹ نہین نکلتی اوسکا سر یہ تھا کہ مرد جو کہتا اوسکے خلاف عورت
کہتی مثلاً اگر مرد کہتا کہ آج پانی برسے گا تو عورت کہتی نہین برسے گا - غرض ایک کا
قول ضرور صحیح نکلتا - مرزا صاحب نے ایسی تدبیر نکالی کہ کسی دوسرے کی تائید کی بھی
ضرورت نہ رہی - ایک پہلو ہمیشہ کے لئے بنا کر تیار کر دیا کہ مدت مقررہ گذرتے ہی
کہدیا جائیگا کہ توبہ کی وجہ سے وہ مدت ٹل گئی - خدا کا فضل ہے کہ منجم صاحب کو
اسکی اطلاع نہ ہوئی ورنہ وہ بھی یہ کہنے پر مستعد ہو جاتے کہ گناہون کی وجہ سے میعادی

مدت سے پہلے مرا جو بجاے خودکشی ہے اسلئے اوسکے ورثہ کو اب کوئی رقم دینے کی ضرورت نہین مرزا صاحب کی جرات اور دہٹائی لطف اٹہانیکے قابل ہے کہ جس پیشگوئی کے نسبت خود فرماتے ہین کہ دس لاکھ آدمی سے زیادہ ہوگا جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکہتا ہے اور ہزارون پادری منتظر ہین کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو ہزارہا مسلمان مساجد مین نماز کے بعد بصدق دل دعا کرتے ہین ایسی عظیم الشان پیشگوئی کی مدت معینہ گذر جانیکے بعد فرماتے ہین کہ وہ بدیہی طور پر پوری ہوگئی اسلئے کہ اتہم کے جیسا انہون نے بھی توبہ کرلی اسلئے نہ مرے - دس لاکھ آدمیون کے مقابلہ مین ایسی بات کہنی معمولی غیرت وحیا والے کا کام نہین - کاش مرزا صاحب الہام کے وقت ملہم سے پوچھ لیتے کہ حضرت اگر اتہم والے الہام کے بعد جیسی رسوائی ہوئی اور بجاے اسکے کہ تصدیق کرنیوالون مین ترقی ہو بہت سے مرید مرتد ہوگئے اگر اس پیشگوئی مین بھی وہی بات ہے تو مین اس الہام سے معافی چاہتا ہون کسی میرے دشمن پر یہ الہام فرمایا جاے تا کہ اسکی رسوائی دیکھکر مین خوش ہون -

یہان یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ ڈہائی سال کی مدت پیشگوئی مین کس لحاظ سے رکھی گئی اگر واقع مین اونکی عمر اتنی ہی باقی تھی جسکو کشف سے مرزا صاحب نے معلوم کیا تھا تو یقیناً کشف کی غلطی ثابت ہوگئی اور توبہ اوسمین کچھ مفید نہین اسلئے کہ حق تعالی فرماتا ہے اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ اور اگر مرزا صاحب نے اپنی طرف سے مقرر کی تھی تا معلوم ہو کہ لوگون کی موت وحیات مین اونکو دخل ہے تو ڈہائی سال کی کیا ضرورت تھی کہدیتے کہ ادہر نکاح ہوا ادہر دولہا مرگیا - اور اگر خدا ہی نے خبر دی تھی تو اونکے خدا کی بے علمی اوس سے ثابت ہوتی ہے

جب معجزہ اپنے نبی کا دکہانا منظور تہا تو مفصل خبر دیتا کہ اگر وہ توبہ نہ کرے تو ڈہائی سال
مین مرجائیگا اور کرے تو دس یا بیس سال مین افسوس ہے مرزا صاحب اپنے ساتہہ اپنے
خدا کو بھی بدنام کر رہے ہین - خاص طور پر غور کرنیکا یہان یہ مقام ہے کہ مرزا صاحب نے
جو کہلے الفاظ مین کہدیا کہ ہمین خدا کی قسم ہے کہ مین اس بات مین سچا ہون کہ خدا نے
مجھ سے فرمایا کہ مرزا احمد بیگ کی دختر سے میرا نکاح ہوگا - اور اگر دوسرے کے ساتھ
نکاح ہو تو اڑہائی سال تک شوہر اور تین سال تک اسکا والد فوت ہوجائیگا -
پہر نہ مرزا صاحب اوس لڑکی کا نکاح ہوا نہ اوس مدت معینہ مین دونون کا انتقال ہوا
اب اس سے کیا سمجہا جائے کیا فی الحقیقت خدا نے اونکو یہ خبرین دی ہونگی یا وہ مرزا صاحب
کی تراشی ہوئی ہین - جب ہم خدائے تعالی کی شان پر اور مرزا صاحب کی کارروائیون
پر نظر ڈالتے ہین تو بمقابلہ اسکے کہ خدائے تعالی پر جہوٹ اور بیعلمی اور عجز کا الزام
لگایا جائے مرزا صاحب کی جانب صرف جہوٹ کا الزام لگانے مین کوئی ہرج نہین
دیکہئے خصوصاً اسوجہ سے کہ انہون نے عقلی معجزات کا ایک نیا مد قائم کیا ہے اس سے
یہ امر بھی مبرہن ہو گیا کہ مرزا صاحب نے عقلی معجزات مین جہوٹ سے بھی مدد لی ہے
اور صرف جہوٹ ہی ہوتی تو چندان مضایقہ نتہا غضب یہ ہے کہ جہوٹ کو قسم سے
موکد بھی کرتے ہین جس سے سیدہے سادے مسلمان دہوکا کہا کر یقین کر لین کہ وہ خبر
بالکل صحیح ہے - جبتک مدت مذکورہ منقضی نہین ہوئی تہی ہر شخص کا خیال تہا کہ جب
ایسے معزز شخص جو ظاہر امقدس بھی ہین قسم کہا کر کہتے ہین کہ خدا نے وہ مدت ٹہرائی
ہے تو ممکن بلکہ ضرور ہے کہ ایسا ہی ہوگا اور کسی کو مجال نتہا کہ چون و چرا کرے کیونکہ
خدا کے معاملہ مین کون دخل دیسکتا ہے یہانتک کہ ہندو پادری وغیرہ ساکت بلکہ

اس فکر مین تھی کہ یہ پیشگوئی پوری ہوجائے تو اسکا کیا جواب ہوگا غرض کہ ہزارون آدمی
تین سال تک سخت فکر مین حیران و پریشان رہے اور مرزا صاحب اس مدت مین خوش
تھے کہ تین برس تک تو عیسویت بغیر کھٹکے کے چل جائیگی اوسکے بعد اگر زندگی باقی
ہے تو کوئی بات بنا لیجائیگی اور بیوہ تو فرن کو وہ ہوکا دینا کون بڑی بات ہے چنانچہ
ایسا ہی کیا کہ مدت گذرتے ہی فرما دیا کہ بہائیوان لوگون نے توبہ کرلی اس سلئے
بچگئے خوش اعتقادون نے یہ سنکر پہر دہوکا کہایا اور کسی نے اوسکو نہ سمجھا ورنہ
دریافت کرلیتے کہ حضرت خدا نے آپکے ذریعہ سے حکم بھیجا تھا کہ اگر وہ آپ کے
ساتھ نکاح نہ کردین تو تین سال مین اونکو سزائے موت ہوگی اور انہون نے تین سال
تک خدا کے حکم کو نہ مانا یہانتک کہ مدت بھی گذر گئی اور اوسکے بعد ابتک اسی نافرمانی
پر اڑے ہوے ہین کہ مرزا صاحب کے خدا کی بات تو ہرگز نہ مانین گے پہر انہون نے
توبہ ہی کیا کی اگر توبہ کرتے تو نکاح سابق کو فسخ کرکے اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہوتے
اور آپ کے ساتھ نکاح کردیتے۔

جسطرح مرزا صاحب نے اس موقع مین قسم کہائی عیسی علیہ السلام کی موت کے
باب مین بھی لکہا ہے کہ مین قسم کہا کر کہتا ہون کہ خدا نے مجھے یہ کہدیا ہے کہ عیسی مر گئے۔

اس قسم کے معاملات مین مرزا صاحب کی قسمون کا حال پورے طور پر کہلتا
نتھا مگر خدا کی قدرت ایک معاملہ ایسا درپیش ہوگیا کہ مجبوری اونکو ایسے امر مین قسم
کہانے کی ضرورت ہوئی کہ جس سے تمام قسمون کی حقیقت کھل جائے سوچا تو یہ تھا
کہ یہ قسم کچھ کام کر جائیگی اور لوگ اوسکا اعتبار کرکے نکاح کردینگے مگر معاملہ ہی گرگون
ہوگیا کہ وہی قسم وبال جان ہوگئی اور کل قسمونکا حال اوس نے کہول دیا۔

ہمارے دین مین قسم ایک بھاری چیز سمجھی جاتی ہے کہ کوئی جاہل بھی جھوٹ قسم کہانے کی جرات نہین کرتا اور اوسکو گناہ کبیرہ سمجھتا ہے اور ہمارے دین مین تو اسپر سخت وعیدین وارد ہین مگر مرزا صاحب نے اونکی کچھ پروا نہ کی۔ اب اہل انصاف سمجھ سکتے ہین کہ جب مرزا صاحب کی قسمون کا یہ حال ہو تو اون کے تمام دعوون کا کیا حال ہوگا۔

عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حلف علی یمین مصبورۃ کاذبا فلیتبوأ مقعدہ من النار اخرجہ ابو داؤد الیمین المصبورۃ ہی اللازمۃ لصاحبہا جہۃ الحکم کذا فی تیسیر الوصول یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جھوٹی قسم کہاوے تو چاہیے کہ اپنا ٹہکانا دوزخ مین بنالے۔

باوجودیکہ مرزا صاحب نبوت کا دعوی کرتے ہین مگر قوائے نفسانیہ کی اصلاح اونکی ابتک نہوئی۔ دیکھیے اپنے نکاح کے واسطے کتنے لوگون سے قطع رحمی انہون نے کی حالانکہ اس بات مین یہ حدیثین وارد ہین عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرحم شجنۃ من الرحمن فقال اللہ من وصلک وصلتہ ومن قطعک قطعتہ متفق علیہ کذا فی المشکوۃ وعن جبیر ابن مطعم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ قاطع رحم متفق علیہ کذا فی المشکوۃ یعنے جو شخص قطع رحمی کرے وہ جنت مین داخل نہوگا اور خدائے تعالی سے تعلقات اوس کے قطع ہوجائینگے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر مرزا صاحب کو کوئی تعلق حق تعالی سے تھا بھی تو اس کارروائی سے قطع ہوگیا اور یہ حدیث بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ نبوت تو کیا اونکو ولایت بھی نہین بلکہ جنت سے روکدیے گئے۔

مرزا صاحب نے غصہ سے اپنی اولاد کو جو محروم الارث کردیا ہے

سراسر خدائے تعالی کے کلام کی مخالفت کی حق تعالی فرماتا ہے یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ و قولہ تعالی لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ دیکھئے حق تعالی اولاد کا حصہ مقرر کرکے بلفظ وصیت ارشاد فرماتا ہے کہ حصہ ہر حصہ دار کا دیا کرو مگر مرزا صاحب نے شاید یہ سمجھا کہ یوصیکم اللہ کا خطاب مسلمانون کی طرف ہے اور خود مسلمان تو ہین ہی نہین اس لئے اس خطاب سے خارج ہین کیونکہ نبوت کی طرف ترقی کر گئے ہین۔ مگر یہ خیال ایک جہت سے صحیح نہین اسلئے کہ جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا دعوی ہے تو انھی خطابات مین بھی شریک ہونا چاہئے۔ مرزا صاحب کے سمدھین کے بھائی صاحب نے حدیث شریف البغض للہ پر عمل کرکے مرزا صاحب کو لڑکی نہین دی حالانکہ شرعًا اونکو اسکی ضرورت نتھی۔ اسکا مواخذہ مرزا صاحب نے اپنے بہو بیٹے سمدھین اور سمدھی سے ایسے طور پر کیا کہ انکے عمر بھر کے لئے کافی ہے اور خدا تعالی کے اس ارشاد وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کی کچھ پروا نہ کی اب اہل انصاف غور کرین کہ کلام الہی کی اونکے نزدیک کچھ بھی وقعت ہے۔

جب مقتدائے قوم نے یہ طریقہ اختیار کیا تو امتیون کا کیا حال ہوا اون کے استدلال کے لئے کافی ہے کہ ہمارے نبی غصہ کی وجہ سے قرآن کو چھوڑ دیا کرتے ہین۔ اب یہ کون پوچھتا ہے کہ مرزا صاحب کا غصہ بجا تھا یا بیجا جسکی وجہ سے قرآن چھوڑ دیا گیا۔ اور ظاہرا تو بیجا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اپنے نکاح کی وجہ سے فرزند محروم الارث کر دئے گئے جس سے بڑی دلیل اونکی امت کو یہ ملگئی کہ بیجا بات پر بھی غصہ آجائے تو قرآن ترک کر دینا اور نیز قوائے شہوانیہ کے غلبہ سے مرتکب گناہ کبیرہ یعنے

قطع رحمی وغیرہ ہونا ایک مسنون طریقہ ہے جسپر اونکے نبی کا عمل ہے جب قرآن کا یہ حال ہو کہ غلبۂ قوائے شہوانیہ وغضبانیہ سے متروک العمل ہو جائے تو حدیث کو کون پوچھے اوسکی تو پہلے ہی سے مرزا صاحب نے توہین کر دی ہے۔

اب دیکھئے اس الہام سے کتنے امور مستفاد ہین رجھوٹ۔ خدا پر افترا۔ قطع رحمی۔ ظلم کو قسم کے ساتھ موکد کرنا جھوٹی قسم کہانی۔ الہام بنا لینا۔ بے گناہ سے مواخذہ۔ طلاق بدعی کا حکم۔ وارث کو محروم الارث کر دینا وغیرہ۔ جب ایک پیشین گوئی مین اتنی کارروائیان ہوں تو سمجھ سکتے ہین کہ کل کا کیا حال ہوگا۔ اور اپنی غرض کیلئے خدا کی طرف سے جھوٹا پیام پہونچاتے ہین تو اونکا رسول اللہ ہونا کس قدر بدیہی البطلان ہے۔

مرزا صاحب نے ایک پیشین گوئی مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور ملا محمد بخش صاحب مالک اخبار جعفر زٹلی اور مولوی ابوالحسن صاحب تبتی کی نسبت بھی کی تھی اونکی عبارتین بالاختصار الہامات مرزا سے نقل کیجاتی ہین فرماتے ہین کہ مینے دعا کی ہے کہ الہی اگر مین تیری نظر مین ایسا ہی ذلیل اور جھوٹا اور مفتری ہون جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے مجھکو کذاب اور دجال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اوس نے اور محمد بخش جعفر زٹلی و ابوالحسن تبتی نے اشتہار مین میرے ذلیل کرنے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا۔ تو مجھپر تیرہ ماہ کے اندر یعنے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک ذلت کی مار وارد کر ورنہ اونکو ذلت کی مار سے دنیا مین رسوا اور تباہ کر اور ضرب علیہم الذلۃ کا مصداق کر انتہی۔

اور لکھتے ہین یہ دعا کے بعد اسکے جواب مین الہام ہوا کہ ظالم کو ذلیل اور

رسوا کرونگا اور وہ اپنے ہاتھ کاٹے گا اور خدا انپر عذاب کرے گا اور اللہ کی
مار لوگون کی مار سے سخت ہے - یہ فیصلہ چونکہ الہام کی بنا پر ہے اس لئے حق
کے طالبون کے لئے کہلا کہلا نشان ہو کر ہدایت کی راہ اون پر کہولے گا -
اب آسانی سے یہ مقدمہ مباہلہ کے رنگ مین آگیا خدا نے تعالی نے ہمین کو فتح بخشنے والا تھے

ماحصل اس پیشین گوئی کا یہی ہوا کہ اون تینون صاحبون پر ایسی مار خدا کی
پڑیگی جس سے پورے طور پر وہ تباہ ہوجاینگے اور رسوائی کا اور ذلت کا تو کچھ ٹھکانا
ہی نہین اور یہی قطعی فیصلہ منجانب اللہ ہوگا جسکو کہلے طور پر سب معلوم کرلینگے
اور جھوٹے ظالم ممتاز ہوجاینگے -

پھر مرزا صاحب نے اپنے مریدون کو تاکید کی کہ دیکھو مین نصیحت کرتا ہون
مخالفین جو کچھ کہین تم صبر کرو جو عدالت کے سامنے کہڑے ہوکر بطور گستاخی ارتکاب
جرم کرتا ہے اوسکا جرم بہت سخت ہوتا ہے مین تمہین کہتا ہون کہ خدائے تعالی
کی عدالت کی توہین سے ڈرو اور نرمی اور تواضع اور تقوی اختیار کرو انتہی
غرض تیرا مہینے تک مرزا صاحب اپنے مریدون کو لیکر عدالت الہی مین مودب کہڑے
رہے - پہلے تو مرزا صاحب کی دعا جو مقبول اونکے رد ہوتی ہی نہین اوس پر
خدائے تعالی کا تسکین بخش جواب الہامی جسکا مطلب یہ کہ مخالفین پر خدائی مار
اور سخت عذاب ہوگا اور وہ رسوا ہونگے - پہر یہ مقدمہ مباہلہ کے رنگ مین بھی
آگیا جس سے جھوٹون کی جماعت ضرور تباہ ہوتی ہے پہر تیرا مہینے تک مریدون کے
جم غفیر یعنے ہزارون آدمی کے ساتھ عدالت الہی مین کہڑا رہنا جو بالطبع باعث
رحم ہے باوجود ان تمام اسباب کے قطعی تو کیا ظنی فیصلہ بھی نہ ہوا بلکہ مقدمہ ہی

خارج ہو گیا کیونکہ جو حالت قبل مرافعہ تھی اب بھی وہی ہے حالانکہ پیشین گوئی یہ تھی کہ جھوٹا ممتاز ہو جائیگا یعنے مخالفین سزایاب ہونگے۔ مگر مرزا صاحب کہتے ہین کہ مولوی محمد حسین صاحب کو کئی ذلتین ہوئین اس سے ظاہر ہے کہ پیشین گوئی کا وقوع بھی ہو گیا۔

ایک ذلت یہ ہوئی کہ اونکی تکفیر پر علمانے فتوی دیا۔ مگر الہامات مرزا مین لکھا ہے بعد مشورہ حاشیہ نشینان مرزا صاحب نے یہ تجویز قرار دی کہ ایک آدمی ناواقف علما سے یہ فتوی حاصل کرے کہ حضرت مہدی کے منکر کا کیا حکم ہے چنانچہ وہ شخص بڑی ہوشیاری یا مکاری سے علما کے پاس پہر نکلا اور ہر ایک کے سامنے مرزا کی مذمت کرتا اور یہ ظاہر کرتا کہ مین افریقہ سے آیا ہون کادیانی کے مرید وہان بھی ہو گئے ہین اونکی ہدایت کے لئے علما کا فتوی ضروری ہے اوسپر علمانے جو مناسب تھا لکھا پس مرزاجی نے جھٹ اسے شائع کر دیا اور بجاے اپنے پر لگانیکے مولوی محمد حسین صاحب پر لگا دیا کہ اس نے بھی اشاعۃ السنۃ کے کسی پرچہ مین مہدی موعود سے انکار کیا ہے پس جس طرح اس نے مجہپر فتوی لگوایا تھا اوسی طرح اوس پر لگایا۔ میری پیشگوئی کا صرف اتنا ہی مفہوم تھا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ اس تکفیر مین مرزا صاحب بھی شریک ہین گویا اس مسئلہ کے موجد وہی ہین اونکا قول ہے کہ سواے مسیح موعود کے مہدی کوئی دوسرا شخص نہین اس سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب ہی فقط اس ذلت کے مصداق نہین بلکہ اوس مین مرزا صاحب ہی نے بڑا حصہ لیا ہے کیونکہ فتوی کے وقت مرزا صاحب ہی علما کے پیش نظر تھے اور مولوی صاحب کا تو نام بھی نہ تھا اور دوسری ذلت مرزا صاحب کی یہ ہوئی کہ مکاری سے کام لیا گیا جس سے عموماً

آدمی ذلیل سمجھا جاتا ہے غرض اس تکفیر کی ذلت مین مرزا صاحب شریک اکبر ہین بلکہ اگر غور سے دیکھا جاوے تو ظاہر ہے کہ جب تکفیر کے وقت مرزا صاحب کے نام کی تصریح کی گئی تھی تو مرزا صاحب مع جمیع اوصاف علما کے پیش نظر ہوگئے تھے اس لئے علما کی نیت کے مطابق یہ تکفیر مرزا صاحب ہی کی تھی جس طرح ملک ملک مین متعدد اونکی تکفیر کے فتوی لکھے گئے - الغرض اس موقع مین تو مولوی صاحب کی کوئی ذلت نہ ہوئی بلکہ مرزا صاحب ہی کی ذلت ہوئی -

مرزا صاحب مولوی صاحب کی ایک ذلت یہ بیان کرتے ہین کہ اوسکو زمین ملی زمیندار ہو گیا یہ ذلت ہے دیکھو اشتہار ۱۷ دسمبر ۱۸۹۹ء - معلوم نہین مرزا صاحب نے یہ بات کس خیال مین لکھدی زمینداری تو ایک معزز اور ممتاز بنانیوالی چیز تھی جس سے خود مرزا صاحب کو افتخار و عزت و امتیاز حاصل ہے چنانچہ وہ حدیث جسمین یہ ذکر ہے کہ ایک شخص حارث اہل بیت کی تائید کریگا نقل کر کے ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین کہ مین حارث ہون باعتبار آبا و اجداد کے پیشہ کے افواہ عام صفحہ ۹۷ مین یا اوس گورنمنٹ کی نظر مین حارث یعنی ایک زمیندار کہلائیگا پھر آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ کیون حارث کہلائیگا اسوجہ سے کہ وہ حارث ہوگا یعنے ممیز زمینداروں مین سے ہوگا اور کھیتی کرنیوالوں مین سے ایک معزز خاندان کا آدمی شمار کیا جائیگا انتہی - اس سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب کی عزت اور امتیاز اور بڑھگیا عصائے موسی مین لکھا ہے کہ پیشتر مرزا صاحب مولوی صاحب کو زمین کا نہ ملنا باعث ذلت بتلاتے تھے یہان یہ خیال نہ کیا جاوے کہ مرزا صاحب کو حافظہ نے یاری نہ دی اسلئے کہین انہون نے زمینداری کو باعث فخر بنایا اور کہین باعث ذلت - وہ یاد خوب

رکھتے ہین مگر حسب موقع بات بنالیا کرتے ہین دیکھ لیجیے لکھ چکے ہین کہ عیسی علیہ السلام
اپنے وطن گلیل مین جاکر مرے پھر جب کشمیر مین کوئی پرانی قبر نظر آگئی تو کہدیا کہ مسیح یہین
آکر مرے - اور جہان اعتبار بڑہانے کی ضرورت ہوتی تو جھوٹ کی اسقدر توہین
کی کہ اوسکو شرک قرار دیا اور جہان جھوٹ کی ضرورت ہوئی تو نہایت صفائی سے
کہدیا کہ خدانے مجھے ایسا کہا ہے اور خود کو بلکہ خدا کو جھوٹا ثابت کیا - غرض کہ
مرزا صاحب کی تقریر ازالۃ الاوہام سے ظاہر ہے کہ زمینداری نہایت ممیز اور باعث
عزت ہے - پھر جب یہ عزت مولوی صاحب کو ملی تو حسب پیشگوئی مذکورہ مرزا صاحب
کی ذلت ہوگئی اور یہی کھلی نشانی مولوی صاحب کی صداقت کی ہے جسکو مرزا صاحب
نے بھی دیکھ لی - مرزا صاحب ایک ذلت اونکی یہ بھی لکھتے ہین کہ صاحب ڈپٹی کمشنر
نے اوس سے عہد لے لیا کہ آیندہ کو مجھے دجال کادیانی کافر وغیرہ نہ کہیگا جس سے
اوسکی تمام کوشش مجھکو برا کہنے اور کہلانے کی خاک مین مل گئی اور اوس نے اپنے فتوی کو
منسوخ کردیا یعنے اب وہ میرے حق مین کفر کا فتوی نہ دیگا انتہی -

الہامات مرزا مین فیصلہ مطبوعہ سے مرزا صاحب کا یہ اقرار نقل کیا ہے

کہ مین مولوی ابوسعید کی نسبت کوئی لفظ مثل دجال کافر کاذب بطالوی نہین لکھونگا
انتہی ان دونون اقرارنامون مین کسی کا پلہ بھاری نہین معلوم ہوتا کادیانی کا معاوضہ
بطالوی ہوگیا اور باقی الفاظ برابر برابر رہے اسمین فقط مولوی صاحب کی ذلت ہوئی
الہامات مرزا مین لکھا ہے کہ ابھی تک مرزا کہے جاتے ہین کہ اس مقدمہ سے مولوی
محمد حسین کی ذلت ہوئی کہ اوسکا فتوی کفر منسوخ ہوگیا - یہ بھی غلط ہے فتوی منسوخ
نہین ہوا صرف مباحثہ مین ایسے الفاظ دجال کافر وغیرہ بولنے سے دونون فریق کو

روکا گیا چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب اشاعۃ السنہ مین لکھتے ہین کہ مرزا نے اپنے
اشتہار مین مضمون غلط اور خلاف واقع مشتہر کیا ہے کہ ابوسعید محمد حسین نے اس
اقرارنامہ پر دستخط کرکے اپنے فتوی کو منسوخ کیا ہے مرزا نے اس بیان مین مجسٹریٹ ضلع پر افترا کیا اور پبلک کو دہوکا دیا خاکسار بشمول تمام مسلمانون کے
جو مذہب باطل مرزا کے مخالف ہین مرزا کو اوسکے عقائد باطلہ مخالف اسلام کے
سبب سے ویسا ہی گمراہ جانتا ہے جیساکہ اس اقرارنامہ پر دستخط کرنے سے پہلے
جانتا تھا اور اوسکے حق مین وہی فتوی دیتا ہے جسکو جلد (۱۳) اشاعۃ السنہ مین
مشتہر کرچکا ہے انتہی۔

مولوی صاحب کس جرأت کے ساتھ مرزا صاحب کی تکفیر پر مصر ہین اور
اونکی غلط بیانی شائع کررہے ہین اگر فتوی اقرارنامہ سے منسوخ ہوجاتا تو اس تحریر کے
شائع کرنے پر کبھی جرات نہ کرسکتے سمجھدار کیلئے صرف یہی ایک مقدمہ مرزا صاحب سے
انکار پیدا کرنیکے لئے کافی ہے۔ کیا مسیح موعود کی یہ صفت ہوسکتی ہے کہ غلط بیانیان
کرکے پبلک کو دہوکہ دے۔

مرزا صاحب ایک ذلت مولوی صاحب کی یہ لکھتے ہین کہ اوسنے میرے
ایک الہام پر اعتراض کیا کہ عجبت کا صلہ لام نہین آتا یعنے عجبت لہ کلام صحیح نہین
حالانکہ فصحا کے کلام مین لام آتا ہے اس سے اوسکی علمی بے عزتی ہوئی۔

مولوی صاحب اسکا جواب دیتے ہین کہ مین نے اتنا ہی کہا تھا کہ قرآن
مین عجبت کا صلہ من آیا ہے قالوا اتعجبین من امر اللہ اسکے بعد مولوی صاحب نے
مرزا صاحب کی غلطیون کی ایک طویل فہرست اشاعۃ السنہ مین جواب دیا جسکا جواب

ابتک مرزا صاحب سے نہو سکا جیسا کہ الہامات مرزا و عصائے موسیٰ مین لکھا ہے
قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی غلطیان بہت ہونگی کیونکہ مرزا صاحب نے انجام والے
الہام مین لکھا ہے نی ست سنتہ جب تمیز کا یہ حال ہو تو اور غلطیان بیشک بہت
ہوی ہونگی اگر اوس فہرست مین سو غلطیان ہونگی تو مرزا صاحب کی ذلت اور عزتی
مولوی صاحب سے سو چند زیادہ ہوئی غرض یہان بھی مرزا صاحب ہی کی ذلت
کانمبر بڑھا رہا۔

الہامات مرزا مین مرزا صاحب کے اقرارنامہ کے اور فقرات بھی
نقل کئے ہین جنمین سے ایک یہ ہے کہ مین خدا کے پاس اپیل (فریاد و درخواست
کرنے سے بھی اجتناب کرونگا۔ پھر اسکی تعمیل بھی مرزا صاحب نے کی چنانچہ اشتہار
۵ نومبر ۱۸۹۹ء مین لکھتے ہین مجھے بارہا خدائے تعالیٰ نے مخاطب کرکے فرمایا ہے
کہ جب تو دعا کرے تو مین تیری سنونگا سو مین نوح نبی کی طرح دونون ہاتھ پھیلاتا ہون
اور کہتا ہون انی مغلوب مگر بغیر فانتصر کے مین اسوقت کسی شخص کے ظلم اور جور کا
جناب الٰہی مین اپیل نہین کرتا انتہی گورنمنٹ کسی ذلیل سے ذلیل شخص کو بھی دعا
کرنے سے نہین روکتی مگر مرزا صاحب کے اقرار اور عمل سے ظاہر ہے کہ وہ کوئی بات
خدائے تعالیٰ سے تنہائی مین بھی نہین کہہ سکتی کیونکہ جب خدا نے بارہا ان سے
کہدیا کہ جب تو دعا کرے تو مین تیری سنونگا۔ اگر تنہائی مین وہ فانتصر یعنے میری مدد
کر کہدیتے تو فوراً مدد ہوجاتی کیونکہ خدائے تعالیٰ کا وعدہ جھوٹا کبھی نہین ہوسکتا
اور چونکہ ابتک مدد نہوی تو اس سے معلوم ہوا کہ تخلیہ مین بھی دعا نہین کرسکتے
اب اس سے بڑھکر کیا ذلت ہوکہ مسلمان کفار چوہڑے چمار تک سب خدا سے

مانگتے ہین اور مرزا صاحب مانگ نہین سکتے - اہل انصاف اپنے وجدان سے سمجھ سکتے ہین کہ کیا خدا نے تعالی اونکو بارہا یہ فرمایا ہوگا کہ جب تو دعا کرے تومین تیری سنونگا یہ بات اور ہے کہ خدا تعالی سمیع ہے ہرایک کی بات سنتا ہے جیسے مرزا صاحب کی سنتا ہے ویسے ہی مولوی صاحب کی بھی سنتا ہے مگر اسمین کوئی خصوصیت نہوئی حالانکہ وہ تخصیص کے طور پر فرماتے ہین کہ مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے - اگر یہ تخصیص بھی اس قسم کی ہے کہ ہرشخص کلام الہی کا مخاطب ہے تو اسمین بھی ہمارا کلام نہین یہ سمجھا جائیگا کہ وہ صرف جاہلون مین اپنی خصوصیت معلوم کرانیکے لئے ایسے موہم الفاظ لکھا کرتے ہین - کلام اسمین ہی کہ اگر وہ تخصیص صحیح ہے جیسے دوسرے مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جب چاہتے ہین خدا سے بات کرلیتے ہین اور خدا اپنے منہ سے پردہ اٹھاکر اون سے باتین کیا کرتا ہے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ باوجودیکہ وہ مولوی صاحب کے جانی دشمن ہین چنانچہ مکہ سے اونکی تکفیر کا فتوی حاصل کیا اونکے حق مین بددعائین کین کہ تیرا مہینون مین اونکو رسوا کر اور ضربت علیہم الذلۃ کا مصداق کر - پھر کیا وجہ ہے کہ کبی سال گذر گئے کہ وہ اپنی اصلی حالت پر ہین بلکہ زمینداری ملنے سے تو اور زیادہ خوش اور معزز ہین - ایسے ہی دلائل سے اشاعۃ السنۃ مین مولوی صاحب نے اونکو کذاب دجال مفتری لکھا ہوگا جسکی شکایت وہ خدا سے کرکے اونکی ذلت کی دعا مانگی تھی اور اتباک اوسکا کوئی اثر نہ ہوا بلکہ انصاف سے دیکھا جائے تو تیرہ مہینے والی بددعا مرزا صاحب ہی کے حق مین قبول ہوئی -

ایک پیشین گوئی یہ ہے جو الہامات مرزا مین لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے دعا کے طور پر لکھا ہے جسکا ماحصل مطلب یہ ہے کہ اے خدا اگر مین تیری جناب مین

مستجاب الدعوات ہون تو ایسا کر کہ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک یعنے
تین سال ہین میرے لئے کوئی ایسا نشان دکہلا کہ جو انسان کے ہاتھون سے بالاتر ہو۔
گو یہ الفاظ دعا ہین مگر مرزا جی اپنے رسالہ اعجاز احمدی کے صفحہ ۹۸ پر اس دعا کو پیشگوئی
قرار دیتے ہین اور لکہتے ہین کہ یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جسکو سلطان کہتے ہین
جو اپنی قبولیت اور روشنی کی وجہ سے دلون پر قبضہ کرلے۔ اشتہار ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۹ء
پس جو تعریف مرزا جی نے سلطان کی کی ہے وہی مرزا جی کے اوس مطلوبہ
نشان کی ہے جسکے نہونے پر آپ فیصلہ دیتے ہین کہ اگر تو (اے خدا) تین برس کے
اندر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میری تائید مین اور میری تصدیق مین کوئی نشان نہ دکہلاوے
اور اپنے بندے کو اون لوگون کی طرح رد کردے جو تیرے نظر مین شریر اور پلید اور
بیدین اور کذاب اور دجال اور خائن اور فاسد ہین تو مین تجہے گواہ کرتا ہون
کہ مین اپنے تئین صادق سمجھ لونگا جو میرے پر لگائے جاتے ہین مین نے اپنے لئے
قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری دعا قبول نہو تو مین ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر
اور بیدین اور خائن ہون جیسا کہ مجہے سمجہا گیا صفحہ ۳ انتہی۔

اہل دانش سمجھ سکتے ہین کہ جس پیشین گوئی کیلئے تین سال کی مدت قرار دیگئی
جسکی نشانی یہ قرار دیگئی کہ انسان کے ہاتھون سے بالاتر ہو اور قبولیت اور روشنی
کی وجہ سے دلون پر قبضہ کرلے۔ وہ کیسی ہونی چاہیئے کم سے کم اوسمین اتنی بات تو
ضرور ہے کہ مرزا صاحب کی تدابیر کو اوسمین دخل نہو مگر ایسا نہوا بلکہ مرزا صاحب نے
ایسی تدبیر کی کہ موضع مد ضلع امرت سر مین اونکے مریدون نے بلوہ کردیا جس سے
سنیون کو مولوی ابوالوفا ثناءاللہ صاحب کو مناظرہ کے لئے بلانے کی ضرورت ہوئی

مولوی صاحب وہان پہنچتے ہی مرزا صاحب نے ایک رسالہ اعجاز احمدی جو نصف اردو اور نصف عربی نظم تھا جسمین مولوی صاحب کی ہجو بھی تھی اونکے پاس بھیجکر یہ کہلایا کہ اتنی ہی ضخامت کا رسالہ اردو اور عربی نظم پانچ روز مین بنا دین اور اوس نظم کا نام قصیدہ اعجازیہ رکھکر ایک اشتہار بھی اس مضمون کا جاری کیا کہ یہ اشتہار خدائے تعالی کے اوس نشان کے اظہار کے لئے شائع کیا جاتا ہے جو اور نشانون کی طرح ایک پیشگوئی کو پورا کریگا یعنے یہ وہ نشان ہے جسکی بابت وعدہ تھا کہ دسمبر ۱۹۰۲ء تک ظہور مین آجائیگا۔ اب مولوی صاحب حیران ہین کہ مرزا صاحب نے کئی سال یا کئی ماہ مین جو قصیدہ اطمینانی حالت مین خود لکھا یا کسی سے لکھوایا ہے اوسکا جواب ایسی حالت مین کہ ہر طرف شور و شغب برپا ہے ایک گانون مین جہان نہ کوئی کتاب علم کی مل سکے نہ اور کسی قسم کی تائید کی امید اس قلیل مدت مین کیونکر لکھا جاوے اوسپر بھی اپنی ذاتی لیاقت کے بھروسہ پر لکھ بھیجا اور اخبار مین شائع کرایا کہ آپ پہلے ایک مجلس مین اوس قصیدہ اعجازیہ کو اون غلطیون سے جو مین پیش کرون صاف کردین تو پھر مین آپ سے زانو بزانو بیٹھکر عربی نویسی کرونگا مگر مرزا صاحب نے اوسکا کچھ جواب نہ دیا۔

اگر غور کیا جاوے تو مرزا صاحب نے مولوی صاحب سے معجزہ طلب کیا تھا اگر اوس حالت مین حسب فرمایش مرزا صاحب وہ قصیدہ لکھدیتے تو اونکا بھی معجزہ سمجھا جاتا اور اس لحاظ سے مرزا صاحب اور اونکے متبعین کو ضرور ہوتا کہ مولوی صاحب کی بھی نبوت کے قائل ہوجائین کیونکہ معجزہ دکھلانا نبی کا کام ہے چونکہ مولوی صاحب کو نبوت کا دعوی نہین ہے ممکن ہے کہ اسی وجہ سے انہون نے اس سے پہلو تہی

کی ہو پہر اگر قصیدہ سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے تو اسکا کیا ثبوت کہ مرزا صاحب نہی نے
وہ لکہا تہا کیونکہ انہون نے مولوی صاحب کی فرمایش پر اونکے روبرو تو لکہا ہی نہین
اور اگر تسلیم کیا جائے تو اوس سے زیادہ بلیغ و فصیح لکہنے والے شعرا ہندوستان
مین بکثرت موجود ہین اون سب کو اس نبوت مین حصہ ہے حالانکہ نبوت کو شعر گوئی
سے من وجہ منافاۃ ہے اسی وجہ سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی
شعر نہین کہا اور حق تعالی فرماتا ہے اِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ
یعنے قرآن رسول کریم کا قول ہے شاعر کا قول نہین - مرزا صاحب نے اس خیال سے
کہ اگر نبوت کا ثبوت نہ ہو تو افتخار کے لئے شاعری بھی کچھ کم نہین ایک قصیدہ لکہکر اپنے
اتباع کو توجہ دلائی کہ بہر حال مولوی صاحب پر اپنے کو تفوق حاصل ہے مگر یہ کوئی بات
نہین اسلئے کہ حق تعالی فرماتا ہے اَلشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ یعنے شاعرونکا
اتباع گمراہ کیا کرتے ہین - پہر لطف خاص یہ ہے کہ قصیدہ بھی ایسا کہا کہ غلطیون سے
بہرا ہوا ہے چنانچہ الہامات مرزا مین اوسکے اغلاط بالتفصیل مذکور ہین - اگر مرزا صاحب
شروط و قیود بالائی کو اٹہا دین تو اسوقت صدہا اوسکے جواب لکہے جا سکتے ہین -

مولوی محمد یونس خان صاحب رئیس دتاولی نے پیسہ اخبار مین مرزا صاحب
کے نام پر اعلان اسی زمانہ مین دیا تھا جسکا مضمون یہ ہے پیسہ اخبار مطبوعہ ۲۲ -
نومبر سنہ ۱۹۰۲ء مین ایک مضمون مرزا صاحب کا دیکہنے مین آیا کہ وہ قصیدہ عربی
لکہنے والے کو صرف بیس دن کی مہلت دیتے ہین - پیسہ اخبار مین مضمون شائع کرایا
ہے جو ۱۸ نومبر کا لکہا ہوا ۲۲ - نومبر کو شائع ہوا ناظرین کے پاس بھیجنے کے واسطے
بھی کچھ عرصہ چاہئے پہر اشعار کا بنانا بھی ایک وقت چاہتا ہے لیجئے وقت ختم اور

مرزا صاحب کے داؤ پیچ کی جیت رہی - معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو بھی اپنے دعاوی کی غلطی کا پورا یقین اور اپنی ہار کا خوف دامنگیر ہوتا ہے اسی واسطے دور از کار شرائط پیش کیا کرتے ہین - قرآن شریف کی جس آیات مین اوس کا مثل طلب کیا گیا ہے - نہ کوئی تاریخ اوسکے واسطے معین کیگئی ہے نہ اشخاص بلکہ چھوٹی صورت لانیکا مطالبہ کیا گیا ہے - مرزا صاحب ایک قلیل مدت کی قید لگاتے ہین - بہر تماشا یہ کہ وہ عربی قصیدہ چھاپ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے اخبار مین شائع تک نہ کیا تاکہ ناظرین کو موقع طبع آزمائی کا ملتا اوسپر یہ فیاضی ہے کہ تمام علمائے ہند کو اذن عام دیا جاتا ہے کہ آپس مین مشورہ کر کے اوسکا جواب لکھین حالانکہ اون لوگون کی نگاہ سے ہنوز قصیدہ بھی نہین گذرا اب مین بذریعہ تحریر ہذا مرزا صاحب سے گذارش کرتا ہون کہ آپ فوراً قصیدہ مذکور میرے نام روانہ فرماوین یا اخبار مین شائع فرماوین اور اپنے اعجاز کے زمانہ کو ذراسی وسعت بخشین جس دن وہ قصیدہ میرے پاس پہنچے گا اوس سے بیس دن کے اندر انشاء اللہ تعالی اوس سے بہتر جواب آپکی خدمت مین حاضر کیا جائیگا (پیسہ اخبار ۲۸ دسمبر ۱۹۰۲ء) چاہیے تو تھا کہ مرزا صاحب فوراً راقم مضمون کو کتاب مذکور بھیجدیتے مگر جہان تک ہمین معلوم ہے آجتک نہین پہنچی انتہی -

تقریر سابق سے معلوم ہوا کہ تین سال مین ظاہر ہونیوالی قدرتی نشانی

جو انسان کے ہاتھون سے بالاتر ہو وہی ایک قصیدہ ہے مگر اول تو وہ انسان کے ہاتھون سے بالاتر نہین کیونکہ خود نے لکھا ہے اور اوس سے بہتر لکھنے کو اور علما بھی مستعد ہین اوسپر غلطیون سے بھرا ہوا - اسکے سوا مرزا صاحب نے پیسہ اخبار

مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۰۲ء مین صاف لفظون مین مشتہر کرایا تھا کہ دس سال سے میرا
دعوی عربی اعجاز نمائی کا ہے۔ جب دس سال سے یہ اعجاز حاصل ہے تو ظاہر ہے
کہ تین سال والے اعلان مین ایک عظیم الشان نشانی کے لئے جو دعا کی گئی تھی اور
یہ کہا گیا تھا کہ اگر وہ نشان نہ دکھلایا جاوے تو مین اپنے کو ملعون وغیرہ سمجھونگا۔
تو وہ نشان یہ قصیدۂ اعجازیہ نہین ہوسکتا اسلئے کہ اعجاز جو پہلے سے حاصل تھا
اوسکی طلب ممکن نہین کیونکہ تحصیل حاصل محال ہے۔ غرض کہ کئی وجوہ سے یہ
قصیدہ تو وہ مطلوبہ نشانی نہین ہوسکتا اور اوسکے سوا کوئی دوسری نشانی بھی
اس مدت مین ظاہر نہوئی اگر ہوتی تو مرزا صاحب خود اوسکا حوالہ دیتے اس سے
معلوم ہوا کہ وہ دعا قبول نہین ہوئی اور اس سے ثابت ہوا کہ حق تعالی کو منظور
وہی تھا جو مرزا صاحب نے کہا تھا کہ اگر تو کوئی نشانی میری تصدیق مین نہ دکھلائی
تو مین تجھی کو گواہ کرتا ہون کہ مین نے اپنے لئے قطعی فیصلہ کرلیا ہے کہ اگر میری دعا
قبول نہو تو مین ایسا ہی مردود اور ملعون اور بے دین اور خائن ہون جیسا کہ مجھے
سمجھا گیا) ظاہر ہوجاوے۔ سبحان اللہ عجیب خداے تعالی کی قدرت ہے کہ مرزا صاحب
نے جو القاب اورون کے لئے تجویز کئے تھے اونمین سے بڑے بڑے اونکی طرف
کس عمدگی سے رجوع کر گئے پہلے اعلان دلایا گیا جسکی وجہ سے لاکھون آدمی ہمہ تن
چشم وگوش ہوگئے پھر بغیر کسی کے جبر کے خوشی سے اقرار کرایا گیا پھر خدا کی اوسپر
گواہی لکھی گئی صدق اللہ تعالی وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ اب بدین
راسخ الاعتقاد کو کون چیز مانع ہے کہ جن اوصاف والقاب کو مرزا صاحب نے بطوع
ورغبت اپنی شان مین استعمال فرمایا اور ویسا ہی اپنے کو سمجھنے کا وعدہ خدا تعالے

ہے کیا جسکی منظوری بھی ہوگئی اونکو مرزا صاحب کی شان مین استعمال کرین اور اونکا مصداق اونکو سمجھین۔

الہامات مرزا مین لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے بذریعہ اشتہار یہ الہام مشتہر کرایا انہ اوی القریۃ جس سے اصلی مقصود یہ کہ قادیان مین طاعون نہ آئیگا۔ اس کے بعد رسالہ دافع البلا مین تمام دنیا کے لوگون کو للکارا کہ کوئی ہے کہ وہ بھی ہماری طرح اپنے اپنے شہر کی بابت کہے انہ اوی القریۃ یعنے یہ گانون طاعون سے محفوظ ہے اور لکھا کہ طاعون کا یہان آنا کیسا باہر سے طاعون زدہ کوئی آتا ہے تو وہ اچھا ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اوسکے بعد جب طاعون وہان پہونچا تو اعلان جاری کیا کہ چونکہ آجکل مرض طاعون ہر ایک جگہ بہت زور سے ہے اگرچہ قادیان مین نسبتہً آرام ہے لیکن مریدون کا اجتماع قرین مصلحت نہین اسلئے ڈسمبر کی تعطیلون مین جیسا کہ پہلے اکثر احباب قادیان مین جمع ہو جایا کرتے تھے ابکی دفعہ اس اجتماع کو موقوف رکھین اور اپنی اپنی جگہ پہ خدا سے دعا کرتے رہین کہ وہ اس خطرناک ابتلا سے اونکو اور اونکے اہل وعیال کو بچا دے۔

فقرہ (نسبتہً آرام ہے) مین یہ صنعت لیگئی کہ لفظ آرام سے نمایان تو یہی ہے کہ وہان طاعون نہین ہے جس سے اوس الہام کا صادق ہونا معلوم ہو جاوے مگر نسبتہً کے لفظ سے نکتہ شناس سمجھ جائین کہ طاعون موجود ہے اسلئے وہان جانیسے رک جائین۔ پھر جب چوہڑون مین قادیان کے طاعون کی کثرت ہوئی تو فرمایا کہ الہام انہ اوی القریۃ مین قادیان کا نام ہی نہین۔ اور قریہ قرا سے نکلا ہے جس کے معنی جمع ہونے اور اکٹھے بیٹھکر کھانیکے ہین یعنے وہ لوگ جو آپسمین مواکلت رکھتے ہین

اسمین ہندو اور چوہڑے بھی داخل نہین (اخبار البدر) مطلب یہ ہوا کہ ہندو اور چوہڑے ملک نہین کہاتے حالانکہ لفظ قریہ سے ملک کہانا سمجہا جاتا ہے اسلئے اونمین طاعون ہو تو الہام کے مخالف نہین۔ مگر اسکا جواب کیا کہ دافع البلا مطبوعہ ریاض ہند مین فرماتے ہین کہ خدانے سبقت کرکے قادیان کا نام لے دیا۔ عجیب ملہم ہے کہ ابھی سبقت کرکے قادیان کا نام لے دیا تھا اور ابھی انکار کرا دیا کہ الہام مین قادیان کا نام ہی نہین۔ اللہ اللہ کیا سچ ہے خدا کی شان الہی کل ہی کا ذکر ہے کہ یون کہا جاتا تھا اور شور مچایا جاتا تھا کہ قادیان کو اوسکی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اوسکے رسول کا تختگاہ ہے اور یہ تمام امتون کے لئے نشان ہے (دافع البلا) مگر آج یہ بات کہلی کہ قادیان کا نام ہی نہین۔ قادیان کے رہنے والون سے ہمنے خود سنا ہے کہ جس روز مرزا نے یہ پیشگوئی کی تو ہم سمجھ گئے تھے کہ خدا اوسکی تکذیب کرنے کو قادیان مین ضرور طاعون بھیجے گا سو ایسا ہی ہوا اسکے بعد البدر قادیان مین جو مرزا صاحب کا اخبار ہے لکھا ہے کہ قادیان مین طاعون حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کے الہام کے ماتحت اپنا کام برابر کر رہی ہے جس سے ظاہر ہے کہ طاعون اپنا پورا کام کر رہا ہے اور معتبر شہادتون سے ثابت ہے کہ مارچ اور اپریل سنہ ۱۹۰۴ء کے دو مہینون مین ۳۱۳۔ آدمی طاعون سے مرے حالانکہ کل آبادی ۲۸۰۰ کی ہے اور سب لوگ ادہر ادہر بہاگ گئے اور تمام قصبہ ویران سنسان نظر آتا تھا ملخصاً ابہی آپنے دیکھا کہ اس خلاف بیانی کا کوئی حد بھی ہے۔ پہلے تو قادیان رسول کا تختگاہ ہونے کی وجہ سے طاعون کا مجال نہ تھا کہ اوسمین قدم رکھے بلکہ طاعون زدہ اوسمین آکر اچھے ہوتے تھے۔ پہر چوہڑون کے مرنے سے وہی قادیان مسلمانون کا نام ٹہیرا

کہ وہ نہین مرینگے مگر اسکی وجہ معلوم نہین ہوئی کہ مریدین وہان آنے سے کیون رکو گئے
مرزا صاحب کا فرض تھا کہ اونکو اوس آرام مین شریک کرتے جو تمام مسلمانون کو تھا
بلکہ ایک اعلان کل مریدون مین جاری کرتے کہ طاعون زدہ مقامون کو چھوڑکر
مع اہل وعیال فوراً اس دارالامان مین چلے آئین پھر جب دو ہی مہینون مین
قریب آٹھوین حصہ کے باشندگان قادیان شکار طاعون ہوگئے تو وہی طاعون
جو وہان قدم نہین رکھ سکتا تھا مرزا صاحب کے ماتحت ہوکر برابر اپنا کام کرنے لگا
اب مرزا صاحب کی یہ حالت ہے کہ بجائے اسکے کہ باہر کے آنیوالے وہان اچھے ہوتے
اپنے حواریین کو نذر طاعون فرما رہے ہین چنانچہ اخبارات سے ظاہر ہے کہ خاکر
اخبار البدر کے اڈیٹر جنہون نے بڑے شدومد سے لکھا تھا کہ طاعون حضرت مسیح
کے ماتحت ہوکر اپنا کام کر رہی ہے طعمۂ طاعون ہوگئے اور ہنوز اوسکا دورہ
ختم نہین ہوا۔ اس الہام کی جولانی بھی طاعون سے کم نہین قدم بقدم طاعون کے
ہمراہ ہے اگر کوئی دہریہ اس قسم کی بات کہتا تو یہ سمجھا جاتا کہ خدائے تعالےٰ کی
کی توہین کی تدبیر اوس نے نکالی ہے کمال حیرت کا مقام یہ ہے کہ مرزا صاحب
آخر خدا کو مانتے ہین اور جمیع عیوب سے اوسکو منزہ جانتے ہین باوجود اوس کے
ایسے الزام اسپر لگا رہے ہین۔ کیا کوئی مسلمان اس الہام کی صحت کی رائے قائم
کر سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مرزا صاحب سے کہا تھا کہ پورا قادیان طاعون سے
محفوظ رہے گا اور اوسکے بعد یہ کہا کہ نہین صرف مسلمان محفوظ رہین گے پھر ہوا یہ
کہ ہندو مسلمان دونون ہلاک اور گانون تباہ ہوگیا۔ فلاسفہ اسپر کیسے ٹھٹھے کرتے
ہونگے کہ یہ لوگ جسکو خدا سمجھتے ہین اوسکی یہ حالت کہ اتنا بھی اوسکو معلوم نہین کہ

طاعون وہان آئیگا یا نہین اور اتنی بھی اوسکو قدرت نہین کہ اپنی بات سچ اونکو طاعون سے اوسکی حفاظت نہ کرسکا اور اتنا عاجز کہ ایک جھوٹے سے گانون کو بچانے کا وعدہ کرکے نہ بچا سکا اور ایسا تلون کہ کہا کچھ اور کیا کچھ اور جسکو رسول بنا کر خود نے بھیجا اوسکو جھوٹا ثابت کرکے ہمچشمون مین ذلیل و خوار کیا۔ غرض فلاسفہ کو خدا اور رسولون سے انکار کرنیکے لئے یہی ایک حیلہ بس ہے اور اسی پر قیاس جا سکتے ہین۔ حالانکہ مرزا صاحب کو فلاسفہ کا اتنا خوف ہے کہ کہتے ہین اگر عیسی علیہ السلام کا آسمان پر جانا تسلیم کیا جائے تو فلاسفہ ہنسین گے۔ یہان یہ خیال نہین فرمایا کہ فلاسفہ خدا پر ہنسین گے۔ اہل انصاف سمجھ سکتے ہین کہ مرزا صاحب کو نہ کسی کی ہنسی سے کام ہے نہ دین کی برہمی کی پروا اون کو صرف اپنی عیسویت سے کام ہے۔

تقریر سابق سے یہ بات ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے کسی بات کے سوجھ جانے کا نام الہام رکھا ہے دیکھئے جب تک قادیان مین طاعون نتھا تو مضمون الہام یہ تھا کہ وہ تو تختگاہ رسول ہے طاعون کا کیا مجال کہ وہان قدم رکھے اور کس وثوق سے کہا گیا کہ کوئی ہے اپنے شہر کی بابت کہے انہ اوی القریہ۔ پھر جب چوہڑے مرنے لگے تو قریہ قرا سے ماخوذ ہونا مضمون الہام ٹھیرا اور یہ بھی اوسی کا مضمون تھا کہ کہین باہر سے آنیوالے مر نہ جائین اور باعث اشتداد اونہون اسلئے اونکو وہان آنے سے روکدیا پھر جب عموماً ہندو مسلمان مرنے لگے اور اوس قریہ کی ویرانی کی صورت بندھی تو یہ ہوا کہ طاعون ماتحت الہام ہو کر اپنا کام کر رہا ہے۔ ادنی تامل سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ اسمین مرزا صاحب کا

کوئی تصور نہین کذب و افترا وغیرہ قبایح اس زمانہ مین ایسے عالمگیر ہو رہے ہین کہ خود
مرزا صاحب کو اوسکی شکایت ہے - اگر ایسے زمانہ مین کوئی فرضی نبی بھی آئے
تو بسبب اقتضائے زمانہ ضرور ہے کہ وہ انہین اوصاف کے ساتھ متصف ہو
چنانچہ مستطرف مین لکھا ہے کہ معتصم باللہ کے زمانہ مین کسی نے نبوت کا دعوے
کیا تھا جب گرفتار کیا گیا تو خلیفہ نے اوس سے پوچھا کیا تو نبی ہے کہا ہان کہا
کسکی طرف تو بھیجا گیا ہے کہا آپکی طرف کہا مین شہادت دیتا ہون کہ تو سفیہ اور
احمق ہے کہا درست ہے جیسی قوم ہوتی ہے ویسا ہی نبی بھیجا جاتا ہے خلیفہ
اس لطیفہ پر پھڑک گیا اور کچھ انعام دیکر اوسکو چھوڑ دیا -
اور ایک پیشین گوئی الہامات مرزا مین یہ لکھی ہے کہ مرزا صاحب
اعجاز احمدی مین لکھتے ہین کہ واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے عنقریب
تین نشان میرے ظاہر ہونگے ایک یہ ہے کہ وہ تمام پیشگوئیون کی پڑتال کیلئے
میرے پاس ہرگز نہ آئین گے اور سچی پیشگوئیون کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا اون
کے لئے موت ہوگی انتہی - یہ پیشین گوئی بھی جھوٹی ثابت ہوئی چنانچہ صرف
پیشگوئی کی پڑتال اور تحقیق کے لئے مولوی ثناء اللہ قادیان گئے اور وہان
پہونچکر مرزا صاحب کے نام رقعہ لکھا جسکا ماحصل یہ ہے کہ آپنے اعجاز احمدی
مین جو لکھا ہے کہ اگر مولوی ثناء اللہ سچے ہین تو قادیان مین آکر کسی پیشگوئی
کو جھوٹی ثابت کرین اور ہر ایک پیشگوئی کے لئے ایک سو روپیہ انعام دیا جائیگا
جسکے بندرہ ہزار روپے ہوتے ہین اور ایک لاکھ روپیہ مریدون سے
دلوایا جائیگا اور آمد و رفت کا کرایہ علیحدہ اور نیز آپنے لکھا ہے کہ مولوی

ثناء اللہ صاحب نے کہا تھا کہ سب پیشگوئیان جھوٹی نکلین اسلیئے ہم اونکو مدعو کرتے ہین
اور خدا کی قسم دیتے ہین کہ وہ اس تحقیق کے لیئے قادیان مین آئین۔ اسلیئے بلا توقف
حاضر ہون اور جناب کی دعوت قبول کرنے مین آجتک رمضان شریف مانع رہا
ورنہ توقف نہوتا۔ مجھے امید قوی ہے کہ آپ میری تفہیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کرینگے اور حسب وعدہ مجھے اجازت بخشین گے کہ مین مجمع مین آپکی پیشگوئیون کی
نسبت اپنے خیالات ظاہر کرون انتہی چونکہ مرزا صاحب نے اس پیش گوئی کو اپنا
معجزہ قرار دیا اور مولوی صاحب کے وہان پہونچ جانے سے اوسکا اور اوسکی
وجہ سے نبوت کا ابطال ہوگیا اسلیئے مرزا صاحب پر مولوی صاحب کا دعوت
قبول کرنا نہایت شاق ہوا خصوصاً اسوجہ سے کہ ایک مہینے کے توقف کے باعث
اس معجزہ کے وقوع پر مبارکبادیان بھی دیگئی تھین چنانچہ رسالہ فتح قادیان مین
لکھا ہے کہ مرزائی یہانتک بڑھ گئے کہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء کے اخبار الحکم مین وغیرہ
کے قادیان مین نہ پہونچنے کو معجزہ لکھکر اپنے گروگھنٹال کو مبارکبادین دین انتہی
انصاف کی بات تو یہ تھی کہ اوسوقت جیسے مبارکباد دی گئی تھی مولوی صاحب
کے وہان پہونچ جانے پر نبوت کو سلام اور خیرباد کہدیا جاتا مگر افسوس ہے اتنی
بڑی نشانی پر بھی تنبہ نہوا۔ الغرض مرزا صاحب اوس رقعہ کو دیکھتے ہی برہم ہوگئے
اور جواب لکھا کہ اگر آپ لوگون کی صدق دل سے یہ نیت ہو کہ اپنے شکوک
اور شبہات پیشگوئیون کی نسبت رفع کرین تو آپ لوگون کی خوش قسمتی ہوگی مگر
مین قسم کھا چکا ہون کہ مین اس گروہ مخالف سے مباحثات نہین کرونگا آپکے
رفع شکوک اور شیطانی وسوسون کے دفع کرنیکی یہ صورت ہوگی کہ آپ زبانی

بولنے کے ہرگز مجاز نہین ہونگے اور آپکی مجال نہوگی کہ ایک کلمہ بھی زبان سے
بول سکین صرف آپ مختصر ایک یا دو سطر حد تین سطر تحریر دیدین کہ میرا یہ اعتراض ہے
اور مین بہ آواز بلند لوگون کو سنادونگا کہ اس پیشگوئی کی نسبت مولوی ثناراللہ صاحب
کے دل مین یہ وسوسہ پیدا ہوا ہے اور یہ اوسکا جواب ہے تین گھنٹے مین تقریر
کرتا رہونگا اور ہر ایک گھنٹہ پر آپکو متنبہ کیا جائیگا کہ اگر تسلی نہین ہوئی تو اور
لکھکر پیش کرو۔ آپکے بالکل منہ بند رکھنا ہوگا جیسے صم بکم۔ اگر آپ شرافت
اور ایمان رکھتے ہین تو قادیان سے بغیر تصفیہ کے خالی نہ جائین مین قسم کھاتا ہون
کہ مین زبانی آپکی کوئی بات نہین سنونگا۔ اور آپکو بھی خدائے تعالی کی قسم
دیتا ہون کہ اگر آپ سچے دل سے آئے ہین تو اسکے پابند ہوجائین اب ہم دونون مین
سے ان دونون قسمون سے جو شخص انحراف کریگا اوسپر خدا کی لعنت ہے اور وہ
اوس لعنت کا پہل بھی اپنی زندگی مین دیکھ لے آمین سو مین اب دیکھونگا کہ آپ
سنت نبوی کے موافق اس قسم کو پوری کرتے ہین یا قادیان سے نکلتے ہوئے
اس لعنت کو ساتھ لئے جاتے ہین انتہی مرزا صاحب اس موقع مین جو کچھ فرمادین
تھوڑا ہے اسلئے کہ مدعی نبوت جب کسی بات کو اپنا معجزہ قرار دیتا ہے اور اوسکا
وقوع نہین ہوتا تو اہل حق کے نزدیک وہ کاذب اور مفتری مسلم ہوجاتا ہے گو
باطل پسند طبائع کو کوئی جنبش نہ ہو جیسے ابھی معلوم ہوا کہ مسیلمہ کذاب جو کام
دعوی سے کرتا اوسکا خلاف وقوع مین آتا با این ہمہ اوسکے مریدون کے مجمع
مین کوئی کمی نہ ہوئی۔ بہرحال مرزا صاحب کو اس موقع مین سخت ناکامی اور ذلت
ہوئی پہر اگر اتنا بھی نہ کہین تو نفس کو کیونکر تسکین ہو۔

مرزا صاحب اگر انصاف سے کام لیتے تو مولوی صاحب کو نہایت
خوشی سے مناظرہ کا موقع دیتے کیونکہ پیشگوئیون کا جب وقوع ہو چکا تھا تو ممکن نہین
کہ اون واقعات کی تکذیب کسی سے ہو سکے مثلاً مرزا صاحب نے کسی کی نسبت
پیشگوئی کی کہ اتنی مدت مین فلان شخص مرجائیگا اور فی الواقع وہ مر بھی گیا تو کیا ممکن
ہے کہ دلائل سے اوسکی موت کا ابطال ہو سکے۔ ایک جماعت گواہی کے لئے
کھڑی ہو جاتی کہ ہم لوگ اوسکے دفن مین شریک تھے اسی طرح ہر پیشگوئی کی تصدیق
گواہون سے ہو جاتی۔ مرزا صاحب کا اس موقع مین پہلوتہی کرنا صاف تبلا رہا
ہے کہ جیسے مولوی صاحب لکھتے ہین کہ کسی پیش گوئی کا وقوع ہوا ہی نہین ہی صحیح ہے
اب یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ مرزا صاحب نے مولوی صاحب کو دعوت
کس غرض سے دی تھی یہ نہین لکھا تھا کہ قادیان تشریف لائین اور صدق دل سے
امنا صدقنا کہکر اپنے مریدون مین داخل ہو جائین جسکے صلہ مین ایک لاکھ
پندرہ ہزار روپے دئے جائین گے۔ اگر یہی بات پیش نظر تھی تو یون فرماتے
کہ آپ قادیان آکر ہماری پیشگوئیون کی تصدیق کرلین تو ایک لاکھ پندرہ ہزار
روپیہ آپکو انعام دئے جائین گے۔ حالانکہ برخلاف اسکے تحریر مذکور بالا مین
مصرح ہے کہ اگر آپ قادیان مین آکر کسی پیشگوئی کو جھوٹی ثابت کرین تو ہر ایک
پیشگوئی کے لئے ایک ایک سو روپیہ دئے جائین گے وغیرہ وغیرہ۔ مرزا صاحب
بھی سمجھتے ہونگے کہ یہ روپیہ تصدیق کے صلہ مین قرار دیا گیا تھا یا تکذیب کے
صلہ مین پہر جب جھوٹ ثابت کرنیکے لئے دعوت دیگئی تھی تو معاملہ برابر کا ٹھہرا
اگر صدق ثابت کرنیکے لئے مرزا صاحب نے تین گھنٹے لئے تھے تو مولوی صاحب

کو کذب ثابت کرنیکے لئے بھی اسی قدر مدت درکار تھی پہر صم بکم بیٹھ رہنے سے
کذب خود ہی کیونکر ثابت ہو سکتا تھا۔ مناسب تو یہ تھا کہ مرزا صاحب صم بکم
بیٹھکر اپنا دعوی ثابت کرتے کیونکہ مدعی نبوت ہین اس خرق عادت کا اظہار
اونکے ذمہ ہونا چاہئے تھا مولوی صاحب تو مدعی نبوت تھے ہی نہین پہر یہ معجزہ
اون سے کیون طلب کیا گیا کہ حالت خاموشی مین اپنا دعوی ثابت کردین اگرچہ
مرزا صاحب نے فیاضی کی کہ اپنا منصب اونکو دیا مگر اون پر تو ظلم ہو گیا مرزا صاحب
اس قسم کے معاملات مین دل کہول کے فیاضی فرماتے ہین چنانچہ قسم تو آپ نے
کہائی اور لعنت مین مولوی صاحب کو بھی شریک کرنا چاہا۔ انہون نے کب قسم
کہائی تھی جو پوری نہ کرتے تو قادیان سے نکلتے ہوے لعنت کو ساتھ لیجاتے انہون
نے اسی لحاظ سے قسم نہین کہائی کہ کہین وہ لعنت قادیان سے اونکے ساتھ
چلی نہ جاوے۔ البتہ مرزا صاحب کو لعنت کا کچھ خوف نہین چنانچہ ابھی معلوم ہوا
کہ انہون نے خدا سے کہکر اپنے کو ملعون سمجھ لیا ہے۔

مرزا صاحب نے فقط صم بکم رہنے ہی کا بار مولوی صاحب پر
نہین ڈالا بلکہ اوسکے ساتھ یہ بھی فرماتے ہین کہ اگر شرافت اور ایمان رکھتے ہین
تو قادیان سے بغیر تصفیہ کے خالی نہ جائین۔ اب اس کج دار و مریز کو دیکھئے کہ زبان
نہ ہلائین اور جھوٹ ثابت کردین یا امنا وصدقنا کہدین ورنہ نہ مسلمان رہسکتے
ہین نہ شریف۔

مرزا صاحب نے خوش اعتقادی سے مولوی صاحب کو شاید اپنے
معتقدون مین سمجھ لیا جو فرماتے ہین کہ آپ سچے دل سے آئے ہین تو اسکے پابند ہو جائین

اور اپنے شکوک وشبہات رفع کرین حالانکہ وہ اسغرض سے آئے تھے کہ جو مرزا صاحب
کی تقریرون سے لوگ شک مین پڑگئے تھے اوسکو اسطور پر رفع کرین کہ واقعات
بتلاکر یہ ثابت کردین کہ کسی پیش گوئی کا وقوع ہوا ہی نہین جیسا کہ خود مرزا صاحب
مولوی صاحب کا قول نقل کرتے ہین کہ انہون نے کہا تھا کہ کل پیشگوئیان جھوٹی
نکلین اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کو اونکے کذب کا یقین تھا
پہر معلوم نہین کہ کس بنیاد پر اونکی طرف شک منسوب کیا گیا۔
آپنے دیکھ لیا کہ مولوی صاحب کے قادیان مین جانیکی پیش گوئی جھوٹی ہونیکا
ایک بدنما اثر یہ بھی ہوا کہ مرزا صاحب نے قسمین دیکر مولوی صاحب کو جس کام کیلئے
دعوت دی تھی اوس سے بھی انکار کرگئے اور ایسی شرطین لگائین کہ مولوی صاحب کا
مطالب فوت ہوجاے اسپر بھی مولوی صاحب نے جواب لکھا کہ آپکی بے انصافی کو بھی
قبول کرتا ہون کہ مین دو تین سطرین ہی لکھونگا اور آپ بلا شک تین گھنٹے تک
تقریر کرین مگر اتنی اصلاح ہوگی کہ مین اپنی دو تین سطرین مجمع مین کھڑا ہوکر سنادونگا
اور ایک گھنٹہ کے بعد پانچ منٹ نہایت دس منٹ تک آپکے جواب کی نسبت
رائے ظاہر کرونگا انتہی یہ بات سمجھ مین نہین آتی کہ مرزا صاحب کے تین گھنٹون کی
فصیح وبلیغ تقریر کا جواب مولوی صاحب دس پانچ منٹ مین کیونکر دیسکتے اور
اگر جواب دیتے بھی تو لوگ اوسکو کیا سمجھ سکتے اور اوسکا کیا اثر ہوتا اسمین شک
نہین کہ اگر مولوی صاحب دس پانچ منٹ مین مرزا صاحب کا جھوٹ ثابت کردیتے
تو بلا شبہ اونکی کرامت اوس سے ثابت ہوتی۔ مرزا صاحب کو اسی کا خوف ہوا
کہ کہین وہ کرامت معجزہ پر غالب ہو نہ جاے اسلئے اون دس پانچ منٹ تقریر کرنیکے

بھی انکار فرما دیا۔

اس خیال کرامت کا کس قدر اثر ہوا کہ مرزا صاحب کی حالت ہی متغیر ہو گئی اور لگے کانپنے مگر اوس رعب کی حالت کو غصہ کی صورت مین بنا کر چھپا دیا چنانچہ حکیم محمد صدیق صاحب وغیرہ جو مولوی صاحب کا جواب مرزا صاحب کے پاس لیگئے تھے قسم کھا کر کہتے ہین کہ مرزا صاحب سنتے جاتے تھے اور بڑے غصہ سے بدن پر رعشہ تھا اور دہان مبارک سے خوب گالیان دیتے تھے اور کتا سور وغیرہ خاص خاص اسما بتا کر فرماتے کہ ہم اوسکو کبھی بولنے نہ دینگے گدہے کی طرح لگام دیکر بٹھا ئین گے اوسکو کہدو کہ لعنت ہے کر قادیان سے چلا جائے وغیرہ وغیرہ مرزا صاحب کے قول و فعل کا اندازہ اس سے ہو گیا کہ خود ہی نے قسمین دیکر اونکو دعوت دی اور جب وہ آگئے تو عین موقع بحث پر اس شد و مد اور غیظ و غضب سے انکار کیا کہ حصول مقصود حیز امکان سے خارج ہو گیا۔ کیا کوئی منصف مزاج شخص اونکی اس حرکت کو رضامندی کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے۔

مرزا صاحب نے دعوت دینے کے وقت یہ خیال کیا ہو گا کہ اتنی رقم کثیر کی شرط جب لگائی جائیگی تو مولوی صاحب پر رعب پڑ جائیگا کیونکہ عادت ہے کہ جس کو اپنے صدق اور قوت دلائل پر وثوق ہوتا ہے تو شرطین ہبہ بیدریغ بدویہ لگا دیتا ہے اور رعب کی وجہ سے جب وہ نہ آئین گے تو تمام پیشگوئیان اس اشتہاری دعوت کی وجہ سے ناواقف لوگون کے ذہنون مین وقعت پیدا کر لینگی۔ اور اسی خیال کے بھروسہ انہون نے یہ پیشین گوئی کر ڈالی کہ وہ ہرگز اون پیشین گوئیون کی پڑتال کے لئے قادیان نہ آئینگے اور یہ خیال اسقدر متمکن ہوا کہ یہ پیشین گوئی بھی معجزہ

قرار دیگئی - مگر چونکہ مولوی صاحب اونکے چالون سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ کسی
پیشین گوئی کا وقوع نہین ہوا صرف سخن سازیون سے کام لیا جا رہا ہے اسلیئے اوس تخویف
کی کچھ پروا نہ کرکے قادیان پہونچ گئے پہر کیا تھا مرزا صاحب لگے منہ دیکھنے اور بدحواسی
کی حالت مین جیسے جیسے اونکو یاس ہوتی زبان درازی ہوتی جاتی کما قیل اذا یئس
الانسان طال لسانہ اور کیون نہو جب اتنی بڑی تخویف کا کچھ اثر نہو تو صرف سخن سازیون
سے کیا کام نکل سکے آخر مولوی صاحب کو بھی وہ جانتے تھے کہ فاضل ہم ملک واقف
ہین کہان تک اونکے مقابلہ مین زبان یاری دیگی اور واقعات مساعدت کرینگے
اور یہ سوچا کہ اگر اونکا دم مسیحائی نہ روکا جائے تو اپنی عیسویت کا خاتمہ ہے اسلیئے
یہانتک اس بات مین مبالغہ کیا کہ دو تین سطر جو اعتراض مین لکھی جائین وہ بھی مولوی صاحب
اپنی زبان سے نہ سنا دین چنانچہ لکھا کہ آپکا کام نہین ہوگا کہ اوسکو سنا دین ہم خود پڑھ
لینگے مگر چاہیئے کہ دو تین سطرون سے زیادہ نہو - غرض مولوی صاحب کی کوئی درخواست
قبول نہوئی - اور حوارئین سے یہ لکھنے کو کہدیا کہ چونکہ مضامین تمہارے رقعہ کے محض
عناد اور تعصب آمیز تھے اور حضرت اقدس نے انجام آتھم مین قسم کہا چکے ہین کہ مباحثہ
کی شان مین مخالفین سے کوئی تقریر نہ کرینگے اسلیئے آپ کی درخواست ہرگز منظور نہین
ہے والسلام جب اسقدر نازک دماغی تھی کہ دس پانچ منٹ کی تقریر کی درخواست محض
عناد و تعصب آمیز سمجھی گئی تو معلوم نہین کہ ابتدائی درخواستمین قادیان کو آنے اور
پیشگوئیون کی تحقیق کرنیکے کیا معنی رکھے گئے تھے -

اب یہ بات بھی دیکھ لی جائے کہ مرزا صاحب جو فرماتے ہین کہ رسالہ انجام
آتھم مین مباحثہ نہ کرنے پر قسم کہا چکے ہین اوسکی پابندی کہان تک ہوئی -

الہامات مرزا مین لکہاہے کہ انجام اتہم سے چار سال بعد اخبار الاخیار مین

مرزا صاحب نے یہ اشتہار شائع کیاکہ آپ لوگ اے علماے اسلام اب بہی اوس قاعدہ

کے موافق جو سچے نبیون کی شناخت کے لئے مقرر کیا گیاہے قادیان سے کسی قریب

مقام مین ایک مجلس مقرر کرین ۔ اور نیز واجب ہوگا کہ منصفانہ طور پر بحث کرین اور

انکا حق ہوگا کہ تین طور سے مجہ سے تسلی کرلین قرآن وحدیث کی رو سے عقل کی رو

سے آسمانی تائیدات اور خوارق وکرامت کی رو سے انتہی ملخصًا اسمین تو مرزا صاحب

خود علما سے مباحثہ کی درخواست کرتے ہین پہر نہ یہ شرط ہے کہ دو سطرون سے زیادہ

نہ لکہین نہ یہ کہ صُمٌّ وبُکمٌ بیٹہے رہین بلکہ صاف لفظون مین بحث کی اجازت دیگئی ہے

اسمین صراحۃً حلف کے توڑنے پر اقدام کیا گیا۔ اور اگر خدا سے اسکی اجازت ملگئی

تہی تو مولوی صاحب کا مباحثہ بہی اسی اجازت مین شریک تہا کیونکہ اخبار الاخیار

والی درخواست مباحثہ کے بعد مولوی صاحب مباحثہ کے لئے گئے تہے ۔ رہا

منصفانہ مباحثہ سو یہ علم قبل از وقوع واقعہ کیونکر ہوا کہ مولوی صاحب منصفانہ مناظرہ

نہ کرینگے اگر کشف سے معلوم ہو گیا تہا تو اتمام حجت کیلئے صرف دو تین گہنٹے اونکی تقریر

ایک مجمع مین سن لیجاتی اور اسکے بعد ثابت کیا جاتا کہ وہ تقریر ظالمانہ تہی جس سے

اہل مجمع خود انصاف کرلیتے کہ کون حق پر ہے ۔

مرزا صاحب کا مقصود اس قسم کے اشتہارات سے یہی ہوا کرتا ہے کہ

بالائی تدابیر سے کام نکال لین جن سے ناواقف معتقد ہوجائین اور اگر کوئی مقابل

ہوجائے تو پہلو تہی کرنے مین کون چیز مانع ہے جیساکہ مولوی صاحب کو دعوت دیکے

پہلو تہی کرگئے اسی طرح اخبار الاخیار کے اشتہار کا بہی وہی حال ہوا اب دیکہئے کہ

اشتہار ندکورکے دیکھنے والون کو کیونکر دہوکا نہ ہو کس تصریح سے لکھتے ہین کہ قرآن سے
حدیث سے عقل سے کرامتون سے ہر طرح سے اپنا مدعی ثابت کرنے کو موجود ہون
ایسے اعلان کے بعد اونکی حقانیت مین کسکو شبہ رہیگا ہر جاہل یہی کہیگا کہ مرزا صاحب
قرآن وحدیث وکرامات سے اپنی عیسویت ثابت کرنے کو موجود ہین اور کوئی
مولوی مقابل نہین ہوسکتا۔ مگر جب اوسکا موقع آیا اور علما مباحثہ پر آمادہ ہوئے
تو وہ سب کالعدم اور نسیا منسیا ہوگیا چنانچہ الہامات مرزا مین لکھا ہے کہ اس اشتہار
کے بعد جب ندوۃ العلما کا جلسہ امرتسر مین ہوا تو علمائے موجودین جلسہ نے
مرزا صاحب کے نام خط لکھا کہ آپکی تحریر کے مطابق ہم لوگ بحث کرنیکے لئے حاضر ہین
اور پہلے آپ کو اسکی اطلاع بھی ہوچکی ہے اسلئے قلت وقت کا عذر بھی نہین رہا
اور آپکو اپنے خیالات کی اشاعت اور تحقیق حق کا اس سے بہتر موقع نہ مل سکیگا الخ
اور یہ خط مرزا صاحب کو پہونچ بھی گیا چنانچہ ڈاکخانہ کی رسید موجود ہے مگر مرزا صاحب
نے اوسکا کچھ جواب ندیا۔

عقل سمجھ سکتے ہین کہ اوس شدومد کے اشتہار کے بعد مرزا صاحب کا سکوت
کیا کہہ رہا ہے یہی کہہ رہا ہے کہ وہ لمبے چوڑے دعوی سب الفاظ ہی الفاظ تھے نہ وہان
قرآن ہے نہ حدیث نہ عقل نہ کرامت کیونکہ السکوت فی موضع البیان بیان اگر ان
امور سے ایک خبر بھی مرزا صاحب کے پاس ہوتی تو اتنے علما اور ایسے کثیر التعداد
حاضرین جلسہ کے روبرو پیش کرنے کو ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھتے اور اس موقع مین
ایسا الزام اپنے ذمہ نہ لگا لیتے جس سے غور کرنیوالون کے روبرو ایک مجموعہ
بدعنوانیون کا پیش ہوجاتا ہے۔

یون تو مرزا صاحب کی اور پیشگوئیان بہت ساری ہین مگر یہ جو مذکور ہوئین بطور دعوی اور تحدی اور معجزے کے رنگ مین تہین جن پر مدار انکی نبوت کا تھا اور الہامون کی بنیاد پر یہان تک زور دیا گیا تھا کہ اگر وہ صحیح نہ نکلین تو مرزا صاحب کاذب و دجال و ملعون وغیرہ سمجھ لئے جائین۔ بلکہ سولی پر چڑہائے جائین۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اونمین ایک بھی صحیح نہ نکلی بلکہ مرزا صاحب نے صرف حیلون اور سخن سازیون سے کام لیا۔

انبیا علیہم السلام جب معجزات بتلاتے تو کیا کسی کا مجال تھا کہ انکار کر سکے اور کیا ممکن ہے کہ محسوسات کا بھی انکار کیا جائے مثلاً جس نے قمر کو شق ہوتے دیکھا اور کنکریون کی تسبیح کانون سے سن لی تو ان محسوسات کا کیونکر انکار کر سکتا تھا اسی وجہ سے کفار یہ نہین کہہ سکتے تھے کہ اس کارروائی مین دھوکا دیا گیا بلکہ بیساختہ کہتے کہ یہ تو سحر ہے جس سے ظاہر ہے کہ اوسکو خلاف عقل اور انسانی طاقت سے خارج سمجھتے تھے۔ اگر کہا جائے کہ کفار نبیون کو کاذب بھی تو کہتے تھے تو اسکا جواب یہ ہے کہ نبوت کی شان اونکے اذہان مین بہت ارفع تھی وہ آدمی کو اس قابل نہین سمجھتے تھے کہ خدا تعالی اوسکو اپنا رسول بنا کر بھیجے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے وَقَالُوا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَکْذِبُوْنَ چونکہ رسالت امر غیر محسوس ہے اسلئے اونکو اسمین گفتگو کرنیکا موقع مل جاتا تھا اور باوجود معجزات و آیات بینات دیکھنے کے از راہ عناد رسالت کی تکذیب کرتے کما قال تعالے وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَۃٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِھَا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ لیکن انمین جو اہل انصاف تھے آیات و معجزات دیکھنے کے بعد ضرور ایمان لاتے غرض کہ نبوت

صادقہ کے پہچاننے کا طریقہ بھی معجزات ہین جو طاقت بشریہ سے خارج ہون۔

اگر مرزا صاحب کا کوئی دعوی خارق عادت اور طاقت بشریہ سے خارج ہوتا تو اونکے مخالف اونکو ساحر و کاہن کہتے حالانکہ اس قسم کے القاب اونکے نہین سنے گئے البتہ علمانے اونکو کاذب مفتری دجال وغیرہ وغیرہ القاب سے ذکر کیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ انہون نے صرف فطری طاقت سے کام لیا بخلاف انبیا علیہم السلام کے کہ وہ اپنی حول و قوت سے علیحدہ تھے وہ صرف حق تعالے کے حکم سے دعوی اور خارق عادت چیز کا وعدہ کر دیتے تھے اور خدا تعالی اونکو سچا کرنیکے واسطے وہ دعوی اور وعدہ پورا فرما دیا کرتا چنانچہ اس آیہ شریفہ سے مستفاد ہے وقالوا لولا نزل علیہ آیۃ من ربہ قل ان اللہ قادر علی ان ینزل آیۃ۔

تقریر سابق سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب اور علمائے ندوہ کے مقابلہ مین مناظرہ سے گریز کیا۔ اور مولوی عبد المجید صاحب مالک مطبع انصاری دہلی بیان للناس مین لکھتے ہین کہ مرزا صاحب نے سنہ ۱۸۹۱ء مین اشتہار دیا تھا کہ میرے مسیح موعود ہونیکا سارا قرآن مجید مصدق اور تمام احادیث صحیحہ اوسکی صحت کے شاہد ہین اوسپر مولوی صاحب نے مرزا صاحب کے نام نوٹس دی کہ اگر آپ اپنے دعوی کو مجمع علما مین ثابت کر دینگے تو مین ایک ہزار روپیہ نقد آپکی خدمت مین پیش کر دونگا اور ایک سال ہر روز آپکی خدمت کیلئے حاضر ہون۔ یہ نوٹس ۹ شوال ۱۳۰۸ھ مین دیگئی مگر اوسکا کچھ جواب نہ دیا حالانکہ یہ نوٹس انجام آتھم کے پہلے دیگئی تھی اوسوقت تو مرزا صاحب نے مناظرہ نہ کرنے پر قسم بھی کہائی نہ تھی۔ کیونکہ انجام آتھم کی تاریخ الہامات مرزا مین سنہ ۱۸۹۶ء لکھی ہے

الحاصل کئی شہادتون سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب نے علما کے مقابلہ مین آنے سے
گریز کیا۔ اسی طرح مباہلہ سے بھی گریز کیا جیساکہ اس تحریر سے ظاہر ہے جو ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۳۳
مین فرماتے ہین۔ میان عبدالحق صاحب نے مباہلہ کی بھی درخواست کی تھی لیکن
اب تک مین نہین سمجھتا کہ ایسے اختلافی مسائل مین جنکی وجہ سے کوئی فریق کافر
یا ظالم نہین ٹھہرسکتا کیونکر مباہلہ جائز ہے قرآن شریف سے ظاہر ہے کہ مباہلہ
مین دونون فریق کا اس بات پر یقین چاہیے کہ فریق مخالف میرا کاذب ہے
یعنے عمداً سچائی سے روگردان ہے مخطی نہین ہے تا ہر ایک فریق لعنت اللہ علی الکاذبین
کہہ سکے۔ اب اگر میان عبدالحق اپنے قصور فہم کی وجہ سے مجھے کاذب خیال کرتے
ہین لیکن مین انہین کاذب نہین کہتا بلکہ مخطی جانتا ہون اور مخطی مسلمان پر
لعنت جائز نہین کیا بجائے لعنت اللہ علی الکاذبین کے یہ کہنا جائز ہے کہ
لعنت اللہ علی المخطئین۔ کوئی مجھے سمجھاوے کہ اگر مین مباہلہ مین فریق مخالف
حق پر لعنت کرون تو کس طور سے کرون اگر مین لعنت اللہ علی الکاذبین کہون
تو یہ صحیح نہین کیونکہ مین اپنے مخالفین کو کاذب تو نہین سمجھتا بلکہ ماؤل مخطی سمجھتا ہون
اگر مخطی سے مباہلہ اور ملاعنہ جائز ہوتا تو اسلام کے تمامی فرقے باہم اختلاف
سے بھرے ہوے ہین بیشک باہم مباہلہ وملاعنہ کرسکتے تھے۔ اور مباہلہ مین
جماعت کا ہونا بھی ضرور ہے نص قرآن کریم جماعت کو ضروری ٹھہراتی ہے
لیکن میان عبدالحق صاحب نے ابتک ظاہر نہین کیا کہ مشاہیر علما کی جماعت
اس قدر میرے ساتھ ہے اور نساء وابنا بھی ہین۔ اور مباہلہ مین یہ بھی ضرور ہے
کہ اول ازالہ شبہات کیا جائے بجز اس صورت کے کاذب قرار دینے مین

کوئی تامل اور شبہ کی جگہ باقی نہو لیکن میان عبدالحق بحث مباحثہ کا تو نام تک

نہین لیتے انتہی۔

تفسیر درمنثور و ابن جریر وغیرہ مین واقعہ مباہلہ کی جو احادیث منقول ہین انکا ماحصل یہ ہے کہ بحر انکے چند نصاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر پوچھا کہ عیسی بن مریم کے باب مین آپ کیا فرماتے ہین حضرت نے فرمایا مجھے اسوقت تو کچھ معلوم نہین تم ٹھہرے رہو جب مجھے معلوم کرایا جائیگا مین تم سے کہدونگا اسکے بعد یہ آیۂ شریفہ نازل ہوئی اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی عِندَ اللّٰہِ کَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَہُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہُ کُن فَیَکُونُ اَلحَقُّ مِن رَّبِّکَ فَلَا تَکُن مِّنَ المُمتَرِینَ فَمَن حَاجَّکَ فِیہِ مِن بَعدِ مَا جَاءَکَ مِنَ العِلمِ فَقُل تَعَالَوا نَدعُ اَبنَاءَنَا وَاَبنَاءَکُم وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَکُم وَاَنفُسَنَا وَاَنفُسَکُم ثُمَّ نَبتَہِل فَنَجعَل لَّعنَةَ اللّٰہِ عَلَی الکَاذِبِینَ خلاصہ مطلب اسکا یہ ہے کہ عیسی علیہ السلام پیدایش مین مثل آدم علیہ السلام کے ہین یعنے بغیر باپ کے اگر کوئی اسمین جھگڑے تو کہدو کہ آؤ ہم تم اپنی اولاد اور عورتون کو بلائین اور عاجزی سے دعا کرین کہ خدائے تعالی جھوٹون پر لعنت کرے حضرت نے جب یہ آیۂ شریفہ انکو سنائی تو انہون نے مسئلہ تخلیق عیسی علیہ السلام کو نہین مانا اور چلے گئے دوسرے روز حسب آیۂ شریفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین اور فاطمہ زہرا علیہم السلام کو لیکر تشریف لائے جب اُن لوگون نے حضرت کے جزم و صداقت کو دیکھا گھبرا گئے اور جزیہ دینا قبول کیا حضرت نے فرمایا اگر وہ مباہلہ کرتے تو ضرور ہلاک ہوجاتے انتہی ملخصاً۔

حق تعالی میان عبدالحق صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ مسنونہ کو موقع پر یاد کر کے عمل مین لایا جسکی صداقت کا معنوی اثر یہ ہوا کہ مرزا صاحب باوجودیکہ بڑے بڑے دعوون سے کہ خدا سے دوبدو ہوکر باتین کیا کرتے ہین اونکے خدا نے اونکی کچھ مدد نہ کی اور عین معرکہ کے وقت پیچھے ہٹ گئے اگرچہ اصل سبب کچھ اور تھا لیکن بظاہر یہ چند اسباب بیان فرماتے ہین۔

(۱) مباہلہ مین جماعت کا ہونا ضرور ہے۔

(۲) دونون فریق کو یقین چاہیئے کہ فریق مخالف میرا کاذب ہے۔

(۳) اختلافی مسائل مین مباہلہ جائز نہین۔

(۴) پہلے مباحثہ اور ازالہ شبہات ضرور ہے۔

امر اول کا ضروری نہ ہونا اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف اپنے فرزندون کو ساتھ لیا تھا اور کفار کی طرف دو ہی شخص تھے جو اسوقت موجود تھے چنانچہ اس حدیث سے ثابت ہے جو بخاری اور مسلم و ترمذی ونسائی وغیرہ مین ہے ان العاقب والسید اتیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاراد ان یلاعنہما الحدیث کذا فی الدر المنثور یعنے عاقب اور سید دو شخص تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے جن سے مباہلہ کرنا حضرت نے چاہا تھا اگر طرفین مین جماعت شرط ہوتی تو کم سے کم دس بیس صحابہ کو آپ ساتھ لیتے اور کفار سے بھی فرماتے کہ تمہارے بھی دس بیس علما کو بلاؤ تاکہ مین مباہلہ کرون تم صرف دو ہی شخص ہو اسلئے مین مباہلہ کرنا نہین چاہتا جہان آفتاب

صداقت چمکتا ہوتا ہے جاہلون کے تنگ وتاریک خاندون مین چھپے رہنا کب
گوارا ہوتا ہے اسکا تو مقتضائے ذاتی یہ ہے کہ کسی طرح بلند ہو کر خفاش طبیعتون
سے عرصہ جہان کو خالی کردے۔ مقصود مباہلہ سے یہی ہے کہ جھوٹے لوگ بددعا
اور لعنت کے خوف سے ہٹ دھرمی چھوڑ دین اور سچے اپنی صداقت کی وجہ سے
کامیاب ہون چونکہ آدمی کو اپنی اولاد اور خاندان کی تباہی کا صدمہ اپنی تباہی
سے بھی زیادہ ہوتا ہے اسلئے اولاد ذکور واناث کو مباہلہ مین ساتھ رکھنا حصول
مقصود مین زیادہ تر موثر ہوگا اسی وجہ سے حضرت نے صاحبزادی اور صاحبزادون
کو ہمراہ لیا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نسا سے مراد یہان لڑکیان ہین اور چونکہ حضرت
کو یہ بات معلوم ہوگئی تھی کہ وہ لوگ جھوٹے ہین مباہلہ پر ہرگز جرات نہ کرسکین گے
اسوجہ سے انکو یہ فرمایا بھی نہین کہ تم بھی اپنی اولاد کو لے آؤ غرضکہ جب انہون نے
حضرت کے جزم وصداقت کو دیکھا اور اپنی افترا پردازی پر بھی نظر ڈالی تو انکو
یقین ہوگیا کہ یہ دہری لعنت فریقین کی خالی نہ جائیگی بہت سے خاندانون کو
تباہ کردیگی اسلئے وہ اس درخواست پر مجبور ہوے کہ جس قدر روپیہ بطور جزیہ ہر سال
کے لئے مقرر کیا جائے منظور ہے اور پورے قبیلہ کی طرف سے اداکرینگے ہم حاضر
ہین مگر مباہلہ سے معاف کئے جائین۔ جیسا کہ اس قول سے واضح ہے نعطیک
ما سالت فابعث معنا رجلا امینا کما فی البخاری والمسلم۔ اس سے ایک بات اور
معلوم ہوئی کہ مباہلہ قطعی فیصلہ ہوتا ہے اسلئے کہ جب وہ مقابلہ مین سربر نہ ہوئے
تو خود انکے دلون نے انصاف کرلیا کہ ہم ہار گئے اور صلح پر مجبور ہوگئے ورنہ
انہون نے ابتدائے مباہلہ کی کوئی درخواست یا معاہدہ نہین کیا تھا جسکے عدم ایفا

کے ۔ جا وضمنہ مین زر کثیر جزیہ کا اپنے ذمہ لیا بلکہ حضرت نے انسے مباہلہ کو فرمایا تھا اگر
مباہلہ فیصلہ نہ سمجھا جاتا تو وہ صاف کہدیتے کہ حضرت ہمنے کب اسکی درخواست کی تھی
جو ہم پر یہ لازم کیا جارہا ہے غرض اس سے معلوم ہوا کہ دونون فریقون مین سے
جو فریق مباہلہ چاہے دوسرے پر وہ لازم ہوجاتا ہے اور نہ کرنے کی صورت مین وہ
جھوٹا سمجھا جائیگا جیسے مدعی علیہ کے نکول یعنے انکار قسم سے مدعی کا حق ثابت ہوجاتا
ہے اس سے ظاہر ہے کہ انکار کی وجہ سے مرزا صاحب کا جھوٹ پر ہونا ثابت ہوگیا

اور یہ جو فرماتے ہین کہ دونون فریق کو یقین چاہئے کہ فریق مخالف میرا
کاذب ہے سو وہ صرف حیلہ ہے ابھی معلوم ہوا کہ مباہلہ سے مقصود یہی ہے
کہ سچے اور جھوٹے کا تمیز ہوجائے اسلئے کہ قولہ تعالی ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ
عَلَى الْكَاذِبِيْنَ سے ظاہر ہے کہ دونون فریق کمال تضرع وزاری سے دعا کرین
کہ الہی خواہ مین ہون یا میرا مخالف دونون مین سے جو جھوٹا ہو اوسپر تو لعنت کر
اور اوسکے خاندان کو تباہ کردے اس سے ظاہر ہے کہ جھوٹے پر دُہری لعنت
ہوتی ہے ایک وہ جو جان بوجھکر تضرع کے ساتھ ایک مجمع کو گواہ کرکے خدائے تعالے
سے کہتا ہے کہ مجھپر لعنت کر اور میرے خاندان کو تباہ کردے ۔ دوسری لعنت
مقابل کی جانب سے جو صدق دل سے نکلتی ہے اور مرزا صاحب بھی کسی مقام
مین فرماتے ہین کہ سچے کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے غرض کہ اس دہری لعنت سے
جھوٹے پر رعب غالب ہوجاتا ہے جس سے وہ جرات نہین کرسکتا اور سب لوگ
سمجھ جاتے ہین کہ وہ جھوٹا ہے اسکی تصدیق آیت لعان سے بھی ہوتی ہے جو
سورۂ نور مین ہے کہ جب مرد اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائے اور عورت اس سے

انکار کرے تو لعان پر فیصلہ قرار دیا گیا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ پہلے مرد چار بار قسم کہا کر کہے کہ مین اس دعوی مین سچا ہون اور پانچوین بار کہے کہ اگر مین جھوٹا ہون تو مجھپر اللہ کی لعنت ہو۔ اسکے بعد عورت پر ضرور ہوتا ہے کہ وہ بھی چار بار قسم کہا کر پانچوین بار کہے کہ اگر مرد سچا ہو تو مجھپر خدا کا غضب آئے اس موقع مین اگر عورت یہ حیلہ کرے کہ مین اسکو جھوٹا نہین سمجھتی شاید اسکو اشتباہ ہو گیا ہے کہ تاریکی مین دوسری عورت کو دیکھکر میرا خیال کر لیا ہے یا اس قسم کی کوئی اور بات بنائی تو مقبول نہین بلکہ قید کیجائیگی اوسوقت تک کہ لعان کرے یا مرد کی تصدیق کر لے اس سے بھی معلوم ہوا کہ لعنت صرف اس غرض سے طرفین مین مقرر کیگئی ہے کہ جھوٹا لعنت کے خوف سے فریق مقابل کی تصدیق کر لے اور فیصلہ ہو جائے۔ الغرض مباہلہ مین جو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا جاتا ہے اس سے یہ مقصود نہین جو مرزا صاحب کہتے ہین کہ اپنے مقابل کو جھوٹا سمجھکر اوسپر لعنت کرے اور یہ کہے تو جھوٹا ہے تجھپر لعنت ہے پہر مقابل اوسکے جواب مین کہے تو جھوٹا ہے اور لعنت تجھپر ہے جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ طرفین سے مار پیٹ ہو کر بجائے مباہلہ مقاتلہ ہو جائے گا جس سے شریعت روکتی ہے بلکہ یہ دعا ہوتی ہے کہ اگر مین جھوٹا ہون تو مجھپر لعنت ہو۔ حیرت ہے مرزا صاحب ایسی موٹی بات کو بھی نہین سمجھتے اوسپر معارف و دقایق کا دعوی ہے۔ اب ہم اس بات پر بھی دلیل پیش کرتے ہین کہ مرزا صاحب جو مباہلہ سے ہٹ گئے اسکی وجہ یہ نہین تھی کہ انہون نے اپنے فریق مخالف کو کاذب نہین سمجہا انکے اقوال سے ظاہر ہے کہ وہ مخالفون کو کیا سمجھتے ہین عصائے موسی صفحہ ۱۴۴ مین ایک فہرست اونکی تصنیفات سے نقل کی ہے جن الفاظ اور القاب سے مخالفین

گویا کرتے ہین منجملہ انکے چند یہ ہین - اول الکافرین دشمن اللہ و رسول کے - بے ایمان
حق و راستی سے منحرف - جھوٹ کی نجاست کہائی - جھوٹ کا گہ کہایا - زندیق
سچائی چھوڑنے کی لعنت انہین پر برستی ہے - لعنت کی موت - منافق - ہامان
ہالکین - یہودی سیرت - علیہم تعالی لعن اللہ الف الف مرۃ - مخالف اور
مکذبون پر لعنت پڑی ہے جو دم نہین مار سکتے - مکذبون کے دل پر خدا کی لعنت
ہے مین نے اشتہار دیدیا ہے جو شخص اسکے بعد سیدہے طریق سے میرے ساتھ
معاملہ نہ کرے اور نہ تکذیب سے باز آوے وہ خدا کی لعنت اور فرشتونکی لعنت
اور تمام صلحا کی لعنت کے نیچے ہے انتہی ملخصاً - اب دیکھئے کہ مخالفین کو جھوٹا
سمجھایا نہین اور لعنت کا تو اشتہار ہی دیدیا پھر مباہلہ مین اسکے سوا اور کیا رکہا
تھا اسکے بعد مباہلہ سے انکار کرنے کی وجہ سوائے اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ
وہی لعنت سے گہبرا گئے جس سے یکطرفہ فیصلہ ہوگیا اب باتین بنانے سے کیا ہوگا
جب مرزا صاحب کا یہی خیال تھا کہ مباہلہ مین فریق مقابل کو جھوٹا کہنا اور لعنت
کرنا ہوتا ہے تو یہ دونون کام تو ہمیشہ جاری ہین صرف ایک منٹ کے لئے تضیع
اوقات ہی سمجھکر مقابلہ مین مباہلہ کر لیتے اگرچہ طرفین سے قسما قسمی ہونیکی وجہ
سے فیصلہ تو کیا ہوتا مگر انکے اتباع کو یہ کہنے کا موقع تو ملتا کہ مرزا صاحب بھی مباہلہ
مین ٹلے نہین رہی اندرونی سزا دہ جس کے حصہ مین ہوتی وقت پر ہو رہتی -
اور یہ جو لکھتے ہین کہ اب عقلمند سوچ سکتا ہے کہ اگر مباہلہ اور ملاعنت کے بعد عقوبۃ (صفحہ ۹۶)
قہر الہی فرقہ مخطیہ پر ضروری الوقوع ہے تو کیا اسکا بجز اسکے کوئی اور نتیجہ ہوگا کہ
کہ ایکدفعہ خدائے تعالی تمام مسلمانون کو ہلاک کردیگا انتہی مرزا صاحب کو

اگر یہ خوف ہوتا تو کسی پر لعنت ہی نہ کرتے اور جب خود بھی لعنت بکثرت کرتے ہین
اور دوسرے بھی اون پر کیا کرتے ہین جسکی اونکو شکایت ہے تو اس صورت مین
ملاعنہ خود ہی ہوگیا اس سے ظاہر ہے کہ فقط ملاعنہ سے دنیوی عذاب نہین ہوتا
اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ یہود مباہلہ کرتے تو ہلاک ہوجاتے وہ
حضرت کا معجزہ تھا - البتہ مباہلہ سے جھوٹے کے لئے عذاب اخروی کا استحقاق
ہوجاتا ہے اور اوسکو دنیوی عذاب کا خوف بھی لگا رہتا ہے اسلئے وہ مباہلہ
پر راضی نہین ہوسکتا -

اس سے زیادہ لطف کی بات یہ ہے جو فرماتے ہین اگر مباہلہ کے وقت
فریق مخالف حق پر لعنت کرون تو کس طور سے کرون - مرزا صاحب کو ابتک
حق کے معنی کی طرف توجہ کرنے کا اتفاق ہی نہین ہوا - حضرت حق مقابل باطل ہے
اسی وجہ سے اہل اسلام کہتے ہین کہ ہمارا دین حق ہے اور اسکے مخالف ادیان کو
ادیان باطلہ کہتے ہین پھر جب آپ مخالفین کو مخالف حق فرما رہے ہین تو انکو کاذب
سمجھتے ہین کیون تامل کیا گیا اور طرفہ یہ کہ آپکو الہام بھی ہوچکا ہے کہ جتنے انکے
منکر ہین سب کافر ہین جیسا کہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۸۵ مین لکھتے ہین یہ الہام مجھکو ہوا -
وان تیخذونک الاہزوا اہذ الذی بعث اللہ قل یا ایہا الکفار انی من الصادقین
یعنے وہ لوگ مجھسے ٹھٹا کرتے ہین کہ کیا اسی کو اللہ نے بھیجا ہے ان سے کہدے
اے کافرو مین سچا ہون - اب دیکھئے کہ جب اللہ نے انسے کہدیا کہ تو سچا ہے اور
مقابلہ کے لوگ جھوٹے ہین بلکہ کافر ہین تو اب مباہلہ مین کیا تامل تھا - پورا پورا
سامان وہی ہوگیا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت ہوا تھا حق تعالی

تے جب حضرت کو خبر دی فوراً مباہلہ کے لئے میدان مین تشریف لیگئے - پہر مرزا صاحب کو بھی تو خدا ہی نے خبر دی کہ وہ صادق ہین اور انکے مقابل کاذب بلکہ کافر ہین تو بجائے سبقت کے یہ پسپائی کیسی - اگر اہل انصاف اسی ایک واقعہ کو پیش نظر کر لین تو مرزا صاحب کے جملہ دعاوی کے فیصلہ کے لئے کافی ہے مشت نمونہ از خروارے -

اس سے ظاہر ہے کہ قل یا ایہا الکفار والا الہام ادن پر ہوا ہی نہین خلاصہ یہ کہ کوئی حیلہ بن نہین سکتا اور جو حیلے بنا رہے وہ انکار مباہلہ سے بھی زیادہ تر بدنما اور قابل شرم ہین -

اور یہ جو فرماتے ہین کہ اختلافی مسائل مین مباہلہ جائز نہین اسکی وجہ یہ ہے کہ وہان فریقین کا استدلال قرآن و حدیث سے ہوتا ہے اور معانی محتملہ نصوص یا ضعف وقوت احادیث یا اختلاف طرق استدلال وغیرہ کی وجہ سے اختلاف جو پیدا ہوتا ہے اسکی وجہ سے کسی جانب قطعیت نہین ہوتی - اسوجہ سے مباہلہ کی نوبت ہی نہین آتی مرزا صاحب کے ساتھ اختلاف ایسا نہین ہے وہ جو اپنی عیسویت ثابت کرتے ہین ممکن نہین کہ اُسکا ذکر کہین قرآن یا حدیث مین مل سکے اور جو علامات عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث صحیحہ سے ثابت ہین وہ مرزا صاحب مین پائی نہین جاتین اور اون کی کارروائیون سے مسلمانون کو یقین کلی ہے کہ مثل اور جھوٹے نبیون کے وہ بھی ایک مدعی نبوت ہین - اور مرزا صاحب کہتے ہین کہ خدا نے مجھے الہامون اور وحی سے بلکہ بے پردہ ہو کر بالمشافہ فرما دیا کہ تو خلیفہ اللہ اور عیسیٰ موعود وغیرہ ہے جس سے ظاہر ہے کہ اونکو بھی اپنے حق پر ہونے کا اور مخالفین کے باطل پر ہونے کا یقین کامل ہے - جب دونون جانب اس بات کی قطعیت اور یقین ہے کہ ہم حق پر ہین اور

ہمارا مخالف باطل پر ہے تو اب مباہلہ کرنے اور جھوٹے پر لعنت کرنے مین کیا تامل ہے
اگر یہ دعوی اُنکا فی الواقع صحیح اور سچا تھا تو مباہلہ کی درخواست پہلے انکی جانب سے ہوتی
بلکہ بغیر مباہلہ کے خود یہ کہتے کہ اگر اس دعوی مین مین جھوٹا ہون تو خدا مجھپر لعنت کرے
بخلاف اسکے عجیب بات یہ ہے کہ مخالفین تو مباہلہ پر آمادہ ہین اور مرزا صاحب
گریز کر رہے ہین اور فرماتے کیا ہین کہ مین انکو کاذب نہین سمجھتا جس کا مطلب یہ ہوا
مین جو کہتا ہون جھوٹ ہے کیونکہ جب مخالف کاذب نہون تو لامحالہ مرزا صاحب کی
طرف الزام کذب عاید ہوگا غرض کہ مرزا صاحب کے دعوی کا قیاس اختلافی مسائل
پر ہو نہین سکتا۔ یہان یہ بھی غور کر لیا جائے کہ اگر بالفرض ابو منصور کسف کے ساتھ
مرزا صاحب کو مباہلہ کا اتفاق ہوتا اور وہ یہ کہتا کہ مین آپکو کاذب نہین سمجھتا بلکہ
مخطی سمجھتا ہون اسلیئے مباہلہ نہین کرتا تو کیا اسکا یہ قول صحیح ہو سکتا اور مرزا صاحب
منظور فرما لیتے اس فرضی مثال کو بھی جانے دیجیے نصارائے نجران اگر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین کہتے کہ ہم آپکو کاذب نہین سمجھتے بلکہ مخطی سمجھتے ہین
اسلیئے مباہلہ نہین کرتے تو کیا انکی بات چل جاتی آخر وہ بھی بڑے ہوشیار تھے اگر
ذرا بھی موقع پاتے تو لاکھون روپیونکا نقصان کیون گوارا کرتے۔ بلکہ اگر یہ احتمال
قابل پذیرائی ہوتا تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے انکو فرما دیتے۔
الحاصل مباہلہ مین نہ فریق مقابل کا لحاظ ہے نہ مسئلہ کی خصوصیت بلکہ مدار
اسکا جزم پر ہے جس کو کسی بات کا جزم ہوتا ہے وہ مباہلہ کے واسطے مستعد ہو جاتا ہے
جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے جو کنز العمال مین ہے (صفحہ ۱۰۱ ج ۶) عن ابن عباسؓ قال وددت

انی و ہولاء الذین یخالفون فی الفریضۃ نجتمع فنضع ایدینا علی الرکن ثم نبتہل فنجعل

لعنۃ اللہ علی الکاذبین ما حکم اللہ بما قالوا (ض عب) یعنے ابن عباسؓ فرماتے ہین مجہے خواہش ہے کہ مین اور وہ لوگ جو مسائل فرائض مین مخالفت کرتے ہین کعبہ کے پاس جمع ہون اور رکن پر اپنے ہاتھ رکہکر عاجزی سے دعا کرین اور یہ کہین کہ اللہ جہوٹون پر لعنت کرے۔ اور روح المعانی مین آیہ مباہلہ کی تفسیر مین یہ واقعہ نقل کیا ہے ابن عباسؓ نے کسی مسئلہ مین ایک شخص کے ساتھ مباہلہ کیا اور آیت مباہلہ کو پڑہکر کمال تضرع سے دعا کی کہ جو جہوٹا ہے اسپر لعنت ہو۔ اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مباہلہ بہی ثابت ہے چنانچہ مرزا صاحب ازالۃ الاوہام مین ص ۶۲۴ لکہتے ہین کہ ابن مسعود نے جو مباہلہ کی درخواست کی تہی وہ ایک معمولی آدمی تہا اگر جزئی اختلاف مین مباہلہ کی درخواست کی تو سخت خطا کی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی جلالت شان تمام صحابہ مین مسلم ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکی نسبت فرمایا کہ اگر بغیر مشورت کے کسی کو مین امیر کرتا تو ابن مسعود کو کرتا حضرت کے ساتھ اونکو وہ خصوصیت تہی کہ اہل بیت مین سمجہے جاتے تہے اور اونکا تبحر علمی اور کثرت روایت کتب حدیث و اقوال محدثین سے ثابت ہے جیساکہ اصابہ فی احوال الصحابہ اور اسد الغابۃ وغیرہ مین مذکور ہے مرزا صاحب ایسے جلیل القدر صحابی کی نسبت لکہتے ہین کہ وہ ایک معمولی آدمی تہا یعنے بے علم محض اسی لئے مسئلہ مباہلہ مین انہون نے سخت خطا کی۔ مرزا صاحب جہان اونکی خطا کا ذکر کیا تہا کوئی روایت یا حدیث بہی لکہدیتے کہ انہون نے اوسکے خلاف کیا تاکہ مرزا صاحب کا مبلغ علم بہی معلوم ہوجاتا۔

الغرض جلیل القدر صحابہ کے عمل سے مرزا صاحب کا وہ عذر بہی جاتا رہا کہ اختلافی مسائل مین مباہلہ جائز نہین مگر حیرت یہ ہے کہ مرزا صاحب اس مسئلہ کو ابتک

اختلافی سمجھ رہے ہین نئی نبوت قایم کرلی اوسکے مخالفین کافر ٹھیرائے گئے۔ مباینت
ملت کا حکم قایم کردیا گیا۔ اگر اسپر بھی اختلاف ہی سمجھا جاوے تو مسیلمہ کذاب کی نبوت
کو بھی اختلافی کہنا پڑیگا حالانکہ کوئی مسلمان اسکا قائل نہین اب رہا یہ کہ مباہلہ کے پہلے
ازالہ شبہات اور مباحثہ ضرور ہے سو وہ بھی خلاف واقع ہے اسلئے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے نصارائے نجران سے نہ مباحثہ فرمایا نہ ازالہ شبہات بلکہ ابتداءً یہی ارشاد
ہوا کہ اگر ہماری بات نہین مانتے ہو تو مباہلہ کرو جیسا کہ آیہ شریفہ فَإِنْ حَاجُّوكَ
فَقُلْ تَعَالَوْا سے ظاہر ہے۔ اور مباحثہ تو مرزا صاحب کے ساتھ سالہا سال سے
جاری ہے مناظرہ سے تجاوز کرکے نوبت مکابرہ اور مجادلہ تک پہونچ گئی ہے آخر
نوبت بانیجا رسید کہ جناب عبدالحق صاحب نے جو فریق مقابل ہی کے ایک شخص
ہین مباہلہ پر فیصلہ قرار دیا اور بفضلہ تعالی اونکی ہمت اور رعب صداقت سے
فیصلہ ہو بھی گیا الحمد للہ علی ذلک۔

یہان ایک بات اور بھی معلوم کر لیجئے کہ مرزا صاحب کا جوش غضب فریق
مقابل پر اور لعنت کی بوچھاڑ اور تکفیر وغیرہ کا حال ابھی معلوم ہوا اور مباہلہ کے وقت
کمال تہذیب اور دبی زبان سے جو فرمایا وہ بھی معلوم ہوا کہ مین فریق مقابل کو کافر
نہین کہتا اگر مباہلہ مین ان پر لعنت کرون تو کس طرح کرون اس سے ظاہر ہے کہ جس قدر
آپ نے مخالفین پر لعنت وغیرہ کی ہے سب واپس لیا اسکا مسلمانون کو شکریہ
ادا کرنا چاہئے۔ اب رہین وہ حدیثین جو لعنت اور تکفیر کے باب مین وارد ہین سو وہ
مرزا صاحب اور خدائے تعالی کا درمیانی معاملہ ہے اسمین ہمین دخل دینے کی
ضرورت نہین۔ اگرچہ اس بابمین احادیث بکثرت وارد ہین مگر ہم صرف دو ہی اسغرض سے

نقل کرتے ہین کہ ہمارے احباب مرزا صاحب کا طریقہ اختیار نہ کرین عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما متفق علیہ یعنے بخاری اور مسلم مین ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے تو وہ تکفیر اُن دونون سے کسی ایک کی ضرور ہو جاتی ہے عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ من لعن شیئًا لیس لہ باھل رجعت اللعنۃ علیہ رواہ الترمذی وابوداؤد ذکرہما فی المشکوۃ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی پر لعنت کرے جس کا وہ مستحق نہین تو لعنت اسی لعنت کرنیوالے پر لوٹتی ہے جسکا مطلب یہ ہوا کہ لعنت و تکفیر اگر بیمحل کی جاوے تو لعنت کرنیوالا ہی کافر اور ملعون ہو جاتا ہے اور اوسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے ع برآید انجا از فوارہ فورا ہم بر و ریزد جب احادیث صحیحہ سے تکفیر اور لعنت کا لوٹنا بسبب اقرار مرزا صاحب ثابت ہے تو دوسرے تمام الفاظ مندرجہ فہرست مذکورہ سب اسمین داخل ہین جیسا کہ عرب کا مقولہ ہے کل الصید فی جوف الفراء
گورخر

الحاصل کئی واقعون کی شہادت سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب بڑے بڑے معرکون اور علما کے مقابلہ مین گریز کرتے رہے حالانکہ نبی کی یہ شان نہین کہ کسی کے مقابلہ مین گریز کر جاوے۔

اگرچہ اس موقع مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات کا لکھنا بالکل نامناسب تھا لیکن الضرورات تبیح المخظورات پر عمل کرکے چند واقعات ہم نقل کرتے ہین جنکو امام سیوطی رح نے خصائص کبری مین کتب معتبرہ سے نقل کیا ہے اون سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ جو کوئی کسی بدنیتی یا امتحان یا الزام کی غرض سے

حضرت کے روبرو آیا اوسکا جواب پورے طور سے دیا گیا کبھی ایسا نہوا کہ آپ کسی کے مقابلہ سے ہٹ گئے ہون۔

ایکبار بنی تمیم کے قبیلہ کے خطیب وشاعر وغیرہ حسب عادت عرب مقابلہ کی غرض سے حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے جب اونکے خطیب نے خطبہ پڑہا تو حضرت نے ثابت بن قیس کو حکم فرمایا کہ خطبہ پڑہین اور جب اون کے شاعر نے اشعار پڑہے تو حضرت نے حسان بن ثابت کو جواب دینے کو کہا چنانچہ فی البدیہا انہون نے اوسی بحر و قافیہ مین جواب دیا۔ غرض کہ حضرت کی تائید باطنی سے اسلامی خطیب وشاعر نے ایسے دندان شکن جواب دئے کہ مخالفین بھی مان گئے اور بے اختیار کہ اٹھے کہ اونکو غیبی تائید ہے۔

اُبی بن خلف جو ایک مشہور جوانمرد شخص تھا بڑی تیاری سے غزوہ احد مین خاص اس غرض سے آیا تھا کہ فقط حضرت ہی سے مقابلہ کرے حضرت یہ سن چکے تھے جب وہ معرکہ مین گھوڑے کو دوڑا کر حضرت کے قریب پہونچ گیا صحابہ نے چاہا کہ حائل ہون حضرت اونکو ہٹا کر خود آگے بڑے اور ایک نیزہ اوسکو ایسا مارا کہ جس سے وہ داخل جہنم ہوگیا۔

رکانہ نام ایک پہلوان نہایت قوی اور زورآور تھا جس سے تمام عرب ڈرتے تھے اوس نے حضرت سے کشتی کی درخواست کی اور یہ شرط ٹہیرائی کہ اگر آپ غالب ہوجائین تو دس بکریان لادونگا حضرت نے تین بار اوسکو پچھاڑا ہر بار وہ یہی کہتا کہ لات وعزی نے میری مدد نہین کی اور آپ کے معبود نے آپ کی مدد کی۔ جب وہ حسب وعدہ بکریان دینا چاہا آپ نے فرمایا اوسکی ضرورت نہین اسلام قبول کر

اور کہتے تھے کہ فلان پہاڑ آپکے بلانے پر آجائے تو مین اسلام قبول کر لونگا چنانچہ آپکے اشارہ سے وہ پہاڑ زمین چیرتا فوراً زد برو آکھڑا ہوا اور پھر آپ ہی کے حکم سے اپنے مقام پر چلا گیا

عامر بن طفیل اور اربد بن قیس جو کسی قبیلے کے سردار اور جوانمرد لوگ تھے یہ مشورہ کرکے حضرت کے پاس آئے کہ عامر حضرت کو باتون مین مشغول کرے اور اربد قتل کرڈالے چنانچہ عامر نے تخلیہ کے بہانہ سے حضرت کو علیحدہ لیجا کر باتون مین مشغول کیا اور اربد نے چاہا کہ تلوار کھینچے اوسکا ہاتھ خشک ہو گیا پھر وہ دونون چلے گئے اور اسی قربت مین اربد پر بجلی گری اور عامر کے حلق مین غدود پیدا ہوا غرض تھوڑے عرصہ مین دونون فی النار ہو گئے - یہ باطنی مقابلہ تھا -

ایکبار ابوجہل وغیرہ کفار حضرت کے قتل کے ارادہ سے آئے آپ اوسوقت نماز مین مشغول اور قرآن باواز بلند پڑھ رہے تھے ہر شخص آواز کی طرف قصد کرتا مگر یہ معلوم ہوتا کہ آواز اپنے پیچھے کے جانب سے فوراً مڑجاتا جب بھی آواز پیچھے ہی معلوم ہوتی غرض ہر شخص نے بہت کوشش کی کہ آواز کے مقابل ہوکر ہاتھ چلائے مگر وہ موقع کسی کے ہاتھ نہ آیا آخر مایوس ہوکر لوٹ گئے - بہر حال کفار کا غلبہ نہو سکا -

ایکبار کفار اذیت رسانی کی غرض سے حضرت کے پاس آئے جب قریب پہونچے تو سب کے ہاتھ بغیر رسی کے گردنون پر بندھ گئے -

نضر بن حارث نے حضرت کو کسی جنگل مین تنہا پاکر چاہا کہ حملہ کرے فوراً چند شیر نمودار ہو گئے جن سے ڈر کر بھاگ گیا -

ایک روز کفار نے حضرت پر حملہ کرنا چاہا غیب سے ایسی سخت ہیبت ناک آواز آئی کہ سب بیہوش ہو گئے اور اتنی دیر پڑے رہے کہ حضرت باطمینان نماز سے

فارغ ہو کر گھر تشریف لیگئے۔

اس قسم کے اور بہت سے واقعات ہین جنکی بیانکی یہان گنجایش نہین غرضکہ احادیث متعددہ سے بتواتر ثابت ہے کہ ہر موقع مین حق تعالی اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید غیب سے فرماتا اور حضرت کو اوس کی فکر کرنیکی کوئی ضرورت نہ ہوتی بخلاف اسکے مرزا صاحب کے یہان معاملہ بالعکس ہے کہ مخالفین کو وہ اعتراض کے مواقع غیبی تائید سے ہاتھ آجاتے ہین جنکے جواب مین مرزا صاحب کا دماغ یاری نہین دیتا آخر زبان سے کام لینے لگتے ہین اور ایسے مغلظات سناتے ہین کہ الامان۔ یہ امر پوشیدہ نہین کہ آدمی گالیان اسیوقت دیتا ہے جب جواب دینے سے عاجز ہو جاتا ہے اذا یئس الانسان طال لسانہ۔

مرزا صاحب کی پیشین گوئیون کا حال معلوم ہوا کہ کس قدر تدابیر اونکے عمل مین لائی گئین۔ باوجود اسکے اونکو وہ ثابت بھی نہین کرسکتے چنانچہ الہامات مرزا کے عنوان پر لکھا ہے کہ اس رسالہ مین مرزا صاحب قادیانی کے الہامون پر مفصل بحث کرکے اونکو محض غلط ثابت کیا گیا ہے اوسکے جواب کے لئے طبع اول پر مرزا صاحب کو مبلغ پانسور وپیہ انعام تھا طبع ثانی پر ہزار کیا گیا اب طبع ثالث پر پورا مبلغ دو ہزار کیا جاتا ہی اگر وہ ایک سال تک جواب دین تو انعام مذکور اونکے پیش کش کیا جائیگا وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ انتہی واضح رہے کہ رسالہ مذکورہ مین وہی الہامات ہین جو پیشگوئیون سے متعلق ہین جنکے اثبات پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے بار بار انعام کا وعدہ کیا مگر مرزا صاحب ثابت نہ کرسکے جس سے ظاہر ہے کہ وہ الہامی پیشگوئیان صرف دعوی ہی تہین وقوع ایک کا بھی نہین ہوا

اب چند وہ پیشین گوئیان بھی دیکھ لیجئے جو منا سب حال انبیا ہین۔
خصائص کبریٰ مین امام سیوطی رح نے معتبر حدیثون کی کتابون سے جو روایتین نقل کی ہین اختصار کے لئے اونکا ماحصل یہان لکھا جاتا ہے۔

بدر کے روز حضرت نے سرداران قریش کے گرنے کی جگہ تبلادی تھی جب دیکھا گیا تو ہر شخص کی لاش وہین پڑی تھی جہان اوسکے گرنیکی پیشین گوئی کیگئی تھی۔

عقبہ بن ابی وقاص کی نسبت فرمایا کہ وہ ایک برس کے اندر کفر پر مرے گا ایسا ہی ہوا۔

غزوہ احزاب مین تقریباً تمام ملک عرب کے قبائل نے مدینہ منورہ پر چڑہائی کی حضرت نے فرمایا کہ ایک ہوا ایسی چلے گی کہ وہ سب پریشان ہوکر بھاگ جائینگے ایسا ہی ہوا کہ ایسی سخت ہوا چلی کہ اونکے خیمے اڑگئے کجاوے زمین مین دھس گئے اور اس بدحواسی سے بھاگے کہ کسی کو کسی کی خبر نہ تھی۔

حضرت نے ابن نبیح کو قتل کرنیکے لئے عبداللہ بن انیس سے فرمایا وہ اوسکو پہچانتے نہ تھے اسلئے نشانی پوچھی فرمایا کہ جب تم اوسکو دیکھوگے ہیبت اور خوف سے تمہارے جسم پر بال کھڑے ہوجائینگے وہ کہتے ہین کہ مجھپر کسی کا خوف کبھی غالب نہین ہوتا تھا مگر اوسکو دیکھتے ہی تھوڑی دیر وہ حالت طاری رہی جو حضرت نے فرمایا تھا مین پہچانکر اوسکو قتل کرڈالا۔

عبدالرحمن بن عوف رض کو کچھ لشکر کے ساتھ آپ نے دومۃ الجندل کو روانہ کیا اور فرمایا کہ تمہارے ہاتھ پر وہ ملک فتح ہوگا وہان کے بادشاہ کی لڑکی کو تم نکاح کرلو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

خالد بن ولید اسلام لانیکے لئے جب مدینہ کی طرف روانہ ہوے حضرت نے
اونکے آنیکے پہلے ہی خبر دیدی کہ وہ آرہے ہین۔

عامر ایک رات اشعار پڑہتے جارہے تھے حضرت نے پوچھا یہ کون ہین کسینے
کہا عامر ہین فرمایا اللہ عامر پر رحم کرے یہ سنتے ہی بعض صحابہ نے مطلب حضرت کا سمجھکر
عرض کیا کہ اور چند روز اونسے ہمین فائدہ اٹھانے کیون ندیا یارسول اللہ غرض اوسی
سفر مین وہ شہید ہوگئے۔

حضرت نے پہلے ہی خبر دی تھی کہ روم اور فارس اور یمن مفتوح ہونگے
اور یہ خبر اوسوقت دی تھی کہ سوائے حضرت خدیجہ کبری اور علی کرم اللہ وجہہ اور ابوبکر صدیق
کے کوئی حضرت کا رفیق اور غمخوار نہ تھا۔

ایکبار حضرت نے خالد بن ولید سے فرمایا کہ چار سو بیس سوار لیکر جاؤ اور اکیدر
دومۃ الجندل کو گرفتار کرکے لے آؤ انہون نے عرض کیا ایسے بڑے شخص کا مقابلہ
اتنے لوگ کیونکر کرین گے فرمایا وہ شکار کو نکلے گا اوسوقت اوسکو گرفتار کرلینا
جب وہ وہان پہونچے گا وحشی اوسکے قلعہ کے نیچے آیا جسکو دیکھکر وہ چند ہمراہیون کے
ساتھ شکار کے قصد سے اترا اور گرفتار کرلیا گیا۔

ایک سفر مین تمام لشکر پیاسا ہوگیا اور پانی نہتھا علی کرم اللہ وجہہ سے
فرمایا کہ اس طرف جاؤ فلان مقام مین ایک عورت ملیگی جو پانی اونٹ پر لیجارہی ہے
اوسکو لے آؤ وہ روانہ ہوے اوسی مقام مین وہ عورت ملی اوسکو لے آئے اور اوس
پانی سے تمام لشکر سیراب ہوا اور وہ کم نہوا اس معجزہ سے اوس عورت کا کل قبیلہ مسلمان ہوگیا
غزوہ موتہ کیلئے جو لشکر روانہ کیا گیا تھا اوسپر حضرت نے زید بن حارثہ کو امیر بناکر فرمایا

کہ اگر وہ شہید ہون تو جعفر ابن ابی طالب امیر بنائے جائین اور اگر وہ بھی شہید ہون تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہون اور اگر وہ بھی شہید ہو جائین تو مسلمان مختار ہین جسکو چاہین امیر قرار دین۔ وہان ایک یہود کا عالم بھی موجود تھا حضرت کا ارشاد سنکر کہا کہ اگر آپ نبی ہین تو یہ لوگ ضرور قتل ہونگے۔ پھر جس روز وہان معرکہ جنگ تھا حضرت صحابہ کو اسکی خبر دیرہے تھے کہ زید نے رایت لیا ہر چند شیطان نے اونکے دل مین وسوسے ڈالے مگر انہون نے کچھ توجہ نکی اور شہید ہو گئے پھر فرمایا کہ جعفر نے رایت لیا اونکے بھی دل مین شیطان نے وسوسے ڈالے مگر انہون نے بھی کچھ التفات نکیا اور شہید ہو گئے پھر فرمایا عبداللہ نے رایت لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے پھر خالد بن ولید نے خود مختاری سے رایت لیا یہ کہکر حضرت نے دعا کی الہی وہ تیری ایک تلوار ہے تو ہی اوسکو مدد دیگا۔ اوسی روز سے اونکا نام سیف اللہ قرار پایا۔ اس روایت سے ظاہر ہے کہ مغیبات پر حضرت کو ایسی اطلاع ہوتی تھی کہ خواہ وہ ماضی ہون یا مستقبل پیش نظر ہو جاتے تھے۔

کسی سفر مین حضرت کی ناقہ گم ہو گئی لوگ اوسکی تلاش مین پھر رہے تھے ایک منافق نے کسی مجلس مین کہا کہ خدا اونکو ناقہ کا پتہ کیون نہین دیتا یہ کہکر حضرت کی مجلس مین آگیا حضرت نے فرمایا ایک منافق کہتا ہے خدا ناقہ کا پتہ نہین دیتا جاؤ فلان مقام مین وہ ہے اوسکی مہار کسی جھاڑ مین اٹک گئی ہے غرض اوسکو وہان سے لے آئے اور وہ منافق مسلمان ہو گیا۔

جویریہ کا باپ اپنی لڑکی کے فدیہ کے واسطے چند اونٹ لیکر چلا راستہ مین اچھے دو اونٹ کسی پہاڑ مین چھپا دے جب باقی اونٹ پیش کئے تو فرمایا وہ

دوا ونٹ کہان ہین جو فلان مقام چھپا دئے گئے ہین یہ سنکر وہ مسلمان ہوگیا۔

جب ستر صحابہ بئر معونہ پر شہید ہوئے اسیوقت حضرت نے اونکی شہادت کی خبر دی

شیبہ بن عثمان کہتے ہین کہ جب مکہ کو فتح کرکے حضرت نے حنین کا ارادہ کیا

مین بھی اس غرض سے حضرت کے ساتھ ہولیا کہ جب لڑائی کی گڑبڑ ہوگی تو دہوکہ دیکر حضرت

کو قتل کرنے کا کوئی موقع مل جائیگا جس سے اپنی بڑی نام آوری ہوگی جب معرکہ کارزار

گرم ہوا اور حضرت ولدل سے اترے مین تلوار کہینچکر حضرت کے قریب پہونچا چاہا تھا

کہ ایک برق سا آگ کا شعلہ سامنے آگیا جس سے میری آنکھین بند ہوگیئن اور ساتھ

ہی حضرت میری طرف متوجہ ہوکر فرمائے کہ اے شیبہ میرے نزدیک آجاؤ مین اون

نزدیک ہوا حضرت نے دست مبارک میرے سینہ پہ پہیر کر کہا یا اللہ اسکو شیطان سے

پناہ دے وہ کہتے ہین کہ اقسام کے برے خیال میرے دل مین جمے ہوئے تھے مگر دست مبارک

کی برکت سے فوراً وہ سب دفع ہوگئے اور حضرت کی ایسی محبت دل مین پیدا ہوگئی کہ

حضرت کے آگے آگے کفار کو قتل کرتا جاتا تھا بخدا اگر اوسوقت میرا باپ میرے

سامنے آتا تو اوسکو بھی مار ڈالتا پہر فتح کے بعد جب حضرت خیمہ مبارک مین تشریف فرما

ہوئے تو میرا ایک ایک خیال مجھسے بیان فرمایا جس سے مین نے مغفرت چاہی اور

حضرت نے غفر اللہ لک فرمایا انتہی ملخصاً۔

اب اہل انصاف ان احادیث مین جو بطور مشتے نمونہ از خروارے ہین

غور فرمادین کہ یہ پیشین گوئیان کیسی کہلی کہلی ہین نہ اونمین کوئی شروط بچاؤ کیلئے ہین

نہ داؤ پیچ نہ بات بنانیکی ضرورت ہے اسی قسم کی پیشین گوئیون مین حضرت نے قیامت

تک کے واقعات بیان فرمادئے ہین چنانچہ اس روایت سے واضح ہے جو بخاری اور

مسلم مین ہے عن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا
یکون فی مقامہ ذلک الی قیام القیامۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ قد علمہ
اصحابی ہولاء وانہ لیکون منہ الشیٔ قد نسیتہ فاراہ فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل
اذا غاب عنہ ثم اذا راہ عرفہ انتہی۔ یعنے یہ صحابہ جانتے ہین کہ ایک روز آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور قیامت تک جو ہونیوالا ہے سب بیان فرمادیا
کسی نے اوسکو یاد رکھا اور کوئی بھول گیا بعضے ایسے امور کا وقوع ہوتا ہے جو خیال
سے جاتے رہے ہین مگر دیکھتے ہی اونکا خیال آجاتا ہے کہ حضرت اسکی خبر دیچکے ہین
جیسے غائب جب سامنے آجاتا ہے تو چہرہ دیکھتے ہی پہچان لیا جاتا ہے انتہی ملخصاً
کتب احادیث وتواریخ دیکھنے سے اسکا انکار نہین ہوسکتا کہ حضرت نے جو پیشین گوئیان
کی ہین ابتک اونکا ظہور برابر ہوتا جاتا ہے چنانچہ اسی ایک پیشین گوئی کو دیکھ لیجیے
جو دجالون سے متعلق ہے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا
تقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ
رواہ البخاری ومسلم۔

اور ابوداؤد وترمذی مین ہے سیکون فی امتی کذابون کلہم یزعم انہ نبی اللہ
وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت اوسوقت
تک قائم نہوگی کہ تیس دجال جھوٹے نہ پیدا ہولین اونمین ہر ایک کا دعوی نبوت
اور رسالت کا ہوگا یاد رکھو کہ مین خاتم النبیین ہون میرے بعد کوئی نبی نہین ہوسکتا
انتہی دیکھیے اس پیشین گوئی کا وقوع حضرت ہی کے زمانہ سے شروع ہوگیا اور بہت سے
دجال ابتک نکلے جنھون نے رسالت کا دعوی کیا اور معلوم نہین ابھی کتنے باقی ہین

اب مرزا صاحب جو رسالت کا دعوی کرتے ہین اگر اونکی تصدیق کیجاے تو بخاری اور مسلم کی احادیث کی تکذیب ہوئی جاتی ہے کیونکہ اون روایتون مین صاف موجود ہے کہ حضرت کے بعد جو شخص رسالت کا دعوی کرے وہ دجال ہے اب مرزا صاحب ہی انصاف سے شرعی فیصلہ فرما دین کہ مسلمانون نے اونکے حق مین کیا اعتقاد رکھنا چاہیے اگر یہ روایتین صحاح کے سوا دوسری کتابون مین ہوتین تو یہ کہنے کو موقع مل سکتا کہ شاید یہ وہ احادیث صحیح نہون وہ تو بخاری اور مسلم وغیرہ مین ہین جنکی نسبت کل اہل سنت وجماعت کا یہ اعتقاد ہے اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری ثم مسلم اگر تھوڑی دیر کیلئے یہ کتابین بے اعتبار سمجھی جائین تو مرزا صاحب کا دعوی عیسویت خود باطل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ مسئلہ عقلی تو ہے ہی نہین کہ قیامت کے پہلے مسیح پیدا ہوگا اور نہ قرآن مین اوسکی صراحت ہے تو ناگزیر احادیث پیش کرنیکی ضرورت ہوگی اور جب بخاری اور مسلم قابل اعتبار نہون تو وہ احادیث بھی موضوع اور جھوٹی سمجھی جائینگی پھر تیس دجالون والی حدیث قطع نظر اسکے کہ بخاری و مسلم مین ہے مرزا صاحب کے اقرار کے موافق بھی صحیح ہے اسلئے کہ وہ فرماتے ہین جو حدیث قرآن کی تائید مین ہو وہ صحیح ہوتی ہے۔ اب دیکھئے کہ وہ حدیث آیۂ شریفہ خاتم النبیین کی تائید مین ہے اسلئے بحسب اقرار مرزا صاحب اس زمانہ مین رسالت کا دعوی کرنیوالا تیس دجالون سے ایک دجال ضرور سمجھا جائیگا غرض کہ جسکو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہوگا اور یہ حدیث سن لیگا کہ جو کوئی میرے بعد رسالت کا دعوی کرے وہ دجال وکذاب ہے تو ممکن نہین کہ مرزا صاحب کو رسول کہے اور پھر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا بھی دعوی کرے۔

ان پیشین گوئیون کو دیکھیے کہ سوائے بیان واقعات کے کوئی اس قسم کی فضول بات نہین جو مرزا صاحب کی پیشین گوئیون مین ہوتی ہین کہ اگر وہ صحیح نکلین تو اپنے پر لعنت سے منہ کالا کیا جائے اور پھانسی دیجائے اور اشتہار پر اشتہار دیا جارہا ہے کہ وہ صحیح نکلی وہ صحیح نکلی اور کوئی جھوٹی ثابت کردے تو لاکھ روپیہ دینگے اور چنین وچنان ہوگا پھر جھوٹ ثابت کرنیکے لیے کوئی جاے تو مغلطات سنائی جاتی ہین اور مباحثہ تک نوبت ہی نہین پہونچتی اور اون پیشین گوئیون کی تکذیب مین رسالہ لکھا گیا تو باوجود وعدہ انعام کے سالہاے سال گذر گئے مگر جواب نہو سکا حالت تو یہ اور اوس پر دعوی نبوت کا ۔ مرزا صاحب کو تمام معجزات مین سے ایک پیشین گوئی کا ایسا نسخہ ہاتھ لگ گیا ہے کہ ہر وقت پیشین گوئی کا کچھ نہ کچھ دھندا لگا رہتا ہے اور یہ کوئی نہین پوچھتا کہ حضرت معجزہ صرف پیشین گوئی کا نام نہین ۔ یہ کام تو ہر ملک کے منجم ہنود نصاری وغیرہم بھی ہمیشہ کیا کرتے ہین پھر جتنی پیشین گوئیان بحسب اتفاق اونکی صحیح نکلتی ہین آپ کی صحیح نہین نکلتین اور اگر بالفرض اتنی صحیح نکلین بھی تو منجمون پر بھی فضیلت ثابت نہین ہو سکتی چہ جائیکہ نبوت ۔ معجزہ تو وہ چیز ہے کہ اوسکے مقابلہ مین تمام مخلوق عاجز ہو جائے نہ نجوم اوسکی ہمسری کر سکتا ہے نہ عقل وغیرہ ۔

اب ہم چند معجزات یہان بیان کرتے ہین جن سے ناظرین کو معلوم ہوجائیگا کہ معجزہ کیا چیز ہے ۔

امام سیوطی رح نے خاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات مین ایک کتاب بڑی بڑی دو جلدون مین لکھی ہے جسکا نام خصائص کبری ہے اوس کے دیکھنے سے یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت کے معجزات کی ابتدا ولادت شریف سے پہلے ہی

ہوگئی تھی اور وہ سلسلہ انتقال شریف تک برابر جاری رہا اور اہل بصیرت کے نزدیک تو وہ سلسلہ ابتک بھی منقطع نہین ہے - امتحان اور درخواست کے وقت معجزہ کا ظاہر ہونا تو نبوت کا لازمہ ہی ہے علاوہ اسکے جب حضرت کو عالم علوی یا سفلی مین کسی چیز سے ضرورت متعلق ہوتی تو بلا تکلف اوسمین تصرف فرماتے اس قسم کے چند واقعات ذیل مین خصائص کبرے سے لکھے جاتے ہین - چونکہ یہ کتاب چھپ گئی ہے اسلیے احادیث کا ترجمہ لکھدیا گیا اگر کسی صاحب کو شک ہو تو وہ کتاب دائرۃ المعارف حیدرآباد سے طلب کرکے دیکھ لین -

جب کبھی لشکر کو پانی کی ضرورت ہوئی حضرت نے کبھی کسی ظرف مین ہاتھ رکھدیا جس سے پانی جوش مارنے لگا کبھی خشک کوین مین کلی کردی کبھی کوئی نشانی مثل تیر کے اوسمین رکھوادی کبھی اکا دکا مشک یا ڈولچی مین برائے نام تھوڑا سا پانی منگوا لیا غرض کہ جس طرح چاہا تھوڑے سے پانی کو غیبی مدد سے اتنا کثیر بنادیا کہ ہزارہا آدمی اور جانور اوس سے سیراب ہوے اور کبھی فوراً ابر آکر لشکر پر کافی پانی برسا دیا ایک صحابی نے شکایت کی کہ اپنے کوین مین کھارا پانی نکلا ہے حضرت نے تھوڑا پانی اوسمین ڈالنے کو دیا جس سے اوسکا پانی ایسا میٹھا ہوگیا کہ ملک یمن مین اوسکا نظیر نہ تھا چونکہ عرب مین پانی کی بہت قلت ہے اسلئے پانی سے متعلق بہت معجزات ہین -

اسیطرح کہانے مین برکت ہونیکے واقعات بھی بکثرت ہین مثلاً کبھی ایک روٹی جو ایک آدمی کو کفایت کرسکتی تھی دست مبارک کی برکت سے اسی شخصون کو کافی ہوئی اور پھر بھی بچ رہی کبھی ایک پیالہ دودھ ایک بڑی جماعت کے لئے کافی ہوگیا عصیدہ کی ایک صحنک سے کل مسجد شریف کے نمازی سیر ہوگئے -

ابوہریرہؓ کہتے ہین کہ چند دانے کھجور کے میرے پاس تھے حضرت نے اوسپر ایک جماعت کثیر کی دعوت کی بعد فراغت کے جو بیچ رہین مین نے اونکو اپنے توشہ دان مین اٹھا رکھے اونمین ایسی برکت ہوئی کہ ہمیشہ کہاتا کہلاتا رہا صرف راہ خدا مین پچاس وسق دیے جسکے سیکڑے دن من ہوتے ہین۔

بارہا حضرت کے دست مبارک مین کنکریون سے تسبیح اور رسالت کی گواہی سنی گئی ایک لکڑی کا کہم تھا جسکے پاس حضرت کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا کرتے جب منبر خطبہ کیلئے تیار ہوا اور حضرت اوسپر تشریف لیگئے وہ کہم بہ آواز بلند رونے لگا جسکو تمام حضار مجلس نے سنا پہر جب حضرت نے اوسکو تسکین دی تو چپ ہوا حضرت نے صحابہ سے فرمایا وہ قابل ملامت نہین ہر چیز کا میری مفارقت مین یہی حال ہوتا ہے۔

ایک بار حضرت نے حضرت عباسؓ اور اونکی اولاد کیلئے دعا کی اوسوقت درودیوار سے آمین کی آواز آرہی تھی۔

جنگ بدر اور حنین مین جب آتش قتال گرم ہوئی حضرت نے ایک مٹھی خاک وہین سے اٹھاکر کفار کی طرف پھینکی اوس نے یہ کام کیا کہ کل کفار کی آنکھون مین جاکر گویا اونکو اندھا بنا دیا۔

عکاشہؓ کی تلوار جنگ بدر مین ٹوٹ گئی حضرت نے ایک لکڑی اونکو دی وہ چلتی ہوئی تیغ بران بنگئی جس سے بہت سارے کفار کو انہون نے قتل کیا۔

لڑائیون مین یہ اتفاق تو بارہا ہوا کہ کسیکی آنکھ نکل پڑی ہتھیلی سے اوسکو داب دیا اور اچھی ہوگئی۔ کسی کے ہاتھ پیر ٹوٹ گئے یا زخمی ہوے اون پر ہاتھ پہیر دیا یا آب دہن لگا دیا اچھے ہوگئے۔

عمار بن یاسرؓ کو کفار نے جلانا چاہا حضرتؐ نے اونکے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا

یا نار کونی بردا و سلاما علی عمار کما کنت علی ابراہیم یعنے اے آگ عمار پر ایسی سرد ہو جا جیسے ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی چنانچہ وہ محفوظ رہے۔

اسود عنسی جسنے نبوت کا دعوی کیا تھا جب صنعا پر غالب ہوا ذویبؓ کو اس جرم مین آگ مین ڈالدیا کہ حضرت پر ایمان لائے تھے مگر آگ کا ذرہ بھی اثر نہ ہوا یہ صرف صحبت کی برکت تھی۔

اندھیری راتون مین صحابہ حضرتؐ کے پاس سے مکانون کو جاتے تو کسی کی لکڑی روشن ہو جاتی کسی کا کوڑا کسی کی انگشت کسی کے لئے آسمان سے روشنی اتر آتی پھر دو شخص متفرق ہوتے تو ہر ایک کے ساتھ روشنی علحدہ ہو جاتی۔

حضرت کو جنگل مین حاجت بشری کی ضرورت ہوتی اور وہان آسرا نہوتا تو جہاڑون کو فرماتے کہ ملجائین وہ ملجاتے پھر بعد فراغت اونکو اپنی اپنی جگہ جانے کو فرماتے تو وہ چلے جاتے۔

بڑے بڑے سرکش اور شریر اونٹ جو کسی کو پاس آنے نہ دیتے حضرت کو دیکھتے ہی سجدہ مین گرجاتے اور حضرت جو کچھ فرماتے اوسکی تعمیل کرتے۔ اکثر اونٹ حضرت کی خدمت مین آکر اپنے مالکون کی شکایت کرتے اور حضرت رفع شکایت فرمادیتے نافع کہتے ہین کہ حضرت ایک ایسے مقام پر اترے جہان پانی نہ تھا لوگ پریشان تھے کہ یکایک ایک بکری حضرتؐ کے پاس آگئی جس کے دودہ سے تمام لشکر سیراب ہو گیا

بارہا یہ اتفاق ہوا کہ دبلی دبلی اونٹنیان اور بکریان جنمین نام کو دودہ نتھا حضرت کا دست مبارک لگتے ہی دودہ دینے لگین۔

سفینہؓ کہتے ہین کہ مین کسی جنگل مین بھٹک کر راستہ سے دور جا پڑا تھا ناگہان ایک شیر مقابل ہوگیا مین نے کہا اے شیر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہون یہ سنتے ہی وہ دم ہلانے لگا اور میرے ساتھ ہولیا یہانتک کہ مجھے راستہ پر پہنچا کر چلا گیا۔ یہ صرف غلامی کا اثر تھا۔

جابرؓ نے اپنی پلی ہوئی بکری کو ذبح کر کے حضرت کی دعوت کی تناول طعام کے بعد آپنے اوسکی ہڈیون کو جمع کروا کے اوپر اپنا دست مبارک رکھکر کچھ فرمایا فوراً وہ بکری زندہ ہوگئی۔

ایک عورت نے حضرت کی خدمت مین اپنا لڑکا لاکر کہا کہ جب سے یہ پیدا ہوا ہے کبھی بات نہین کی حضرتؐ نے اوس لڑکے سے فرمایا کہ مین کون ہون اوس نے جواب دیا انت رسول اللہ۔

ایک شخص نے اپنے مجنون لڑکے کو حضرت کی خدمت مین لایا آپنے دست مبارک اوسکے چہرہ پر پھیرا اور دعا کی فوراً اوسکا جنون جاتا رہا اور دوسرون سے زیادہ عقلمند ہوگیا۔

کسی مقام مین حضرت تشریف لیجا رہے تھے صحابہ پر اسباب کا اٹھانا بار ہوگیا حضرتؐ نے ایک شخص سے کہا تم اٹھا لو انھون نے بہت سا سامان اٹھانیکے لئے جمع کیا حضرتؐ نے فرمایا تم تو سفینہؓ یعنے کشتی ہو اوس روز سے اونکا نام سفینہ ہوگیا وہ کہتے ہین کہ اوسکے بعد مجھمین اتنی طاقت پیدا ہوگئی کہ چھ سات اونٹ کا بوجھ اوٹھا لیتا ہون اور کچھ بار نہین ہوتا۔

حکم بن العاص نے مسخرگی سے حضرت کو چڑھایا فرمایا ایسا ہی رہ مرتے تک

اوسکا چہرہ ویسا ہی بگڑا ہوا رہا۔

ایکبار حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت کی کسی خدمت مین مشغول تھے اور قریب تھا کہ آفتاب غروب ہوجاے حضرت نے آفتاب سے ٹھہرے رہنے کے لئے فرمایا ایکساعت تک ٹھہرا رہا جسمین انہون نے باطمینان نماز عصر ادا کی۔ اور معجزہ شق القمر تو اظہر من الشمس ہے۔

روایات مذکورہ اور انکے سوا احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرفات عناصر جمادات نباتات حیوانات سے لیکر اجرام سماویہ تک نافذ تھے اور یہ شرط نہ تھی کہ معجزات صرف مخالفین کو اون کے ایمان لانیکی غرض سے دکھلائے جائین بلکہ جب حضرت کو کوئی ضرورت پیش آتی اور تصرف کرنا منظور ہوتا تو بلا تکلف تصرف فرماتے باوجود اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ دعوی نہین کیا کہ خدائتعالی نے اپنی خاص کن فیکون کی صفت مجھہ دی ہے اب مرزا صاحب کو دیکھئے کہ نبوت کے دعوی کے ساتھہ یہ بھی دعوی ہے کہ جب چاہتے ہین حق تعالی سے باتین کرلیتے ہین اور حق تعالی اونکے سامنے ایسے طور پر آتا ہے کہ منہ سے پردہ بھی گرا دیتا ہے اور یہ بھی دعوی ہے کہ خاص صفت کن فیکون انکو عطا ہوئی ہے باوجود اسکے اسوقت تک ایک معجزہ بھی نہین دکھلایا ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۸۰ مین لکھتے ہین کہ مین نے ڈاکٹر صاحب کو یہ کہا تھا کہ آسمانی نشان کی اپنی طرف سے کوئی تعیین ضروری نہین بلکہ جو امر انسانی طاقتون سے بالاتر ثابت ہو خواہ وہ کوئی امر ہو اسی کو آسمانی نشان سمجھ لینا چاہئے انتہی معلوم نہین تعیین معجزات سے مرزا صاحب کیون گھبراتے ہین اس سے ظاہر ہے کہ اونکو خدا پر بھروسہ نہین اگر ذرا بھی تقرب

ہوتا تو خدا سے پوچھکر دعوی سے کہتے کہ جو چاہو مین باذن خالق کرسکتا ہون اور جب کن فیکون مل چکا ہے تو پوچھنے کی بھی ضرورت نہ رہی۔ مگر یاد رہے کہ در اصل کچھ بھی نہین سب ابلہ فریبیان ہین اور چند پیشین گوئیان جو برائے نام بیان کیجاتی ہین انہین بھی ایسی بدنما تدابیر سے کام لیا کہ کوئی عاقل ورمتدین انکو پسند نہ کریگا ہر طرف سے شور مچا ہے کہ کوئی پیشین گوئی صحیح نہین نکلی اور آپ تاویل پر تاویل جمائے جاتے ہین کہ فلان پیشین گوئی مین فلان لفظ کے یہ معنی سمجھے اور اوسمین فلان شرط لگی ہوئی تھی وغیرہ وغیرہ حیرت ہے کہ جب خدا تعالی سے اتنا تقرب حاصل ہے کہ جب چاہتے ہین بلاحجاب بات کرلیتے ہین توکبھی تو اوس سے کہا ہوتا کہ حضرت معجزات تو درکنار جو تدبیرین کرتا ہون اونسے اور زیادہ رسوائی ہوتی جاتی ہے اور علاوہ اسکے صفت کن فیکون عطا ہونیسے تو بدنامی اور بھی دوبالا ہوگئی اور اوس سے اتنا بھی کام نہ نکلا کہ مخالفون کو ساکت کردون۔ اگر اسی کا نام کن فیکون ہے تو وہ آپہی کو مبارک رہے مجھے اسوقت صرف ایک بات کی ضرورت ہے کہ کوئی ایسی بات مجھسے دعوی سے ظہور مین آجاے کہ کسی کو اوسمین کلام کرنیکی گنجایش نرہے۔ اگر سحر کا الزام لگے تو قبول ہے۔ مگر مکاری اور دجالے سے تو نجات حاصل ہو۔

الحاصل نبوت کی علامت معجزہ ہے اور اسکی تصدیق کیلیے پیشین گوئیان کی ذکر کیگئی مگر صحیح نہ نکلنے سے ثابت ہوگیا کہ خدا تعالی کے ساتھ انکو کوئی خاص قسم کا غیر معمولی سچا تعلق نہین جس سے ظاہر ہے کہ وہ عیسی موعود نہین ہوسکتے۔ یہانتک اونکے دعوؤن کا بیان تھا جو اپنی عیسویت پر انہون نے پیش کیا ہے اب ہم مرزا صاحب کے چند تحقیقات بطور مشتے نمونہ از خروارے

پیش کرتے ہین جنکے دیکھنے سے اونکی جرات بیباکی خلاف بیانی کلام مین تعارض کسقدر
معلوم ہوجائے - تحریر فرماتے ہین کہ ہمارے بہائی مسلمان کسی ایسے زمانہ سے کہ جبسے
بہت سے عیسائی دین اسلام مین داخل ہوے ہونگے اور کچھ کچھ حضرت مسیح کی نسبت اپنے
مشرکانہ خیال ساتھ لائے ہونگے اس بیجا عظمت دینے کے عادی ہوگیے ہونگے انتہی
کذافی ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۵۲ - مشرکانہ خیالات سے مراد عیسی علیہ السلام کی زندگی ہے جو
صحیح صحیح احادیث سے ثابت اور جنکی ابتدا صحابہ ہی کے زمانہ سے ہوچکی ہے -

اور لکھتے ہین کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال وغیرہ
کی حقیقت مو بمو منکشف نہوئی ہو تو کچھ تعجب کی بات نہین ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۹۱

یہ الزام نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اسوجہ سے لگایا جارہا ہے کہ احادیث نبویہ
مسلمانون کو مرزا صاحب پر ایمان لانے سے روک رہی ہین -

درازی ایام زمانہ دجال مین ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اوسکی
نسبت لکھتے ہین یہ بات یاد رکھنے کے لایق ہے کہ ایسے امور مین جو عملی طور پر سکھلائے
نہین جاتے اور نہ اونکے جزئیات خفیہ سمجھائی جاتی ہین انبیا سے بھی اجتہاد کے
وقت امکان سہو وخطا ہے ازالہ صفحہ ۶۸۷ - مطلب یہ ہوا کہ افضل الانبیا صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس باب مین خطا کی ہے جس پر مرزا صاحب مطلع ہوے نعوذ باللہ من ذلک
اور دوسرے مقام مین لکھتے ہین کہ جبتک خدا تعالی نے خاص طور پر تمام مراتب
کسی پیش گوئی کے آپ پر نہ کہولے تب تک آپ نے اسکی کسی شق خاص کا بھی
دعوی نہ کیا ازالہ صفحہ ۶۹۱ دیکھیئے دونون بیانون مین کسقدر تعارض ہے - خود غرضی کی
کچھ نہایت بھی ہے جہان کسی پیشگوئی سے نفع اٹھانا مقصود ہوا تعریف کردی اور

جو صراحۃً مخالف ہوئی کہدیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین خطا کی معاذ اللہ لکھتے ہین

کہ خدا نے مجھے بھیجا اور میرے پر خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہوچکا ہے
ازالہ صفحہ ۵۶۱ مسیلمہ کذاب سے آجتک جتنے جھوٹے نبی گذرے سب کا یہی دعوی تھا کہ خدا
نے ہمکو بھیجا مگر خاتم النبیین پر ایمان لانیوالے ایسے نبیون پر کب ایمان لا سکتے ہین -
مرزا صاحب کو تو الہام کا دعوی ہی دعوی ہے اسحق اخرس نے تو اوسکو مدلل بھی
کر دکھایا کتاب المختار مین علامہ جوبری نے لکھا ہے کہ یہ شخص مغربی تھا تمام آسمانی
کتابین پڑھکر اصفہان کے مدرسہ مین آیا اور دس برس تک خاموش رہا یہانتک کہ
گونگا مشہور ہوگیا ایک رات اٹھکر اہل مدرسہ کو جمع کرکے کہا کہ آج دو فرشتے میرے
پاس آئے اور مجھکو جگا کر میرے موبنہ مین ایک ایسی چیز ڈالی جو شہد سے زیادہ
شیرین اور برف سے زیادہ سرد تھی پھر مجھے نبوت دی ہر چند مین کہتا رہا کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم خاتم النبیین ہین مگر انہون نے نہ مانا اور معجزہ یہ دیا کہ باوجود گونگا ہونیکے
مین فصیح ہوگیا پھر مجھے انہون نے قرآن توریت انجیل اور زبور پڑھنے کو کہا مین
فوراً تمام کتابین انکو سنادین اور وہ مجھے یاد ہوگئین چنانچہ اب بھی پڑھ سکتا ہون
اب جو شخص خدا پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مجھپر ایمان لائے اوسکو تو نجات
ہے اور جو کوئی عذر کرے یاد رکھو کہ اوس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان
نہین لایا غرضکہ یہ سنکر لاکھون آدمی اسکے تابع ہوگئے اور اصفہان سے بصرہ اور
عمان تک وہ قابض ہوگیا چنانچہ ابتک اوسکے اتباع موجود ہین - غرضکہ جھوٹون
کی عادت ہے کہ الہامون کے ذریعہ سے لوگون کو گمراہ کیا کرتے ہین -

لکھتے ہین کہ جب تم مسیح کا مردون مین داخل ہونا ثابت کردوگے اور عیسائیون کے

دلون مین نقش کر دوگے تو اوس دن سمجھلو کہ عیسائی مذہب آج دنیا سے رخصت
صا ۵۱
ہوگیا یقیناً سمجھلو کہ جب تک اونکا خدا فوت نہوا اونکا مذہب بھی فوت نہین ہوسکتا از آنجا
ابلہ فریبیون کی کچھ انتہا۔ مرزا صاحب یہ تدبیر اس غرض سے بتارہے ہین کہ کسی طرح
مسلمانون کی زبانون سے عیسی علیہ السلام کی موت نکل آئے تو اوسکے ساتھ ہی فرماوینگے
کہ لیجئے وہ تو مر گئے اور احادیث سے عیسی کا آنا ثابت ہے اب مجھی کو عیسی سمجھلو۔ مرزا صاحب
پچیس ۲۵ تیس ۳۰ برس سے یہی کہ رہے ہین کہ عیسی مر گیا مر گیا اور اونکے ساتھ بقول
اونکے لاکھ آدمی یہی کہ رہے ہین مگر ابتک عیسائیون کا مذہب فوت ہونا تو کیا اوسکو
جنبش تک نہوئی۔ بلکہ عیسائی ہنستے ہین کہ یہ بیوقوف کیسے ہین ہمارے رد کے ضمن مین
اپنے دین کو بھی رد کر رہے ہین۔ انہی کے اقرار سے اونکے دین کی کتابین سب بے اعتبار
ہورہی ہین۔ پھر جس دین کا مدار ایسی ساقط الاعتبار کتابون پر ہو اوس کے بے بنیاد
ہونے مین کیا تامل۔

عیسائی تو خود ہی قائل ہین کہ عیسی فوت ہوکر کفارہ ہوگئے جسکی تصدیق مرزا صاحب
بھی کر رہے ہین اور ہان مین ہان ملارہے ہین کہ بیشک وہ فوت ہوگئے اور سولی پر بھی
چڑھائے گئے جسکی نفی خدا تعالی فرماتا ہے قولہ تعالی وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ۔ پھر جب
عیسائی خود اونکے فوت کے معترف ہین تو وہ اونکے دلون مین نقش ہو ہی ہین کیا تامل
رہا بعد موت اونکا زندہ ہونا سو وہ آیۂ شریفہ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ سے استدلال کر سکتے ہین۔ اس صورت مین باوجود مخالفت
قرآن وحدیث کے جسکے مرتکب مرزا صاحب ہین اس طریقہ سے عیسائیون کا مقابلہ
ہو نہین سکتا۔ مرزا صاحب کو عیسائیون کے رد سے کوئی تعلق نہین اونکو عیسیٰ کی

موت سے صرف اسی قدر نفع حاصل کرتا ہے کہ خود عیسی بنجائین ۔ لکھتے ہین کہین عیسائیون کے خدا کو کہین مرنے بھی دو کبتک اوسکو حی لاموت کہتے جاوٗگے کچھ انتہا بھی ہے ازالہ صفحہ ۹۴ اونکو حی لاموت تو کسی نے بھی نہین کہا صرف انتظار اسکا ہے کہ کہین تیس دجالون کا دورہ جلد ختم ہوجائے اور اصلی دجال نکل آوے ۔ اوسکے بعد وہ تشریف لائینگے اور اوسکو قتل کرکے خود بھی مرجائینگے ۔ اگر انیس سو سال ہی کی حیات پر مرزا صاحب حی لاموت کا اطلاق کرتے ہین تو ملائکہ کے لئے کونسا لفظ تجویز کرینگے وہ تو لاکھون سال سے زندہ ہین ۔ بہرحال حی لاموت کا لفظ جاہلون کو دہوکا دینے کے لئے اس مقام مین مرزا صاحب نے چسپان کردیا ۔

جب اونسے کہا جاتا ہے کہ عیسی علیہ السلام کا آسمانون پر زندہ موجود رہنا اور قیامت کے قریب زمین پر اترنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو کہتے ہین کہ راویون کا تزکیہ نفس اور طہارت ثابت نہین اور اونکی راست بازی اور خدا ترسی اور دیانت یا انکشاف تام ثابت نہین کیون جائز نہین کہ انہون نے عمداً یا سہواً بعض احادیث کی تبلیغ مین خطا کی ہو ازالہ صفحہ ۵۳ ۔ اور نیز لکھتے ہین کہ احادیث تو انسان کے دخل سے بہری ہوئی ہین حدیثون مین ضعف کے وجوہات اسقدر ہین کہ ایک آدمی اودہر نظر ڈالکر ہمیشہ اس بات کا محتاج ہوتا ہے کہ اونکو تقویت دینے کیلئے کم سے کم نص قرآنی کا کوئی اشارہ ہو ازالہ صفحہ ۲۹ ۔ اور یہ بھی لکھتے ہین کہ اکثر احادیث اگر صحیح بھی ہون تو مفید ظن ہین وان الظن لایغنی من الحق شیئا ازالہ صفحہ ۴۵۳ ۔ ماحصل ان تحریرات کا یہ ہوا کہ صحابہ اور راویون نے عمداً یا سہواً احادیث حیات و نزول عیسی علیہ السلام مین غلطی کی ہے اور احادیث صحیح بھی ہون تو مفید ظن ہونگی جس سے کوئی حق بات ثابت

نہین ہوسکتی پہر جب نیچریون نے اسی قسم کی تقریرون سے نزول عیسی علیہ السلام کی
حدیثون کو غلط ٹہیرا کر مرزا صاحب کے دعوون کو فضول اور بے بنیاد ثابت کیا تو
لکہتے ہین کہ گو اجمالی طور پر قرآن اکمل و اتم کتاب ہے مگر ایک حصہ کثیرہ دین کا اور
طریقہ عبادت وغیرہ کا احادیث ہی سے ہم نے لیا ہے ازالہ صفحہ ۵۵۶ - اور لکہتے ہین کہ مسیح
ابن مریم کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جسکو سب نے باتفاق قبول کرلیا
اور جس قدر صحاح مین پیشگوئیان لکھی گئی ہین کوئی پیشگوئی اسکے ہم پہلو اور ہم وزن
ثابت نہین ہوتی تواتر کا اول درجہ اسکو حاصل ہے انجیل بھی اسکی مصدق ہے
اب اسقدر ثبوت پر پانی پہیر دینا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثین موضوع ہین درحقیقت
ان لوگون کا کام ہے جسکو خدا نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بخرہ اور حصہ
نہین دیا اور بباعث اسکے کہ ان لوگون کے دلون مین قال اللہ اور قال الرسول
کی عظمت باقی نہین رہی اسلیئے جو بات انکی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو اسکو محالات اور ممتنعات
مین داخل کرتے ہین ازالہ صفحہ ۵۵۷ - اور لکہتے ہین کہ سلف خلف کے لیئے بطور وکیل کے
ہوتے ہین اور اونکی شہادتین آینوالی ذریت کو ماننی پڑتی ہین ازالہ صفحہ ۳۷۵ -

دیکہئیے ابھی سب راوی بے اعتبار اور حدیثین بیکار ہوگئی تھین اور ابھی
اونکی کایا پلٹ ہوگئی اور انہین پر دین کا مدار ٹہر گیا کیا اس قسم کی کارروائیون
سے عقلا کی سمجھ مین یہ بات نہین آتی کہ مرزا صاحب کو قرآن و حدیث سے اسی قدر
تعلق ہے کہ اپنا مطلب حاصل کرین اور جہان مطلب برآری مین رکاوٹ ہوئی
انہون نے اون پر وار کردیا -

مسلم شریف مین یہ حدیث مذکور ہے کہ عیسی علیہ السلام دمشق مین اترینگے

اسکی نسبت لکہتے ہین کہ یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم مین امام مسلم صاحب نے لکھی ہے
جسکو ضعیف سمجھکر رئیس المحدثین محمد اسمعیل بخاری نے چھوڑ دیا ازالہ صفحہ ۲۲۰ اور دوسری جگہ
کہتے ہین کہ امام بخاری جیسے رئیس المحدثین کو یہ حدیث نہین ملی کہ مسیح ابن مریم دمشق
کے شرقی کنارہ مین منارہ کے پاس اتریگا ازالہ صفحہ ۲۱۴۔

اب دیکھئے کہ مسلم کی حدیث پر تو یہ جرح ہو گئی ہے اور گلاب شاہ مجذوب
کی حدیث پر وہ وثوق کہ معرکہ استدلال مین نہایت جرأت کے ساتھ پیش کیجاتی ہے
جسکا حال معلوم ہوگا اور رسالہ نشان آسمانی مین تحریر فرماتے ہین کہ ماسوا اس کے
یعنے (گلاب شاہ کے) ایک اور پیشگوئی ہے جو ایک مرد با خدا نعمت اللہ نے
جو ہندوستان مین اپنی ولایت اور اہل کشف ہونیکا شہرہ رکھتا ہے اپنے ایک
قصیدہ مین لکھی ہے اور یہ بزرگ سات سو پچاس برس پہلے ہمارے زمانہ سے
گذر چکے ہین وہ پیشین گوئی یہ ہے۔

	ا ح م د دال میخوانم		نام آن نامدار می بینم	

یہ قصیدہ نہ بخاری مین ہے نہ اوس کی کوئی ضعیف سے ضعیف سند ملسکتی ہے
جو مصنف تک پہنچے مگر اسپر اتنا وثوق ہے کہ مسلم شریف کی حدیث پر نہین۔
اور فرماتے ہین کہ حضرت یحیی کے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہے لم نجعل لہ من قبل سمیا
یعنے یحیی سے پہلے ہمنے کوئی اسکا مثیل دنیا مین نہین بھیجا جسکو باعتبار ان صفات
کے یحیی کہا جائے یہ آیت ہماری تصدیق کے بیان کے لئے اشارۃ النص ہے
کیونکہ خدائے تعالی نے اس جگہ آیت موصوفہ مین قبل کی شرط لگائی بعد کی نہین
لگائی تا معلوم ہو کہ بعد مین بنی اسرائیل نبیون کے آنے کا دروازہ کھلا ہے جنکا

نام خدائے تعالی کے نزدیک وہی ہوگا جو ان نبیون کا نام ہوگا جنکے وہ مثیل ہین یعنے
جو مثیل موسی ہے اوسکا نام موسی ہوگا اور جو مثیل عیسی ہے اوسکا نام عیسی ہوگا اور
خدائے تعالی نے اس آیت مین سمی کہا مثیل نہین کہا تا معلوم ہو کہ اللہ کا منشا یہ ہے
کہ جو شخص کسی نبی اسرائیلی نبی کا مثیل بنکر آئیگا وہ مثیل کے نام سے نہین پکارا جائیگا
بلکہ بوجہ انطباق کلی اسی نام سے پکارا جائیگا جس نبی کا وہ مثیل بنکر آئے گا انتہی صفحہ ۴۲۰
مطلب اسکا یہ ہوا کہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب کو کوئی مثیل عیسے
نہ پکارے بلکہ عیسی پکارے کیونکہ خدائے تعالی نے یحیی علیہ السلام کی نسبت فرمایا ہے
کہ اونکا کوئی ہمنام نہین یعنے مثیل۔ پوری آیہ شریفہ یہ ہے یَا زَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ
بِغُلَامٍ اسْمُهُ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا یعنے جب زکریا علیہ السلام نے
دعا کی کہ الہی مجھے ایک لڑکا عنایت فرما تو ارشاد ہوا کہ اے زکریا ہم تمہین ایک
لڑکے کی خوشخبری دیتے ہین جسکا نام ہمنے یحیی رکھا اسکے پہلے ہمنے کسی کا نام یحیی
نہین رکھا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس نام والا کوئی شخص پہلے نہین گذرا۔
کیونکہ اسمہ کے بعد لفظ سمیا صاف کہہ رہا ہے کہ اونکا ہمنام کوئی پیشتر نہ تھا اور اگر
سمی کے معنی مثیل بھی لین تو یہ مطلب ہوگا کہ اونکے پہلے اونکا مثیل نہ تھا اور اگر
مفہوم مخالف بھی لیا جائے تو اسی قدر معلوم ہوگا کہ اونکے بعد اونکا ہمنام یا مثیل
ہوگا مرزا صاحب نے اس سے یہ نکالا کہ عیسی علیہ السلام کا بھی مثیل ہوگا لیکن یہ بات
غور طلب ہے کہ مفہوم مخالف سے اگر دروازہ کھلا تو یحیی کے مثیل کا کھلا عیسی کا
مثیل اوس سے کیسے نکل آیا پھر اوس حالت مین یحیی علیہ السلام کی نبوت کا ذکر ہی
کب ہے جس سے خیال کیا جائے کہ اونکا سا کوئی نبی اونکے بعد ہوگا بلکہ عیسی کا بھی

مثیل ہوگا۔

دیکھئے یہان تو اسقدر توسیع ہو رہی ہے کہ سمی کے حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی لئے جایئن یعنے مثیل اور یحییٰ کا مثیل پیشتر نہونے سے مطلب یہ کہ آیندہ ضرور ہوگا اور اسکا مطلب یہ کہ عیسیٰ کا بھی مثیل ہوگا اور مثیل ہی نہین بلکہ سمی بھی ہوگا جس سے ثابت ہوگیا کہ خود عیسی ہین یہ سب من قبل سمیا سے نکلا یہ سلسلہ ایسا ہوا جیسا کہ ایک نقل مشہور ہے کہ ایک صاحب نے کسی سے پوچھا کہ آپکا کیا نام ہے اوس نے کہا مجھے حاجی کہتے ہین کہا تم کتے ہو اسلئے کہ حاجی اور چاچی کی ایک شکل ہے اور چاچی کمان ہوتی ہے اور کمان اور گمان کی ایک شکل ہے اور گمان شک کے معنی مین مستعمل ہے اور شک اور سگ کی ایک شکل ہے اور سگ کتے کو کہتے ہین غرض کہ چند وسایط سے اپنا مطلب ثابت کردیا الغرض من قبل سمیا مین اسقدر توسیع کی کہ کئی واسطون سے مطلب نکالا اور آیہ شریفہ انی متوفیك ورافعك مین اسوجہ سے کہ اپنا مقصود فوت ہوتا ہے اسقدر تنگی اور تشدد کیا کہ گو توفے کے حقیقی معنی نیند کے ہون جیسا کہ آیہ شریفہ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ سے ظاہر ہے مگر مشہور معنی یعنے موت ہی لئے جایئن اور ترتیب لفظی جو وفات اور رفع مین ہے فوت نہونے پائے گو قرآن سے ثابت ہے کہ واو ترتیب کے واسطے نہین جس کا حال معلوم ہوگا۔ اہل انصاف سمجھ سکتے ہین کہ کسقدر خودغرضی سے کام لیا جا رہا ہے۔

اب ہم مرزا صاحب سے پوچھتے ہین کہ اس آیہ شریفہ مین کیا فرمائیگا قولہ تعالی وَمَا كُنتَ تَتْلُو مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ

یعنے اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قرآن سے پہلے نہ تم کوئی کتاب پڑھتے تھے نہ اپنے داہنے ہاتھ سے لکھتے تھے انتہی۔

یہان بھی اللہ تعالی نے قبل کی شرط لگائی بعد کی نہین لگائی کیا یہان بھی یہی فرمایا جائیگا کہ حضرت قرآن سے پہلے پڑھتے نہ تھے اور بعد پڑھنے لگے اور پہلے داہنے ہاتھ سے لکھتے نہ تھے ابعد اوس سے بھی لکھنے لگے اگر اسکا یہی مطلب سمجھا جائے تو قرآن سے ثابت ہوجائیگا کہ حضرت بیشتر لکھنا ضرور جانتے تھے لیکن بائین ہاتھ سے اور اگر فرماوین کہ اس آیت سے یہ معنی نہین نکلتے تو من قبل سمیا سے وہ معنی کیونکر نکلین گے ـ مرزا صاحب جو تفاسیر و احادیث پر ہمیشہ حملے کیا کرتے ہین اوسکا سبب یہی ہے کہ یہ دونون قرآن مین اس قسم کے تصرفات کرنے سے ہمیشہ مزاحم ہوا کرتے ہین اور طرفہ یہ ہے کہ نیچرون کی شکایت مین لکھتے ہین کہ جو بات اونکی عقل مین نہین آتی فی الفور اوس سے منکر اور تاویلات رکیکہ شروع کردیتے ہین انتہی۔ مرزا صاحب کے تاویلات کا حال انشاء اللہ آیندہ تو بہت کچھ معلوم ہوگا مگر سردست اسی کو دیکھ لیجئے کہ احادیث متواترہ اور اجماع سے جسکا ذکر خود بھی کرتے ہین ثابت ہے کہ وہ عیسی اترینگے جو ابن مریم اور مسیح اور روح اللہ اور نبی اللہ اور رسول اللہ تھے اور باوجود اسکے فرماتے ہین کہ وہ مین ہی ہون اور حق تعالی فرماتا ہے وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ یعنے عیسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بشارت دی کہ میرے بعد ایک رسول آئین گے جن کا نام احمد ہوگا

مرزا صاحب کہتے ہین وہ رسول مین ہون چنانچہ میرا نام احمد ہے - مرزا صاحب نے
اپنے بعثت کی تاریخ سنہ ۱۳۰۰ اپنے نام نامی سے نکالا ہے مگر اوسمین جبتک غلام کے
عدد نہ لئے جاوین سنہ نہین نکلتا - پہر جب عیسی بننے کے لئے غلام ہونے کی ضرورت
ہوئی تو مقام احمدی مین جہان فرشتون کے پر جلتے ہین وہ کیونکر پہونچ سکتے ہین -
اور لکھتے ہین پہر مسیح کے بارہ مین یہ بھی سوچنا چاہئے کہ کیا طبعی اور فلسفی
لوگ اس خیال پر نہین ہنسین گے کہ جبکہ تیس یا چالیس ہزار فٹ تک زمین سے
اوپر کی طرف جانا موت کا موجب ہے حضرت مسیح اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان
تک کیونکر پہونچ گئے ازالہ صفحہ ۴۷ خود ہی نیچرون کی شکایت کرتے ہین کہ جو بات اونکی
سمجھ مین نہین آتی محالات مین داخل کر لیتے ہین اور آپ بھی وہی کر رہے ہین
فقط فلسفی نہین بلکہ سارا عالم مرزا صاحب کے الہام اور خدا سے باتین کرنے پر
قہقہے اڑاتا ہے مگر اوسکا کچھ اثر نہین ہوتا -
عیسی علیہ السلام کا صلیب پر چڑہکر زخمی ہونا طب کی کتاب سے ثابت
کرتے ہین کہ مرہم عیسی اسی واسطے بنایا گیا تھا -
اور حق تعالی جو فرماتا ہے کہ وما صلبوہ یعنے عیسی علیہ السلام کو کسی نے
سولی پر نہین چڑہایا اوسکی کچھ پروا نہین سبحان اللہ قرابادین سے قرآن کو رد کرتے
ہین - عیسائیون کی کتابون سے خود ہی نقل کرتے ہین کہ عیسی سولی پر مر گئے اور
اونکی لاش دفن کیگئی اور جو قصہ خود نے تراشا ہے اوسمین یہی ہے کہ سولی سے
اتارنیکے بعد وہ گر بڑ مین بھاگ گئے بہر حال ان مواقع مین کس نے اون پر جسم
کہا کر مرہم لگایا اور کس ڈاکٹر خانہ مین وہ زیر علاج رہے اور اگر خود ہی نے وہ نسخہ

بنایا تھا تو وہ بھی کسی تاریخی کتاب سے لکھدیتے مگر ایسا نہ کیا اور بغیر کسی ثبوت کے قرآن
کو رد کر رہے ہین ۔
اور لکھتے ہین قولہ تعالی فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنے اگر
تمہین اُن بعض امور کا علم نہو جو تم مین پیدا ہون تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو اور
اونکی کتاب کے واقعات پر نظر ڈالو تا اصل حقیقت تمپر منکشف ہو جاوے ازالہ ۔ ص ۶۱۶
اور اون کتابون کی توثیق اس طرح کیجاتی ہے کہ ہمارے امام المحدثین اسمٰعیل صاحب
اپنی صحیح بخاری مین یہ بھی لکھتے ہین کہ ان کتابون مین کوئی لفظی تحریف نہین ازالہ ص ۲۷۷
یہ اوس موقع مین لکھا جہان اونکو انجیل سے استدلال کرنا تھا ۔ اور جب یہ الزام دیا گیا
کہ انجیلون مین مصرح ہے کہ عیسی علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تو وہی اہل الذکر
جن سے واقعات سابقہ کا پوچھنا قرآن کی رو سے فرض ٹھرایا تھا مردود الشہادة
قرار دیے گئے چنانچہ لکھتے ہین مسیح کا آسمان کی طرف اٹھائے جانا انجیل کی کسی الہامی
عبارت سے ہرگز ثابت نہین ہو سکتا اور جنہون نے اپنی اٹکل سے بغیر رویت کے
کچھ لکھا ہے اونکے بیانات مین علاوہ اُس خرابی کے ان کا بیان چشم دید نہین اسقدر
تعارض ہے کہ ایک ذرہ ہم اُنمین سے شہادت کے طور پر نہین لیسکتے ازالہ ص ۲۴۸ اور ضرورة الامام
مین لکھتے ہین کہ ایسی غلطیان حواریّن کی سرشت مین تھین ص ۱۵ ۔ اور فرماتے ہین کہ یہ
انجیلین حضرت مسیح کی انجیلین نہین اسی وجہ سے باہمی اختلاف ہے ۔ ضرورة الامام ص ۱
لیجئے وہی کتابین جنکی نسبت تحریف کا لفظ ناگوار تھا اور قرآن سے ثابت تھا کہ
عیسائیون سے پوچھا جائے کہ انجیلون مین کیا لکھا ہے انہی کی نسبت یہ کہا جاتا ہے
کہ وہ مردود الشہادت اور غلط بیانون کے خیالات ہین اس خود غرضی کی کوئی انتہا

بھی ہے - جو جی چاہتا ہے قرآن کے معنی ٹھہرا لیتے ہین -

مرزا صاحب نے عیسے علیہ السلام کی وفات پر یہ دلیل قائم کی ہے

کہ قرآن شریف مین اِذْ قَالَ اللّٰہُ یَا عِیْسٰی بصیغہ ماضی ہے جس سے ظاہر ہے کہ

حق تعالی نے اونسے مرنے ہی سوال کیا تھا چنانچہ ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین تعجب کہ

وہ اسقدر تاویلات رکیکہ کرنے سے ذرہ بھی شرم نہین کرتے وہ نہین سوچتے کہ

آیت فلما توفیتنی سے پہلے یہ آیت ہے واذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم

ءانت قلت للناس الخ اور ظاہر ہے کہ قال کا صیغہ ماضی کا ہے اور اوس کے

اول اِذْ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے جس سے یہ ثابت ہے کہ یہ قصہ

وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا نہ زمانہ استقبال کا اور پھر

ایسا ہی جو جواب حضرت عیسی کی طرف سے ہے یعنی فلما توفیتنی وہ بھی بصیغہ

ماضی ہے انتہی - اسکے بعد الحکم نمبر ۲۲ مورخہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ مین طاعون کی

پیشگوئی کی نسبت لکھتے ہین کہ مجھے خدا کی طرف سے یہ وحی ہوئی عفت الدیار محلہا

ومقامہا یعنے اوسکا ایک حصہ مٹ جائیگا جو عمارتین ہین نابود ہوجائین گے

اسپر اعتراض ہوا کہ یہ شعر لبید کا ہے جسمین اوس نے گزشتہ زمانہ کی خبر دی ہے

کہ خاص خاص مقامات ویران ہوگئے اسکا جواب خود تحریر فرماتے ہین کہ جس شخص

نے کافیہ یا ہدایۃ النحو بھی پڑھی ہوگی وہ خوب جانتا ہے کہ ماضی مضارع کے معنون

پر بھی آجاتی ہے بلکہ ایسے مقامات مین جبکہ آنیوالا واقعہ متکلم کے نگاہ مین یقینی الوقوع

ہو مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہین تا اس امر کا یقینی الوقوع ہونا ظاہر ہو جیسا

کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ونفخ فی الصور واذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم

اانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ الخ ولوتری

اذ وقفوا علی النار - ولوتری اذ وقفوا علی ربہم وغیرہ اب معترض صاحب

فرماوین کہ کیا قرآنی آیات ماضی کے صیغے ہین یا مضارع کے اور اگر ماضی کے صیغے

ہین تو انکے معنی اس جگہ مضارع کے ہین یا ماضی کے جھوٹ بولنے کی سزا تو اسقدر

کافی ہے کہ آپکا حملہ صرف میرے پر نہین بلکہ یہ تو قرآن شریف پر بھی حملہ ہوگیا گویا

صرف ونحو جو آپ کو معلوم ہے خدا کو معلوم نہین اسی وجہ سے خدا نے جابجا غلطیان

کہائین اور مضارع کی جگہ ماضی کو لکھدیا انتہی مرزا صاحب کو جب منظور ہوا کہ عیسی

علیہ السلام کی وفات ثابت کرین تو کہا کہ واذقال عیسے صیغہ ماضی ہے اور

اِذْ خاص ماضی کے واسطے آتا ہے - اور جب عفت الدیار پر اعتراض ہوا کہ ماضی

کے معنی مضارع کیسے تو وہی واذقال عیسی وغیرہ کو پیش کرکے کہا کہ ہدایۃ النحو

پڑہنے والے بھی جانتے ہین کہ ماضی بمعنی مستقبل آتی ہے - ہمین اس بات کی

خوشی نہین کہ دونون تقریرون مین جو الفاظ مخالفین کے لیئے تجویز کیئے تھے وہ آپ ہی

واپس ہوتے ہین بلکہ کمال افسوس سے او نکا طریقہ استدلال بتلانا منظور ہے کہ ایک

آیت کو ایسے دو موقعون مین پیش کرتے ہین کہ باہم متخالف ہون - جن لوگون نے

عفت الدیار کے معنی مستقبل ہوتے ہین کلام کیا اونکی غرض یہ ہے کہ قائل یعنے

لبید کی مراد اس شعر مین ماضی ہے جیسا کہ قرائن قویہ سے ظاہر ہے پہر اوسکی مراد کے

مخالف کوئی معنی لینا توجیہ الکلام بما لا یرضی قائلہ ہے جو درست نہین - اس پر

فرماتے ہین کہ ہدایۃ النحو پڑہنے والا بھی جانتا ہے کہ ماضی کے معنی مستقبل ہوسکتے

ہین - ہمین اس مباحثہ مین دست اندازی کی ضرورت نہین مگر اس تقریر سے

یہ بات منکشف ہوگئی کہ مرزا صاحب قرآن کے معنی قصداً غلط کیا کرتے ہین اسلئے کہ
جس وقت انہون نے اذ قال اللہ یا عیسی کے معنی یہ بیان کئے تھے کہ (قال
صیغہ ماضی ہے اور اذ خاص واسطے ماضی کے آتا ہے جس سے ثابت ہے کہ یہ
قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا قصہ تھا نہ مستقبل کا جسکا مطلب یہ ہوا کہ
خدا نے عیسیٰ سے پوچھ چکا تھا) اوسوقت وہ ہدایۃ النحو پڑھ چکے تھے بلکہ فاضل اجل تھے
پھر اذ قال کے معنی مستقبل لینے سے انکار کیون کیا اس موقع مین یہ بھی نہین کہہ سکتے
کہ وہ خطای اجتہادی تھی کیونکہ جو ایسی بدیہی بات ہو کہ ہدایۃ النحو پڑھنے والا بھی
اوسکو جانتا ہو وہ اجتہادی نہین ہوسکتی اس سے ثابت ہے کہ باوجود اس کے
کہ معنی مستقبل وہان صادق ہین جسکی تصریح مفسرین نے کی ہے اور خود بھی جانتے
ہین مگر قصداً اوسکو بمعنی ماضی قرار دیا جو خلاف مراد الہی ہے جسکے خود بھی معترف
ہین یہ بات واضح رہے کہ مرزا صاحب کا وہ استدلال کہ قرآن مین عیسی علیہ السلام کا
قول فلما توفیتنی بصیغہ ماضی ہے جس سے اونکی وفات ثابت ہوتی ہے عفت الدیار
والی تقریر سے ساقط ہوگیا کیونکہ وہ خود کہتے ہین کہ یہ سوال وجواب عیسی علیہ السلام سے
آیندہ ہونگے اور یہ ماضی بمعنی مستقبل نہ سمجھی جاوے تو قرآن پر حملہ ہے۔ ص ۲۷۴

اور یہ لکھتے ہین کہ یہ سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل مین جاکر فوت ہوگیا ازالہ
گلیل شام کے ملک مین ہے مگر اونکی قبر کشمیر مین بتلاتے ہین چنانچہ رسالہ عقائد مرزا
مین رسالۃ الہدی سے اونکا قول نقل کیا ہے کہ عیسی علیہ السلام کی قبر کشمیر مین ہے
حالانکہ وہان کے علما اور مشایخین اور معززین نے ایک محضر تیار کیا کہ نہ کسی
تاریخ مین ہے نہ بزرگون سے سنا کہ عیسی علیہ السلام کی قبر کشمیر مین ہے اور جو

مرزا صاحب نے پرانی قبر تلاش کرکے نکالی ہے وہ یوذ اسف کی مشہور ہے۔ شیعہ لاشین کربلاء معلی مین لیجا کر دفن کرتے ہین۔ اس غرض سے کہ متبرک مقام ہے۔ عیسی کی لاش گلیل سے جو کشمیر مین لائی گئی اس سے ظاہر ہے کہ شاید اس زمانہ مین کشمیر بیت المقدس سے بھی زیادہ متبرک ہوگا مگر کسی کتاب سے اسکا ثابت ہونا ضرور ہے

اور الحکم مورخہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۲۳ مین لکھتے ہین کہ مسیح صلیب سے نجات پاکر کشمیر کی طرف چلے آئے انتہی جب کشمیر کو آجانا ثابت ہوجائے تو ایک بات باقی رہجائیگی کہ اوس زمانہ مین کشمیر اور گلیل دونون ایک تھے اور اسمین نصاری کی شہادت کی ضرورت ہوگی کیونکہ ایسے امور مین بقول مرزا صاحب وہی اہل ذکر ہین جن سے پوچھنے کی ضرورت فاسئلوا اہل الذکر کے روسے ثابت ہے۔ بہرحال واقعات کے اختلاف بیان سے ثابت ہے کہ اونکے بیان کو اصل واقعات سے کوئی تعلق نہین اور حکایت بغیر محکی عنہ کے ہوا کرتی ہے جسکو اردو زبان مین جھوٹ کہتے ہین۔ جب واقعات کی نسبت یہ بات متعدد مقام مین ثابت ہوگئی تو اونکے الہامات مطابق واقع کیون سمجھے جائین آخر وہ بھی انہی کے بیانات ہین۔

اور لکھتے ہین کہ ان سب مین کسی نے یہ دعوی نہین کیا کہ یہ تمام الفاظ و اسما (عیسی دمشق وغیرہ) ظاہر ہی پر محمول ہین بلکہ صرف صورت پیشگوئی پر ایمان لے آئے

پھر اجماع کس بات پر ہے ہان تیرہوین صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا ایک اجماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے سو اگر یہ عاجز مسیح موعود نہین تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اتار کر دکھلاوین ازالہ صفحہ ۱۸۵ اور تیرہوین صدی کے اختتام پر مسیح کے آنیکا اجماع

یون ثابت کیا گیا کہ شاہ ولی اللہ صاحب اور نواب صدیق حسین خان صاحب کی

راے ہے کہ شاید چودھوین صدی کے شروع مین مسیح علیہ السلام اترآئین ازالہ ص ۱۸۴ حالانکہ
نہ وہ تصحیح کرتے ہین کہ اجماع کا ثابت کرنا بغیر تین چار سو صحابہ کے نام بیان کرنیکے نہین ہوسکتا

چنانچہ لکھتے ہین صحابہ کا ہرگز اسپر اجماع نہین بھلا ہے تو کم سے کم تین چار سو صحابہ کا نام لیجئے
جو اس باب مین شہادت ادا کر گئے ہین ازالہ ص ۳۰۳ افسوس ہے صحابہ کرام کی وقعت نوع حلف ایضا
سے کم سمجھی گئی جب ہی تو یہ ضرورت ہوئی کہ جبتک سیکڑون صحابہ بالاتفاق نہ کہین
اعتبار کے قابل نہین۔ اور یہان دوہی قولون سے اجماع ہوگیا وہ بھی احتمالی کہ لفظ
شاید سے ظاہر ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آنیوالے مسیح علیہ السلام کی تعیین ہر طرح سے کی ہے
عیسی فرمایا ابن مریم فرمایا روح اللہ فرمایا رسول اللہ اور نبی اللہ فرمایا غرض تعیین
و تشخیص مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا پھر اونکے اترنے کا مقام معین فرمایا
کہ دمشق ہے جو ایک شہر کا علم ہے اور ہر عالم و جاہل جانتا ہے کہ اعلام اور
صفات مختصہ صرف تعیین کے لئے ہین ایسی تعین کی نسبت مرزا صاحب
لکھتے ہین کہ مسلمانون نے اوسکو لغو ٹھیرادیا اور بے معنی الفاظ پر ایمان لے آئے
مرزا صاحب مسلمانون کو اپنے پر قیاس کرتے ہین مگر یہ قیاس مع الفارق ہے
اسلئے کہ اس تعیین کا لغو کرنا مرزا صاحب کو مفید ہے جس سے اونکی ذاتی غرض
متعلق ہے دوسرے مسلمانون کو کیا ضرورت کہ اپنے نبی کی بات کو لغو ٹھیرادین

ایک مجذوب کا قول جسکے راوی صرف کریم بخش ہین نقل کرتے ہین

کہ کریم بخش کا اظہار ہے کہ گلاب شاہ مجذوب نے تیس ۳۰ سال کے پہلے کہا کہ
اب عیسی جوان ہوگیا اور لدھانہ مین آکر قرآن کی غلطیان نکالیگا انہون نے

پوچھا کہ عیسی نبی اللہ تو آسمان پر اٹھائے گئے اور کعبہ پر اترینگے تب انہون نے
جواب دیا کہ ابن مریم نبی اللہ تو مرگیا اب وہ نہین آئیگا ہمنے اچھی طرح تحقیق کیا ہے
کہ وہ مرگیا ازالہ صد ۷۰ اس روایت مین لطف خاص یہ ہے کہ اگر مسلسل بالمجاذیب کہین
تو بجا ہے راوی ایسے کہ عیسے کو کعبہ پر اتار رہے ہین اور جن سے روایت ہے وہ
فرماتے ہین کہ عیسی قرآن مین غلطیان نکالیگا معلوم نہین انہون نے اپنی ترنگ مین کیا
کہدیا اور راوی نے کیا سمجھا پہلے تو انہون نے یہی کہا کہ قرآن مین غلطیان نکالیگا
پہر جب دوبارہ پوچھا گیا تو تفسیرون کا نام بھی لے لیا - اب دیکھئے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم تو فرماتے ہین کہ ابن مریم نبی اللہ روح اللہ زندہ ہین اور زمین پر آئینگے
اور وہ مجذوب صاحب اپنی ترنگ مین اوسکے خلاف کہہ رہے ہین اب اہل اسلام خود ہی
فیصلہ کرلین کہ کونسی بات ایمان لانیکے قابل ہے اور مرزا صاحب کو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے ارشادات سے کس قسم کا تعلق ہے -

احادیث مین عیسی علیہ السلام کے اترنے کی حالت اسطرح وارد ہے کہ
وہ دمشق مین مشرقی منارہ کے پاس دو فرشتون کے بازوٗن پر ہاتھ رکھکر اترینگے
اوسوقت اون پر زرد لباس ہوگا اور پسینہ چہرہ سے ٹپکتا ہوگا - مرزا صاحب
فرماتے ہین دمشق سے مراد قادیان ہے ازالہ صفحہ ۱۳ اور زرد لباس سے مراد یہ ہے
کہ اونکی حالت صحت اچھی نہوگی اور فرشتون پر ہاتھ رکھنے سے یہ مقصود کہ دو
شخص اونکو مدد دینگے ازالہ صد ۲۱۹ جو امور ایسے تھے کہ مرزا صاحب اونکو اپنے لئے ثابت
نہین کرسکتے تھے بمجبوری اونمین تاویل کی اور منارہ بنوالینا چونکہ اختیاری امر تھا
اسلئے بکشادہ پیشانی اوسکو قبول کیا بلکہ اپنا شعار قرار دیا چنانچہ اخبار الحکم کے

ہر پرچہ پر مینار کا نقشہ کہنچا ہوتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ وہی نشانی ہے جو حدیث مین ہے
کہ منارہ دمشق کے پاس مسیح اترینگے چنانچہ لکھتے بھی ہین - ازالہ صفحہ ۱۵۸

از کلمۂ منارۂ شرقی عجب مدار	چون خود ز مشرق است تجلی نیرم
اینک منم کہ حسب بشارات آمدم	عیسی کجاست تا بنہد پا بمنبرم

مرزا صاحب نے اس موقع مین یہ خیال نہ کیا کہ حدیث مین تو منارہ دمشق ہے
پہر جب دمشق ندارد اور مینار موجود ہو تو مسئلہ انیاب اغوال پیش نظر ہو جائیگا
غرضکہ یہ طریقہ بد جو اختیار کیا گیا کہ ایک ہی حدیث مین تمام امور مین تاویلین کیجائین
اور ایک چیز اپنے ہاتھ سے بنا کر اوسکے ظاہری معنی لئے جائین - لطف سے
خالی نہین -

اور لکھتے ہین کہ ہر ایک جگہ جو اصل مسیح ابن مریم کا حلیہ لکھا ہے اوسکے
چہرہ کو احمر بیان کیا ہے اور ہر ایک جگہ جو آنیوالا مسیح کا حلیہ بقول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا ہے اوسکے چہرہ کو گندم گون ظاہر کیا ہے ازالہ صفحہ ۹۰
مرزا صاحب بار بار ذکر کرتے ہین کہ مین گندم رنگ ہون اسوجہ سے مسیح موعود ہون
یہانتک اسپر وثوق ہے کہ اوسکو نظم مین بھی لکھا ہے چنانچہ فرماتے ہین -

موعودم و بحلیہ ماثور آمدم	حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم
رنگم چو گندم است و بمو فرق بین است	ز انسان کہ آمدہ است در اخبار سرورم
این مقدمم نہ جائے شکوک است و التباس	سید جدا کند ز مسیحائے احمرم

عیسی علیہ السلام کے نزول کا واقعہ اسلام مین چونکہ ایک مہتم بالشان ہے اسلئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے ذاتی اور اخلاقی اور مقامی وغیرہ علامات

بکثرت بیان فرمائے ہین جنکا ذکر یہان موجب تطویل ہے وہ سب کتب احادیث اور قیامت نامۂ مولانا رفیع الدین صاحب وغیرہ مین مذکور ہین غرضکہ ان تمام علامتون سے مرزا صاحب نے ان دو علامتون کو بلا تاویل قبول کیا ایک اسوجہ سے کہ منارہ بنوالینا آسان ہے دوسری رنگ والی جو اتفاقاً صادق آگئی باقی کل علامات مختصہ مین تاویلین کین۔ پہر رنگ والی حدیث مین یہ بھی مذکور نہین کہ جب وہ اترینگے اونکا رنگ گندمی ہوگا اوس حدیث مین تو نزول کا ذکر ہی نہین وہ تو ایک خواب کا واقعہ تھا چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مینے اونکو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اوسوقت اونکا رنگ گندمی تھا۔

جن علامات کا بیان کرنا مقصود بالذات ہے وہ تو ماؤل ٹھیرین اور جو مقصود بالذات نہین وہ محکم عجب حیرت انگیز بات ہے۔ اب مرزا صاحب کی اس تقریر پر غور کیجیے کہ مشکل تو یہ ہے کہ روحانی کوچہ مین علما کو دخل ہی نہین یہود یونکی طرح ہر ایک بات کو جسمانی قالب مین ڈہالتے جاتے ہین ازالہ صـ۸۴ جیسے مرزا صاحب نے رنگ اور منارکو جسمانی قالب مین ڈہالا ہے اور اگر اسکا مطلب یہ ہے کہ ہر بات جسمانی قالب مین نہ ڈہالی جائے بلکہ جو اتفاقاً منطبق ہوسکے منطبق کیجائے اور جو کہ منطبق نہ ہو بمجبوری اوسکو روحانی بنالین تو یہ طریقہ آسان تو ہے لیکن اوسمین جہوٹون کو بہت کامیابی ہوگی۔

یہ طریقہ جو مرزا صاحب نے اختیار کیا ہے اوسمین اونکا بھی ضرر ہے اسلیے کہ اگر خدانخواستہ کوئی مفتری کذاب زبان دراز جسکا نام شیخ عیسی ہو دمشق کی مسجد کے منار پر دو لڑکون کو لیجاکر دو زرد چادرین اوڑہے اور اونکے

کاندھون پر ہاتھ رکھکر اترے اور یہ دعوی کرے کہ میرا نام بھی عیسی ہے اور یہ دو معصوم فرشتہ خصال میرے ساتھ ہین اور میرا رنگ بھی گندمی ہے اور خاص دمشق کی مسجد کے مینارے سے اترا بھی ہون اور باقی علامات مختصہ مثل قتل دجال وغیرہ مین وہی تاویلین کرے جو مرزا صاحب کرتے ہین تو اوسمین ظاہری علامتین بہ نسبت مرزا صاحب کے زیادہ جمع ہونے سے ظاہر ہین معتقد اوسکی طرف ضرور جھک پڑینگے مگر اہل اسلام کیا صرف ایسے غیر مختصہ علامتون کو دیکھکر اوسکی ان بیہودہ باتون کی تصدیق کرلینگے ہرگز نہین اب رنگ کا بھی حال تھوڑا سا سن لیجئے حدیث شریف مین عیسی علیہ السلام کے رنگ کے باب مین لفظ آدم وارد ہے لسان العرب مین لکھا ہے الآدم من الناس الاسمر اور اسی مین لکھا ہے وفی وصفہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اسمر اللون وفی روایۃ ابیض مشربا بالحمرۃ یعنے آدم اسمر کو کہتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسمر اللون تھے اور ایک روایت سے ثابت ہے کہ حضرت کا رنگ گورا تھا جسمین نہایت سرخی تھی اس سے ثابت ہے کہ عیسی علیہ السلام مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت سرخ وسفید تھے غرضکہ اس تقریر سے احمر وآدم مین جو تعارض معلوم ہوتا ہے اٹھ جاتا ہے۔ اور اگر تسلیم بھی کیا جاے کہ گندمی رنگ مین سرخی نہین ہوتی بلکہ مائل بسیاہی ہوتا ہے تو اوسکی وجہ نہایت ظاہر ہے ہر ذی علم جانتا ہے کہ چند میل پر آسمان کی جانب کرۂ زمہریر ہے جب عیسے علیہ السلام آسمان سے اترینگے اور کرہ زمہریر سے اونکا گذر ہوگا تو رنگ مین کسی قدر سیاہی آجائیگی کیونکہ تجربہ سے ثابت ہے کہ سخت سرما مین سردی کی وجہ سے رنگ مین سیاہی آجاتی ہے اور چونکہ آنیکے وقت کی علامتین بتلانا منظور تھا اسلئے یہ عارضی رنگ معلوم کرایا گیا اوسکے بعد جب رنگ اپنی اصلیت پر آجائیگا تو دوسری حدیث کی بھی تصدیق ہوجائیگی

مرزا صاحب کبھی کہتے ہین کہ مین مثیل عیسی ہون اور اسپر یہ استدلال پیش کرتے ہین کہ علماء امتی کابنیاء بنی اسرائیل حدیث مین وارد ہے ۔ اور کبھی کہتے ہین کہ میرا نام ہی حق تعالی نے عیسی بن مریم رکھدیا جیسے شیخ داؤد وغیرہ نام ہوا کرتے ہین مگر ان دونون صورتون مین نبوت ثابت نہین ہوتی حالانکہ آنیوالے عیسی علیہ السلام کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ نبی اور رسول ستھے ۔ اب اگر مرزا صاحب نبوت کا بھی دعوی کرتے ہین تو تیس دجالون سے ایک دجال قرار پاتے ہین جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اور اگر نبوت کا انکار کرتے ہین تو عیسی موعود نہین ہو سکتے غرضکہ اس مقام مین سخت مصیبت کا سامنا اور عجب پریشانی لاحق حال ہے ۔ چنانچہ تحریرات ذیل سے معلوم ہوگا کہ کیسی کیسی کارسازیون کی ضرورت پڑی ۔

تحریر فرماتے ہین یہ عاجز بار بار یہی کہتا ہے کہ مین بھی تمہاری طرح مسلمان ہون اور ہم مسلمانون کے لئے بجز قرآن کے کوئی کتاب نہین اور بجز جناب ختم المرسلین احمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی ہادی اور مقتدا نہین ازالہ ص ۱۹۲ اور لکھتے ہین کہ مین نہین سمجھتا کہ میرے قبول کرنے مین نقصان دین کس وجہ سے ہو سکتا ہے نقصان تو اس صورت مین ہوتا کہ اگر یہ عاجز برخلاف تعلیم اسلام کے کسی اور نئی تعلیم پر چلنے کے لئے انہین مجبور کرتا ازالہ ص ۱۹۱ ۔

اور لکھتے ہین کسی نبی کا اپنے تئین مثیل ٹھیرانا عند الشرع جائز ہے یا نہین سو ہم نماز مین اس دعا کے مامور ہین اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم یعنے اے خدا ہمین ایسی ہدایت بخش کہ ہم آدم صفی اللہ ۔ حتی کہ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے مثیل ہوجائین اور علمائے ربانی کے لئے یہ خوشخبری ہے

کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ازالہ صہ ۲۵۶ -

اور لکھتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ ہر ایک صدی کے ایک مجدد کا آنا ضرور ہے اب ہمارے علماجو تطاہر اتباع حدیث کا دم بہرتے ہین انصاف سے بتلاوین کہ کس نے اس صدی پر خدائے تعالی سے الہام پاکر مجدد ہونیکا دعوی کیا ہے ازالہ صہ ۱۵۴ -

اور لکھتے ہین کہ الہام الہی وکشف صحیح ہمارا موید ہے - ایک متدین عالم کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ الہام اور کشف کا نام سنکر چپ ہوجائے اور لمبی چوڑی چون وچرا سے باز آجائے ازالہ صہ ۱۶۱ -

اور لکھتے ہین کہ جنہون نے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا مان لیا انہون نے اپنے بھائی پر حسن ظن کیا اور اوسکو مفتری اور کذاب نہین ٹھیرایا ازالہ صہ ۱۷۹ -

اور لکھتے ہین پہر میرے اس دعوی پر ایمان لانا جسکی الہام الہی پر بنیاد ہے کونسے اندیشہ کی جگہ ہے بفرض محال اگر میرا یہ کشف غلط ہے اور جو کچھ مجہے حکم ہو رہا ہے اوسکے سمجہنے مین دہوکہ کہایا ہے تو ماننے والیکا اوسمین ہرج ہی کیا ازالہ صہ ۱۸۲

اس قسم کی اور عبارتین بھی بہت سی ہین جن سے واضح ہے کہ مرزا صاحب بھی مثل اور مسلمانون کے ایک مسلمان ہین اگر دعوی ہے تو صرف مجددیت اور کشف والہام کا ہے اور اوسمین بھی غلط فہمی کا احتمال بیان کرتے ہین اور اگر مثیل عیسی بھی ہین تو اسی حد تک جو دوسرے علمائے امت کو بھی مثلیت حاصل ہے اور درخواست اسی قدر ہے کہ حسن ظن کرکے مفتری اور کذاب نہ کہا جائے غرض کہ یہانتک کوئی ایسی بات نہین جو مرزا صاحب کو دوسرے امتیون سے ممتاز کردے

کیونکہ ہزار ہا اہل کشف و الہام و مجددین امت مین گزر چکے ہین اور اب بھی موجود ہین سب امتی کہلایا کئے - مرزا صاحب ان تقریرات مین دجالیت سے اپنی برات ثابت فرماتے ہین کہ مجھے نبوت اور رسالت کا دعوی نہین جس سے بحسب حدیث دجال ہونا لازم آئے - اب رہی وہ حدیثین کہ عیسی علیہ السلام کے القاب نبی اللہ اور رسول اللہ ثابت کرتی ہین سو ان سے بھی انکار نہین - چنانچہ لکھتے ہین

اب اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی امتی شخص مراد ہو جو محدثیت کا مرتبہ رکھتا ہو تو کوئی بھی خرابی لازم نہین آتی کیونکہ محدث من وجہ نبی بھی ہوتا ہے مگر وہ ایسا نبی ہے جو نبوت محمدی کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے اور اپنی طرف سے براہ راست نہین بلکہ اپنے نبی کے طفیل سے علم پاتا ہے - ازالہ ص ۵۸۶

اور لکھتے ہین کہ اس حکیم مطلق نے اس عاجز کا نام آدم اور خلیفۃ اللہ رکھکر اور انی جاعل فی الارض خلیفہ کی کہلی کہلی طور پر براہین احمدیہ مین بشارت دیکر لوگون کو توجہ دلائی کہ تا اس خلیفۃ اللہ آدم کی اطاعت کرین اور اطاعت کرنیوالی جماعت سے باہر نہ رہین اور ابلیس کی طرح ٹھوکر نہ کہائین اور من شذ شذ فی النار کی تہدید سے بچین ازالہ ص ۶۹۵ - اور عقائد مرزا مین مرزا صاحب کا قول نقل کیا ہے کہ مین نبی اللہ اور رسول اللہ ہون اور میرا منکر کافر ہے -

عبارت سابقہ مین محدث کو نبی من وجہ قرار دیا تھا چونکہ اس امت مین محدث بھی بہت سے ہین خاصکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محدث ہونا تو صراحتہً حدیث سے ثابت ہے مگر انہون نے کبھی نبوت کا دعوی نہین کیا اور نہ کبھی یہ کہا کہ خدا نے مجھے بھیجا ہے اسلئے اس طریقہ سے اعراض کرکے یہ طریقہ اختیار کیا

کہ خود خدا نے مجھے اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اور براہین احمدیہ مین یہ اعلان دیدیا
کہ جو مرزا صاحب کی اطاعت نہ کرے وہ دوزخی ہے۔ اب اگر مرزا صاحب سے
پوچھا جائے کہ خاتم النبیین کے بعد خلافت الٰہی اور نبوت کیسی تو صاف فرمادینگے
کہ جاؤ خدا سے پوچھو کہ ایسا کیون کیا جیسا کہ فرمایا تھا کہ اگر مین عیسی موعود نہین
ہون تو جاؤ عیسی کو آسمان سے اتار لاؤ اب یہ کس سے ہو سکے کہ عیسی علیہ السلام
کو آسمان سے اتارے یا خدا سے پوچھے اور یہ تو پہلے ہی کہدیا کہ عالم کو ضرور ہے
کہ کشف کا نام سنکر چپ ہو جائے اور لمبی چوڑی چون وچرا سے باز آجائے۔
یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب کے پیرو دم بخود ہین نہ خدا سے پوچھ سکتے نہ چون وچرا
کر سکتے مگر اتنا تو پوچھا ہوتا کہ کس قوم کے خدا نے اپنی کتاب براہین احمدیہ مین
آپکی بشارت دی کیونکہ آسمانی کتابون مین تو اوسکا نام سنا نہین جاتا۔

یہان یہ امر غور طلب ہے کہ مرزا صاحب کا منکر کافر اور دوزخی کیون ہے
محدثیت اور مجددیت وغیرہ تو ایسے امور نہین کہ اونکے انکار سے آدمی کافر ہو جائے
کیونکہ ان امور کا نہ قرآن مین صراحۃً ذکر ہے نہ احادیث سے ثابت کہ مدعی محدثیت وغیرہ
کا منکر کافر ہے پھر جن احادیث مین ان امور کا ذکر ہے وہ احاد ہین جنکا منکر کافر
نہین ہوتا اور بقول مرزا صاحب اگر احادیث صحیح بھی ہون تو مفید ظن ہین و الظن
لا یغنی من الحق شیئًا ازالہ صفحہ ۱۵ یعنے اعتبار کے قابل نہین اب رہا اونکی عیسویت کا
انکار سو وہ بھی باعث کفر نہین اسلئے کہ اوسکا ثبوت نہ عقلاً ممکن ہے نہ نقلاً
کیونکہ کسی حدیث مین یہ نہین ہے کہ غلام احمد قادیانی کو خدا عیسی بنا کر بھیجے گا
اور قطع نظر اوسکے خود مسئلہ نزول عیسی علیہ السلام کا انکار باعث کفر نہین چنانچہ

خود تحریر فرماتے ہین یہ جاننا چاہئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہین ہے
جو ہمارے ایمانیات کا جزیا ہمارے دین کے رکنون مین سے کوئی رکن ہو انتہٰی
جب اصل نزول عیسیٰ کا مسئلہ ضروری نہوا تو مرزا صاحب کی فرضی عیسویت پر ایمان
کیونکر ضروری ہوسکتا ہے غرضکہ انمین سے کوئی بات ایسی ضروری نہین کہ اوسپر ایمان
نہ لانے سے آدمی کافر اور دوزخی بن جائے اور مرزا صاحب بھی اسکے مدعی
نہین جیسا کہ عقیدہ نزول مسیح مین اسکی تصریح کردی - البتہ تمام اہل اسلام کے
نزدیک مسلم ہے کہ جو شخص کسی نبی کا منکر ہو وہ کافر اور دوزخی ہے چنانچہ صفت
ایمان سے ثابت ہے کہ رسل اور کتب الٰہی کا اقرار جزو ایمان ہے اور مرزا صاحب
اخبار الحکم مورخہ ۱۱ صفر ۱۳۲۳ھ مین اپنی امت کو حکم دیتے ہین کہ یاد رکھو کہ جیسا
خدانے مجھکو اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ مکفر یا مکذب
یا متردد کے پیچھے نماز پڑھی جاوے کیونکہ زندہ مردہ کے پیچھے نماز نہین پڑھ سکتا
اس سے ظاہر ہے کہ جو کوئی اونکی نبوت مین شک کرے وہ مردہ ہے یعنے کافر
اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے والون کو حق تعالیٰ نے کئی جگہ قرآن
مین مردہ فرمایا ہے اور خود مرزا صاحب بھی لکھتے ہین کہ قرآن نے کافر کا نام بھی
مردہ رکھا ہے انتہٰی غرض کہ ان تحریرات سے اور نیز تصریحات سے ثابت ہے
کہ وہ اپنے آپ کو نبی اور رسول کہتے ہین اسی بنا پر اپنے منکر اور متردد کو کافر
اور دوزخی قرار دیتے ہین بہرحال احادیث مین جو نبوت عیسیٰ کا ذکر تھا اور
مرزا صاحب کی عیسویت مین کمی رہگئی تھی اوسکی تکمیل انہون نے یون کرلی
کہ خدانے مجھے رسول اللہ اور نبی اللہ بنا کر بھیجا - اب رہگیا ابن مریم اور روح اللہ

سو الہام کے ذریعہ سے خود مریم بنکر اپنے بیٹے کو ابن مریم بنادیا اور خود نبی اللہ ہو گئے۔ اور روح اللہ بننے کی کوئی تدبیر نہین سوجھی سوا وسکے لئے مثیل والے الہام موجود ہین غرضکہ عیسی علیہ السلام کی تعیین جو احادیث صحیحہ مین وارد ہے کہ عیسی رسول اللہ نبی اللہ روح اللہ ابن مریم اترینگے سب اپنے پر چسپان کر کے عیسئی موعود ہو گئے۔ اور اسکے ضمن مین نبوت اور رسالت مستقلہ بھی ثابت کر لی اب اسکی بھی ضرورت نہین کہ کوئی اونکو عیسی کہے اسلئے کہ نبوت سے بہتر عیسویت کا درجہ نہین ہو سکتا اسلئے کہ اس امت مین عیسی علیہ السلام بحیثیت نبوت نہ آئینگے اسوجہ سے اپنے منکر کو کافر کہا یا اور نزول عیسی کے منکر کو کافر نہین کہا جیساکہ ابتک معلوم ہوا اور عیسی کا درجہ اپنے بیٹے کو دیدیا۔ اسمین شک نہین کہ مرزا صاحب دعوی نبوت وغیرہ کر کے عوام کے ذہن مین عیسویت کے زینہ تک پہنچ گئے تھے مگر احادیث نبویہ نے اس سے علیحدہ کر کے فوراً انکو مخالفین عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمرہ مین داخل کردیا چنانچہ بخاری وغیرہ کی احادیث صحیحہ صاف کہہ رہی ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو کوئی نبوت کا دعوی کرے وہ دجال اور کذاب ہے۔

کیا اب بھی مسلمانون کو اس باب مین شبہ ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے جو لکھا ہے کہ اونکو نہ ماننے والا کافر اور دوزخی ہے یہ بات صحیح اور مطابق واقع کے ہو سکتی ہے اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیثون کا بھی دل پر کچھ اثر نہ ہو تو سوائے انا للہ پڑھنے کے ہم کچھ نہین کہہ سکتے البتہ اپنے مسلمان بھائیون سے اتنا تو ضرور کہین گے کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو

ہر وقت پیش نظر رکھین ورنہ ہر زمانہ مین بہکانے والے اقسام کی تدابیر سوچتے رہتے ہین
چنانچہ مولانائے روم قدس سرہ فرماتے ہین -

	میدمد در جاہلان کہ عیسیم		ہر یکے در کف عصا کہ موسیم

مرزا صاحب تحریر فرماتے ہین کہ آجکل یہ کوشش ہو رہی ہے کہ مسلمانون کو جہانتک
ممکن ہے کم کر دیا جائے اور بد سرشت مولویون کے حکم اور فتوی سے دین اسلام
سے خارج کر دئے جائین اور اگر ہزار وجہ اسلام کی پائی جائے تو اس سے چشم پوشی
کرکے ایک بیہودہ اور بے اصل وجہ کفر کی نکالکر انکو ایسا کافر ٹہرا دیا جائے کہ
گویا وہ ہندوؤن اور عیسائیون سے بدتر ہین ازالہ صفحہ ۵۹۵ مقام غور ہے کہ مولویون نے
جہانتک ممکن تہا تحقیق کی جب دیکہا کہ صحیح صحیح حدیثین مدعیان نبوت کی دجالیت
اور کذابیت ثابت کر رہی ہین تو بمجبوری جو احکام اور ارشادات اپنے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے وارد ہین بلا کم و کاست پیش کر دے مگر مرزا صاحب نے
بلا تحقیق ایک ہی بات مین فیصلہ کر دیا کہ جو کوئی میری نبوت مین تردد کرے
وہ کافر ہے اوسکے پیچہے نماز پڑہنا قطعی حرام ہے پہر اس بیہودہ اور بے اصل
وجہ کفر سے ہزارون کیا جمیع وجوہ اسلام بہی کسی مین پائے جائین تو بہی وہ اس
دائرہ کفر سے خارج نہین ہو سکتا سوائے اپنی امت کے انہون نے کل اہل اسلام
کو کافر اور دوزخی قرار دیا اور اس قابل بہی نہین سمجہا کہ انکی نماز صحیح ہو سکے
پہر اپنی ہی تکفیر پر کفایت نہین کرتے بلکہ خدا کی طرف سے بہی پیام پہنچا رہے ہین
کہ جتنے مسلمان ہین سب کافر ہین چنانچہ یہ الہام ہے قل یا ایہا الکفار انی من
الصادقین فانتظروا آیاتی حتی حین ازالہ صفحہ ۵۵۴ یعنے خدا نے مرزا صاحب سے کہا تو

کہ اے کافر مین سچا ہون میری نشانیون کا ایک وقت تک انتظار کرو انتہی
اب مرزا صاحب ہی انصاف سے فرماوین کہ بد سرشتی مین نمبر کسکا بڑھا ہے گا
مرزا صاحب مخالفین کی تکفیر بھی کرتے ہین اور جہان ضرورت ہوتی ہے انکار بھی
کرجاتے ہین چنانچہ ابھی معلوم ہوا کہ جب بعض حضرات مباہلہ کرنے پر مستعد ہوے
کہ اگر دعوی عیسویت ہے تو مرزا صاحب میدان مین نکلین اور ہم بھی نکلتے ہین
اور ہر فریق جھوٹے پر لعنت کرے مرزا صاحب نے اس موقع مین صاف یہ کہدیا
کہ مین اپنے مخالفین کو جھوٹا اور لعنتی ہرگز نہین سمجھتا اس قسم کی تحریرات مرزا صاحب
کی بہت ہین اگر وہ سب لکھی جائین اور ان مین بحث کیجاے تو کئی جلدین ہو جائینگی
چونکہ اس کتاب مین ہمین صرف اہل انصاف کو یہ دکھلانا منظور ہے کہ مرزا صاحب
کی کاروائیان کس قسم کی ہوتی ہین سو بفضلہ تعالی معلوم ہوگیا کہ مرزا صاحب
کے کلام مین کسقدر تعارض اور نصوص کی مخالفت اور خودغرضیان ہوا کرتی ہین

مرزا صاحب نے جو لکھا ہے کہ جنہون نے مجھکو مسیح موعود مان لیا ہے

انہون نے اپنے بھائی پر حسن ظن کیا جیسا کہ ابھی معلوم ہوا اور سب کو حسن ظن کی
ہدایت فرماتے ہین چنانچہ لکھتے ہین مکاشفات مین استعارات غالب ہین اور
حقیقت سے پھیرنیکے لئے الہام الہی قرینہ کا کام دیسکتا ہے اور آپ
حسن ظن کے مامور ہین ازالہ فی الحقیقت مسلمانون کے ساتھ حسن ظن کی ضرورت صوبہ
ہے چنانچہ خود حق تعالی فرماتا ہے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ مگر افسوس ہے مرزا صاحب
نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلطیان بیان کین
جیسا کہ معلوم ہوگا اور حسن ظن سے ذرا بھی کام نہ لیا کہ افضل الانبیا سے کیونکر

غلطی ہوسکتی ہے ضرور ہے کہ کوئی توجیہ ایسی ہوگی جس تک ہماری عقل نہین
پہنچ سکتی - اب اگر اہل اسلام مرزا صاحب پر حسن ظن کر کے انکے الہامون کو صحیح
مان لین تو اپنے نبی کی غلطیون کی تصدیق اور بہت سی حدیثون کی تکذیب
کرنی پڑتی ہے جو حرام قطعی بلکہ مفضی الی الکفر ہے اور ظاہر ہے کہ مقدمۃ الحرام
حرام اسلئے مرزا صاحب پر حسن ظن حرام سمجھا جاتا ہے - اور یہ بات بھی قابل
تسلیم ہے کہ جتنے مدعیان نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوے ہین
سب کو اسلام کا دعوی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق تھی یہانتک
کہ مسیلمہ کذاب بھی حضرت کو نبی ہی سمجھتا تھا جیسا کہ زاد المعاد مین ابن قیم رح نے
لکھا ہے پہر اگر بقول مرزا صاحب اون تمام مسلمانون پر حسن ظن کیا جاتا تو
ابتک دین کی حقیقت ہی کچھ اور ہوگئی ہوتی اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے انسے بدگمان اور دور رہنے کے لئے تاکید فرمائی ہے کما فی المشکوٰۃ

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجالون

کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لا تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم

ولا یفتنونکم رواہ مسلم یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آخری زمانہ مین دجال
اور جہوٹے پیدا ہونگے وہ لوگ ایسی باتین کرینگے کہ نہ تمنے سنین نہ تمہارے آباو
اجداد نے انسے بچو اور ڈرتے رہو کہین وہ تم کو گمراہ نہ کرین اور فتنہ مین نہ ڈالدین
انتہی مولانائے روم رح فرماتے ہین -

اے بسا ابلیس آدم روی ہست	پس بہر دستی نباید داد دست

عقائد مرزا مین انکا قول اشتہار دافع البلا سے نقل کیا ہے کہ مین اللہ

کی اولاد کے رتبہ کا ہون میرا الہام ہے کہ انت منی بمنزلہ اولادی انتہی اسکے دیکھنے سے ابتداءً تو بڑی پریشانی ہوئی کہ اللہ کی اولاد مرزا صاحب نے کہان سے ڈہونڈہ نکالی اور کس کتاب سے معلوم کیا ہوگا مگر غور کرنیسے معلوم ہوا کہ خود قرآن مین اسکا ذکر ہے قال اللہ تعالی وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى نَحْنُ اَبْنَاءُ اللّٰهِ وَاَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ یعنے یہود و نصاری کہتے ہین کہ ہم اللہ کی اولاد اور اوسکے دوست ہین انسے کہو جب ایسا ہے تو تمہین تمہارے گناہون کی سزا کیون دیتا ہے غرض کہ اولاد کا ذکر تو معلوم ہوا مگر اسمین تامل ہے کہ مرزا صاحب کا رتبہ یہود و نصاری کے رتبہ کے برابر کیونکر ہوسکے گا اگر دنیوی حیثیت سے دیکھئے تو مرزا صاحب نہ انکے سے مالدار ہین نہ صاحب حکومت اور آخرت کے لحاظ سے بھی یقینی طور پر ہم رتبہ نہین کہ سکتے کیونکہ ممکن ہے کہ مرزا صاحب ان خرافات سے توبہ کرلین - یہان یہ بات معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ جبکہ اللہ تعالی کی اولاد ہی ممتنع الوجود ہے تو انکا ہم رتبہ ہونا ثابت نہین ہوسکتا تھا اور یہ الہام لغو جاتا تھا اس لئے کسی اولاد فرضی کے تصور کی ضرورت ہوئی - ابن حزم نے کتاب ملل ونحل مین اور ابن تیمیہ رح نے منہاج السنہ مین لکھا ہے کہ ابو منصور مستر عجلی جسکا لقب کسف تھا اوس نے بھی نبوت کا دعوی کیا تھا اور اس دعوی کو اسطرح مدلل کیا تھا کہ ایکبار مجھے معراج ہوئی جب مین آسمان پر گیا تو حق تعالی نے میرے سر پر ہاتھ رکھکر فرمایا یا بُنَیَّ اذہب فبلغ عنی یعنے اے میرے پیارے بیٹے جا اور لوگون کو میرا پیام پہنچا - یہ بات پوشیدہ نہین کہ ہر زمانہ مین ہر قسم کی طبیعت کے لوگ ہوا کرتے ہین بعضون نے دیکھا کہ حق تعالی فرماتا ہے

قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ یعنے کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کہ اگر خدا کا کوئی بیٹا ہو تو مین اوسکی عبادت کرنیوالون مین پہلا شخص ہونگا نہی
ممکن ہے کہ وہ اوسکی تلاش مین ہون پہر جب ابومنصور نے کہا کہ خدا نے مجھکو
یا بنی فرمایا تو انہون نے اوسکو نعمت غیر مترقبہ سمجھکر یہ خیال کیا ہوگا کہ آخر
ہم اپنے بہائی پر حسن ظن کرنیکے مامور بھی ہین اور ایک اعلی درجہ کا شخص جو
نبوت کا دعوی رکہتا ہے یہ کہ رہا ہے تو ضرور مطابق واقع کے ہوگا اس لئے
اوسکو مان لیا۔ اور اوسکے برابر اپنا رتبہ تصور کرلیا۔

مرزا صاحب نے دیکھا کہ بیٹا کہنے مین جھگڑا پڑ جائیگا مقصود محبت ہے
اور ہر شخص جانتا ہے کہ اولاد کی محبت سے زیادہ کسی کے ساتھ محبت نہین
ہوا کرتی اسلئے بمنزلہ اولاد بننا بہتر ہوگا اور پرستش جاری ہونیکے لئے اتنا بھی
کافی ہے کیونکہ اگر خدا ے تعالی کو نعوذ باللہ حقیقی اولاد ہوتی تو ضرور قابل
پرستش ہوتی جیسا کہ ابھی معلوم ہوا۔ مرزا صاحب جو کہتے ہین کہ مین اللہ کی
اولاد کے رتبہ کا ہون اس سے ظاہر ہے کہ وہ اپنے کو مستحق عبادت بھی قرار
دیرہے ہین کیونکہ ہر رتبہ کے احکام معین ہوا کرتے ہین خدا کی اولاد کا رتبہ یہی ہے
کہ مستحق عبادت ہو جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہے۔ جب مرزا صاحب
نعوذ باللہ خدا کے متبنی ٹھہرے تو اقلا اتنا تو ضرور ہے کہ اونکی امت اونکی
عبادت کرتی ہوگی۔ افسوس ہے کہ مرزا صاحب کو اس الہام کے بنانے کے
وقت ذرا بھی شرم نہ آئی۔ اب کس طرح سمجھا جائے کہ مرزا صاحب کو خدا تعالے
پر اور روز جزا و سزا پر ایمان بھی ہے۔ پہر یہ دعوی تو پہلے ہی ہو چکا تھا کہ

حق تعالی سے بے تکلف بات چیت کرلیا کرتے ہین چنانچہ ضرورة الامام مین
لکھتے ہین کہ جو لوگ امام الزمان ہوں خدائے تعالی انسے نہایت صفائی سے
مکالمہ کرتا ہے اور اونکی دعا کا جواب دیتا ہے اور بسا اوقات سوال اور
جواب کا ایک سلسلہ منعقد ہوکر ایک ہی وقت مین سوال کے بعد جواب اور
پہر سوال کے بعد جواب اور پہر سوال کے بعد جواب ایسی صفائی اور لذیذ
اور فصیح الہام کے پیرایہ مین شروع ہوتا ہے کہ صاحب الہام خیال کرتا ہے
کہ گویا وہ خدائے تعالی کو دیکھ رہا ہے۔ خدائے تعالی اُن سے بہت قریب
ہوجاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ سے جو نور محض ہے
اتار دیتا ہے۔ اور وہ اپنے تئین ایسا پاتے ہین کہ گویا انسے کوئی ٹھٹھا کر
رہا ہے۔ اسکے بعد لکھتے ہین کہ مین اسوقت بے دھڑک کہتا ہون کہ وہ امام الزمان
مین ہون انتہی۔

غرض کہ ٹھٹھے اور مزاح کی انبساطی حالت مین درخواست کرکے الہام
بھی اترو الیا کہ انت منی بمنزلة اولادی جس سے معتقدین کا حسن ظن اور
دوبالا ہوگیا اور جب آیۂ موصوفہ یعنے قل ان کان للرحمن ولد قرآن شریف
مین پڑھتے ہونگے تو کیسی خوشی ہوتی ہوگی کہ ہمارے مرزا صاحب کو بھی یہ رتبہ
حاصل ہے اور اوس خوشی مین معلوم نہین کیسے کیسے خیالات پیدا ہوتے ہونگے
جنکی تصریح کرنے پر زبان اٹھ نہین سکتی کم سے کم اتنا تو ضرور ہے کہ ہمارے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبہ سے اونکا مرتبہ بلند تر سمجھتے ہونگے جسکا لازمہ
یہ ہے کہ اوس نص قطعی سے اونکو مستحق عبادت سمجھ لیا ہوگا کیونکہ اگر اس رتبہ

مین تامل کیا تو الہام پر ایمان نہوا اور جب الہام صحیح مان لیا گیا ہے تو انکی پرستش لازم ہوگئی نعوذ باللہ من ذالک مگر مسلمانون کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب رب العالمین نہین ہو سکتا باوجود اسکے حق تعالے نے قرآن شریف مین اس قسم کی محبت بیان کی نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی فرمایا۔ دیکھئے ابتدا کیا تھی اور انتہا کہان ہوئی اسکے بعد صرف انا ربکم الاعلے کا دعوی باقی رہگیا تھا سو اوس مین بھی یون دخل دیا گیا کہ یہ الہام ہوا انما امرک اذا اردت شیئًا ان تقول لہ کن فیکون جسکو الحکم مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء مین لکھا ہے جسکا مطلب صاف ہے کہ وہ جو کچھ پیدا کرنا چاہین صرف کن کہدینے سے وہ چیز پیدا ہو جائیگی لیجیے خالقیت بھی مسلم ہوگئی پہلے نبوت کی وجہ سے عیسویت کی ضرورت باقی نہین رہی تھی اب تو نبوت کی بھی ضرورت نرہی۔

حق تعالی عیسی علیہ السلام کے معجزہ احیاے موتی کی خبر قرآن شریف مین دیتا ہے قولہ تعالی اِنِّیٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِیُٔ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ مرزا صاحب کہتے ہین کہ وہ احیاے موتی نہ تھا بلکہ قریب الموت مردہ کو مسمریزم کے عمل سے چند منٹ کے لئے حرکت دیدیتے تھے ازالہ صفحہ ۳۱۲ اور لکھتے ہین یاد رکھنا چاہیے کہ اگر یہ عاجز عمل مسمریزم کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیون مین حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا ازالہ صفحہ ۳۰۹ یہ قدردانی خداے تعالی کے اُس کلام کی ہوئی جسپر ایمان لانا فرض ہے اور بغیر اُس کے آدمی مسلمان ہی نہین ہو سکتا اور اپنے ملہم پر اسقدر وثوق کہ اعلان اس مضمون کا

دیدیا کہ مین بھی خالق ہون کہ کن کہکر سب کچھ پیدا کر سکتا ہون حالانکہ قولہ تعالے احیی الموتے
کے ابطال کی غرض سے لکھ چکے ہین کہ خدائے تعالی اپنی ہر ایک صفت مین وحدہ
لاشریک ہے اپنی صفات الوہیت مین کسی کو شریک نہین کرتا ازالہ صفحہ ۳۱۲ اور لکھتے ہین
خدائے تعالی اپنے اذن اور ارادے سے کسی شخص کو موت اور حیات اور ضرر اور
نفع کا مالک نہین بناتا ازالہ صفحہ ۳۱۰ اور حق تعالی عیسی علیہ السلام کے پرندے بنانے کا
معجزہ جو آیہ موصوفہ مین فرماتا ہے اسکی حقیقت یون بیان کرتے ہین کہ کچھ تعجب کی
جگہ نہین کہ خدائے تعالی نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دیدی
کہ مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا پہونک مارنے سے کسی طور پر ایسا پرواز
کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے
ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہین اور ظاہر ہے کہ
بڑائی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جسمین کلون کے ایجاد کرنے اور طرح
طرح کی صنعتون کے بنانے مین عقل تیز ہوجاتی ہے ازالہ صفحہ ۳۰۲ غرضکہ بقول مرزا صاحب
معاذاللہ عیسی علیہ السلام ایک بڑائی کے لڑکے اور معمولی آدمی تھے اور اس فن
مین بھی کامل نہ تھے کیونکہ لکھتے ہین کہ امریکہ مین جو آجکل چڑیان بنتی ہین وہ بدرجہا
اونکی چڑیان سے بہتر ہوتی ہین۔ الحکم مورخہ ۲۵ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ مین لکھتے ہین
مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ مین میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے
زمانہ مین ہوتا تو وہ کام جو مین کر سکتا ہون وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو
مجھسے ظاہر ہو رہے ہین وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ
مجھپر پاتا انتہی وجہ اسکی ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کو خالقیت کا بھی دعوی ہے کہ

لفظ کن سے جو چاہتے ہیں پیدا کرتے ہیں نعوذ باللہ من ذلک اس سے تو ثابت ہوتا ہے
کہ انکار روئے سخن صرف عیسی علیہ السلام ہی کی طرف نہیں ہے کیونکہ ہمارے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی حق تعالی نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ یہ صفت خاصہ
آپ کو بھی دیگئی اور نہ وہ کسی حدیث میں حضرت نے فرمایا ہے اس سے ثابت ہے
کہ گو مرزا صاحب زبانی غلامی کا دعوی کرتے ہیں مگر درحقیقت معاذ اللہ فضیلت کا
دعوی ہے۔

امام سیوطی رح نے تفسیر درمنثور میں متعدد روایات ذکر کئے ہیں کہ نصاری
نے یہ الزام دینا چاہا کہ عیسی علیہ السلام جو بغیر باپ کے پیدا ہوے ہیں اس سے
ثابت ہے کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی
عِنْدَ اللّٰهِ کَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ یعنے اللہ کے
ہان جیسے آدم ویسے عیسی مٹی سے پیدا کرکے کن فرمایا سو وہ پیدا ہوگئے غرضکہ بغیر
باپ کے وہ پیدا کئے گئے مگر یہود ان پر یہی الزام لگاتے رہے کہ بغیر باپ کے
پیدا ہونا ممکن نہیں اس آیہ شریفہ میں حق تعالی نے انکا بھی رد کر دیا کہ بغیر باپ
کے پیدا کرنا قدرت الہی سے کچھ بعید نہیں اور اوسکی نظیر بھی موجود ہے کہ آدم
علیہ السلام اسی طرح پیدا ہوے تھے۔ باوجود اس تصریح کے مرزا صاحب یہی کہے
جاتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام کے باپ بھی تھے اور دادا بھی باپ کا ہونا تو انکی
تصریح سے ابھی معلوم ہوا کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ نجاری کا کام کرتے تھے اور

دادا کا ہونا اس عبارت سے ظاہر ہے کہ مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح عقلی معجزہ
دکھلایا انتہی ازالہ صفحہ ۳۰۳ حاشیہ اسمین شک نہیں کہ نص قطعی کے مقابلہ کے لحاظ سے مرزا صاحب

اپنے کلام مین کوئی تاویل کرلین گے یا نفس ہی کے معنی بدل دینگے مگر قرآن کے مخالف ان الفاظ کا استعمال کرنا کس قدر بدنما اور خلاف شان ایمان ہے خصوصاً ایسے موقع مین کیا سمجھا جائے جب کہ وہ اقسام کی توہین حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کررہے ہین جیساکہ ابھی معلوم ہوا۔

مرزا صاحب لکھتے ہین کہ مین امام حسین کے ساتھ مشابہت رکھتا ہون اور حسینی الفطرۃ ہون ازالہ صفحہ ۱ اور لکھتے ہین مجھے خدائے تعالی نے آدم صفی اللہ اور نوح اور یوسف اور موسی اور ابراہیم کا مثیل قرار دیا اور یہانتک نوبت پہنچی کہ بار بار احمد کے خطاب سے مخاطب کرکے ظلی طور پر مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قرار دیا ازالہ صفحہ ۲۵۳ اور لکھتے ہین جب تم اشد سرکشیون کی وجہ سے سیاست کے لائق ٹھہر جاؤگے تو محمد بن عبداللہ ظہور کریگا جو مہدی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالے کے نزدیک اوسکا نام محمد ابن عبداللہ ہوگا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل بنکر آئے گا ازالہ صفحہ ۵۷۲ ان تقریرون مین سے اگرچہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی مشابہت سے ابتدا کی گئی جس سے یہی سمجھا گیا کہ عام طور پر مشابہت کا دعوی ہے مگر در باطن ایک بڑے دعوی کی تمہید تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مثیل ہین اور مثیل بھی وہ نہین جسکو ہر شخص سمجھتا ہے بلکہ خود حضرت ہی ہین جو بروزی طور پر ظہور فرمائے ہین جیساکہ الحکم مورخہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ مین جو قصیدہ انہون نے مشتہر کیا ہے اس سے ظاہر ہے اس قصیدہ کا عنوان بخط جلی لکھا ہے

پیام شوق بجناب رسالت حضرت خاتم الانبیا سید الاصفیا فداہ ابی وامی صلعم

از خاکسار ابو یوسف احمدی سیالکوٹی۔

دعویٰ ہمتائے جانان ہو بھلا کسکی مجال	کسکو تاب ہمسری ہے سید لولاک سے
تو نے دکھلایا بروزی طور ہو اپنا جمال	قادیان میں جلوہ گر اب تیرے روئے پاک سے

غالباً مضمون بروز کسی مقام میں مرزا صاحب نے بھی لکھا ہے مگر چونکہ یہ اخبار مرزا صاحب اپنی امت کی ہدایت کے واسطے جاری کرتے ہین اسلئے استدلال کے لئے وہی کافی ہے چنانچہ اس شعر سے ظاہر ہے جو الحکم مورخہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ میں لکھا ہے

احمدیت کا مسلم ارکن سے الحکم	اور انفاس مسیحا کا دہن ہے الحکم

مسئلہ بروز قدیم حکما کا مسئلہ ہے جسکو فی زماننا ہر شخص نہین جانتا چونکہ مرزا صاحب نے اپنے وسیع معلومات سے اوسکی تجدید کی ہے اسلئے اولا اوسکا حال معلوم کرنیکی ضرورت ہے شیخ بوعلی سینا نے شفا میں اور قطب الدین شیرازی نے شرح حکمۃ الاشراق مین لکھا ہے کہ بعض حکما بروز وکمون کے قائل تھے انکا قول ہے کہ استحالہ فی الکیف ممکن نہین یعنے مثلاً پانی گرم کیا جائے تو یہ نہین سمجھا جائیگا کہ اسکی برودت جاتی رہی اور بجائے اسکے اسمین کیفیت حرارت آگئی اسلئے کہ حرارت وبرودت وغیرہ کیفیات اولئہ محسوسہ عناصر کی صور نوعیہ ہین اور ممکن نہین کہ صور نوعیہ فنا ہونے پر بھی حقائق نوعیہ باقی رہین پھر پانی جو گرم ہوجاتا ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ پانی مین حرارت بھی کامن یعنے پوشیدہ تھی جب حرکت جو باعث حرارت ہے اسکو لاحق ہو یا آگ اس سے متصل ہو تو وہ حرارت ظاہر ہوجاتی ہے جو اوسمین کامن تھی اصل یہ ہے کہ جتنے عناصر ہین اسطور پر مخلوق ہوے ہین کہ ہر ایک مین تمام عناصر موجود ہین مثلاً پانی مین آگ بھی ہے اور ہوا اور خاک بھی ہے نہ خالص پانی کہین پایا جائیگا نہ خالص آگ وغیرہ ہان یہ ضرور ہے کہ کسی مین پانی غالب ہے

اور کسی مین ہوا وغیرہ مثلاً پانی مین پانی غالب ہے اور ہوا وغیرہ مغلوب ہین - پھر جب
مغلوب عنصر کو قوت دینے والا عنصر اسکے ساتھ ملتا ہے تو مغلوب کو قوت ہوجاتی
ہے اور سب پر وہی غالب ہوجاتا ہے اور محسوس ہونے لگتا ہے غرضکہ نہ پانی
آگ ہوتا ہے نہ آگ پانی بلکہ آگ کی قربت سے پانی مین جو آگ چھپی ہوئی ہے ظاہر
ہوجاتی ہے اور باقی دوسرے عناصر اس سے متفرق ہوجاتے ہین - اس مذہب
کو شیخ نے شفا مین اور شیخ الاشراق نے حکمۃ الاشراق مین متعدد دلائل سے
باطل کیا ہے چونکہ ہماری غرض یہان اوس سے متعلق نہین اسلئے ان دلائل
کے ذکر کی ضرورت نہین سمجھی گئی بلکہ یہان یہ معلوم کرنا مقصود ہے کہ جو لوگ
بروز کے قائل تھے وہ بھی بروز کو صرف عناصر ہی تک محدود رکھتے تھے اور وہ
ہرگز اسکے قائل نہ تھے کہ ایک آدمی کے جسم مین دوسرے آدمی کا جسم بروز
کرتا ہے اور غالباً مرزا صاحب بھی یہان بروز سے بروز جسمانی مراد نہ لیتے ہونگے
بلکہ اس بروز کا مطلب یہی فرماتے ہونگے کہ روح مبارک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی بروز کی ہے جس سے یہ صادق آجائے کہ قادیان مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوا ہے جیسا کہ قصیدہ مین مذکور ہے گو مرزا صاحب
نے اسکو بروز خیال کیا ہو مگر درحقیقت یہ تناسخ ہے جسکا قائل فیثاغورس تھا
تاریخ فلاسفہ یونان جسکو عبداللہ بن حسین نے لغت فرنساوی سے عربی مین ترجمہ
کیا ہے اسمین لکھا ہے کہ حکیم فیثاغورس اس بات کا قائل تھا کہ ارواح فنا نہین
ہوتین بلکہ ہوا مین پھرتی رہتی ہین اور جب کوئی جسم مردہ پاتی ہین فوراً اسمین
گھس جاتی ہین پھر اسمین یہ پابندی بھی نہین کہ انسان کی روح انسان ہی کے

جسم مین داخل ہو بلکہ گدہے کتے وغیرہ کے جسم مین بھی داخل ہوجاتی ہین اسی طرح
حیوانات کی روحین انسانون کے اجسام مین بھی داخل ہوجاتی ہین اسی وجہ سے
وہ کسی حیوان کے قتل کو جائز نہین رکھتا تھا۔ قرائن قویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو
ان خرافات پر آمادہ کرنیوالا صرف ایک خیال تھا کہ اپنا تفوق سب پر ثابت
کرے اور تعلی کا موقع اچھی طرح حاصل ہو چنانچہ لکہا ہے کہ اسکا دعوی تھا کہ میری
روح پہلے ایتھالیدس کے جسم مین تھی جو عطارد کا بیٹا تھا جسکو اہل یونان اپنا معبود
سمجھتے تھے اور یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک روز عطارد نے اپنے بیٹے ایتھالیدس سے
کہا کہ سوائے بقاو دوام کے جو جی چاہے مجھ سے مانگ لے۔ اوس نے یہ خواہش
کی کہ میرا حافظہ ایسا قوی ہوجائے کہ جتنے واقعات زندگی مین اور موت کے بعد
مجھپر گذرین سب مجھکو یاد رہین چنانچہ اسوقت سے اسکو یہ بات حاصل ہوگئی
پھر اس نے اس دعوی کی تصدیق پر چند واقعات بیان کئے کہ اتالیدس کی روح
جب اسکے جسم سے نکلی تو اوفوربیہ کے جسم مین گئی اور شہر ترواده کے محاصره
مین اوسکو میتلاس نے زخمی کیا پھر اسکے جسم سے جب نکلی تو برہوٹیموس کے جسم
مین داخل ہوئی پھر ایک صیاد کے جسم مین گئی جسکا نام پورٹس تھا اوس کے
بعد اس عاجز کے جسم مین بروز کی جسکو تم فیثاغورس کہتے ہو اور چند درمیانی
واقعات اور بھی بیان کئے۔ غرضکہ خدا کی صاحبزادگی کا اعزاز حاصل کرنیکی
وہ تدبیر نکالی کہ جسکا جواب نہین اور حافظہ اور طبیعت خداداد تو اسکو پہلے ہی
سے حاصل تھی جسکے سبب سے شہرہ آفاق ہوچکا تھا سب نے حسن ظن کر کے
اسکی تصدیق کی یہ چونکہ اوس زمانہ مین الہام کا رواج نہ تھا اسلئے اسکو تناسخ کا

سلسلہ قایم کرنے اور ان خرافات کے تراشنے کی ضرورت ہوئی ورنہ الہام کا ہتھکنڈا
اگر اسکے ہاتھ آتا تو اس بکھیڑے کی ضرورت ہی نہوتی عطارد کی قسم کھا کر کہدیتا کہ
مجھے الہام ہوا بلکہ عطارد نے اپنے روشن چہرہ سے پردہ ہٹا کر روبرو سے کہدیا کہ
تو میرا بیٹا ہے اور نشانی یہ ہے کہ مین جو سنتا ہون یاد رکھ لیتا ہون اور نئے نئے
ہندسہ وغیرہ کے مسائل ایجاد کرتا ہون اگر اسکو نہین مانتے ہو تو مقابلہ کر لو
غرضکہ اس دعوی کے بعد اسکی تعظیم و تکریم اور بھی بڑھ گئی دور دور سے لوگ
اسکے پاس آتے اور اسکی شاگردی پر افتخار کرتے یہانتک کہ سعید وہ شخص
سمجھا جاتا تھا جو اسکے نزدیک بیٹھے چونکہ تعلیم مین خدا کے بیٹے کا بروز داخل تھا
اسلئے اسکے شاگردون کے ذہن مین اسکی الوہیت متمکن تھی - اگرچہ اس نے عقل
سے بہت کچھ کام لیا چنانچہ شکل عروس جو فن ہندسہ مین ایک مشہور اور مشکل شکل ہے
اوسکو اسی نے مدلل کیا مگر معتقدون کے اعتقاد بڑھانیکے لئے اور تدابیر کی
بھی ضرورت ہوئی چنانچہ ایکبار اس نے ایک چھوٹا سا حجرہ زمین کے اندر تیار
کرکے ایک سال اپنے تئین اسمین محبوس کیا اور یہ مشہور کیا کہ دوزخ کی سیر کو
جاتا ہون اور اپنی مان سے کہدیا کہ جو کچھ نئے واقعات شہر مین ہون انکو تحقیق
کرکے لکھدیا کرے ایک سال کے بعد جب اس حجرہ تنگ و تاریک سے نکلا جو
فی الحقیقت اسکے حق مین دوزخ ہی تھا تو ایسی حالت اسکی ہوگئی تھی کہ بمشکل
پہچانا جاتا تھا اسی حالت مین سب کو جمع کرکے دوزخ کے واقعات بیان کئے
کہ اسمین ہر یودس شاعر کو دیکھا کہ زنجیرون مین مقید اور مصلوب ہے اور ہومیرس
کی روح کو دیکھا کہ ایک جھاڑ پر لٹکی ہوئی ہے جسکے اردگرد اژدہے احاطہ کئے

ہوے ہین اس قسم کے اور واقعات بیان کرکے کہا کہ اس مدت مین ہین تم لوگون سے بھی غافل نہتا چنانچہ شہر کے تاریخ وار پورے واقعات بیان کردے جو ان کی تحریر مین ایکبار دیکھ لیا تھا اب اس کشف کے بیان سے تو اور بھی عزت دوبالا ہوگئی۔ ایکبار کہین کھیل کود کا مجمع تھا اسمین چلا گیا جب اوسکے پاس معتقدین کا مجمع ہوا تو ایک خاص طور کی سیٹی دی ساتھ ہی ایک گدھ ہولے اتر آیا لوگون کو اس سے نہایت تعجب ہوا جس سے اور زیادہ معتقد ہوگئے اور دراصل اس گدھ کو اوسنے تعلیم دے رکھی تھی جس سے کسی کو اطلاع نہ تھی یہ سب تدابیر اسی غرض سے تھین کہ ما فوق العادت امور معجزہ کے رنگ مین پیش کرکے احمقون مین امتیاز حاصل کیا جائے ایسے ہی لوگون کی شان مین حق تعالی فرماتا ہے فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ عقلا کیسی کیسی تدابیر اپنی کامیابیون کی سوچتے ہین جنکے تہ تک پہنچنا ہر کسی کا کام نہین دیکھ لیجیے یہ شخص کیسا مدبر اور مقرر ہوگا کہ یونان جیسے خطہ کے عقلا اور حکما کو احمق بناکر انکے خدا کا بیٹا بلکہ خود خدا بن بیٹھا یہی مسئلہ تناسخ و بروز تھا جو اسکو ترقی کے اعلی درجہ کے زینہ تک پہنچا دیا تھا مرزا صاحب چونکہ اعلی درجہ کے حاذق اور زمانہ کے نبض شناس ہین تشخیص کرکے وہی نسخہ استعمال کیا جو ایک حاذق کے تجربہ سے مفید ثابت ہو چکا ہے۔ اگرچہ اوس زمانہ کے عقلا نے اعلی درجہ کی طبیعتین پائی تھین مگر فیضان کا سلسلہ منقطع نہین۔ اہل کمال کے مثل ہر زمانہ مین پیدا ہوتے رہتے ہین بلکہ انصاف سے دیکھا جائے تو جو صنعتین اس زمانہ مین ظہور پا رہی ہین اول زمانہ سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہین اسکی خاص وجہ یہ ہے

کرا دکیا کے ذہنون کو متوجہ کرانیوالی متقدمین کی کارروائیان بطور مادہ پیش نظر ہین
اور قاعدہ کی بات ہے کہ تلاحق افکار سے ایک ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے جو موجد
کو حاصل نہ تھی دیکھئے فیثاغورس کو ایک سلسلہ گھڑنے کی ضرورت ہوئی کہ اوسکی روح
کئی جسمون مین ماری ماری پھری۔ اور مرزا صاحب کو اوسکی بھی ضرورت نہ ہوئی
بلا واسطہ روح انھی مین بروز کر گئی۔ اوسکو عطارد کا بیٹا بننے مین کس قدر دشواریان
اٹھانی پڑی۔ اور مرزا صاحب صرف ایک ہی الہام سے متبنی اپنے خدا کے بن گئے
اوسکو دوزخ کی سیر کا فخر حاصل کرنے کے لئے ایک برس دوزخ کا عذاب بھگتنا
پڑا۔ اور مرزا صاحب آرام سے اپنی خوابگاہ مین بیٹھے ہوے تمام افلاک کی سیر
کر لیتے ہین بلکہ جب چاہتے ہین خدا سے باتین کرکے چلے آتے ہین۔ اوسکو معجزہ خارق العادت
بتانیکے لئے گدہ کو تعلیم کی زحمت اٹھانی پڑی۔ اور مرزا صاحب کو خارق دکھلانیکی
ضرورت ہی نہین بیٹھے بیٹھے عقلی معجزے گھڑ لیتے ہین۔ مرزا صاحب نے دیکھا کہ نبوت
کے دعوی مین مولوی پیچھا نہ چھوڑینگے۔ حسب احادیث صحیحہ دجال و کذاب کہا
کرینگے۔ اسلئے یہ تدبیر نکالی کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونمین بروز کیا ہے
تاکہ جہال حضرت کا نام سنکر دم نہ مار سکین اسلئے کہ دجال و کذاب تو وہ ہے جو حضرت
کے سوا کوئی دوسرا حضرت کے بعد نبوت کا دعوی کرے جب خود حضرت ہی وہ دعوی
کر رہے ہین تو اوس لفظ کا محل نرہا۔ مگر یاد رہے کہ جب تک اس دعوی کو قرآن و
حدیث سے وہ ثابت نہ کرین کوئی مسلمان اونکی ان ابلہ فریبیون کو قابل توجہ نہین
سمجھ سکتا کیونکہ ہمارے دین مین تناسخ بالکل باطل کر دیا گیا۔ مرزا صاحب سے
کوئی یہ نہین پوچھتا کہ حضرت آپنے حمامۃ البشری الی اہل مکۃ وصلحا، ام القری مین تو

یہ لکھکر اہل مکہ وغیرہم کو اطمینان دلایا تھا کہ مین علماء سے جو مناظرہ کرتا ہون وہ صرف
نزول عیسی علیہ السلام کے مسئلہ مین ہے اسکے سوا کسی مسئلہ مین مجھے اختلاف نہین
چنانچہ فرماتے ہین واما ایمان قومنا وعلمائنا بالملئکۃ وغیرہا من العقائد فلسنا نجادلہم
فیہ ولا نخطیہم فی ذلک ولیس فی ہذہ العقائد الا التسلیم وانما نحن مناظرون فی امر
نزول المسیح من السماء حمامۃ البشری صفحہ پہر یہ بروز وکمون اور دعوی نبوت وغیرہ کیا
کیا یہ اعتقادی مسائل نہین ہین یا تمام مسلمانون کے متفق علیہ مسائل
ہین مرزا صاحب جھوٹ کو شرک کے برابر فرما چکے ہین اور اوس موقع مین یہہ بھی نہین
فرمایا کہ جہان دہوکا دینا مقصود ہو وہ جھوٹ نہین ہوتا۔
یہ چند تحقیقات اور اجتہادات مرزا صاحب کے اس غرض سے بیان کئے گئے
کہ انکی رفتار اور طبیعت کا انداز معلوم ہوجاے العاقل یکفیہ الاشارۃ سنن دارمی صفحہ
مین روایت ہے کہ صبیغ عراقی اکثر قرآن کی آیات مین پوچھا پاچھی کیا کرتا تھا جب
مصر کو گیا اور عمرو بن عاص کو اوسکا یہ حال معلوم ہوا تو اوسکو اپنی عرضی کے
ساتھ حراست مین دیکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے
عرضی پڑھکر چھڑیان منگوائین اور اسکو اتنا مارا کہ زندگی سے وہ مایوس ہوگیا
پھر بہت عجز والحاح پر چھوڑا تو گیا مگر احکام جاری ہوگئے کہ کوئی مسلمان اوسکو
نزدیک نہ بیٹھنے دے آخر جب اوس نے توبہ کی اور اوسکا یقین بھی ہوا تو اوسکو وقت
مجالست کی اجازت دی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے العاقل یکفیہ الاشارۃ
کے معنی عملی طور پر تمام مسلمانون کو مشاہدہ کرادیا کہ اوسکی یہ پوچھا پاچھی اشارۃ
کہہ رہی ہے کہ کبھی نہ کبھی کچھ نہ کچھ رنگ لانیوالی ہے اسلئے پیش از پیش ایسا بندوبست

کیا کہ اوسکے ہم خیالون کا بھی ناطقہ بند ہوجاے پھر کسکی مجال تھی کہ قرآن کے معنی ہین دم مارسکے
افسوس ہے اسلام کا ایک زمانہ وہ تھا کہ اشارات وامارات پر اہل اسلام چونک کر
حزم واحتیاط کو کام مین لاتے تھے اور ایک زمانہ یہ ہے کہ سر پر نقارے بج رہے ہین
مگر جنبش نہین اور حسن ظن کے خواب غفلت مین بے حس وحرکت ہین - کیا عمر رضی اللہ عنہ
کو حسن ظن کا مسئلہ معلوم نتھا صبیغ عراقی نے تو نہ کوئی بات ایجاد کی تھی نہ نبوت وغیرہ
کا دعوی کیا وہ تو صرف بعضے آیات کے معانی پوچھتا تھا جسمین حسن ظن کو بڑی گنجایش
تھی کہ نیک نیتی سے خداے تعالی کی مراد پر مطلع ہونا چاہتا ہے جو ہر مسلمان کا
مقصود دلی ہے - اب عقلا بصیرت سے کام لیکر غور فرماسکتے ہین کہ اگر مرزا صاحب
کی یہ تحریرات عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین پیش ہوتین تو کیا کیا ہوجاتا - وہ زمانہ
تو کچھ اور ہی تھا مرزا صاحب اس زمانہ مین بھی اسلامی سلطنتون سے نہایت خائف
ہین یہانتک کہ باوجود اسقدر دولت وثروت کے حج فرض کو بھی نہین جاسکتے -
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صاف طور پر یہ روایت ہے کہ جو کوئی ایسے
کامون کا مرتکب ہو جن سے لوگون کو بدگمانی کا موقع ملے تو بدگمانی کرنیوالے قابل
ملامت نہین ہوسکتے - جیسا کہ کنز العمال مین ہے عن عمر رضی اللہ عنہ قال من تعرض
للتھمۃ فلا یلومن من اساء بہ الظن اور یہ تو قرآن شریف سے بھی ثابت ہے کہ بعضے
وقت نیک گمان بھی گناہ ہوجاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ترجمہ اے مسلمانو! بہت
گمانون سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان گناہ ہین انتہی اس آیہ شریفہ مین حق تعالی نے
ظن سوء یعنے بدگمانی کی تخصیص نہین کی بلکہ مطلقا ظن فرمایا جو ظن خیر اور ظن سوء

دونون پر شامل ہے جس سے ثابت ہے کہ جیسے باوجود آثار وعلامات تدین کے بدگمانی درست نہین ویسے ہی تخریب وفساد دین کے آثار وعلامات کسی سے نمایان ہوتے ہوے حسن ظن جائز نہین اسی وجہ سے صبیغ عراقی پر حسن ظن نہین کیا گیا۔ اور حقتعالی فرماتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا یعنے اے مسلمانو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو اچھی طرح اوسکی تحقیق کر لیا کرو۔ مفسرین نے اس آیت کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ حارث ابن ضرار خزاعی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کر کے گئے کہ مین اپنے قبیلہ کی زکوۃ جمع کر کے رکہتا ہون حضرت کسی کو بھیجکر منگوالین حضرت نے ولید بن عقبہ کو بھیجا وہ راستہ ہی سے واپس آکر یہ شکایت پیش کی کہ حارث بجائے اسکے کہ مجھے مال زکوۃ دے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا اسلئے مین جان بچاکر آگیا ہون اسپر صحابہ نے غالباً ولید پر حسن ظن اور اوسکی خبر کی تصدیق کر کے حضرت سے کچھ عرض کیا ہوگا جس پر حضرت نے خالد بن ولید کو مع لشکر اونکی سرکوبی کیلئے بھیجا اور فرمایا اون کے قتل مین جلدی نہ کرنا چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ نے وہان جاکر مخفی طور پر خوب تحقیق کی جس سے ثابت ہو گیا کہ اون لوگون کے اسلام مین کوئی اشتباہ نہین خالد نے واپس آکر حقیقت حال بیان کی اور حارث بھی مال زکوۃ لیکر حاضر ہو گئے اور یہ آیت اونکی برأت مین نازل ہوئی اور ہمیشہ کے لئے یہ حکم ہو گیا کہ احتیاطی امور مین حسن ظن سے کام نہ لیا جائے۔ دیکھئے باوجودیکہ ولید صحابہ مین تھا اور معتمد علیہ سمجھا گیا چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کے لئے اسکا انتخاب فرمایا پھر ایسے شخص پر صحابہ نے اگر حسن ظن کیا تو کیا برا کیا تھا مگر حق تعالی نے اوسکی بھی

ممانعت فرمادی کہ گو بعض قراین حسن ظن کے موجود ہون مگر جبتک پوری تحقیق نکرلیجائے اسباب ظاہری قابل اعتبار نہین - یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ ہرچند صحابہ کل عدول اور اعلی درجہ کے متدین تھے مگر معصوم نہ تھے حکمت الٰہی اسی کو مقتضی تھی کہ اونسے بھی اتفاقی طور پر اقسام کے گناہ صادر ہون تاکہ تمام امت کو جو قیامت تک باقی رہنے والی ہے ہر ایک گناہ کا حکم عملی طور پر معلوم ہوجاوے -

اب یہان اہل اسلام غور فرماوین کہ جب صحابہ کی نسبت یہ حکم ہوگیا کہ انکی خبر مجرد احتیاطی امور مین قابل حسن ظن نہین تو کسی دوسرے کی مجرد خبر وہ بھی کیسی کہ مجھے اللہ نے اپنا رسول اور نبی بناکر بھیجا ہے وغیرہ وغیرہ کیونکر مانی جاوے - شاید یہان یہ شبہ ہو کہ حق تعالی نے فاسق پر حسن ظن کرنیسے منع فرمایا ہے - اسکا جواب یہ ہے کہ صحابہ نے ولید کو حسن ظن کے وقت فاسق نہین سمجھا تھا کیونکہ حسن ظن کے قرائن موجود تھے پھر اون حضرات پر کیونکر یہ بدگمانی کیجاوے کہ باوجود فاسق سمجھنے کے اوسپر حسن ظن کیا البتہ فسق کا حال اس خبر کے بعد کھلا جس سے اوس کا فاسق ہونا مسلم ہوگیا -

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے افک کے معاملہ مین عبداللہ ابن سلول اور حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ اور مسطح ابن اثاثہ رضی اللہ عنہ اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا لوگون کو خبر دیتے پھرے یہانتک کہ یہ خبر مشہور ہوگئی ہرچند صحابہ نے اسکی تصدیق نہین کی مگر اس خیال سے کہ خبر دینے والے صحابہ ہین اوسکی تکذیب بھی نہین کی اس پر حق تعالی نے کمال عتاب سے فرمایا کہ خدا کا فضل تھا کہ تم لوگ بچ گئے ورنہ اس تکذیب نہ کرنے پر بڑا عذاب تم پر نازل ہوتا کما قال تعالی وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ
یعنے اگر تم مسلمانون پر دنیا اور آخرت مین خدا کا فضل اور اوسکا کرم نہ ہوتا تو جیسا تمنے
اس (نالائق) بات کا چرچا کیا اوسمین تم پر کوئی بڑی آفت نازل ہوگئی ہوتی اسکے
اوپر ارشاد ہوتا ہے کہ اس خبر کے سنتے ہی مسلمانون کو لازم تھا کہ صاف کہدیتے
کہ یہ خبر بالکل غلط اور بہتان ہے کما قال تعالی وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ
لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا
لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یعنے اور تم نے ایسی (نالایق) بات سنی تھی اسکے سننے
کے ساتھ ہی) کیون نہین بول اٹھے کہ ہمکو ایسی بات منہ سے نکالنی زیبا نہین حاشا
وکلا یہ تو بڑا بھاری بہتان ہے خدا تمکو نصیحت کرتا ہے کہ اگر ایمان رکھتے ہو تو پھر
کبھی ایسا نکرنا انتہی صحابہ نے اس خبر کو مشہور کرنیوالون کی گو تصدیق نہ کی مگر تکذیب
نہ کرنا خود قرینہ ہے کہ مخبرون پر کسی قدر حسن ظن ضرور کیا تھا ورنہ تکذیب کرنے کو
کون مانع تھا اتنے ہی حسن ظن پر عذاب عظیم کی تخویف کے مستحق ہوگئے اگر حسن ظن
سے تصدیق بھی کرلیتے تو معلوم نہین کہ کس آفت کا سامنا ہوتا اب غور کیا جائے کہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان کیا خدائے تعالی پر بہتان کرنیکے برابر ہو سکتا ہے
ہرگز نہین - پھر مرزا صاحب جو کہتے ہین کہ خدائے تعالی نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہی جس سے
حق تعالی کا وہ ارشاد کہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ہے خلاف واقع ٹھیرتا
ہے کیا بہتان نہین ہے اور اونپر حسن ظن کرکے اس بہتان عظیم کی تصدیق کرنا کس عذابکا
استحقاق حاصل کرنا ہے - حق تعالی کس صراحت سے فرماتا ہے يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا
لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یعنے اگر تم ایمان رکھتے ہو تو پھر کبھی ایسا نکرنا مگر افسوس ہے

کہ اسپر بھی عمل نہین کیا جاتا جسکی وجہ سے آفتون پر آفتین آتی جاتی ہین حق تعالی فرماتا ہے
اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّھُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ
وَلَاھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ۔ یعنے کیا یہ لوگ نہین دیکھتے کہ وہ ہر سال ایکبار یا دو بار مبتلاے
مصیبت ہوتے رہتے ہین اسپر بھی نہ تو توبہ ہی کرتے ہین اور نہ نصیحت ہی پکڑتے ہین انتھے
مرزا صاحب جو اکثر لکھتے ہین کہ اونکے نہ ماننے کے سبب سے طاعون اور زلزلون کا
سلسلہ جاری ہے سوا اوسکا تو ثبوت کسی طرح مل نہین سکتا مگر اس نص قطعی سے اشارۃً
اس بات کا ثبوت ملسکتا ہے کہ مرزا صاحب کے بہتان علی اللہ کے ماننے کی وجہ سے
یہ مصیبتین آرہی ہین اور قاعدہ ہے کہ جب کسی قوم کے بداسلوبیون کی وجہ سے عذاب
آسمانی اترتا ہے تو وہ عام ہوجاتا ہے اور اسمین کیسیکی تمیز باقی نہین رہتی جیسا کہ احادیث
سے ثابت ہے اور افک کے واقعہ مین حق تعالی نے یہ بھی فرمایا وَلَوْلَا جَاءُوْا
عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَاءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ
الْکٰذِبُوْنَ یعنے (جن لوگون نے یہ طوفان اٹھا کھڑا کیا) اپنے بیان کے ثبوت پر
چار گواہ کیون نہ لائے پھر جب گواہ نہ لاسکے تو خدا کے نزدیک (بس) یہی جھوٹے
ہین انتھی اس سے ظاہر ہے کہ ایسے دعوون پر معتبر گواہون کی ضرورت ہے ورنہ
قابل التفات نہین ـ مرزا صاحب دعوی نبوت پر جو مصنوعی گواہ پیشگوئیان وغیرہ
پیش کرتے ہین جو کاہن رمال منجم بھی کیا کرتے ہین وہ اس قابل نہین کہ اس معاملہ
مین گواہ سمجھے جائین کتاب المختار فی کشف الاسرار مین لکھا ہے کہ بعضے دوائین
ایسی بھی ہین کہ اگر آدمی سونیکے وقت اونکا بخور لے تو آئندہ کے واقعات خواب
مین معلوم ہوتے ہین جھوٹے دعوی کرنیوالے اس قسم کی تدابیر سے پیش گوئیان

کیا کرتے ہین ۔

قرآن و حدیث و اجماع وغیرہ سے جو ثابت ہے کہ مدعی کچھ بھی دعوی کرے اوس سے گواہ طلب کیے جائین یہ امر ہمارے دعوی پر گواہ صادق ہے کہ کسی مدعی پر حسن ظن نہ کیا جائے پھر جب خود دعوی اس قسم کا ہو کہ سر سے دین ہی اوسکو قبول نہین کرتا تو حسن ظن وہان کیونکر درست ہوگا اس قسم کے دعوون پر نہ گواہ طلب کرنے کی حاجت ہے نہ اونکی گواہی مقبول ہوسکتی ہے ان دعوون مین کیسی ہی ملمع سازیان کیجائین بدگمانی واجب ہے ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین الحزم سوء الظن جسکا مضمون سعدی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے ۔

نگہدارد آن شوخ در کیسہ دُر	کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر	

اہل ایمان جانتے ہین کہ ایمان کیسا در بے بہا ہے جب ایک پتھر کی حفاظت کے واسطے عقل عام بدظنی پر آمادہ کردیتی ہے تو اس گوہر بے بہا کی حفاظت کے لئے کس قدر بدگمانی کی ضرورت ہے ورنہ یہ سمجھا جائیگا کہ ایمان ایک پتھر کے برابر بھی نہین سمجھا گیا ۔

دین مین بہتر فرقے جو ہوگئے جنکا ناری ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے سب کا وجود و بقا اسی حسن ظن ہی کی بدولت ہوئی اگر کسی بانی مذہب پر حسن ظن نہ کیا جاتا تو نہ اورون کے حوصلے بڑھتے نہ کسی کا خیال اسطرف متوجہ ہوتا ۔

دیکھئے یہ حدیث صحیح ہے عن عرفجۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سیکون ہنات وہنات فمن اراد ان یفرق امر ہذہ الامۃ وہو جمیع فاضربوہ بالسیف کائنا من کان رواہ مسلم یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریب ہے

کہ شر و فساد ہونگے سو یاد رکہو کہ جو کوئی اس امت کے اجتماعی حالت مین تفرقہ ڈالنا چاہے اوسکو تلوار سے قتل کر ڈالو انہی کیا اچہا ہوتا کہ اگلے زمانہ کے لوگ تفرقہ اندازون پر حسن ظن نہ کرکے جس طرح اس حدیث شریف نے قطعی فیصلہ کر دیا ہے اونکو قتل ہی کرڈالتے جس سے ان مذاہب باطلہ کا نام لینے والا ہی کوئی نرہتا اور تمام امت متفق اور ایک دوسرے کی معاون رہتی اور لاکہون فرق باطلہ کے لوگ دوزخ سے محفوظ رہتے الحاصل اسکا انکار نہین ہو سکتا کہ بے موقع حسن ظن نے اسلام مین بڑی بڑی رخنہ اندازیان کین مگر افسوس ہے کہ ہمارے برادران دینی ابتک ہوشیار نہین ہوے اور اس مقولہ پر غور نہ کیا من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ روح البیان

وروح المعانی وغیرہ تفاسیر مین یہ روایت ہے عن الحسن البصری قال کنا فی زمان

الظن بالناس حرام وانت الیوم فی زمان اعمل واسکت وظن بالناس ماشئت یعنے ہمنے ایسا زمانہ بھی دیکہا ہے کہ بدگمانی اوسوقت حرام تہی اسلئے کہ عموماً صلحا اور سب سے آثار خیر نمایان تھے اور اب وہ زمانہ آگیا کہ اپنی ذات سے عمل کرکے ساکت رہو اور جسپر جو چاہو گمان کرو کیونکہ لوگون سے ایسے ہی افعال صادر ہو رہے ہین جن سے بدگمانی کو موقع ملتا ہے۔ دیکہئے جب پہلی صدی کے اواخر کا یہ حال ہو تو چودہوین صدی کا کیا حال ہوگا حسن بصری رح کے قول سے مستفاد ہے کہ جسکا خبث باطن ظاہر ہونے لگے تو اس عالم مین اوسکو اتنی سزا تو ضرور ہے کہ اوسکے ساتھ بدگمانی کی جائے کسی شاعر نے لکہا ہے۔

خیانتہاے پنہان میکشد آخر برسوائی	کہ دزد خانگی را شحنہ در بازار میگیرد

تاریخ دانون پر یہ امر پوشیدہ نہین کہ اس بیموقع حسن ظن ہی سے نصاری کے دین

کو تباہ کیا اور ایسی چشم بندی کی کہ انیس سو برس سے ابتک کسیکی آنکھ نہ کھلی اس اجمال
کی تفصیل اس واقعے سے ظاہر ہے جو علامہ خیر الدین افندی الوسی نے الجواب الفسیح [ص ۳۱۶]
مین اسلامی اور نصاری کی تواریخ سے نقل کیا ہے کہ عیسی علیہ السلام کے رفع کے
بعد جب عیسائیون کی حقانی پر اثر تقریرین یہود کے دلون کو اپنی طرف مائل کرنے لگین
اور یہودی جوق جوق دین عیسائی قبول کرنے لگے تو بولس جو یہود کا بادشاہ تھا
کل عیسائیون کو شام کے ملک سے تاراج کر دیا مگر دیکھا کہ اس سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوا
اور عیسویت ویسی ہی ترقی پذیر ہے مجبور ہو کر ارکین دولت سے کہا کہ یہ فتنہ روز افزون
ترقی کر رہا ہے اور اسکے فرو ہونیکی کوئی تدبیر نہین بنتی اب مین ایک رائے سوچتا ہون
خواہ وہ اچھی ہو یا بری تم میری موافقت کرو انہون نے قبول کیا اونسے اوس نے
معاہدہ لیکر سلطنت سے علیحدہ ہو عیسوئیون کا لباس پہن اونمین چلا گیا انہون نے
اس حالت مین اوسکو دیکھتے ہی خدا کا شکر بجا لایا اور بہت کچھ آو بھگت کی اوس نے
کہا کہ اکابر قوم کو جلد جمع کرو کہ مین کچھ اونسے کہنا چاہتا ہون سب فوراً جمع ہو گئے
اوسوقت اوس نے یہ تقریر کی کہ جب تم لوگون کو مین شام سے نکالدیا مسیح نے مجھپر
لعنت کی اور میری سماعت بصارت عقل سب چھین لی جس سے مین اندھا بہرا دیوانہ
ہو گیا اس حالت مین مجھے تنبہ اور یقین ہوا کہ بیشک سچا دین یہی ہے جس پر تم ہو
اب بفضلہ تعالی اپنے باطل دین اور دنیائے فانی کی سلطنت کو چھوڑ کر تمہاری
رفاقت اور فقر و فاقہ کو سعادت ابدی جانتا ہون اور عہد کر لیا ہون کہ بقیہ عمر
توریت کی تعلیم اور اہل حق کی صحبت مین بسر کرون آپ صاحبون سے میری سابقہ
خواہش ہے کہ ایک چھوٹا سا گھر بنا دو جسمین مین عبادت کیا کرون اور اسمین بجائے

بستر راک بچھا دو مین نہین چاہتا کہ عمر دو روزہ مین کسی قسم کی آسایش حاصل کرون یہ کہکر
توریت کی تلاوت اور اسکی تعلیم مین مشغول ہوگیا - یہ امر پوشیدہ نہین کہ اگر کسی بستی کا
زمیندار ایسے حقانی پرجوش الہامی کلمات کہتا ہے اور حالت موجودہ بھی کسی قدر اوسکی
تصدیق کرتی ہو تو طبیعتون مین ایک غیر معمولی جوش پیدا ہوجاتا ہے چہ جائیکہ بادشاہ
سلطنت ترک کرکے زمرہ فقرا مین داخل ہوجاے اور منشا اوسکا ایک زبردست
الہام بیان کرے جس نے تخت و تاج شاہی سے لباس فقر و بستر خاک پر قانع کردیا اور
حالت موجودہ بھی از سرتاپا اوسکی تصدیق کرہی ہو تو پھر اوس زمرہ فقرا مین کس کا
دل ایسا ہوگا کہ جان و مال اوسپر فدا کرنے پر آمادہ نہو غرضکہ عبادت خانہ فوراً تیار
ہوگیا اور اسمین عزلت اختیار کی دوسرے روز جب سب معتقدین جمع ہوے تو
دروازہ کھولکر باہر نکلا اثناے تقریر و تعلیم مین کہا کہ ایک بات میرے خیال مین
آتی ہے اگر مناسب سمجھو تو قبول کرو سب ہمہ تن گوش ہوگئے - کہا جتنی جہان کو
روشن کرنیوالی چیزین عالم غیب سے آتی ہین وہ اللہ کے حکم سے آتی ہین کیا یہ بات
سچ ہے سب نے کہا ہان یقیناً سچ ہے - کہا مین صبح و شام دیکھتا ہون کہ آفتاب
ماہتاب وغیرہ سب مشرق کی طرف سے نکلتے ہین اسلیے میری راے مین قبلہ بنانیکے
لایق مشرق سے بہتر کوئی سمت نہین نماز اسی طرف پڑہنا چاہیے سب نے بطیب خاطر
آمنا و صدقنا کہکر بیت المقدس کو جو تمام انبیا کا قبلہ تھا ایک ہی بات مین چھوڑدیا
اوسکے بعد وہ اپنے عبادت خانہ مین چلا گیا اور دو روز تک نہین نکلا جس سے
لوگون کو سخت تشویش ہوئی تیسرے روز جب معتقدین کا ہجوم ہوا برآمد ہوکر تعلیم و تقریر
شروع کی اثناے تقریر مین کہا مجھے ایک اور بات سوجھی ہے سب تحقیق جدید

سننے کے تو پہلے ہی سے مشتاق تھے یہ مژدہ سنکر بسمع قبول متوجہ ہوگئے کہا کیا یہ بات
سچ ہے کہ جب کوئی معزز شخص کسی معمولی آدمی کے پاس ہدیہ بھیجے اور وہ قبول نکرے
تو اوسکی کسر شان ہوتی ہے سب نے کہا بیشک نہایت درجہ کسر شان ہے کہا جتنی چیزین
زمین و آسمان مین ہین خداے تعالی نے سب تمہارے ہی لئے بنائی ہین ایسے
ہدیہ کو رد کردینا یعنے بعضے اشیا کو حرام سمجھنا کیسی گستاخی ہے عقیدت مندی یہی ہے
کہ جتنے چھوٹے بڑے حیوانات ہین سب کو شوق سے کہانا چاہئے سب نے آمنا و
صدقنا کہکر نہایت کشادہ دلی سے وہ بھی قبول کرلیا اوسکے بعد عبادت خانے سے
تین دن تک نہین نکلا جس سے لوگون کو سخت پریشانی اور ملاقات کا نہایت شوق
ہوا چوتھے روز دروازہ کہولکر مشتاق دیدار کو تسلی دی پہر پوچہا کیا تم نے سنا ہے کہ
کوئی آدمی مادر زاد اندہے کو بینا اور ابرص کو چنگا اور مردون کو زندہ کیا ہے لوگون
نے کہا ممکن نہین کہا دیکھو مسیح یہ سب کام کرتے تھے اسلئے مین تو یہی کہونگا کہ مسیح
آدمی نہ تھا خود اللہ تعالی تھا جو چند روز تم مین ظاہر ہوکر چہپ گیا یہ سنتے ہی
خوش اعتقادون کے نعرے آمنا و صدقنا کے ہر طرف سے بلند ہوے اور سوا
معدودی چند کے سب نے بالاتفاق کہدیا کہ بیشک مسیح آدمی نتھا غرض تین ہی
معرکون مین اوس نے میدان مارلیا اور سب کو خسر الدنیا و الآخرہ کا مصداق
بنا کر ایک نئی سلطنت قائم کرلی ۔ حیرت کا مقام یہ ہے کہ اون سادہ لوحون نے
یہ بھی نہ پوچہا کہ حضرت آپ کو عیسائی ہونے کا دعوی ہے پہر یہ مخالف باتین کیسی
آخر ہم بھی اپنے نبی کے کلام اور اونکے طریقہ سے واقف ہین کبھی اس قسم کی
بات اونسے نہین سنی اور اگر یہ الہامات ہین تو جس نبی کے امتی ہونیکا دعوی ہے

اوسکے طریقہ کے مخالف الہام کیے - بہرحال جدت پسند طبائع حسن ظن کرکے اوسکے مکر و تزویر کے دام مین پہنس گئے مگر ایک شخص کامل الایمان جسکا شمار اون لوگونمین تھا جسکو اس زمانہ کی اصطلاح مین لکیر کے فقیر کہتے ہین اٹھ کھڑا ہوا اور سب کو مخاطب کرکے کہا تمپر خدا کی مار اتنا بھی نہین سمجھتے کہ یہ کم بخت تمہارا دین بگاڑنے کو آیا ہے ہمنے خود مسیح علیہ السلام کو دیکہا ہے کبھی اونسے اس قسم کی باتین نہین سنین مگر ایک شخص کی بات نقار خانہ مین طوطی کی آواز تھی کسی نے نہ سنی آخر وہ بزرگ اپنے چند رفقا کو لیکر علحدہ ہوگئے نصاریٰ کو اس شخص پر حسن ظن اسقدر ہے کہ ابتک اوسکو پولوس مقدس لکھتے ہین - دیکھیے اسی حسن ظن کا اثر ہے کہ اونکو قطعی کافر بنا دیا - اسمین شک نہین کہ اوسکی ظاہری حالت قابل حسن ظن تھی مگر اس قسم کے اقوال کے بعد ایسے شخص پر حسن ظن رکہنا کیا کسی نبی کی شریعت مین جائز ہو سکتا ہے ہرگز نہین جس چیز کا انجام کفر ہو وہ اگر کفر نہین تو گناہ کبیرہ تو ضرور ہو گی اسیوجہ سے یہ قاعدہ مسلم ہے کہ مقدمہ الحرام حرام ہر چند اوس زمانہ کے لوگون نے دہوکا کہایا مگر ادنی تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا سبب قوی تھا اسلئے کہ انہون نے دیکہا کہ بادشاہ وقت دین کا دشمن اپنے نبی کے معجزہ سے ایمان ظاہر کر رہا ہے اور اوسکی حالت بھی گواہی دیرہی ہے کہ جبتک باطنی نور کا اثر اوسکے دل پر نہ ہوا ہو ممکن نہین کہ سلطنت چھوڑ کر فقر و فاقہ کی مصیبتین برداشت کرسکے اس قسم کے مکرون پر مطلع ہونا سوائے اہل بصیرت کے ہر کسی کا کام نہین مگر حیرت یہ ہے کہ پولس صاحب نے جن باتون کے جمانیکے لئے سلطنت چھوڑی تھی مرزا صاحب اوسی قسم کی باتون کی بدولت ایک ایک قسم سلطنت کی حاصل کررہے ہے اور لاکھون روپیہ کمارہے ہین - اقتضائے زمانہ اسے کہتے ہین کہ باوجودیکہ

عقل و فراست آجکل ترقی پر ہے اور قدیم لوگ بے وقوف سمجھے جاتے ہین مگر بہت سے عقلمند ونکی سمجھ مین نہین آتا کہ مرزا صاحب کیا کر رہے ہین اسکی نظیرین اسلامی دنیا مین بھی بہت سی موجود ہین جو تاریخ دانون پر پوشیدہ نہین ۔

کتاب المختار مین علامہ جوبری نے لکھا ہے کہ سفاح کے زمانہ مین ایک شخص جسکا نام اسحق تھا اصفہان مین آکر سخت مفسدہ برپا کیا یہ شخص مغرب کا رہنے والا تھا ادسی طرف وہ قرآن توراۃ انجیل زبور وغیرہ کتب آسمانی پڑھکر جمیع علوم مروجہ کی تحصیل اور اکثر السنہ اور اقسام کے خطوط کی تکمیل کرکے اصفہان مین آیا اور دس برس تک ایک مدرسہ مین مقیم رہا اس مدت مین نہ کوئی کمال ظاہر کیا نہ کسی سے بات کی یہانتک کہ اخرس یعنے گنگا مشہور ہوگیا مگر معرفت سب سے پیدا کرلی پھر ایک رات ایک قسم کا روغن تیار کرکے اپنے منہ پر ملا اور دو شمع خاص قسم کے روشن کیے جنکی روشنی مین چہرہ کا روغن ایسا چمکنے لگا کہ جس سے نگاہ خیرہ ہوتی تھی پھر تین چیخین ایسی مارین کہ سب مدرسہ کے لوگ چونک پڑے اور آپ نماز مین مشغول ہوکر نہایت تجوید اور عمدہ لہجہ سے باواز بلند قرآن پڑہنے لگا مدرسین اور اعلی درجے کے طلبہ نے جب دیکہا کہ وہ گنگا نہایت فصیح ہوگیا اور چہرہ ایسا پرانوار ہے کہ نگاہ نہین ٹہر سکتی اس قدرت خدا کے مشاہدہ سے صدر مدرس تو بیہوش ہوگئے اور دوسرے لوگ سکتہ کے عالم مین تھے جب افاقہ ہوا تو صدر مدرس صاحب نے خیال کیا کہ یہ قدرت خدا کا نیا تماشا اگر عمائد بھی دیکہین تو اچھا ہوگا مدرسہ کے دروازے پر جب آئے تو وہ مقفل تھا اور کلید مفقود کسی تدبیر سے باہر نکلے وہ آگے اور تمام فقہا اونکے پیچھے پیچھے قاضی شہر کے مکان پر آئے وہ اس ہجوم اور چیخم چاخ سے

بدحواس باہر نکل آئے اور اس عجیب وغریب واقعہ کو سنکر وزیر کو اطلاع دی غرضکہ
تمام شہر مین اوس رات ایک ہنگامہ تھا ہر طرف سے جوق جوق لوگ چلے آرہے تھے
کہ چلو قدرت خدا کا تماشا دیکھو چنانچہ وزیر و قاضی وغیرہ معززین شہر مدرسہ کے
دروازے پر آئے دیکھا تو دروازہ بند ہے کسی نے پکار کر کہا حضرت آپ کو
اسی خدا کی قسم ہے جس نے آپ کو یہ درجہ عطا فرمایا خدا کے لئے دروازہ کھولئے اور
مشتاقان دیدار کو اپنے جمال باکمال سے مشرف فرمائے اوس نے کوئی تدبیر ایسی کی
کہ قفل گر پڑے مگر بظاہر بآواز بلند کہا اے قفلو کھل جاؤ اوسکی آواز کے ساتھ قفلون
کے گرنے کی آواز نے لوگون کے دلون پر عجیب قسم کی تاثیر کی کہ سب خائف و ترسان
ہوگئے اور دروازہ کھولکر کمال ادب سے روبرو جابیٹھے قاضی صاحب نے جرات
کرکے پوچھا کہ اس واقعہ حیرت انگیز سے تمام شہر گرداب اضطراب مین ہے اگر اسکی
حقیقت بیان فرمائی جائے تو سب پر منت ہوگی کہا چالیس روز سے مجھے کچھ آثار
نمایان ہورہے تھے آخر یہانتک نوبت پہنچی کہ اسرار خلق مجھپر علانیہ منکشف
ہوگئے تھے مگر مین بیان نہین کرسکتا تھا آج رات ایک عجیب واقعہ دیکھا کہ دو فرشتے
میرے پاس آئے مجھکو جگاکر انھون نے نہلایا اوسکے بعد مجھپر نبوتی سلام اسطور سے
کہا کہ السلام علیک یا نبی اللہ مجھے خوف ہوا کہ معلوم نہین اسمین کیا ابتلا ہے
اسلئے جواب سلام مین مین پس و پیش کر رہا تھا کہ اونمین سے ایک نے مجھسے
کہا افتح فاک باسم اللہ الازلی یعنے بسم اللہ کہکر منہ تو کھولو مین نے منہ کھول دیا
اور دل مین باسم اللہ الازلی کو بکرر کرتا رہا انھون نے ایک سفید سی چیز میرے
منہ مین رکھدی یہ تو معلوم نہین کہ وہ چیز کیا تھی مگر اتنا کہہ سکتا ہون کہ وہ برف سے

زیادہ سرد اور شہد سے زیادہ شیرین اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھی اوسکے حلق سے
نیچے اترتے ہی میری زبان گویا ہوگئی اور ابتدا میری زبان سے یہی نکلا اشہدان لاالہ
الا اللہ واشہدان محمداً رسول اللہ یہ سنکر فرشتون نے کہا تم بھی رسول اللہ برحق ہو
مین نے کہا اے بزرگوار و یہ کیا کہتے ہوانہون نے کہا اللہ نے تمکو نبی بناکراس قوم
مین مبعوث کیا ہے مین نے کہا یہ کیسی بات ہے حق تعالی نے تو ہمارے سید روحی فداہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خاتم النبیین فرمادیا ہے انہون نے کہا یہ سچ ہے مگر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اون انبیا کے خاتم تھے جن کی ملت اور شریعت دوسری تھی
تم اس ملت کے نبی ہو یعنے تمہاری نبوت ظلی ہے مستقل نہین مین نے کہا مجھ سے تو
یہ دعوی کبھی نہو سکے گا اور نہ میری کوئی تصدیق کریگا کیونکہ میرے پاس کوئی معجزہ
نہین انھون نے کہا جس نے تمہین گنگا پیدا کرکے ایک مدت کے بعد فصیح بنادیا
وہ خود تمہاری تصدیق لوگون کے دلون مین ڈالدیگا تمہین اس سے کیا کام اور
معجزات بھی لیجیے جتنی آسمانی کتابین تمام انبیا پر نازل ہوئین سب کا علم تمہین دیا گیا
اور کئی زبانین اور کئی قسم کے خطوط تم کو عطا کئے گئے پھر انہون نے کہا کہ قرآن
پڑھو مین نے جس طرح نازل ہوا پڑھکر اونکو سنادیا پھر انجیل پڑھوائے وہ بھی سنادی
پھر توراۃ و زبور و صحف پڑھنے کو کہا وہ بھی سنادے اور ان کتابونکا القا جو میرے
دل پر ہوا ادسمین کوئی تصحیف تحریف اور اختلاف قرات کی آمیزش نہین تھی
بلکہ جس طرح منزل من اللہ ہوئی ہین بلا کم و بیش اسی طرح میرے دل مین ڈالی گئین
جسکی تصدیق فرشتون نے بھی کی پھر ملائکہ نے کل کتب سماویہ مجھسے سنکر کہا قم فانذر الناس
یعنے اب اٹھو اور لوگون کو خدا سے ڈراؤ یہ کہکر وہ چلے گئے اور مین نماز مین مشغول

ہوگیا اوسوقت انوار و تجلیات جو میرے دل پر نازل ہو رہے تھے اونکا یہ عالم تھا کہ کچھ بیان نہین کرسکتا غالبًا اوسکے کسی قدر آثار چہرہ پر بھی نمایان ہوگئے ہونگے اور ابتک بھی محسوس ہوتے ہونگے یہ تو میری سرگذشت تھی اب مین آپ لوگون سے کہتا ہون کہ جس نے خدا پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر مجھپر ایمان لایا اوسکو تو نجات ملی اور جس نے میری تکذیب کی اوس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو بھی معطل کردیا اور وہ کافر ہے اگرچہ علما اور سمجھدار لوگون نے اوسکی تصدیق نہ کی ہوگی لیکن پھر بھی ظاہر پرست اتنے اوسکے مرید ہوگئے کہ سلطنت کا مقابلہ کرکے بصرہ وعمان وغیرہ تک قبضہ کرلیا ہرچند آخر مین مارا گیا لیکن اوسکی امت ابتک عمان مین موجود ہے۔ اخرس کو دس بیس برس تو محنت کرنی پڑی مگر اسے بڑی بختہ تھی آخر باطل قیاسون سے نتیجہ خاطر خواہ نکال ہی لیا کہ ایک ہی رات مین حسن ظن کی سوج ایسی پھونکدی کہ بات بات پر آمنا وصدقنا کی آواز بلند ہونے لگی بقول مرزا صاحب یہ عقلی معجزہ تھا اور کس زور کا تھا کہ ایک ہی رات مین اوس نے اپنا سکہ جما لیا دس برس گنگا ہنی کی مشقت اوسکو اسوجہ سے اٹھانی پڑی کہ اوس زمانہ مین خارق العادت معجزے قابل اعتبار سمجھے جاتے تھے۔ مرزا صاحب نے عقلی معجزے نکالکر اس مشقت کو بھی اٹھادی۔ اوس نے الہام کی عزت ثابت کرنیکے لئے دس سال کی مشقت گوارا کی مرزا صاحب نے یہ مدت براہین احمدیہ کی تالیف اور اعتبار بڑہانے مین صرف کی جس سے اونکے الہامون کی عزت ہونے لگی۔

تاریخ دول اسلامیہ مین لکھا ہے کہ ایک شخص خوزستان سے سواد کوفہ مین آکر ایک مدت تک ریاضت مین مشغول رہا یہانتک کہ کثرت صوم وصلوۃ

وعبادات سے اقران ومعاصرین پر اوسکی فوقیت مسلم ہوگئی اوسکے زہد وتقوی کا
یہ عالم تھا کہ صرف بوریا بنکر گذرا وقات کرتا اور کسی سے کچھ نہ لیتا اور وعظ
ونصائح کی پر زور تقریر ونکی یہ کیفیت کہ سامعین کے دلون کو ہلا دیتا غرضکہ جب ہر طرح
معتقدین کے دلون پر پورا تسلط کرلیا اور حسن ظن کا اندازہ کرکے دیکھ لیا کہ
اب ہر بات چل جائیگی تو پہلے تمہیداً تقلید کا مسئلہ چھیڑا کہ دین مین اوسکی کوئی
ضرورت نہین اوسکی تسلیم کے بعد کہا کہ اجماع بھی کوئی چیز نہین پھر احادیث مین
وہی کلام کیا جو آجکل ہو رہا ہے جب اسپر بھی سب نے امنا وصدقنا کہدیا تو بطور
امتحان چند مسائل معمولی نماز وروزہ کے ایسے بیان کئے کہ مخالف اجماع واحادیث
تھے معتقدین نے اوسی پر عمل شروع کردیا اس امتحان کے بعد بطور راز کہا کہ دیکھو
حدیث من لم یعرف امام زمانہ کی رو سے امام زمان کو معلوم کرنا نہایت ضروری امر ہے
مگر یاد رکھو کہ امام زمان کا خاندان نبوت اور اہل بیت سے ہونا ضروری ہے اور
وہ قریب مین نکلنے والے ہین۔ الحاصل اونکو امام زمان کا مشتاق بنا کر شام کو چلا گیا
وہان بھی اسی تدبیر سے لوگون کو امام زمان کا مشتاق اور منتظر بنا دیا جب
ایک وسیع ملک امام زمان کا مشتاق اور منتظر ہوگیا تو اوسکے قرابتدارون سے
ایک شخص جسکا نام ذکرویہ یحیی تھا اپنے تئین محمد بن عبداللہ ابن اسمعیل ابن امام جعفر
صادق علیہ السلام مشہور کرکے مہدویت کا دعوی کیا لوگ تو منتظر ہی تھے اور دیکھا کہ نام
بھی وہی ہے جو احادیث مین وارد ہے اونکو مہدی موعود کا ملجانا ایک نعمت
غیر مترقبہ تھا غرضکہ حسن ظن والون کا ایک لشکر عظیم جمع ہوگیا اور مہدی موعود صاحب
نے اپنے معتقدین کو لوٹ گھسوٹ پر لگادیا اور مکہ معظمہ مین اسقدر مسلمانونکی

خونریزی کی کہ کسی تاریخ مین اوسکی نظیر نہین ملسکتی یہ وہی فتنہ قرامطہ ہے جس سے تواریخ کے جزو کے جزو سیاہ ہین دیکھ لیجئے اس فتنہ کی بنیاد اوسی حسن ظن پر تھی جو خوزستانی کے تقدس پر کیا گیا تھا۔ مرزا صاحب کے تقدس کا اثر بھی کچھ کم نہین آپ کے جراحات جو التیام پذیر نہین قرامطہ کی جراحات سنان سے کم نہین۔ اگر دہان جسمانی قتل تھا تو یہان روحانی ہے عن ابن مسعود و عبد اللہ بن غافر و ثابت ابن ضحاک رضی اللہ عنہم قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن المومن کقتلہ رواہ الطبرانی و الخرائطی کنز العمال ج ۷ ص ۱۲۵ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو لعنت کرنا گویا اوسکو قتل کرنا ہے انتہی اب دیکھئے مرزا صاحب کا لشکر لعن مسلمانونکو برابر قتل کر رہا ہے یا نہین۔ چونکہ امام مہدی علیہ السلام کا قیامت کے قریب تشریف فرما ہونا حد تواتر کو پہنچ گیا ہے اور اسلام کے مسلمہ مسائل سے ہے جسکی وجہ سے ہر زمانہ مین لوگ مہدویت کا دعوی کرتے رہے جسکا حال کتب تواریخ سے ظاہر ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ وہ اہل بیت سے ہونگے اور اونکا نام محمد ابن عبد اللہ ہوگا اس لئے جن لوگون نے مہدویت کا دعوی کیا اونکو اسکی بھی ضرورت ہوئی کہ اوس نام و نسب کے ساتھ متصف ہون اسی وجہ سے خوزستانی مذکور نے زکرویہ کا نام محمد بن عبد اللہ بتلایا اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین اوسکا ہونا بیان کیا۔ اگر مہدویت کے لئے اس نام و نسب کی ضرورت نہ سمجھی جاتی تو اوسکو اس جھوٹ کہنے اور نسب سیادت مین داخل کرکے اوسکو ملعون بنانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسلمانون کے نزدیک مہدی کے لئے یہ نام و نسب لازم ہے۔

خوزستانی کو زکرویہ کا نام و نسب بدلنے کا موقع ملگیا تھا اسلئے کہ جن

لوگون کے روبرو اوسکا حال بیان کیا تھا وہ اوسکو جانتے تھے صرف حسن ظن سے اوسکے بیان کی تصدیق کرلی تھی کہ واقع مین اوسکا نام ونسب وہی ہوگا جو وہ کہہ رہا ہے مرزا صاحب کو نام ونسب بدلنے کا موقع نہ ملا اسلئے کہ قادیان کے لوگ اونکو جانتے تھے۔ اسوجہ سے انہون نے یہ تدبیر نکالی کہ احادیث مین جو نام ونسب امام مہدی علیہ السلام کا وارد ہے اوسکا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ نام غلام احمد ہو اور مرزا ہون مگر مہدی ضرور ہین چنانچہ ازالۃ الاوہام مین صفحہ ۷۴۷ لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جب تم سرکشیون کی وجہ سے سیاست کے لائق ہوجاؤگے تو محمد بن عبداللہ ظہور کریگا جو مہدی ہے۔ واضح رہے کہ یہ دونون وعدے کہ محمد بن عبداللہ آئیگا یا عیسی بن مریم آئیگا دراصل اپنی مراد ومطلب مین ہم شکل ہین محمد ابن عبداللہ کے آنیسے مقصود یہ ہے کہ جب دنیا ایسی حالت مین ہوجائیگی جو اپنی درستی کیلئے سیاست کی محتاج ہوگی تو اوسوقت کوئی شخص مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوکر ظاہر ہوگا۔ اور یہ ضرور نہین کہ درحقیقت نام محمد بن عبداللہ ہو بلکہ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالی کے نزدیک اوسکا نام محمد ابن عبداللہ ہوگا کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل بنکر آوے گا۔

یہ بھی غنیمت ہے کہ مرزا صاحب تسلیم کرتے ہین کہ جن حدیثون مین مہدی کا وعدہ ہے اوسمین اونکا نام محمد ابن عبداللہ ہے اب اون حدیثون کو دیکھئے جنمین مہدی علیہ السلام کے آنے کا وعدہ ہے۔ کنز العمال کی کتاب القیامت مین بکثرت روایات موجود ہین جنمین یہ الفاظ مذکور ہین کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابشروا بالمہدی رجل من قریش من عترتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی مولدہ بالمدینۃ

اکحل العینین - براق الثنایا - فی وجہہ خال - وغیرہ یعنے تمہین بشارت ہے کہ مہدی ایک شخص قبیلہ قریش سے میری عترت اور اہل بیت مین ہونگے - اونکا نام میرے نام کے مطابق اور اونکے باپ کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہوگا اونکی آنکھین سرمگین اور دانت چمکتے ہوے ہونگے اور چہرہ پر اونکے ایک خال ہوگا" - اور اسکے سوا اور بہت سی علامات احادیث مین مذکور ہین جو آئندہ انشاء اللہ تعالی لکھے جائینگی اب دیکھئے کہ مرزا صاحب نہ قریشی ہین نہ سید نہ اونکا نام محمد بن عبداللہ ہے نہ اور علامتین اونمین پائی جاتی ہین باوجود اسکے کہے جاتے ہین کہ مین مہدی موعود بھی ہون - اور ان سب علامات کو بالاے طاق رکھکر کہتے ہین کہ کسی بات کی ضرورت نہین مطلب ان احادیث کا یہی ہے کہ مہدی وہ شخص ہوگا جس کا نام غلام احمد قادیانی ہوگا اور مغلونکی نسل سے ہوگا

مرزا صاحب نے نامون مین تصرف کرنیکا طریقہ ابومنصور سے سیکہا ہے جس نے صلوۃ وصوم وحج وزکوۃ اور میتا اور خنزیر وغیرہ کو چند آدمیون کے نام قرار دیے تھے اور اوس سے مقصود اوسکا یہ تھا کہ نماز روزہ وحج وزکوۃ جو مشہور ہین اونکا کوئی اصل نہین اور نہ خمر و خنزیر وغیرہ حرام ہین الحاصل مرزا صاحب کی کارروائیون کی نظیرین بہت سی موجود ہین -

الآثار الباقیہ عن القرون الخالیہ مین علامہ ابوالریحان خوارزمی رح نے لکھا ہے کہ دولت عباسیہ مین ایک شخص جسکا نام بہافرید بن ماہ فروزین تھا نیشاپور کی طرف نکلا اوسکا ابتدائی حال یہ ہے کہ وہ سات برس تک غائب رہا چین وغیرہ مین اوقات بسر کرکے واپسی کے وقت چین سے نہایت مہین - اور نرم قمیص لایا جو مٹھی مین آسکتا تھا اور رات کے وقت مجوس کی گورستان مین کسی بلند مقام پر

اسقدر مہلت نہ ملتی۔ اس واقعہ سے اسکا جواب بھی ہوگیا کہ مہدی مذکور کو چوبیس برس تک
مہلت ملی اور مرزا صاحب کے خروج کو ابتک چوبیس سال نہین گذرے۔

(۵) مہدی مذکور نے مشتبہین کے دوزخی ہونے پر آسمانی حکم پہنچایا تھا اور اسکی تصدیق
فرشتون سے کرائی مرزا صاحب نے دیکھا کہ اس تکلف کی بھی اس زمانہ مین ضرورت نہین
فقط الہام ہی پر کام چلسکتا ہے کیونکہ اس زمانہ مین حسن ظن کا مادہ پختہ ہوگیا ہی اسلئے
اس قسم کے تصنع کی اونکو ضرورت نہ ہوئی قل یا ایہا الکفار والے الہام سے خدا کا
حکم پہونچا دیا کہ سب مسلمان کافر ہوگئے نعوذ باللہ من ذلک۔

(۶) اوس مسیح مہدی موعود نے مشتبہین کو قتل کرکے اپنی جماعت کو ممتاز کرلیا تھا مرزا صاحب نے
اپنی امت کے معابد مسلمانون سے علیحدہ کرکے اونکو ممتاز کرلیا۔ اوس مہدی نے
مسلمانون کو مار ڈالا تھا مرزا صاحب کہتے ہین کہ وہ لوگ اللہ کے نزدیک مردے ہین
اونکے پیچھے نماز درست نہین مطلب یہ کہ اگر قتل نہین کرسکتے تو کم سے کم وہ لوگ مردے
توسمجھ لئے جائین غرضکہ مرزا صاحب نے حتی المقدور متقدمین کے طریقہ سے انحراف نکیا

(۷) بے ایمان جعلسازیون کو معجزہ قرار دیا کرتے ہین جیسے ابن تومرت نے بشیری
سے کہا کہ تمہارے علم سے معجزہ کا کام لیا جائیگا۔ مرزا صاحب نے یہین سے عقلی معجزہ
نکالا کہ ایسے بڑے مہدی نے ان کارروائیون کا نام معجزہ رکھا۔

فتوحات اسلامیہ مین لکھا ہے کہ ۱۲۷۰ھ مین ایک یہودی نے مسیح ہونیکا
اور ایک مسلمان نے مہدویت کا دعوی کیا تھا چونکہ یہود کی کتابون مین ہے کہ موسی
علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ ایک نبی پیدا ہونگے جو خاتم الانبیا ہین اور اونکے اسلاف نے
عیسی اور ہمارے نبی کریم علیہما الصلوۃ والتسلیم کو نہ مانا اسلئے وہ اوس نبی کے منتظر ہین

اس یہودی کو دعوی عیسویت مین یہ پیش نظر تھا کہ یہودی نبی معہود سمجھ جائین اور مسلمان مسیح موعود
چنانچہ مسلمانون کو یہ سمجھایا کہ آنیوالے عیسی آخر نبی اسرائیلی ہین اور مین بھی نبی اسرائیلی
ہون اور ابتک کسی کا دعوی عیسویت ثابت نہ ہوا اور مین دعوی سے کہتا ہون کہ
مین عیسی موعود ہون اسلیئے میرا دعوی قابل تسلیم ہے - اور یہود سے کہا کہ آخر ایک نبی کا
آنا مسلم اور ضرور ہے جسکی خبر موسی علیہ السلام نے دی تھی اور مجھپر وحی نازل ہوتی ہے
اور معجزات بھی مجھے دیئے گئے ہین چنانچہ بعض امور مافوق العادۃ از قسم طلسمات وغیرہ
خوارق عادات ظاہر کرتا تھا اور نہایت وجیہ اور فصیح ہونے کی وجہ سے دور دور سے
لوگ اوسکے پاس آتے اور اوسکی پر زور تقریرین اون پر جادو کا کام کرتین چنانچہ
ایک مجمع کثیر معتقدون کا اوسکے ساتھ ہو گیا جب وہ قسطنطنیہ جانا چاہا تو فتنہ کے
خوف سے صدر اعظم نے حکم دیا کہ اوسکو گرفتار کر لیا جائے چنانچہ جہاز ہی مین گرفتار
کیا گیا مگر معتقدین کی یہ حالت تھی کہ جوق جوق آتے اور نذرانے دیدیکر قیدخانہ
مین اوسکی پابوسی کے لئے جانیکی اجازت حاصل کرتے خلیفۃ المسلمین سلطان محمد نے
اپنے روبرو اوسکو بلوا کر کچھ پوچھا جسکا جواب ٹوٹی پھوٹی ترکی مین دیا بادشاہ نے
کہا مسیح وقت کو آنا تو چاہیئے کہ ہر زبان مین فصیح گفت وگو کرے پھر پوچھا بھلا کچھ عجائب
اور خوارق عادات بھی تجھسے صادر ہوتے ہین کہا کبھی کبھی - کہا تیری مسیحائی مین
آزمانا چاہتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ اسکے کپڑے اتار لو دیکھین بندوق اسپر کارگر ہوتی
ہے یا نہین اگر سچا مسیح ہے تو اوسکو کچھ نہ ہوگا یہ سنتے ہی جھک گیا اور کمال عجز سے
عرض کی کہ میرے خوارق عادات مین یہ قوت نہین کہ گولی کے خرق وحرق سے
مجھے بچا سکین بادشاہ نے اوسکے قتل کا حکم دیا جب دیکھا کہ نجات کی کوئی صورت

نہین اور مسیحائی نے جواب دیدیا تو بادشاہ کے قدمون پر گرکر توبہ کی اور اسلام کی حقانیت کا
اقرار کرکے صدق دل سے مسلمان ہوگیا چنانچہ اوس بزرگوار کے اسلام کا یہ اثر ہوا کہ ہنا
یہود اوسکی مدلل تقریرون سے مشرف باسلام ہوے - اب مہدی صاحب کا حال سنئے
وہ بھی قسمت کے مارے گرفتار ہوکر اوسی بادشاہ کے پاس آئے بادشاہ نے اسی قسم کے
سوالات کئے جواب سے عاجز تو ہوا مگر توبہ کی توفیق نہ ہوئی - سعادت و شقاوت
خدا کے ہاتھ مین یہودی کے حق مین تو دعوی عیسویت باعث نجات ہوا اور مسلمان
کے لئے دعوی مہدویت باعث ہلاک خدا کی قدرت ہے اس واقعہ مین غور کرنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ مہدی بڑا ہوشیار شخص تھا اوس نے یہ سونچا کہ تبواتر ثابت ہے کہ
امام مہدی صاحب حکومت و فوج ہونگے اور عیسی علیہ السلام صرف دجال کے قتل کے
واسطے آئینگے اور چونکہ وہ بنی اسرائیل سے ہین اس مناسبت سے یہودی کا مسیح ہونا
موزون ہے اگر دادچل گیا تو سلطنت اپنی ہے یہودی کو اوسوقت نکالدینا کونسی بڑی
بات ہے غرضکہ احادیث کے لحاظ سے اوس مہدی کو مسیح جعلی کی تلاش کی ضرورت ہوئی
تاکہ یہ کوئی نہ کہے کہ اگر آپ مہدی ہین تو مسیح کہان مرزا صاحب نے یہ جھگڑا ہی مٹادیا
چنانچہ فرماتے ہین کہ مسیح موعود بھی مین ہون اور مہدی موعود بھی مین ہی ہون اور جو
احادیث صحیحہ سے اور اجماع سے ثابت ہے کہ مسیح اور ہین اور مہدی اور سو وہ قابل
اعتبار نہین -

اب اہل انصاف غور کرسکتے ہین کہ خلیفۃ المسلمین کی بدگمانی مسلمانون کے
حق مین مفید ثابت ہوئی یا معتقدین کا حسن ظن -

ابن تیمیہ رح نے منہاج السنہ مین لکھا ہے کہ مغیرہ ابن سعید عجلی جسکی نبوت کا

قائل فرقہ مغیریہ ہے اوسکا دعوی تھا کہ مین اسم اعظم جانتا ہون اور اوس سے مردونکو
زندہ کرسکتا ہون اور اقسام کے نیرنجات وطلسمات دکہا کر لوگون کو اپنا معتقد بنالیا
تہا ۔ اوسکا دعوی تھا کہ مین نے خدا کو دیکھا ہے ۔

عبدالکریم شہرستانی رح نے ملل ونحل مین لکھا ہے کہ پہلے اوس نے یہ دعوی
کیا کہ مین امام زمان ہون اوسکے بعد نبوت کا دعوی کیا ۔ اور منجملہ اور تعلیمات کے
مریدون کو اوسکی یہ تعلیم بہی تھی کہ حق تعالی جو فرماتا ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ
كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ امانت خداتعالے کی یہ تھی کہ علی ابن ابی طالب
کو امام نہونے دینا یہ بات آسمان وزمین وجبال نے قبول نہ کی پہر وہ امانت انسان پر
عرض کیگئی تو عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ تم اونکو امام نہونے دو اور مین تمہاری تائید مین
موجود ہون اس شرط پر کہ مجہے اپنا خلیفہ بنانا انہون نے قبول کیا چنانچہ اون دونون نے
اس امانت کو اٹہالیا سو وہ یہی بات ہے جو حق تعالی فرماتا ہے وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ
اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا یعنے وہ دونون ظلوم وجہول ہین ۔ یہ اوسکے معارف قرآنیہ
تھے جن پر اوسکو اور اوسکے مریدون کو ناز تہا کہ کل تفاسیر اس قسم کے معارف سے
خالی ہین جیسا کہ مرزا صاحب بہی ازالۃ الاوہام مین صفحہ ۳۱۳ لکہتے ہین کہ ابتداے خلقت سے
جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت تک مدت گذری تہی وہ تمام
مدت سورۂ والعصر کے اعداد حروف مین بحساب قمری مندرج ہے یعنے چار ہزار سات سو
چالیس برس اب بتلاؤ کہ یہ دقائق قرآنیہ اور یہ معارف حقہ کس تفسیر مین لکہے ہین
اوسکا یہ بہی قول تہا کہ حق تعالی ایک نور کا پتلا آدمی کی صورت پر ہے جس کے سر پر

تاج چمک رہا ہے اور اوسکے دل سے حکمت کے چشمے جاری ہین - اوسکے معتقدین کا حسن ظن اوسکی نسبت اسقدر بڑہا ہوا تھا کہ جب وہ خلافت بنی امیہ مین مارا گیا تو اون کو یقین تھا کہ وہ دوبارہ پھر زندہ ہوکر آئیگا -

یہ بات سمجھ مین نہین آتی کہ باوجود ان تمام خرافات کی تصریح کے صرف خدا کو دیکھنے کے باب مین کنایہ سے کیون کام لیا ہوگا ہمارے مرزا صاحب تو صاف فرماتے ہین کہ خدا منہ سے پردہ ہٹاکر دیر تک اونسے باتین کرتا رہتا ہے - وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ آخری زمانہ کے جدت پسند مسلمانون کو اس سے کچھ غرض نہین کہ کوئی خدا سے باتین کرے یا اوسکا بیٹا بنے دل لگی کے لئے کوئی نئی بات ہونی چاہئے کلّ جدید لذیذٌ -

منہاج السنہ مین لکھا ہے کہ ابو منصور جو فرقہ منصوریہ کا بانی ہے اوسکی تعلیم مین یہ بات داخل تھی کہ رسالت کبھی منقطع نہین ہوسکتی رسول ہمیشہ مبعوث ہوتے رہین گے قرآن وحدیث مین جو جنت اور نار کا ذکر ہے وہ دو شخصون کے نام ہین اور اسی طرح میتہ دم لحم خنزیر اور میسر حرام نہین ان چیزون سے تو ہمارے نفوس کی تقویت ہے حق تعالی فرماتا ہے لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا ایسی چیزون کو خدا کیون حرام کرنے لگا - درحقیقت یہ چند اشخاص کے نام ہین جنکی محبت حرام کیگئی ہے - کما قال تعالی حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ - اور کل فرائض کو اوسنے ساقط کرکے کہا کہ صلوۃ صوم زکوۃ اور حج چند شخصون کے نام تھے جنکی محبت واجب ہے غرض کل تکلیفات شرعیہ کو ساقط کردیا تھا یہانتک کہ جسکی عورت کو چاہتے وہ لوگ پکڑ لیتے اور کوئی منع نہین کرسکتا تھا -

اسلام مین رخنہ انداز یان کرنیوالے قرآن کو ضرور مان لیتے ہین تاکہ مسلمان لوگ

سمجھ لین کہ یہ بھی مسلمان ہین پہر اس حسن ظن کے بعد آہستہ آہستہ تفاسیر و احادیث کی بیخ کنی
شروع کرتے ہین تاکہ قرآن مین تاویلات کرکے معنی بگاڑنے مین کوئی چیز مانع اور سد راہ نہو
دیکھیے اس شخص نے آیات موصوفہ کے ماننے مین کچھ بھی تامل کیا مگر اس ماننے سے نہ ماننا
اوسکا ہزار درجے اچھا تھا کیونکہ انہی نصوص قطعیہ سے اوس نے استدلال کیا کہ عبادت
کوئی چیز ہے نہ مسلمان کسی بات کے مکلف ہین سب کو سرے سے مرفوع القلم بنا دیا
حسن ظن والونکا کیا کہنا مسلمان تو کہلاتے ہین مگر نبی کی بات جسکو کروڑ ہا مسلمانون نے
مان لی اوسکے ماننے مین اقسام کے حیلے اور ایک ایسے شخص کی بات جسکا مسلمان ہونا
بھی ثابت نہین اوسکو آمنا و صدقنا کہکر فوراً مان لیتے ہین - مرزا صاحب ہم لوگون پر
یہ الزام لگاتے ہین کہ لکیر کے فقیر ہین بیشک جو لکیر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
کھینچکر حق و باطل مین فرق کر دیا ہے ہم اسی لکیر پر اڑے ہوے ہین ہمارا ایمان اوس سے
ٹہٹنے نہین دیتا مگر حیرت تو یہ ہے کہ مرزا صاحب بھی ایک لکیر کو پیٹ رہے ہین جو
ابو منصور وغیرہ رہزنان دین نے کہینچ دی تھی کہ حدیث و تفسیر کوئی چیز نہین ابھی
تہوڑا زمانہ گذرا ہے کہ سید احمد خان صاحب نے بھی بڑے شد و مد سے لکہا تھا کہ حدیث
و تفسیر قابل اعتبار نہین البتہ مرزا صاحب نے ہر کہ آمد بران مزید کرد کے لحاظ سے
کچھ دلائل اور بڑہا دیے ہونگے مگر لکیر کے فقیر ہونیکے دائرہ سے وہ بھی خارج نہین ہو سکتے
غرضکہ اس الزام مین جیسے ہم ویسے مرزا صاحب ہر ایک اپنی اپنی روحانی مناسبت
سے مقلد ضرور ہین - ابو منصور نے تکالیف شرعیہ کے ساقط کرنیکی جو تدبیر نکالی تھی
کہ صوم و صلوۃ اور میتہ و خنزیر وغیرہ اشخاص کے نام تھے - اوس سے فقط فرقہ منصوریہ
ہی منتفع نہین ہوا بلکہ بعد والون کو بھی اوس سے بہت کچھ مدد ملی چنانچہ سید احمد خانصاحب

انہی تفسیر وغیرہ مین لکھتے ہین کہ جبرئیل اوس ملکہ اور قوت کا نام ہے جو انبیا مین ہوتی ہے۔
ملائکہ اور ابلیس وشیاطین آدمی کی اچھی بری قوتون کے نام ہین۔
آدم ابو البشر جنکا واقعہ قرآن مین مذکور ہے کوئی شخص خاص نتھے بلکہ اوس سے مراد بنی نوع انسانی ہے
جن۔ کوئی علیحدہ مخلوق نہین بلکہ وحشی لوگون کا نام ہے۔
نبی دیوانون کی ایک قسم کا نام ہے جو تنہائی مین اپنے کانون سے آواز سنتے ہین اور کسی کو اپنے پاس کہڑا ہوا باتین کرتا ہوا دیکھتے ہین۔
ہدہد جسکو سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے پاس بہیجا تھا وہ آدمی تھا جسکا نام ہدہد تھا
اسی طرح موقع موقع پر بحسب ضرورت الفاظ کے مصداق بدل دیتے ہین مرزا صاحب نے جب اقسام کے چندے اپنے معتقدین پر مقرر کئے مثلاً طبع کتب خط وکتابت۔ اشاعت علوم۔ مینارہ ونکی بنا مسجد کی تعمیر وغیرہ اور ماہوار اور ایک مشت چندے برابر وصول ہونے لگے دیکہا کہ زکوۃ کی رقم مفت جاتی ہے۔ فرمایا کہ املاک وزیورات وغیرہ مین جن لوگون پر فرض ہوا ونکو سمجھنا چاہئے کہ اسوقت دین اسلام جیسا غریب یتیم بیکس ہے کوئی نہین اور زکوۃ دینے مین جسقدر تہدید شرع مین وارد ہے وہ بھی ظاہر ہے پس فرض ہے کہ زکوۃ کے روپیہ سے اپنی تصنیفات خرید کئے جائین اور مفت تقسیم کئے جائین غرضکہ اسلام کا نام یتیم وغریب رکھکر اپنے معتقدین کی ایک رقم معتدبہ پر استحقاق جتا دیا اگر مرزا صاحب کا قول صحیح ہے کہ ایک لاکھ سے زیادہ اونکے مرید ہین تو یہ رقم سالانہ ایک چھوٹے سے ملک کا محاصل ہے۔ مرزا صاحب کو ناموںکی بدولت جسقدر نفع ہوا وہ نہ ابو منصور کو نصیب ہوا نہ سید احمد خانصاحب کو مرزا صاحب کو ابو منصور کی تدبیر نے سب سے زیادہ نفع دی اسلئے کہ اونکا مقصود اصلی صرف عیسی موعود بننا ہے جسکے ضمن مین

سب منصوبے بن سکتے ہین اور قرآن وحدیث سے عیسی ابن مریم مسیح روح اللہ کا آنا
ثابت ہے جیسا کہ ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین کہ مسیح ابن مریم کے آخری زمانہ مین آنیکی
قرآن شریف مین پیشگوئی موجود ہے اور نیز ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین کہ مسیح ابن مریم
کی پیشگوئی اول درجہ کی پیشگوئی ہے جسکو سب نے باتفاق قبول کرلیا ہے اور کتب
صحاح مین کوئی پیشگوئی اوس کے ہم پہلو نہین تواتر کا اول درجہ اوسکو حاصل ہے
انجیل اوسکی مصدق ہے انتہی غرضکہ عیسی علیہ السلام کے آنے پر خوب زور دیا کہ وہ
قرآن سے ثابت ہے صحیح صحیح حدیثون سے ثابت ہے انجیل سے ثابت ہے ساری امت
نے اوسکو قبول کرلیا ہے تواترا وسکا اس درجہ کا ہے کہ اوس سے بڑھکر نہین ہوسکتا
مگر چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نام والا اوس سے فائدہ نہین اٹھا سکتا تھا اسلئے
انہون نے ابو منصور کا مجرب نسخہ عمل مین لایا اور جتنے نام آنیوالے عیسی علیہ السلام کے
احادیث مین وارد ہین سب اپنے پر رکھ لئے پھر اسی پر اکتفا نہین۔ آدم نوح ابراہیم
موسی اور مہدی موعود حارث حراث محدث مجدد امام زمان خلیفۃ اللہ وغیرہ جس قدر
نام داشتہ آید بکار کے لحاظ سے رکھ لئے اور قادیان کا نام دمشق اور علما کا نام ابنۃ الارض
اور پادریون کا نام دجال رکھدیا اور ایک مقام مین لکھتے ہین دجال سے مراد با اقبال
قومین ہین۔

الحاصل یہ نام کا کارخانہ کچھ ایسا جما یا کہ ابو منصور بھی زندہ ہوتا تو داد دیتا
بلکہ رشک کرتا۔

تقریر سابق سے یہ بات ظاہر ہے کہ حمقا کو دام مین پھانسنے کے واسطے سوا
اور تدابیر کے کسی امر کی ترغیب بھی مفید سمجھی جاتی ہے جیسے مغیرہ عجلی اور ابو منصور کو

اسم اعظم کے تراشنے کی ضرورت ہوئی جس سے انکو بہت کچھ کامیابیان ہوئین - مرزا صاحب
نے اسم اعظم کا تو نام نہین لیا مگر استجابت دعا کا ایسا نسخہ تجویز کیا کہ اوس سے بھی زیادہ
قوی الاثر ہے اسلئے کہ اسم اعظم کی خاصیتین محدود ہونگی اور استجابت دعا کی کوئی حد
ہی نہین جب جی چاہا خدا سے تخلیہ کرکے روبرو سے حکم جاری کرالیا اگر سلطنت چاہین
فوراً مل جائے کیونکہ خدا سب کچھ دیسکتا ہے چنانچہ ازالۃ الاوہام مین تحریر فرماتے
ہین جو اس عاجز کو دیگئی وہ استجابت دعا بھی ہے لیکن یہ قبولیت کی برکتین صرف
اون لوگون پر اثر ڈالتی ہین جو غایت درجہ کے دوست یا غایت درجہ دشمن ہون
جو شخص پورے اخلاص سے رجوع کرتا ہے یعنے ایسے اخلاص سے جسمین کسی قسم کا
کھوٹ پوشیدہ نہین جسکا انجام بدظنی و بداعتقادی نہین وہ بیشک ان برکتون کو
دیکھ سکتا ہے اور ان سے حصہ پاسکتا ہے اور وہ بلا شبہ اس چشمہ کو اپنے استعداد کے
موافق شناخت کرلیگا مگر جو خلوص کے ساتھ نہین ڈھونڈے گا وہ اپنے قصور کی وجہ سے
محروم رہے گا انتہی - دنیا مین تو ہر شخص کو احتیاجین لگی ہوئی ہین اور یہی احتیاج
آدمی کو کرستان اور بے ایمان بنادیتی ہے اسوجہ سے مرزا صاحب نے خیال کیا
کہ استجابت دعا کے دام مین پھنسنے والے بہت سے لوگ نکل آئین گے یہ بھی اونکا ایک
عقلی معجزہ ہے اور ابو منصور کے معجزہ سے کم نہین مگر یاد رہے کہ مرزا صاحب دعا تو
کردینگے لیکن جب قبول نہ ہوگی تو صاف اپنی برارت کرکے فرمادینگے کہ مین کیا کرون
اسمین تمہاری استعداد اور اخلاص کا قصور ہے مین پہلے ہی کہدیا ہون کہ ایسے پورے
اخلاص سے آوین کہ جسکا انجام بدظنی و بداعتقادی نہو اگر اسوقت تمہارا اخلاص
کامل بھی ہے تو انجام اسکا بدظنی اور بدگمانی معلوم ہوتا ہے پہلے اس سے توبہ کرو

اور اخلاص کو خوب مستحکم کرو اور اوسکا ثبوت عملی طور پر دو اپنے پانچ قسم کا چندہ جو کھولا گیا ہے

(۱) شاخ تالیف و تصنیف۔

(۲) شاخ اشاعت استہارات۔

(۳) صادرین و واردین کی مہمانداری۔

(۴) خط و کتابت۔

(۵) بعیت کرنیوالونکا سلسلہ۔

جسکا حال رسالہ فتح الاسلام مین لکھا گیا ہے اور اسکے سوا بنائے مدرسہ و خریدی اخبارات وغیرہ مین قسم نقد داخل کرو تو ممکن ہے کہ دعا بھی قبول ہوجائے۔ مرزا صاحب نے جو تخویف کی ہے کہ غایت درجہ کے دشمن کے حق مین بھی بد دعا قبول ہوتی ہے بیشک یہ تدبیر عقلا ضروری تھی تاکہ کم ہمت لوگ مخالفت نہ کرسکین مگر اسپر بالطبع یہ شبہہ ہوتا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی ابوالوفا صاحب اور بعض اہل اخبار ایک مدت سے مرزا صاحب کے سخت دشمن ہین باوجود اسکے اونکی اچھی حالت ہے۔ اس قسم کا شبہہ مسٹر آتہم کی پیشگوئی کے وقت بھی ہوا تھا جسکا حال ابھی معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے پیشگوئی کی تھی کہ پندرہ مہینے مین آتہم حق کی طرف رجوع نہ کرے گا تو مرجائیگا پھر جب مدت منقضی ہوگئی اور وہ صحیح و سالم قادیان موجود ہوگئے اور ہر طرف سے شورش ہوئی کہ پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوئی اوسوقت مرزا صاحب نے اسکا جواب دیا تھا کہ آتہم جھوٹ کہتا ہے کہ رجوع الی الحق اوس نے نہین کی ضرور اوس نے رجوع الی الحق کی جب ہی تو بچگیا اسی قسم کا جواب یہان بھی دینگے کہ مولوی محمد حسین صاحب وغیرہ غایت درجہ کے دشمن نہین بلکہ دوست اور خیر خواہ ہین ورنہ اتنی کتابین کیون لکھتے

اونکی دانست مین تو ہدایت کرنا ہی مقصود ہے جو مقتضی دوستی کا ہے - ہر چند جواب تو ہوجائیگا مگر اس سے یہ ثابت ہوگا کہ نہ مرزا صاحب کا کوئی دشمن ہے نہ کسی کے حق مین بد دعا اونکی قبول ہوسکتی ہے صرف ڈرانیکے لئے وہ الہام بنایا گیا ہے جو عقلی معجزہ ہے یہان یہ بات بھی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو اس قسم کی ترغیب نہین دی بلکہ صاف فرمادیا کہ امت کی سفارش کی دعا آخرت پر منحصر رکھی گئی ہے چنانچہ ارشاد ہے عن ابن عباسؓ ولم یبق نبی الا اعطی سولہ واخرت شفاعتی لامتی وفی روایۃ واعطیت الشفاعۃ فاخرتہا لامتی وفی روایۃ فاختبأت دعوتی شفاعتی لامتی رواہ البخاری ومسلم واحمد والدارمی وغیرہم کذا فی کنز العمال یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی نے جو مانگا اونکو دیا گیا اور میرے لئے ایک دعا خاص کیگئی ہے کہ شفاعت امت مین قبول ہے - مین نے اوسکو قیامت کیلئے رکھ چھوڑا ہے انتہی - اس سے ظاہر ہے کہ صحابہ کا ایمان کسی دنیوی غرض پر مبنی نہ تھا نہ اونکا یہ خیال تھا کہ ایمان لاکر حضرت سے ترقی دنیوی کی دعائین کرائین گے اونکا مقصود ایمان سے صرف نفع اخروی تھا جسکے لئے اوس عظیم الشان دعا کو حضرت نے رکھ چھوڑا ہے - اہل بصیرت مرزا صاحب کی ان کارروائیون کو گہری نظر سے اگر دیکھین تو حقیقت حال منکشف ہوسکتی ہے -

ابن تیمیہ رح نے منہاج السنہ مین لکھا ہے کہ بنان ابن سمعان تمیمی نے دعوی کیا تھا کہ مین اسم اعظم جانتا ہون جسکے ذریعہ سے زہرہ کو بلا لیا کرتا ہون اس دعوی پر حسن ظن کرکے ایک جماعت کثیرہ اوسکی تابع ہوگئی فرقہ بنانیہ اوسیکی طرف منسوب ہے یہ لوگ اوسکی نبوت کے قائل تھے -

ملل ونحل مین عبدالکریم شہرستانی نے لکہا ہے کہ بنان کا قول ہے کہ علی علیہ السلام
مین ایک جزو الہی حلول کرکے اونکے جسد کے ساتھ متحد ہوگیا تھا اسی قوت سے انہون
نے باب خیبر اکہاڑا تھا۔ اوس نے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکہا کہ اسلم
تسلم وترتقی من سلم فانک لاتدری حیث یجعل اللہ النبوۃ یعنے تم میری نبوت پر ایمان لاؤ
تو سلامت رہوگے اور ترقی کروگے تم نہین جانتے کہ خدا کسکو نبی بناتا ہے یہ خط عمر
ابن عفیف نے امام کی خدمت مین لایا آپنے پڑہکر اسے فرمایا کہ اسے نگل جا چنانچہ وہ نگلا
اور فوراً مرگیا اسکے بعد بنان کو بھی خالد بن عبداللہ قسری نے قتل کیا۔ دیکہئے اوسکی
پرزور تقریرین اور اسم اعظم کی طمع نے ایک فرقہ کو حسن ظن پر مجبور کرکے تباہ کیا۔
مدعیان نبوت کے کل دعوی ایسے ہی ہوا کرتے ہین کہ مجہے اسم اعظم یاد ہے۔ مین زہرہ
کو بلا لیا کرتا ہون اور جنین مون اور دنیا ان ہون مگر طہور ایک کا بھی نہین اگر وہ اپنے
دعوی مین سچا ہوتا تو اسم اعظم سے کسی مردہ کو زندہ کرتے یا زہرہ کو لوگون کے روبرو
بلا کر دکہا دیتا۔ اسی طرح اگر مرزا صاحب کو اجابت دیدی گئی تھی تو دعا کرکے کسی اندہے کو
بینا کرتے یا اور کوئی خارق دکہا دیتے مگر یہ کہان ہوسکتا ہے یہ تو عقلی معجزے یعنی عقلی
تدابیر ہین اگر چل گئی تو کامیابی ہوئی ورنہ خیر۔ عقلا اون کے کل الہامون کو اسی پر
قیاس کرسکتے ہین۔

عبدالکریم شہرستانی نے ملل ونحل مین لکہا ہے کہ مقنع نام ایک شخص تھا جسنے
چند ما فوق العادۃ چیزوں کو دکہلا کر الوہیت کا دعوی کیا تھا جب لوگون کا حسن ظن
اوسکے ساتھ پختہ ہوگیا تو کل فرائض کو ترک کردینے کا حکم دیا حسن ظن تو ہو ہی چکا تہا
سب نے آمنا وصدقنا کہکر مان لیا اوسکے گروہ کا عقیدہ یہ بھی تھا کہ دین فقط امام زمان

کی معرفت کا نام ہے۔

مرزا صاحب کی توجہ جو حدیث من لم یعرف امام زمانہ کی طرف مبذول ہوئی غالباً اسکا منشا اسی فرقہ کے اقوال ہونگے کیونکہ وہ بھی اپنے نہ ماننے والونکی تکفیر کرتے تہے۔ ملل ونحل مین عبدالکریم شہرستانی رح نے لکہا ہے کہ ابوالخطاب اسدی نے اپنے آپ کو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے منتسبین مین مشہور کرکے لوگون کا اعتقاد امام کے ساتھ خوب مستحکم کیا اور یہ بات ذہنون مین جمائی کہ امام زمان پہلے انبیا ہوتے ہین پہر آلہ ہوجاتے ہین۔ اور اہلبیت نبوت مین نور ہے اور نبوت امامت مین نور ہے۔ اور تعلیم مین یہ بات بھی داخل تھی کہ امام جعفر صادق اس زمانہ کے الہ ہین یہ نہ سمجہو کہ جس صورت کو تم دیکہتے ہو وہی جعفر ہین وہ تو ایک لباس ہے جو اس عالم مین اترنیکے وقت خدا نے پہن لیا ہے حضرت امام کو جب اوسکے خرافات اور کفریات پر اطلاع ہوئی تو اوسکو نکالدیا اور اوسپر لعنت کرکے اون تمام اقوال سے اپنی برارت ظاہر کی مگر اوسکو امام سے تعلق ہی کیا تھا اوسکو تو ایک فرقہ اپنا نام زد کرکے اونکا مقتدا بننا منظور تہا امام کی برارت کا اوسپر کچھ اثر نہ ہوا اور اپنی کارروائیون مین مشغول رہا یہانتک کہ منصور کے زمانہ مین مارا گیا اوسکا قول تھا کہ میرے اصحاب مین ایسے بھی لوگ ہین کہ جبرئیل و میکائیل سے افضل ہین اور قولہ تعالی أَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ سے یہ بات ثابت کرتا تھا کہ ہر مسلمان پر وحی ہوتی ہے۔ مرزا صاحب نے بھی امام زمان ہونے پر پہلے زور دیکر نبوت اور خالقیت تک ترقی کرگئے پہر وحی بھی اپنے لئے اتارلی اوسکے بعد فرقہ خطابیہ کئی فرقون پر منقسم ہوا ایک معمریہ جنہون نے ابوالخطاب کے بعد معمر کو امام زمان تسلیم کیا اونکا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کو فنا نہین اور جنت ودوزخ

کوئی چیز نہین۔ اسی آسایش و مصیبت دنیوی کے دہ نام ہین جو ہمیشہ دنیا مین ہوا کرتی ہین اور زنا وغیرہ منہیات اور نماز وغیرہ عبادات کوئی چیز نہین۔

اور ایک فرقہ ان مین بزیغیہ ہے جنہون نے ابوالخطاب کے بعد بزیغ کو امام زمان تسلیم کیا تھا اس پورے فرقہ کا یہ دعوی تھا کہ ہم اپنے اپنے اموات کو ہر صبح وشام برابر معاینہ کیا کرتے ہین اسی طرح خطابیہ کے اور بھی شاخین ہین انتہی ملخصًا اب دیکھئے ابوالخطاب پر اوائل مین جو حسن ظن لیا گیا تھا کہ ایک جلیل القدر امام کا معتقد اور منتسب ہے اوس نے اون لوگون کو کہان پہنچا دیا امامؑ کو خدا کہنے لگے۔ دوزخ وجنت کا انکار کر دیا تکلیفات شرعیہ اٹھا دیگئین پہر طرفہ یہ کہ خود امام عمر بھر اوس سے برائت ظاہر کرتے رہے مگر کسی نے نہ مانا۔ فرق باطلہ کی یہی علامت ہے کہ اپنے معتقد علیہ کے کلام کے مقابل مین اہل حق کی بلکہ خدا و رسول کی بات بھی نہین مانتے اور تاویل بلکہ رد کرنے پر مستعد ہوجاتے ہین۔

مرزا صاحب جو اپنے پر وحی اترنیکے قائل ہین تعجب نہین کہ اسی فرقے کے اعتقاد نے انہین اسپر جرارت دلائی ہو کیونکہ صحابہ بھی واوحی ربک الی النحل جانتے تھے مگر کسی نے یہ دعوی نہین کیا کہ ہم پر وحی آتی ہے۔

یہ بات توجہ طلب ہے کہ فرقہ بزیغیہ جو ایک کثیر جماعت تھی سب کے سب اپنے مرے ہوے قرابتدارون کو ہر روز صبح وشام کیونکر دیکھ لیتے تھے قرون ثلثہ مین باوجود خیر القرون ہونیکے کسی نے یہ دعوی نہین کیا اور نہ ابتک کسی فرقہ کا ایسا دعوے سنا گیا اہل بصیرت پر یہ بات پوشیدہ نہین کہ ہر قوم اپنی ترقی اور اپنے ہم مشربونکی کثرت چاہتی ہے خصوصًا جو فرقہ نیا نکلتا ہے اوسکو تو ترقی کی اشد ضرورت ہے ورنہ

اونکی بقا محال ہوجائے اسی وجہ سے ہر فرد اونمین جس قسم کا مذہبی کام کرسکتا ہے دل سے
اوسکی انجام دہی مین ساعی رہتا ہے اور جب اہل رائے اونمین کے کوئی نافع تدبیر سوچتے ہین
تو ہر شخص کا فرض ہوجاتا ہے کہ اوس پر عمل کرے جیسا کہ مشاہدہ سے ثابت ہے۔ اون لوگون
نے دیکھا کہ کوئی بات ایسی بنائی جائے کہ لوگون کو بالطبع اوسکی رغبت ہو اس لئے یہ
تدبیر نکالی کہ جو صدق دل سے ہمارے مذہب مین داخل ہو اوسکو یہ بات حاصل ہوگی
پھر سادہ لوحون نے دیکھا کہ اتنی جماعت کثیرہ پر کیونکر بدظنی کی جائے اسلئے بہت لوگ
اومین داخل ہوگئے ہونگے۔

غور کیجیے کہ جب دوسری تیسری صدی جسمین بہ نسبت چودھوین صدی کے
تدین بدرجہا بڑھا ہوا تھا اوسکی ایسی نظائر پیش ہوجائین تو اس زمانہ کی کارروائیون پر
کسقدر بدظنی کی ضرورت ہے۔ اب غور کیا جائے کہ الحکم مین مرزا صاحب کے مریدونکے
خواب خصوصاً امیر علی شاہ صاحب کے خواب جو چھپا کرتے ہین چنانچہ الحکم نمبر ۱۰۹
سنہ ۲۳ مین لکھا ہے کہ شاہ صاحب موصوف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر روز خواب مین
دیکھتے ہین اور حضرت ہمیشہ فرمایا کرتے ہین کہ مرزا صاحب مامور من اللہ مسیح موعود صادق
او خلیفۃ اللہ ہین اونکی تقلید فرض ہے چنانچہ اونکے الہامات کی کتاب چھپنے والی ہے
انتہی کیونکر قابل وثوق ہون مرزا صاحب کے تو چند ہی مریدون نے خواب دیکھے
ہونگے فرقہ بزیغیہ کے لوگ تو کل کے کل ہر روز صبح وشام اپنے اموات کا معائنہ کرلیا
کرتے تھے۔

عبدالکریم شہرستانی نے ملل ونحل مین لکھا ہے کہ احمد کیال نام ایک شخص تھا
ابتدا مین اہل بیت کی طرف لوگون کو بلاتا تھا اوسکے بعد یہ دعوی کیا کہ مین ہی امام زمان

ہون اوسکے بعد ترقی کرکے کہا کہ مین قائم ہون اور ان الفاظ کی تشریح یون کی کہ جو شخص
اس بات پر قادر ہو کہ عالم آفاق یعنے عالم علوی اور عالم انفس یعنے عالم سفلی کے مناہج
بیان کرے اور انفس سے آفاق کی تطبیق کر سکے وہ امام ہے۔ اور قائم وہ شخص ہے جو
کل کو اپنی ذات مین ثابت کرے اور ہر ایک کلی کو اپنے معین جزئی شخص مین بیان کیجے
او سے بات یاد رکھو کہ اس قسم کا مقرر سوائے احمد کیال کے کسی زمانہ مین نہین پایا
گیا اسکی بہت سی تصانیف عربی فارسی زبان مین موجود ہین۔

ایک تقریر اوسکی یہ ہے کہ کل تین عالم ہین اعلی ادنی انسانی۔ عالم اعلی
مین پانچ مکان ہین مکان الاماکن یعنے عرش محیط جو بالکل خالی ہے نہ اوسمین کوئی
موجود رہتا ہے نہ اوسکی کوئی روحانی تدبیر کرتا ہے۔ اوسکے نیچے مکان نفس اعلی اور اوسکے
نیچے مکان نفس ناطقہ اور اوسکے نیچے مکان نفس حیوانیہ ہے سب کے نیچے نفس انسانی
کا مکان ہے۔ نفس انسانی نے چاہا کہ عالم نفس اعلی تک چڑہے چنانچہ حیوانیت اور
ناطقیت کو اوسنے قطع بھی کیا مگر جب مکان نفس اعلی کے قریب پہنچا تہک کر
متحیر ہو گیا اور متعفن ہو کر اوسکے اجزا مستحیل ہو گئے جس سے عالم سفلی مین گر پڑا پھر
اسی عفونت اور استحالہ مین ایک مدت تک پڑا رہا اوسکے بعد نفس اعلی نے اپنے
انوار کا ایک جزا اسپر ڈالا جس سے اس عالم کی تراکیب حادث ہوئین اور آسمان
وزمین ومرکبات معادن نباتات حیوان اور انسان پیدا ہونے اور ان تراکیب مین
کبھی خوشی کبھی غم کبھی سلامتی کبھی محنت واقع ہوئین یہانتک کہ قائم ظاہر ہوا جو
اوسکو کمال تک پہنچا دے اور تراکیب منحل ہو جائین اور متضادات باطل اور
روحانی جسمانی پر غالب ہو جائے۔ جانتے ہو وہ قائم کون ہے یہی عاجز احمد کیال ہے

دیکھو اسم احمد اون چارون عالمون کے مطابق ہے الف مقابلہ مین نفس اعلی کے ہے اور حا نفس ناطقہ کے مقابل اور میم نفس حیوانیہ کے مقابل اور دال نفس انسانیہ کے مقابل ہے پہر غور کرو کہ احمد کے چار حرف جیسے عوالم علویہ روحانیہ کے مقابلہ مین تھے سفلی جسمانی عالم کے مقابلہ مین بھی وہ ہین الف انسان پر دلالت کرتا ہے اور حا حیوان پر اور میم طائر پر اور دال مچھلیون پر۔ اور حق تعالی نے انسان کو احمد کی شکل پر پیدا کیا قد الف دونون ہاتھ حا اور پیٹ میم اور پانون دال کی شکل پر ہین انبیا اگرچہ پیشوا ہین مگر اہل تقلید کے پیشوا ہین جو مثل اندہون کے ہین اور قائم اہل بصیرت اور عقلمندون کا پیش رو ہے انتہی ملخصًا۔ اسکے سوا اور بہت معارف وحقایق لکھے ہین جنکا ذکر موجب تطویل ہے۔ اب دیکھئے جدت پسند طبایع خصوصًا ایسی حالتین کہ ان معارف کے فہم وتصدیق سے اہل بصیرت مین نام لکھا جائے کسقدر اوسکی جانب مائل ہوئے ہونگے اور کثرت تصانیف اور پر زور تقریرون نے اون کو کس درجہ کے حسن ظن پر آمادہ کیا ہوگا کہ مقصود آفرینش اور تمام انبیا سے افضل ہونا اوسکا مان لیا اگرچہ مرزا صاحب بھی انا ولا غیری کے مقام مین ہین اسلئے کہ کوئی شخص سوائے اونکے آدمیت موسویت عیسویت مہدویت محمدیت مجددیت محدثیت امامت خلافت کا جامع کسی زمانہ مین نہین پایا گیا جیسا کہ احمد کیال کا دعوی تھا کہ کل کو اپنی ذات مین ثابت کرنے والا سوائے احمد کیال کے کسی زمانہ مین نہین پایا گیا مگر پہر بھی ضرورت کے وقت مثلیت اور ظلیت کی پناہ مین آجاتے ہین لیکن احمد کیال نے کبھی ہمت نہین ہاری اگر اوسکے اور حالات سے قطع نظر کرکے دیکھا جائے تو بڑا ہی مقر اور بلند ہمت دکھائی دیگا اوس نے دیکھا کہ امام مہدی عیسی مجدد محدث

وغیرہ کا وجود تو دین مین ثابت ہی ہے انکے مدعی بہت پیدا ہوے اور ہوتے جائینگے طبیعت آزمائی اگر کرنا ہی ہے تو ایسی انوکھی بات مین کیجاے جسکا جواب نہ ہو چنانچہ ایک نے اسل بنیاد قائم کی ایسی ڈالی کہ کسی نے سنا ہی نہین پہر اپنی پر زور تقریرون اور باوقعت تصنیفون سے آمنا وصدقنا بہتون سے کہلوا ہی لیا۔

اگرچہ احمد کیال کو معارفت دانی کا بڑا دعوی تھا مگر جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی معارف کے ایجاد و اختراع مین کم نہین مرزا صاحب کی ایک تقریر یہان لکھی جاتی ہے جس سے موازنہ دونونکی تقریرون کا ہوجائیگا ازالۃ الاوہام صفحہ مین فرماتے ہین کہ ہر نبی کے نزول کے وقت ایک لیلۃ القدر ہوتی ہے لیکن سب سے بڑی لیلۃ القدر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگئی اسکا دامن حضرت کے زمانہ سے قیامت تک پہیلا ہوا ہے اور جو کچھ انسانون کے دلی اور دماغی قوی کی جنبش حضرت کے زمانہ سے آجتک ہورہی ہے وہ لیلۃ القدر کی تاثیرات ہین اور جس زمانہ مین حضرت کا نائب کوئی پیدا ہوتا ہے تو یہ تحریکین ایک بڑی تیزی سے اپنا کام کرتی ہین بلکہ اوس زمانہ سے کہ وہ نائب رحم مادر مین آوے پوشیدہ طور پر انسانی قوی کچھ کچھ جنبش شروع کرتی ہین اور اختیار ملنے کے وقت تو وہ جنبش نہایت تیز ہوجاتی ہے اور اوس نائب کے نزول کے وقت جو لیلۃ القدر مقرر کیگئی ہے وہ اوس لیلۃ القدر کی ایک شاخ ہے۔ اس لیلۃ القدر کی بڑی شان ہے جیسا کہ اوسکے حق مین یہ آیت ہے فیہا یفرق کل امر حکیم یعنے اوس لیلۃ القدر کے زمانہ مین جو قیامت تک ممتد ہے ہر ایک حکمت اور معرفت کی باتین دنیا مین شائع کردی جائینگی اور انواع و اقسام کے علوم غریبہ و فنون نادرہ

وصناعات عجیبہ صفحہ عالم مین پہیلا دے جائین گے اور انسانی قوی مین اونکے مختلف
استعدادون اور مختلف قسم کے امکان بسطت علم اور عقل مین جو کچھ لیاقتین مخفی ہین
سب کو منصبہ ظہور لایا جائیگا لیکن یہ سب کچھ اون دونون مین پرروز تحریکون سے
ہوتا رہیگا کہ جب کوئی نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا مین پیدا ہوگا۔ اور لیلۃ القدر
مین بہی فرشتے اترتے ہین جنکے ذریعہ سے دنیا مین نیکی کی طرف تحریکین پیدا ہوتی ہین
اور وہ ضلالت کی پر ظلمت رات سے شروع کرکے تا بصبح صداقت تک اسی کام مین
لگے رہتے ہین کہ مستعد دلون کو سچائی کی طرف کہینچتے رہین۔ یہ آخری لیلۃ القدر کا نشان
ہے جسکی بنا ابھی سے ڈالیگئی ہے جسکی تکمیل کے لئے سب سے پہلے خدائے تعالی نے
اس عاجز کو بہیجا ہے اور مجھے مخاطب کرکے فرمایا انت اشد مناسبۃ بعیسی۔ اور
لکھتے ہین کہ اب فرمائیے کہ یہ معارف حقہ کس تفسیر مین موجود ہین۔ یہ تقریر کئی ورقون
مین ہے ماحصل اسکا یہ کہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر سے مرزا صاحب کا نائب رسول
ہونا ثابت ہے اور جتنی کلین امریکہ وغیرہ مین اس زمانہ مین نکلی ہین سب مرزا صاحب
کی وجہ سے نکلی ہین۔

مرزا صاحب کے معارف کسی تفسیر مین نہ ہونے سے یہ کیونکر ثابت ہوگا
کہ وہ فی الواقع درج تفاسیر ہونیکے قابل بھی تھے۔ احمد کیال کے معارف تو مرزا صاحب
کی تصانیف مین بھی نہین پائے جاتے تو کیا اس سے اوسکی مجددیانہ زٹر اس قابل
سمجھی جائیگی کہ وہ کسی تفسیر مین لکہی جانیکے قابل تھی ہرگز نہین۔ پہر مرزا صاحب کے
معارف کسی تفسیر مین ہونے کی کیا ضرورت۔

ملل ونحل مین شہرستانی رح نے لکہا ہے کہ فرقہ باطنیہ کا عقیدہ ہے کہ ہر ظاہر کیلئے

باطن اور ہر تنزیل کیلئے تاویل ہے اسلئے وہ ہر آیت کے ظاہری معنی کو چھوڑ کر اپنی مرضی کے مطابق ایک معنی گھڑ لیتے ہین - اونکا قول ہے کہ نفس اور عقل اور طبائع کی تحریک سے افلاک متحرک ہوے اسی طرح ہر زمانہ مین نبی اور وصی کی تحریک سے نفوس اور اشخاص شرائع کے ساتھ متحرک ہوتے رہتے ہین -

مرزا صاحب نے اس مضمون کو دوسرا لباس پہنا کر لیلۃ القدر اور نائب رسول کے پیرایہ مین ظاہر کیا - بات یہ ہے کہ جب کسی چیز کا مادہ اذکیا کے ہاتھ آجاتا ہے تو مختلف صورتین اوس سے بنا لینا ادن پر دشوار نہین ہوتا اسی وجہ سے متقدمین کو متاخرین پر فضیلت ہوتی ہے کہ ہر قسم کا مادہ متاخرین کیلئے مہیا کر دیا ہے اور اسی مین لکھا ہے کہ کلمات اور آیات کے اعداد سے باطنیہ بہت کام لیتے تھے **مرزا صاحب** نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۸۶ مین لکھتے ہین

کہ اس عاجز کے ساتھ اکثر یہ عادت اللہ جاری ہے کہ وہ سبحانہ تعالی بعض اسرار اعداد حروف بھی میرے پر ظاہر کر دیتا ہے اور اسی مین ص ۱۳۱ یہ بھی لکھتے ہین کہ قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعۂ الہام میرے پر کھلتے رہتے ہین اور اکثر ایسے ہوتے ہین کہ تفسیرون مین اونکا نام ونشان نہین پایا جاتا مثلاً جو اس عاجز پر کھلا کہ ابتدائے خلقت آدم سے جس قدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت تک مدت گذری تھی وہ تمام مدت سورۂ والعصر کے اعداد حروف مین بحساب قمری مندرج ہے یعنے چار ہزار سات سو چالیس اب بتاؤ کہ یہ دقائق قرانیہ جسمین قرآن کا اعجاز نمایان ہے کس تفسیر مین لکھے ہین انتہی اہل انصاف غور فرمائین کہ مرزا صاحب کے معارف جنکی بنیاد اختراعات باطنیہ پر ہے اہل سنت وجماعت کی تفاسیر مین کیونکر ملین گے یہان تو

یہ التزام ہے کہ جہانتک ممکن ہو ظاہری معنی سے تجاوز نہ ہو چنانچہ مرزا صاحب بھی اپنی ضرورت کے وقت لکھتے ہین کہ النصوص یحمل علی الظواہر کما فی الازالہ اس قسم کے معارف کا ذخیرہ باطنیہ کی کتابون مین تلاش کرنا چاہیئے چونکہ اس فرقہ نے جدت پسند طبائع کی تحسین وقدردانی کی وجہ سے اسقدر ترقی کی ہے کہ اوسکے بہت سے نام اور شاخین ہوگئین چنانچہ ملل ونحل مین لکھا ہے کہ باطنیہ کے القاب بہت ہین ہر ایک قوم مین اوسکا جدا نام ہے مثلاً عراق مین باطنیہ کو قرامطہ اور مزدکیہ کہتے ہین اور خراسان مین تعلیمیہ ورملحدہ۔ اسوجہ سے اونکی تصانیف بھی بہت ہین تعجب نہین کہ ذخیرہ احمد کیال کا مرزا غلام احمد صاحب کے ہاتھ آیا ہو جب ہی تو ایسے انوکھے معارف لکھتے ہین کیونکہ من جد وجد۔ ملل ونحل مین لکھا ہے کہ باطنیہ موقع موقع پر فلاسفہ کے کلام سے بہت تائید لیا کرتے ہین اسی وجہ سے یہ فرقہ بہتر فرق اسلامیہ سے خارج سمجھا جاتا ہے انتہی۔

ملل ونحل مین شہرستانی نے لکھا ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور معاویہؓ اپنی اپنی طرف سے حکم مقرر کئے عبداللہ بن وہب راسبی اور عبداللہ بن کوا وغیرہ چند اشخاص نے کمال تقوی کی راہ سے کہا کہ حق تعالی تو اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ فرماتا ہے اور تم لوگ آدمیون کو حکم بناتے ہو۔ اور یہ نکتہ چینیان شروع کین کہ علی کرم اللہ وجہہ نے فلان لڑائی مین لوگون کو قتل کیا اور اونکا مال بھی غنیمت بنایا اور اونکی عیال واطفال کو بھی قید کرلیا اور فلان جنگ مین صرف مال لوٹا اور فلان جنگ مین غنیمت بھی نہ لی۔ بہرحال وہ اس قابل نہین کہ اونکا اتباع کیا جائے دین مین امام کی کوئی ضرورت نہین۔ عمل کیلئے قرآن وحدیث کافی ہین۔ اور اگر

ایسی ہی ضرورت ہو تو مسلمان کسی اچھے متقی شخص کو دیکھکر اپنا حاکم بنالین وہی امام کہلائیگا جسکی تائید مسلمانون پر واجب ہوگی اور اگر وہ بھی عدل سے عدول کرے اور اوسکی سیرت مین تغیر پیدا ہو تو وہ بھی معزول بلکہ قتل کردیا جاے الغرض اونکی دینداری و دیانتداری کی باتون نے دلون پر ایسا اثر ڈالا کہ کمال حسن ظن سے جوق جوق اونکے ہمخیال ہونے لگے اور سب نے اتفاق کیا کہ عبداللہ بن وہب کے ہاتھ پر بیعت کیجاے چونکہ یہ شخص بڑا ہی عاقل سمجھا جاتا تھا کہ آخر یہ دولت اپنے ہی گھر آنیوالی ہے اظہار تقدس و تدین کی غرض سے انکار کرکے یہ کہا کہ فلان شخص اس کام کا اہل ہے ہم سب کو چاہیے کہ اوسکا اتباع کرین لیکن لوگون کا حسن ظن تو اسی پر تھا اس انکار سے اور بھی اعتقاد زیادہ ہوا جب خوب خوشامد اور الحاح کرالیا تو نہایت مجبوری ظاہر کرکے سب سے بیعت لی اور اوس فرقہ باغیہ کا سرگروہ بن بیٹھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جب اطلاع ہوئی کہ ان لوگون کا استدلال آیۂ شریفہ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰہِ پر ہے تو فرمایا کہ کلمۃ حق ارید بہ الباطل یعنے بات تو سچی ہے مگر مقصود اوس سے باطل ہے پھر اونکی سرکوبی کے لئے بذات خود نہروان تشریف لیگئے جہان وہ لوگ جمع تھے اوس وقت اونکی بارہ ہزار کی جمعیت ہوگئی تھی لکھا ہے کہ سب کے سب ایسے متقی اور نمازی اور روزہ دار تھے کہ اونکی حالت کو دیکھکر صحابہ رشک کرتے تھے غرض اوس روز وہ سب مارے گئے جسکی خبر خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی کرم اللہ وجہہ کو دی تھی لیکن انمین سے نو دس آدمی بچگئے جو متفرق ہوکر عمان کرمان سجستان جزیرہ اور یمین کی طرف بھاگ گئے۔ اس قوم کا تقوی تو پہلے ہی سے مشہور ہوچکا تھا کہ وہ کسی گناہ کے مرتکب نہین ہوتے اسلئے کہ اونکے عقائد مین یہ بات داخل تھی کہ

جہوٹ وغیرہ کبائر کا مرتکب کافر مخلد فی النار ہے اور بعضی تو اسکے بھی قائل تھے
کہ مرتکب صغیرہ بھی مشرک ہے۔ غرضکہ حسن ظن نے پہر از سر نو جوش کیا اور لوگ انکی
حالت ظاہری پر اپنا ایمان فدا کر کے معتقد اور مرید ہونے لگے۔ ہر وقت یہی ذکر
کہ علیؓ عثمانؓ اصحاب صفین اور اصحاب جمل رضی اللہ عنہم خیان و جنین تھے اونکی
سخن چینیون سے صحابہ کبار کے مطاعن ہر ایک کے زبان زد ہو گئے۔ اور یہ عادت
ہے کہ کوئی متقی شخص کسی بڑے درجہ کے بزرگ پر اعتراض اور طعن کرتا ہے تو
جاہلون کے نزدیک اوس طاعن کی وقعت اور زیادہ ہو جاتی ہے اسوجہ سے
ان بھاگے ہوؤن پر حسن ظن خوب ہی جما جس سے ترقی اس شجرہ خبیثہ کی یہانتک
ہوئی کہ کئی شاخین اوسکی نکلین اور ابتک شاخ و برگ اور ٹہنیان نکلتی جاتی ہین
چنانچہ تہوڑے ہی عرصہ مین نافع ابن ازرق کے ساتھ ایک مجمع کثیر ہو گیا اور
تیس ہزار سے زیادہ سوار ہمراہ لیکر وہ بصرہ سے اہواز تک قابض ہو گیا اس
فرقہ کا اعتقاد تھا کہ آیہ شریفہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ
مَرْضَاتِ اللّٰهِ عبدالرحمن بن ملجم کی شان مین نازل ہوئی اس فرقہ نے علاوہ علی کرم اللہ وجہہ
کی تکفیر کے حضرت عائشہؓ اور عثمانؓ و طلحہؓ و زبیرؓ و عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم
کی بھی تکفیر زیادہ کر دی تھی۔

الحاصل خوارج نے تقوی مین موشگافیان اسقدر کین کہ ادنی جہوٹ
اور اوسپر اصرار بھی اونکے نزدیک شرک تھا اور بعضون کا اعتقاد تھا کہ سورہ یوسف
کلام الٰہی نہین ہے اسلئے کہ عشق کا قصہ بیان کرنا خدا کی شان سے بعید ہے اب
دیکھئے کہ جس فرقہ کا کلاب النار ہونا صراحۃً احادیث مین وارد ہے کما فی کنز العمال

عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخوارج کلاب النار حم کہ ہ
کیا کوئی مسلمان اونکو متقی کہہ سکتا ہے ہرگز نہین۔ دراصل جھوٹ کو شرک کہنا بھی
ایک دہوکے کی ٹٹی تھی ورنہ ابن ملجم قاتل علی کرم اللہ وجہہ کیا اور آیۂ شریفہ وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہٗ کی فضیلت کیجانہ اونمین کوئی صحابی تھا جسکو اس
آیۂ شریفہ کی شان نزول پر اطلاع ہو نہ کوئی روایت مین وارد ہے کہ ابن ملجم اسکا
مصداق تھا باوجود اسکے وہ صاف کہتے تھے کہ آیہ موصوفہ ابن ملجم کی شان مین
اتری ہے کس درجہ کی جھوٹ اور خدا پر بہتان ہے پھر جھوٹ کو شرک قرار دینا
دہوکہ دہی نہین تو کیا ہے جیسے مرزا صاحب جھوٹ کو شرک قرار دیتے ہین اور
خود اوسکے مرتکب ہین۔ اسی پر قیاس ہوسکتا ہے کہ کل کارروائیان اون کی
اسی قسم کی تھین۔ یہان یہ بات باسانی سمجھ مین آسکتی ہے کہ جب صحابہ کے مجمع مین
جعلی تقدس ظاہر کرکے انھون نے اپنا کام نکال لیا تو تیرا سو برس کے بعد چند
اشخاص اتفاق کرکے اپنا کام نکالنا چاہین تو کیا مشکل ہے۔

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام مین (ص ۲۲۳) مسلم شریف کی وہ حدیث جسمین دجال
کا پانی برسانا اور مردہ کو زندہ کرنا وغیرہ مذکور ہے نقل کرکے لکھتے ہین کہ ایسے
پر شرک اعتقادات اونکے دلون مین جمے ہوے ہین کہ ایک کافر حقیر کو الوہیت کا
تخت وتاج سپرد کر رکھا ہے اور ایک انسان ضعیف البنیان کو انتی عظمتون
اور قدرتون مین خدائے تعالی کے برابر سمجھ لیا ہے انتہی مطلب اسکا ہر شخص
سمجھ سکتا ہے کہ امام مسلم جنکی تدین پر اجماع امت ہے انھون نے یہ حدیث نقل
کرکے تمام مسلمانون کو مشرک بنادیا جس سے خود صرف مشرک ہی نہ بنے بلکہ مشرک

بنانیوالے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نعوذ باللہ شرک کا الزام لگانیوالے ٹھیرے۔
کیونکہ اگر اوس حدیث کے کوئی دوسرے معنی تھے تو ضرور تھا کہ ان معنون کی تصریح کردیتے
تاکہ مسلمان اوس حدیث کو دیکھکر مشرک نہ بنین۔ پھر یہ روایت صرف مسلم ہی مین نہین
اور بھی اکابر محدثین نے اوسکو نقل کیا ہے غرضکہ یہ محدثین اور اونکے بعد کے کل مسلمان
لوگ تو مرزا صاحب کے نزدیک قطعی مشرک ہین اور چونکہ باتفاق محدثین مسلم کی اسنادین
کل صحیح ہین اس لحاظ سے اوس شرک کا سلسلہ بقول مرزا صاحب صدر تک پہونچیگا
اس مسلک مین مرزا صاحب کے مقتدا خوارج ہین جنھون نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
اور دیگر اکابر صحابہ کی تکفیر مین کوتاہی نہ کی اور یہ الزام لگایا کہ آدمیون کو انھون نے
خدا کے برابر کردیا جو صراحۃً شرک ہے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۳ مین لکھتے ہین غرض

جیسا کہ خدا تعالی کی یہ شان ہے کہ انما امرہ اذا اراد شئیا ان یقول لہ کن فیکون

اسی طرح بھی کن فیکون سے بقول اونکے دجال سب کچھ کر دکھائیگا انتہی مطلب
یہ کہ کن فیکون اوسکے لئے جائز رکھنا شرک ہے اور خود اوسکا رتبہ اپنے لئے تجویز
کرتے ہین کہ مجھے بھی کن فیکون دیا گیا ہے۔

کتاب المختار مین لکھا ہے کہ معتز باللہ کے زمانہ مین ایک شخص جس کا نام
فارس بن یحیی تھا مصر کے علاقہ مین نبوت کا دعوی کرکے عیسی علیہ السلام کا مسلک
اختیار کیا تھا اوسکا دعوی تھا کہ مین مردون کو زندہ کرسکتا ہون اور ابرص اور
جذامی اور اندھون کو شفا دیسکتا ہون چنانچہ طلسم وغیرہ تدابیر سے ایک مردے کو
ظاہر زندہ بھی کر دکھایا اسیطرح برص وغیرہ مین بھی تدابیر سے کام لیکر بظاہر کامیاب
ہوگیا چنانچہ کتاب المختار مین اوسکے نسخے اور تدابیر بھی لکھی ہین۔

مثیل مسیح اسکو کہنا چاہئے کہ جیسے مثیل مسیح ہونیکا دعوی کیا ظاہر اونکی نقل بھی پوری کر بتائی چنانچہ اسی وجہ سے بہت لوگ اوسکے معتقد ہوئے اور اوسکے لئے ایک عبادت خانہ بنا دیا جو اب تک موجود ہے۔ مرزا صاحب ایک زمانہ سے مثیل مسیح بلکہ خود مسیح ہین مگر ایسا بھی کوئی معجزہ نہ دکھایا لیکن اگر غور کیا جاوے تو جو کام مرزا صاحب کر رہے ہین اوس سے بھی زیادہ نادر ہے کہ یا تو ن ہی یا تو نہین مسیح بن گئے۔

یہ چند واقعات حسن ظن کی خرابی کے جو مذکور ہوئے مشتے نمونہ از خروارے ہین اگر تواریخ پر نظر ڈالی جائے تو اسکی نظائر بہت مل سکتی ہین اور یہ تو اجمالی نظر سے بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ تہتر اسلامی فرق باطلہ کا وجود احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور ہر فرقے کے جزئی اختلاف اگر دیکھے جایئن تو صدہا کی نوبت پہنچ جاتی ہے اور ادیان باطلہ کے فرقے تو بے انتہا ہین اور ظاہر ہے کہ ہر مسئلہ باطلہ کا موجد ایک ہی ہوتا ہے اگر ان موجدون پر حسن ظن نہ کیا جاتا تو اتنے فرقے ہی کیون ہوتے ایک شخص کی بات نقارخانہ مین طوطی کی آواز تھی اگر حسن ظن والے ہان مین ہان نہ ملاتے تو اسے سنتا ہی کون تھا اگر موجد کو اوسپر بہت اصرار ہوتا تو اپنے ساتھ قبر مین لیجاتا۔ غرضکہ اس حسن ظن ہی نے جھوٹی نبوت اور امامت کو اس قابل بنایا کہ لوگون کی توجہ اوس طرف ہوئی چنانچہ جہلا جنکو معنوی مناسبت اُن جعلی انبیا اور امامون کے ساتھ تھی آمنا وصدقنا کہکر اونکو مقتدا بنا لیا حق تعالی فرماتا ہے کذٰلک قال الذین لا یعلمون مثل قولہم تشابہت قلوبہم اس سے ظاہر ہے کہ اہل باطل کے دل باہم متشابہ ہوتے ہین۔ مرزا صاحب کی

کارروائیان دیکھنے کے بعد کبھی شبہ نہین رہسکتا کہ وہ مدعیان نبوت کے قدم بقدم
راہ طے کر رہے ہین جسکا منشا وہی تشابہ قلبی ہے - جن لوگون نے جھوٹے دعوی
کئے تھے وہ جہلا نہ تھے قرآن وحدیث کو خوب جانتے تھے مناظرون مین مستعد تھے
آیات واحادیث وغیرہ سے اپنے بچاؤ کے پہلو نکال لیتے تھے غرضکہ اونکا علم ہی
اس تفرقہ اندازی کا باعث ہوا تھا انکی حالت اوسی گروہ کی ہے جسکی خبر حق تعالے
دیتا ہے وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ یعنے علم آنیکے بعد وہ
جدا جدا فرقے ہو گئے مرزا صاحب کے تبحر مین کوئی کلام نہین مگر یہ ضرور نہین کہ
علم ہمیشہ سیدہی راہ پر لیجلے اسیوجہ سے مدعیان نبوت باوجود علم کے گمراہ ہوے
جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ یعنے باوجود علم کے اللہ نے
اسے گمراہ کیا - ان لوگون کے مخالف مسلک کوئی آیت یا حدیث پیش کیجائے تو
مثل یہود کے اوسکی تاویل کر لیتے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے یُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ
عَنْ مَوَاضِعِهِ یعنے کلمات کو اصلی معنی سے پہیر دیتے ہین - آپنے دیکھ لیا
کہ مرزا صاحب آیتون اور حدیثون مین کیسی کیسی تاویلین کرتے ہین جنکو تحریف
کہنے مین کوئی تامل نہین ہو سکتا - اصل یہ ہے کہ ہواے نفسانی نے ان لوگون کو
یہود کا مقلد بنا دیا تھا اور یہانتک نوبت پہنچی کہ اصلی معنی کسی آیت کے بیان
کئے جائین تو قہقہے اڑاتے تھے کما قال تعالی وَإِذَا عَلِمَ مِنْ آيَاتِنَا شَيْئًا
اتَّخَذَهَا هُزُوًا یعنے جب جان لیتا ہے ہماری آیتون مین سے کسی چیز کو تو اوسکی
ہنسی بناتا ہے -

مرزا صاحب نے یہ بھی کیا جیسا کہ عیسیٰ کے زندہ اٹھائے جانے پر

استہزا کرتے ہین کہ آسمانون پر اونکے کہانے کا کیا انتظام ہوگا اور مطبخ اور پاخانہ بھی وہان ہوگا وغیرہ وغیرہ اگرچہ دعوی اون لوگون کو کمال ایمان کا تھا کیونکہ نبی سے بڑھکر کسکا ایمان ہوسکتا ہے مگر وہ سب نمایش ہی نمایش تھی ممکن نہین کہ خدا و رسول پر ایمان لانیکے بعد کوئی امتی خلاف قرآن وحدیث نبوت کا دعوی کرے اس سے ظاہر ہے کہ منشا اس قسم کے دعوؤن کا صرف ہواے نفسانی ہے حق تعالی فرماتا ہے اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهُ هَوَاهُ یعنے کیا تم نے دیکہا اوس شخص کو جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود ٹہیرالیا اگر مرزا صاحب خدا کو معبود سمجھتے تو جس طرح اوسکے کلام قدیم مین وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن مذکور ہے اوسکی تصدیق کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی ہرگز نہ کرتے طرفہ یہ کہ اس نص قطعی کے مقابلہ مین بعضون نے وہ اشعار پیش کئے جنکا مضمون یہ کہ شیخ اپنے مریدون مین نبی ہوتا ہے مقام غور ہے کہ مضامین شعریہ جنکی بنیاد مبالغون اور استعارات پر ہے قطعیات کے مقابلہ مین پیش کئے جاتے ہین شعرا اپنے ممدوح کو مسیح دوران ارسطوے زمان بایزید وقت وغیرہ لکہا کرتے ہین اوس سے یہ کوئی نہین سمجھتا کہ وہ فی الواقع مسیح اور بایزید ہے اسی طرح شیخ کو بھی کسی نے نبی نہین سمجھا ان لوگون کی عادت ہے کہ باطل کو حق کے ساتھ ملتبس کردیا کرتے ہین جس سے حق تعالی منع فرماتا ہے قال تعالی وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنے حق کو باطل کے ساتھ خلط نہ کرو اور جان بوجھکر حق کو نہ چھپاؤ۔ اسکے نظائر مرزا صاحب کے اقوال مین بکثرت موجود ہین جنمین سے بعض اس کتاب مین بھی لکھے گئے ہین یہ لوگ قرآن وحدیث کے مقابل اپنے الہام اور وحی پیش کرتے ہین

چنانچہ بہت سے اقوال مرزا صاحب کے اس قسم کے نقل کیے گئے حق تعالیٰ فرماتا ہو وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ یعنے اوس سے بڑھکر اور کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندہے یا دعویٰ کرے کہ میری طرف وحی آتی ہے انتہی۔ مرزا صاحب نے بھی صراحۃً دعویٰ کیا ہے کہ مجھپر وحی نازل ہوتی ہے۔

یہ لوگ بسبب ضرورت باتین بنا کر لکہدیتے ہین کہ یہ الہام اور وحی ہے جو اللہ نے بھیجی جیسا کہ یہود وغیرہ کیا کرتے تھے جنکی نسبت حق تعالیٰ فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ یعنے خرابی ہے ان لوگون کی جو اپنے ہاتھ سے تو کتاب لکھین پھر لوگون سے کہین کہ یہ خدا کے ہان سے اتری ہے تا کہ اوسکے ذریعہ سے تہوڑے سے دام حاصل کرین پس افسوس ہے اونپر کہ انہون نے اپنے ہاتھ سے لکھا افسوس ہے اون پر کہ وہ ایسی کمائی کرتے ہین انتہی ظاہر ہے کہ مقصود ان لوگون کا بھی وحی و الہام آسمانی پیش کرنے سے یہی ہے کہ لوگ معتقد ہو کر چندہ یکمشت یا ماہواری دین جیسا کہ مرزا صاحب وحی کو ذریعہ بنا کر اقسام کے چندے وصول کر رہے ہین۔

حق تعالیٰ فرماتا ہے وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا یعنے جب انسے کہا جاتا ہے کہ جو خدائے تعالیٰ نے اتارا ہے اوسپر ایمان لے آؤ تو جواب دیتے ہین جو ہم پر اتارا گیا ہم اوسپر ایمان لائے ہین انتہے دیکھ لیجیے حشر اجساد وغیرہ مین نصوص قطعیہ موجود ہین مگر اپنے الہام اور وحی کے مقابلہ

ہین اونکو کچھ نہین سمجھتے انکی بھی یہی حالت ہے جو اس سے ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث کے
مقابلہ مین اپنی وحی پیش کرتے تھے ایسے لوگونکی نسبت حق تعالی فرماتا ہے افتؤمنون
ببعض الکتاب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذلک منکم
الا خزی فی الحیوۃ الدنیا و یوم القیمۃ یردون الی اشد العذاب
وما اللہ بغافل عما تعملون اولئک الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا
بالاخرۃ فلا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینصرون یعنے تو کیا کلام
الہی کی بعض باتون کو مانتے ہو اور بعض کو نہین مانتے تو جو لوگ تم مین سے ایسا کرین
اونکا یہی بدلہ ہے کہ دنیا کی زندگی مین اونکی رسوائی ہو اور قیامت کے دن بڑے سخت
عذاب کی طرف لوٹائے جائین یہی ہین جنہون نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی
مول لی سو اونسے نہ عذاب ہلکا کیا جائیگا اور نہ وہ مدد کئے جائین گے انتہی۔

یہ لوگ قسمین کھا کھا کر کہتے ہین کہ ہم قرآن کو مانتے ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
نبوت کو مانتے ہین اور احادیث پر ہمارا ایمان ہے مگر مقصود اس سے کچھ اور ہی ہے
حق تعالی فرماتا ہے یحلفون باللہ انھم لمنکم وما ھم منکم یعنے وہ قسمین
کھا کر کہتے ہین کہ وہ بھی تم ہی مین کے ہین یعنے مسلمان حالانکہ وہ تم مین کے نہین ہین
اس سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ اسی زمرہ کے ہین جنکا ذکر اس آیت مین ہے مرزا صاحب
کی قسمونکا حال بھی اوپر معلوم ہوا۔

اس قسم کھانے سے اونکی یہ غرض ہوتی ہے کہ مسلمانون مین جو اُن سے
عام ناراضی پھیلتی ہے وہ کم ہو جائے اس قسم کی کاروائیان پہلے لوگون نے بھی
کی ہین چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے یحلفون باللہ لکم لیرضوکم یعنے تمہارے سامنے

وہ خدا کی قسمین کہاتے ہین تاکہ تم کو راضی کر لین انتہی۔ قسمین کہا کر اونکا یہ کہنا کہ ہم بھی تمہین مین کے ہین یعنے مسلمان فضول ہے اسلئے کہ اگر اونکا ایمان پورے قرآن وحدیث پر ہوتا تو جہگڑا ہی کیا تہا اور نیا فرقہ بننے کی ضرورت ہی کیا تہی حق تعالی فرماتا ہے فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا یعنے اگر تمہاری طرح یہ لوگ بہی انہی چیزون پر ایمان لے آوین جن پر تم ایمان لائے ہو تو بس راہ راست پر آگئے اگر قرآن وحدیث پر مرزا صاحب کا ایمان ہوتا تو تمام امت کی مخالفت کیون کرتے اور سب کو مشرک کیون بناتے۔

کبھی یہ لوگ دہمکیان دیتے ہین کہ دیکہو ہم انبیا ہین ہماری سب باتین خدا سن لیتا ہے ہمارے معاملہ مین دخل نہ دو ورنہ حیان ہوگا اور حزین ہوگا جیسے مرزا صاحب کی تقریرون مین ہو اسی قسم کی دہمکیان اگلے لوگ بہی دیا کرتے تہے مگر حق تعالے فرماتا ہے ان سے ہرگز مت ڈرو کما قال تعالی اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاۗءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یعنے وہ شیطان ہے جو مسلمانون کو ڈراتا ہے اپنے دوستون سے سو تم ان سے ہرگز مت ڈرو اور مجہسے ڈرو اگر تم ایمان رکہتے ہو اب مسلمانون کو چاہئے کہ مرزا صاحب کی دہمکیونکا کچھ خوف نکرین

اور کبھی جہگڑے اور مناظرے کر کے مسلمانون کو تنگ کرتے ہین جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہے اَلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ یعنے جو لوگ جہگڑتے ہین اللہ کی آیتون مین بغیر ایسی سند کے جو اونکو پہنچی ہو اونکو بڑی بیزاری ہے اللہ کے ہان اور ایمانداروں کے ہان

اسی طرح مہر کرتا ہے اللہ ہر متکبر اور سرکش کے دل پر۔ ابھی معلوم ہوا کہ مرزا صاحب بلا دلیل کیسے کیسے جھگڑے پیدا کرتے ہین -

یہ لوگ اقامت وسوسے دلون مین ڈالتے ہین کہ کسی طرح آدمی متزلزل ہو جاے جیسا کہ اس آیہ شریفہ سے معلوم ہوتا ہے اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ مرزا صاحب کے وسوسون کا کسقدر اثر ہوا کہ جو لوگ قادیانی نہین ہوے وہ بھی عیسی علیہ السلام کی زندگی مین کلام کرنے لگے جیسے مرزا حیرت صاحب کی تقریرون سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت مین بعضے ظاہر مین متزلزل ہو رہے ہین -

اگر ان سے کہا جاے کہ نبوت وغیرہ دعاوی کا فریہ کو چھوڑ دو اسلیے کہ اس سے فساد اور مسلمانون مین تفرقہ پڑ جاتا ہے تو کہتے ہین کہ ہم اس بات کے مامور ہین کہ مسلمانون کی اصلاح کرین۔ یہی حالت سابق کے لوگونکی تھی جنکی خبر حق تعالی دیتا ہے وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ یعنے جب اون سے کہا جاتا ہے کہ ملک مین فساد نہ پھیلاؤ تو کہتے ہین کہ ہم تو اصلاح کرتے ہین سن رکھو وہی ہین بگاڑنیوالے پر نہین سمجھتے۔ مرزا صاحب سے کتنا ہی کہا جاے کہ حضرت آپکی عیسویت نے مسلمانون مین فساد عظیم برپا کر رکھا ہے کہ مناظرون سے نوبت جدال وقتال تک پہونچ گئی ہے وہ کام کیجیے کہ مسلمانون کی جس سے ترقی ہو اور کل مسلمان اتفاق کرکے مخالفین کے حملون سے اپنے دین کو بچا دین مگر وہ سمجھتے ہی نہین اور یہی فرماتے ہین کہ مین اصلاح کیلئے آیا ہون کیا مسلمانونکی اصلاح یہی ہے کہ آپس مین قتال وجدال رہے اور کفار بےفکری سے اونکی

بیخ کنی کریں۔

اگر ان لوگوں کو خوف خدا اور آخرت پر ایمان ہوتا تو کبھی اس قسم کے دعاوی باطلہ نہ کرتے حق تعالی فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنے لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے حالانکہ وہ ایمان نہیں لائے یہ لوگ (اپنے نزدیک) اللہ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے ہیں دہوکا دیتے ہیں۔

معلوم نہیں کہ اونکو خدا پر کیسا ایمان تھا کیا یہ جانتے ہونگے کہ خدائے تعالی عالم الغیب ہے اور تمام خیالات فاسدہ پر مطلع ہے چنانچہ ارشاد ہے يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ یعنے خدا آنکھوں کی خیانت جانتا ہے اور اُن بھیدوں کو بھی جانتا ہے جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔ اور فرماتا ہے کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ یعنے اور ایسا نہ سمجھنا کہ خدا اُن ظالموں کے اعمال سے غافل ہے اور ارشاد ہے وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ یعنے ہم ان کو مہلت دیتے ہیں اور میرا کید مستحکم ہے۔ مرزا صاحب جس وقت براہین احمدیہ لکھ رہے تھے گو مسلمانوں کے پیش نظر یہ ہو گیا تھا کہ وہ ہمہ تن دین کی تائید میں مشغول ہیں مگر خدائے تعالی اونکے ارادہ کو خوب جانتا تھا کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں اور اب بھی جو کچھ وہ کر رہے ہیں اوس سے بھی غافل نہیں۔ مگر مرزا صاحب اس دہوکے میں پڑے ہیں کہ اگر یہ کام خلاف مرضی الہی ہوتا تو اوس سے روکدیے جاتے اور اسقدر مہلت نہ ملتی۔ یہی دہوکا ابن تومرت وغیرہ کو ہوا تھا اسلئے کہ مرزا صاحب سے زیادہ اون کو مہلت ملی تھی اور اس مدت میں برابر مسلمانوں میں فتنہ و فساد کرتے رہے۔ مگر آخر

طعمہ اجل ہوکر اپنے ٹھکانے کو پہونچ گئے۔

بات یہ ہے کہ جب شیطان کا غلبہ پورے طور سے ہوجاتا ہے تو آدمی خدا کو بھی بھول جاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے اِسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطَانُ فَاَنْسٰھُمْ ذِکْرَ اللّٰہِ یعنے شیطان ان پر غالب آگیا ہے اور اُس نے انکو خدا کی یاد بھلادی اُنکے خصوصاً ایسی حالت میں کہ جب کامیابی ہوجاتی ہے اور لوگ بکثرت اُنکے پیرو ہوتے جاتے ہین تو گمرہی اور زیادہ ہوجاتی ہے حق تعالی فرماتا ہے وَاِخْوَانُھُمْ یَمُدُّوْنَھُمْ فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ یعنے انکے بھائی انکو گمراہی مین کھینچے جاتے ہین اور کمی نہین کرتے اگر مرزا صاحب کو اونکے ہم خیال لوگ تائید نہ دیتے تو یہان تک نوبت بھی ہی نہ آتی۔ مگر یاد رہے کہ یہ تائید باعث زیادتی جرم ہے جس سے سزا مین سختی ہوگی کما قال تعالی اِنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ لِیَزْدَادُوْا اِثْمًا وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ہم ان لوگون کو صرف اسلیے ڈھیل دیرہے ہین کہ وہ اور زیادہ گناہ کرین اور آخر کار اُنکو ذلت کا عذاب ہے۔

تشابہ قلبی یا حسن ظن وغیرہ سے جو لوگ اون لوگون کے دباؤ مین آگئے اُن پر یہ بات صادق آتی ہے جو حق تعالی فرماتا ہے فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ یعنے پھر بے وقوف بنالیا اپنی قوم کو پھر اسیکا کہا مانا ان لوگون نے بیشک وہ فاسق لوگ تھے۔

ان لوگون کے روبرو انکے مخالف مدعی کوئی آیت قرآنی پڑھی جاوے تو اوسکا کچھ اثر نہین ہوتا بلکہ اپنے الہامات اور وحی پر نازان اور خوش رہتے ہین انکی وہی حالت ہے جو حق تعالی فرماتا ہے فَلَمَّا جَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ

فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ الْعِلْمِ یعنے جب رسول کہلی نشانیان انکے پاس لے آئے
تو وہ اپنے علم ہی پر خوش رہے کتنے ہی آیات واحادیث اس قوم پر پیش کئے جائین
وہ ایک نہین مانتے اور اپنے ہی علم پر نازان ہین کہ مرزا صاحب کا الہام ہی ٹہیک ہے

ف آیات قرآنیہ کا نزول اگرچہ خاص خاص مواقع مین ہوا ہے مگر ہما جانتے ہین
کہ العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص المعنی یعنے جو مواقع خاصہ نزول کے داعی ہوا کرتے تھی
یا جنکے باب مین آیتین نازل ہوئین قرآن انہی کیلئے خاص نہین بلکہ جہان جہان منطبق
ہوسکتا ہے وہ سب اسمین داخل ہین اس لحاظ سے مدعیان نبوت وغیرہ بھی ان آیات
کے عموم سے خارج نہین ہوسکتے۔

اب یہ بات معلوم کرنیکی ضرورت ہے کہ ایسے فتنون کے وقت مسلمانون نے
کیا کرنا چاہئے پہلے یہ بات معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ حق تعالی نے ایک مخفی راز
پر مسلمانون کو مطلع کردیا کہ جو لوگ فتنہ انگیزیان کرتے ہین انکو خدائے تعالی ہی نے اسیواسطے
پیدا کیا ہے کہ اس قسم کے کام کیا کرین اور انجام کار رسوا ہون چنانچہ فرماتا ہی قولہ تعالی
وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكَابِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا فِيهَا وَمَا يَمْكُرُونَ
إِلَّا بِأَنفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ یعنے اور ایسا ہی ہمنے ہر بستی مین بڑے بڑے فساق
پیدا کئے تاکہ اونمین فتنہ انگیزیان اور مکر کرین اور جتنی مکاریان وہ کرتے ہین اپنے
حق مین کرتے ہین اور نہین سمجہتے انتہی اگر یہ آیہ شریفہ نازل نہ ہوتی تو اس قسم کے لوگون
کی ترقی سے یہ خدشہ ضرور ہوتا کہ شاید یہ بھی مقبول بارگاہ ہون جنکو اس قسم کی تائید
ہورہی ہے اس قسم کے لوگون کی ترقیات سے مسلمانون کو یہ خیال چاہئے کہ ہماری
ابتلا اور آزمایش کے لئے حق تعالی نے اونکو پیدا کیا ہے اور یہ تائید انکی حقانیت

پر دلیل نہین ہوسکتی کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے قولہ تعالی کُلاًّ نُّمِدُّ هٰؤُلاۤءِ وَهٰؤُلاۤءِ
مِنْ عَطَاۤءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاۤءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا یعنے طالب دنیا اور طالب
آخرت ہر ایک کو ہم مدد دیتے ہین پروردگار کی بخشش بند نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ابتدائی ولادت بابرکت سے آثار نبوت اور ارہاصات شروع تھے اہل عرب عمر بہر
حضرت کی صداقت وصدق دیکہا کئے۔ اور یہود اور نصاری اور کاہنون کے اخبار
سے حضرت کی نبوت کا حال سنا کئے اور وقتاً فوقتاً معجزات کا مشاہدہ کیا کئے باوجود
اسکے حضرت کی وفات کے وقت کل ایک لاکھ شخص مسلمان ہوئے۔ اور مسیلمہ کذاب کے
دو ہی چار سال مین لاکھ آدمیون نے ایمان لایا پہر کیا اس فوری ترقی سے مسیلمہ کی
نبوت یا حقانیت ثابت ہوسکتی ہے۔ بات یہ ہے کہ باطل کا شیوع بہت جلد ہوتا ہی
خصوصاً اس آخری زمانہ مین جو گویا فتنون ہی کے واسطے موضوع ہے۔
حقتعالی فرماتا ہے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ
فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ یعنے جو کوئی دنیا کی کہیتی کا طالب ہو تو ہم بقدر مناسبت
اسکو دنیا دینگے مگر پہر آخرت مین اسکا کچھ حصہ نہین۔ اسمین شک نہین کہ ان لوگون
نے اَلدُّنْيَا زُوْدٌ لَا يَحْصُلُ اِلَّا بِالزُّوْرِ کو اپنا مقتدا بناکر اقسام کے حیلے اور
مکاریان عمل مین لائین جن سے دنیا کا پورا پورا حصہ حاصل کرلیا مگر افسوس اسپر ہے
کہ دوسرون کی دنیا کے واسطے اپنا دین برباد کیا کیونکہ ہر ایک کے ہم خیال ہونیکے لئے
کئی کئی آیتون اور احادیث کا انکو انکار کرنا ضرور پڑا حالانکہ حق تعالی فرماتا ہے
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا یعنے اہل ایمان
وہی لوگ ہین جو خدا و رسول پر ایمان لاتے ہین پہر شک نہین کرتے۔

مسلمانون کے دلون مین منجانب اللہ ایک قسم کی ایسی تسکین ہوتی ہے کہ مخالفین کی باتین انکو مشوش نہین کرتین کما قال تعالی هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْا اِیْمَانًا مَعَ اِیْمَانِهِمْ یعنے خدائے تعالی نے مسلمانون کے دل مین اطمینان اور تسکین اتاری تاکہ پہلے ایمان کے ساتھ اور ایمان زیادہ ہو۔

اہل ایمان اس بات کے مامور ہین کہ اگر جعلی انبیا وغیرہم مسلمانون کو بہکا دین تو بمقتضائے الدین النصیحہ انکی خرابیون پر تنبہ کردین اور جو نہ مانین تو انکے غم کہانے کی کوئی ضرورت نہین۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ایمان نہ لانے پر باقتضائے رحمت طبعی بہت غم کہاتے تھے اسپر حق تعالی نے ارشاد فرمایا لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ یعنے شاید کہ تم (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے کو ہلاک کرلوگے اسپر کہ وہ ایمان نہین لاتے انتہی اور نیز ارشاد ہے قولہ تعالی وَلَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْکُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ یعنے اے رسول غم نہ کہاؤ انپر جو کفر مین سعی کرتے ہین وہ جو کہتے ہین اپنے منہ سے کہ ہم مسلمان ہین اور انکے دل مسلمان نہین انتہی اور مسلمانون کو ارشاد ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ یعنے مسلمانو تم اپنی خبر رکھو جب تم راہ راست پر ہو تو کوئی بھی گمراہ ہوا کرے اوسکا گمراہ ہونا تم کو کچھ بھی نقصان نہین پہونچا سکتا انتہی

اور حدیث شریف مین ہے عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تکرہوا الفتنۃ فی آخر الزمان فانہا تبیر المنافقین (ابو نعیم) کذا فی کنز العمال یعنے

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آخری زمانہ مین فتنے کو برا نہ سمجھو اسلئے کہ وہ منافقونکو ہلاک کر دیگا مطلب یہ کہ جن لوگون کے دل مین پہلے ہی سے پورا ایمان نہین وہ فتنہ پردازون کی تصدیق فوراً کرلین گے اور ہلاک ہونگے - اور سچے مسلمان اپنے کمال ایمانی کی وجہ سے انکے فتنون سے محفوظ رہین گے چونکہ ایسے ایمان والونکا مسلمانون مین رہنا کچھ مفید نہین بلکہ انکا علٰحدہ ہو جانا ہی بہتر ہے اسلئے تخصیص کرکے آخری زمانہ والے مسلمانون کو ارشاد ہوا کہ اس زمانہ مین فتنے کو مکروہ نہ سمجھو کیونکہ اسمین ایک بڑی مصلحت یہ ہے کہ خالص مسلمان ممتاز ہو جائینگے -

مرزا صاحب براہین احمدیہ مین مسلمانون کی بہت شکایت فرماتے ہین کہ خدائے تعالٰی نے ایک لخت انسے عجز فروتنی اور حسن ظن اور محبت برادرانہ اٹھا لیا اور اسی صفحہ مین لکھتے ہین نیک ظنی انسان مین ایک فطرتی قوت ہے مثلاً یہ نیک ظنی ہی کی برکت ہے کہ چھوٹے بچے بآسانی بولنا اور باتین کرنا سیکھ لیتے ہین اور انبیاء کو ماننا ب کرکے جانتے ہین اگر بدظنی کرتے تو کچھ بھی نہ سیکھتے اور دل مین کہتے کہ شاید ان سکھانیوالونکی کچھ اپنی غرض ہوگی اور آخر مین اس بدظنی سے گونگے رہ جاتے اور والدین کے والدین ہونے مین بھی شک کرتے فی الحقیقت حسن ظن اصلاح تمدن کیلئے ایک بڑی دولت تھی مگر افسوس ہے کہ اسکو زمانہ کی رفتار اور مکارون کی خودغرضیون نے خاک مین ملا دیا - ہر زمانہ کے بدمعاشون کی کارروائیان اور حسن ظن کرنیوالون کی تباہیون نے مسلمانون کو عبرت کا سبق پڑھایا جس سے وہ الحزم سوء الظن پر عمل کرنے لگے - اور اسکی تو خود مرزا صاحب بھی اجازت دیتے ہین چنانچہ اسی صفحہ مین لکھا ہے نیک ظنی انسان مین فطرتی قوت ہے اور جبتک کوئی وجہ بدگمانی کی پیدا نہ ہو

اس قوت کو استعمال مین لانا انسان کا طبعی خاصہ ہے - اس سے ظاہر ہے کہ جب کوئی وجہ بدگمانی کی پیدا ہو جاے تو پھر نیک ظنی استعمال مین نہ لانا چاہیے - اب دیکھیے کہ مرزا صاحب نے مسلمانون کو بدگمانی کے کیسے کیسے موقع دے ہین -

جس طرح اور لوگون نے نبوت مہدویت قائمیت شاہدیت کسفیت اور ولایت وغیرہ کے جھوٹے دعوی کر کے دنیوی وجاہت حاصل کی اور اپنی اغراض پورے کئے مرزا صاحب بھی کر رہے ہین - انہون نے تو ایک ہی ایک دعوی کیا تہا مرزا صاحب ایک دعوی پر قانع نہین بلکہ فرماتے ہین کہ مین مجدد ہون - محدث ہون امام زمان ہون - مہدی موعود ہون - عیسی موعود ہون - خلیفۃ اللہ ہون - حارث حراث ہون - نبی ہون - رسول اللہ ہون - خدا کی اولاد کے برابر ہون - تمام انبیا کا مثیل وہمسر ہون - بلکہ افضل ہون - کن فیکون کا اقتدار رکہتا ہون - مجہپر بھی وحی آتی ہے - خدا اپنے چہرہ سے پردہ اٹہا کر میرے ساتھ باتین کرتا ہے میرے معجزات انبیا کے معجزات سے بڑہکر ہین - میری رسالت اور نبوت کا منکر اور میرے قول وفعل پر اعتراض کرنیوالا کافر ہے وغیرہ وغیرہ - پہر ان دعوون سے اسقدر دنیوی وجاہت حاصل کی کہ اقسام کے چندے کر کے لاکہون روپیہ حاصل کئے اور کر رہے ہین -

اب اور سنئے تفسیر وحدیث کی توہین کر کے انکو ساقط الاعتبار کر دیا قرآن مین اقسام کی تحریفات وتصرفات والحاد کئے - انبیا کے الہامات کو جھوٹے کہا اور انبیاے اولوالعزم جیسے ابراہیم - موسی اور عیسی علیہم السلام کو ساحر بتایا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل خاصہ مین جو آیتین نازل ہوین انکو الہام کے ذریعے

اپنے پرچسپان کرلیا۔ جیسے انا اعطیناك الکوثر۔ انا فتحنا لك فتحا مبینا۔ لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر۔ وما ارسلناك الا رحمة للعالمین۔ سبحان الذی اسری بعبده لیلا۔ دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی۔ یریدون ان یطفؤا نور الله۔ الم نشرح لك صدرك۔ لا تخف انك انت الاعلی۔ کنتم خیر امة اخرجت للناس انی فضلتك علی العالمین۔ اذا جاء نصر الله۔ رفعنا لك ذکرك۔ انك علی صراط مستقیم وجیها فی الدنیا والاخرة ومن المقربین۔ الیس الله بکاف عبده۔ محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم۔ وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم۔ ولقد لبثت فیکم عمرا من قبله افلا تعقلون۔ جئنا بك علی هولاء شهیدا واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی۔ قل یا ایها الکافرون لا اعبد ما تعبدون۔ قل اعوذ برب الفلق۔ قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله والله متم نوره۔ تمت کلمة ربك وغیرہ جو براہین احمدیہ مین مذکور ہین۔ اور جو آیات واحادیث ان کے مقصود کے معارض ہین ان پر سخت حملے کرے۔

اہل اسلام اپنے اپنے ایمان کے مدارج کے موافق خود ہی فیصلہ کر سکتے ہین کہ کیا اب بھی مرزا صاحب کے ساتھ حسن ظن کیا جاوے۔